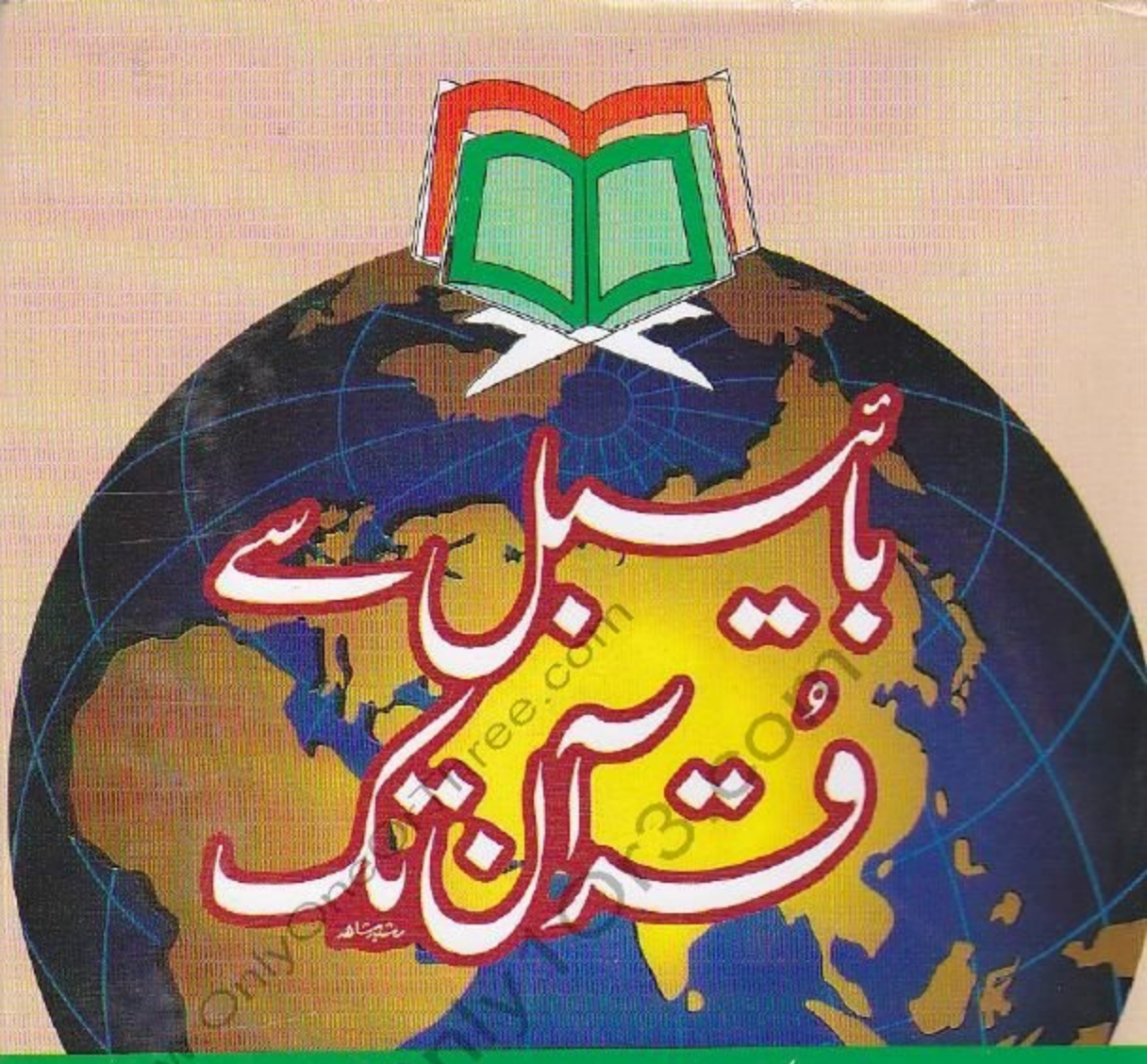

بائبل سے قرآن تک

اظہار الحق کا اردو ترجمہ اور شرح و تحقیق

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا

بائبل سے قرآن تک

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی شہرۂ آفاق تالیف

"اظہار الحق"

کا اردو ترجمہ اور شرح و تحقیق

جلد اوّل

www.OnlyOneOrg.com
Only 1

ترجمہ
مولانا اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سابق استاذ حدیث دارالعلوم کراچی

شرح و تحشیہ
محمد تقی عثمانی
استاذ دارالعلوم کراچی

مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح و تحقیق

زیر نگرانی:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

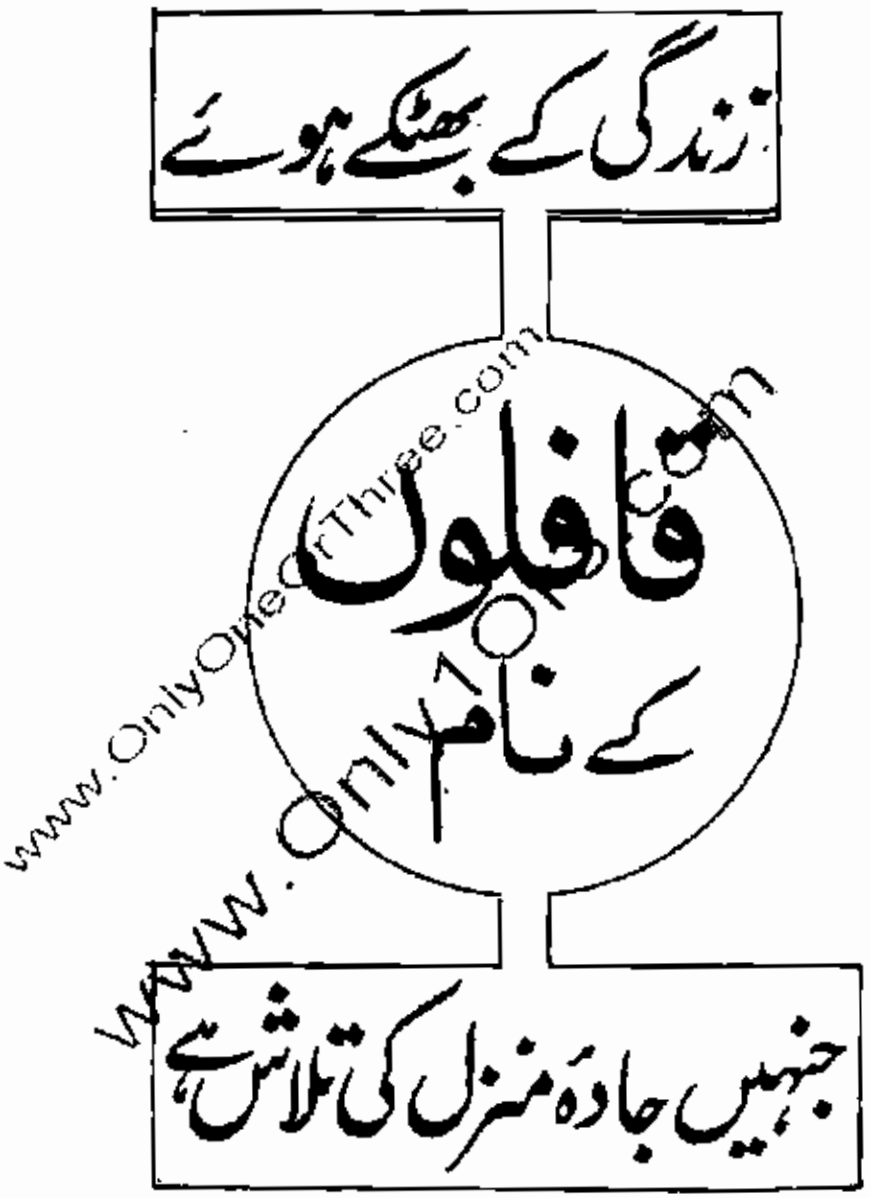

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمد و ثنا

صرف اس ذات بے ہمتا کو سجتی ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کی ہر شئے کو عدم کی اندھیریوں سے نکال کر وجود کی جلوہ گاہ میں لا کھڑا کیا، رنگ و بُو کی اس کائنات کا ہر ذرّہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ وہ ہے اور ایک ہے۔! ؎

اس آئینہ خانے میں سبھی عکس ہیں تیرے
اس آئینہ خانے میں تو یکتا ہی رہے گا

www.OnlyOneOrThree.com
اور
www.Only1Or3.com

درود و سلام

اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے ظلم و جہالت میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔ جنہوں نے باطل کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں حق کی پُرنور مشعلیں روشن فرمائیں اور دنیا کے ظلمت کدوں میں اُجالا کر دیا۔! ؎

چھوٹا جو سینۂ شبِ تار الست سے
اس نورِ اوّلیں کا اُجالا تمہیں تو ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین مقدمہ شارح

مضمون	صفحہ
پیش لفظ، حضرت مولانا [illegible] صاحب دامت برکاتہم	۱۷
حرف آغاز، محمد تقی عثمانی	۳۳
مقدمہ شارح	۳۷
عیسائیت پر ایک تحقیقی نظر، محمد تقی عثمانی	
پہلا باب	۴۱
عیسائیت کیا ہے؟	//
عیسائی مذہب میں خدا کا تصور	۴۳
عقیدۂ تثلیث	//
توحید فی التثلیث	۴۴
باپ، بیٹا اور روح القدس	۴۷
تین اور ایک کا اتحاد	۴۸
متشابہات کی حقیقت	۵۱

مضمون	صفحہ
عقیدۂ تثلیث کے عقلی دلائل	۵۳
حضرت مسیح کے بارے میں عیسائی عقائد	۵۸
عقیدۂ حلول و اتحاد	۵۹
اور جمہور نے حضرت مسیح کو خدا ماننے سے انکار کر دیا	۶۲
نسطوری فرقہ	۶۴
یعقوبی فرقہ	۶۶
آخری تاویل	۶۷
عقیدۂ مصلوبیت اور نشانِ صلیب	۶۹
عقیدۂ حیاتِ ثانیہ	۷۱
عقیدۂ کفارہ اور اس کی اہمیت	۷۱
اس عقیدے کے منکر	۸۰
عبادات اور رسمیں	۸۲
حمد خوانی	۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
بپتسمہ	۸۴
عشاء ربانی	۸۵
بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک خاکہ	۸۷
تاریخ عیسائیت	۸۷
حضرت عیسیٰؑ کی تشریف آوری	۹۰
دورِ ابتلاء	۹۱
قسطنطین اعظم	۹۲
قسطنطین سے گریگوری تک	۹۳
تاریک زمانہ	۹۳
تسخیر دلہا وسطی	۹۴
نفاقِ عظیم	۹۵
صلیبی جنگیں	۹۶
پاپائیت کی بدعنوانیاں	۹۶
اصلاح کی ناکام کوششیں	۹۷
عہد اصلاح اور پروٹسٹنٹ فرقہ	۹۸
عقلیت کا زمانہ	۹۹
تجدد کی تحریک	۱۰۰
احیاء کی تحریک	۱۰۱
دوسرا باب	۱۰۳
عیسائیت کا بانی کون ہے؟	۱۰۳
پولس کا تعارف	۱۰۳
حضرت عیسیٰؑ اور پولس	۱۰۶

مضمون	صفحہ
تثلیث اور حلول کا عقیدہ کہاں سے آیا؟	۱۰۶
ہارنیک کی تصریحات	۱۰۹
حضرت مسیح حواریوں کی نظر میں	۱۱۳
انجیل یوحنا کی اہمیت	۱۱۶
نتائج	۱۳۵
عقیدۂ کفارہ کی اصلیت	۱۲۷
قربانی پر عمل کا حکم	۱۳۲
عشاء ربانی کی اصلیت	۱۴
شراب کا حکم	۱۳۵
تاریخی شواہد	۱۳۵
عرب کا سفر	۱۳۶
پولس کے ساتھ حواریوں کا طرز عمل	۱۳۹
برنباس اور برنباس	۱۴۰
برنباس کی انجیل کی حقیقت	۱۴۲
گلتیوں کے نام پولس کا خط	۱۵۲
تاریخ بحث	۱۵۷
جدائی کے بعد	۱۵۸
انجیل برناباس	۱۵۹
پولس اور پطرس	۱۶۰
پطرس کے خطوط	۱۶۲
پولس اور یعقوب	۱۶۵
پولس اور یوحنا	۱۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
قرآن اور دوسرے عجائب	۱۶۸
نتائج بحث	۱۶۹
پوپ کے مخالفین	۱۷۰
آخری زمانے میں	۱۷۳
——— تیسرا باب ———	
سوانح حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ	۱۷۹
مولاناؒ کے آباء واجداد	۱۸۰
ابتدائی حالات	۱۸۱
تدریس	۱۸۳
گھریلو حالات	۱۸۴
ردِّ عیسائیت کی خدمات	۱۸۵
فادر سے مناظرہ	۱۸۹
مناظرے کا پہلا دن	۱۹۶
مناظرے کا دوسرا دن	۱۹۳
جہاز ۱۸۵۷ء	۱۹۴
ہجرت	۱۹۸
جائداد کی ضبطی	۱۹۹

مضمون	صفحہ
بیت اللہ میں	۲۰۰
قسطنطنیہ کا پہلا سفر	۲۰۱
اظہار الحق کی تصنیف	۲۰۲
مدرسہ صولتیہ کا قیام	۲۰۳
قسطنطنیہ کا دوسرا سفر	۲۰۵
تیسرا سفر	۲۰۸
سماجی خدمات	۲۰۹
وفات	۲۱۱
تصانیف	۲۱۲
اظہار الحق کا تعارف	۲۱۴
اظہار الحق پر تبصرے	۲۱۵
ہندین ٹائمز	۲۱۵
شیخ احمد جی زادہؒ	۲۱۵
[illegible]	۲۱۶
رشید رضا مصریؒ	۲۱۷
ممتاز الدسوقی	۲۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

"اظہار الحق"

جلد اوّل

(جو عنوان قوسین میں لکھے گئے ہیں ان سے حاشیہ کی بحثوں کی طرف اشارہ ہے)

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خطبۂ کتاب	۲۱۹	علمائے پروٹسٹنٹ کی شیطانیوں پر	۲۳۹
پیش لفظ مصنف	۲۲۱	[illegible]	
		میزان الحق کے اقوال	۲۴۳
مقدمہ		حل الاشکال کے [illegible]	۲۷۱
کتاب سے متعلق چند باتیں	۲۲۷	عیسائی علماء کی دوسری عادت	۲۸۱
		تیسری عادت اور اس کے شواہد	۲۹۰
کتاب کے اہم مآخذ	۲۲۹	علی بن حسین واقدؒ کا ایک واقعہ	۲۹۹
عیسائی لٹریچر میں مخالف کے لئے نازیبا	—	بسم اللہ سے تثلیث پر استدلال اور اس کا جواب	۲۹۹
الفاظ۔	۲۳۲		
یورپی علماء کے اقوال نقل کرنے کی وجہ	۲۳۸	بحث کتب کے حوالوں کے بارے میں	۳۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
پہلا باب	
بائبل کیا ہے؟	۳۰۳
پہلی فصل	
عہد قدیم و جدید	۳۰۵
عہد قدیم کی پہلی قسم (یعنی متفقہ کتابیں	۳۰۶
(ان کتابوں کا مختصر تعارف)	۳۰۶
عہد عتیق کی دوسری قسم (اختلافی کتابیں)	۳۱۴
عہد جدید کی متفقہ کتابیں	۳۱۵
(ان کتابوں کا مختصر تعارف)	۳۱۶
عہد جدید کی دوسری قسم (اختلافی کتابیں)	۳۱۸
کتابوں کی تحقیق کے لئے عیسائی علماء کی مجلسیں۔	۳۱۹
اسلام کے فیصلوں سے پروٹسٹنٹ فرقہ کی بغاوت،	۳۲۱
ان کتابوں میں سے کوئی مستند نہیں	۳۲۳
موجودہ توراۃ حضرت موسیٰ کی نہیں،	۳۲۵
اس کے دس دلائل،	

مضمون	صفحہ
بنی اسرائیل کی مردم شماری میں غلطی	۳۳۵
کتاب یشوع کی اصلیت	۳۳۹
کتاب قضاۃ کی حیثیت	۳۴۴
کتاب روت کا حال	۳۴۴
کتاب یحییاہ کا حال	۳۴۵
کتاب ایوب	۳۴۵
کتاب زبور	۳۴۶
امثال سلیمان	۳۴۹
کتاب واعظ	۳۵۲
غزل الغزلات	۳۵۳
کتاب ایوب	۳۵۳
کتاب آسر	۳۵۴
کتاب یرمیاہ	۳۵۴
کتاب اشعیاء	۳۵۵
اناجیل اربعہ کی اصلیت	۳۵۶
انجیل متی، لوقا و مرقس	۳۵۶
انجیل یوحنا مستند نہیں،	۳۵۸
خطوط و مشاہدات	۳۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
کتب مقدسہ کی حیثیت قوانین و انتظامات کی سی ہے،	۳۷۱
دوسری فصل	
بائبل اختلافات سے لبریز ہے،	۳۷۳
تین اختلافات	۳۷۳
چوتھا اختلاف، اور [illegible] کا اعتراف	۳۷۴
پانچ برس یا بیالیس برس؛ اختلاف نمبر ۷	۳۷۵
اٹھہ یا اٹھارہ؛ اختلاف نمبر ۸	۳۷۶
نواں اختلاف اور عیسائی علماء کا اعتراف	"
کیا مصریوں کے سب چوپائے مرگئے تھے؛ اختلاف نمبر ۱۳	۳۷۸
حضرت نوحؑ کی کشتی کب ٹھہری؛ اختلاف نمبر ۱۴	۳۷۹
سموئیل اور تواریخ کا شدید اختلاف	۳۸۰
چالیس ہزار یا چار ہزار؛ اختلاف نمبر ۲۳	۳۸۱
نشور بیل پاگلڑیاں؛ اختلاف نمبر ۲۴	۳۸۲
بیس یا پچیس؛ اختلاف نمبر ۳۶	۳۸۳
اختلاف نمبر ۳۷ اور تحریف کا مشورہ	۳۸۳
بعشا کا یہوداہ پر حملہ، اختلاف نمبر ۳۸	۳۸۴
حضرت سلیمانؑ کے نصب دار، اختلاف نمبر ۴۰	۳۸۵
دو ہزار بت یا تین ہزار شکے؛ اختلاف نمبر ۴۱	۳۸۶
بابل کی قید سے رہا ہونے والے، اختلاف نمبر ۴۲	"
ایاہ کی ماں کون تھی؛ اختلاف نمبر ۴۳	۳۸۸
اخیاہ یا شیطان؛ اختلاف نمبر ۴۵	۳۸۹
حضرت مسیحؑ کے نسب میں شدید اختلاف	۳۹۰
ولادت مسیحؑ کے بعد؛ اختلاف نمبر ۵۳	۳۹۸
بابل متی اور لوقا کے زمانہ میں شہر نہ تھی	"
یا ہیرودیس حضرت مسیحؑ کا دشمن تھا؛	۳۹۹
بائبل کی رو سے حضرت عیسیٰؑ مسیح موعود ثابت نہیں ہوتے	
ایلیا کون تھا؛ اختلاف نمبر ۵۹	۴۰۲
لڑکی کو زندہ کیا یا شفا دی؛ اختلاف نمبر ۶۰	۴۱۱
حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ کو کب پہچانا؛ اختلاف نمبر ۸۰	۴۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
حضرت عیسیٰؑ نے کتنوں کو شفاء دی؟	۴۱۴
اختلاف نمبر ۸۱	
(انجیل کا غیر محتاط مبالغہ آرائی)	۴۱۵
پطرس کا انکار، اختلاف نمبر ۸۴	۴۱۷
مُردوں کو زندہ کرنا، اختلاف نمبر ۸۹	۴۲۱
حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثانیہ، اختلاف نمبر ۹۰	۴۲۴
ایک شخص دو سور کے گناہ اٹھائے گا!	۴۲۵
اختلاف نمبر ۹۲	
پرتس کے عیسائی ہونے کا واقعہ	۴۲۶
اختلاف نمبر ۹۴	
حضرت یوسفؑ کے خاندان کی تعداد	۴۲۹
اختلاف نمبر ۹۸	
امن و سلامتی یا جنگ و پیکار؟ اختلاف نمبر ۹۹	۴۲۹
یہوداہ اسکریوتی کی موت، اختلاف نمبر ۱۰۰	۴۳۰
کفارہ کون؟ اختلاف نمبر ۱۰۱	۴۳۲
صلیب پر لٹکائے جانے کے اعلان کی عبارت	۴۳۳
اختلاف نمبر ۱۰۳	
حضرت یحییٰؑ کی گرفتاری کا سبب،	۴۳۴
اختلاف نمبر ۱۰۵	
بارہ حواریوں کے نام، اختلاف نمبر ۱۰۹	۴۳۴
اعظم الحواریین یا شیطان؟ اختلاف نمبر ۱۰۸	۴۳۵
سر پر طمانچے مارنے کا واقعہ، اختلاف نمبر ۱۱۲	۴۳۸
عشائے ربانی کا واقعہ، اختلاف نمبر ۱۱۵	۴۴۲
(عید فصح اور عشاء ربانی)	
صوبیدار کے غلام کو شفاء دینا،	۴۴۶
اختلاف نمبر ۱۱۸	
تجلی کا واقعہ، اختلاف نمبر ۱۱۹	۴۴۶
پانی پر چلنے کا واقعہ، اختلاف نمبر ۱۲۰	۴۴۷
حضرت عیسیٰؑ کی پکار، اختلاف نمبر ۱۲۲	۴۴۸
تیسری فصل	
بائبل کی غلطیاں	۴۵۱
بیت المقدس کے سامنے کھڑے ہونے کی	۴۵۱
اونچائی، غلطی نمبر ۸	
بنی بنیامین کی سرحدیں، غلطی نمبر ۹	۴۵۲
چودھویں غلطی اور کھلی تحریف	۴۵۴
یہوکیم قید ہوا یا متوکل؟ غلطی نمبر ۱۰	۴۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
افرائیم پر شاہ اسور کا حملہ، غلطی نمبر ۲۲	۴۵۷
حضرت آدمؑ کو درخت کی ممانعت، غلطی نمبر ۲۳	۴۵۸
یہودیوں کی جلاوطنی، غلطی نمبر ۲۶	۴۵۹
صور کی تباہی کی غلط پیشگوئی، غلطی نمبر ۲۹	۴۶۳
ایک اور غلط پیشگوئی، غلطی نمبر ۳۰	۴۶۵
کتاب دانیال کی غلط پیشگوئی، غلطی نمبر ۳۲	۴۷۱
بنی اسرائیل کو محفوظ رکھنے کا وعدہ، غلطی نمبر ۳۳	۴۷۵
حضرت داؤدؑ کی نسل میں سلطنت، غلطی نمبر ۳۵	۴۷۶
کوے یا عرب! غلطی نمبر ۳۶	۴۷۸
ہیکل سلیمانی کی تعمیر، غلطی نمبر ۳۷	۴۸۳
حضرت مسیحؑ کا نسب نامہ، غلطی نمبر ۳۸	۴۸۴
نسب نامے کی چار غلطیاں (کھلی تحریف)	۴۸۵
	″
حضرت شعیاہؑ کی پیشگوئی اور لفظ عذرا کی تحقیق، غلطی نمبر ۵۰	۴۹۱
حضرت یحییٰؑ کی تشریف آوری، غلطی نمبر ۵۵	۴۹۸
ہیرودیا کا شوہر، غلطی نمبر ۵۶	۴۹۹

مضمون	صفحہ
سولی کے وقت زمین کی سالمیت، غلطی نمبر ۵۹	۵۰۰
حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثانیہ، غلطی نمبر ۶۰	۵۰۳
نزول عیسیٰؑ کی پیشگوئی، غلطی نمبر ۶۳	۵۰۵
بارہ حواری نجات یافتہ! غلطی نمبر ۸۲	۵۱۴
آسمان کا کھلنا اور فرشتوں کا نزول، غلطی نمبر ۸۳	″
کیا حضرت مسیحؑ کے سوا کوئی آسمان پر نہیں گیا؟	۵۱۵
عیسائیوں کی کرامتیں، غلطی نمبر ۸۵	″
شیطان لوتھر پر غالب آگیا،	۵۱۷
کانوں کی شرارت اور اس کا انجام	۵۱۸
[illegible] سے پہلے روم شاہی، غلطی نمبر ۸۹	۵۲۱
حضرت داؤدؑ کا خدا کی روٹیاں کھانا، غلطی نمبر ۹۲	۵۲۴
حواری غلطی نہیں کر سکتے، غلطی نمبر ۹۸	۵۲۵
دیوانے کو شفاء دینے کا واقعہ، غلطی نمبر ۱۰۵	۵۲۸
شاگرد اُستاد سے نہیں بڑھ سکتا، غلطی نمبر ۱۰۷	۵۳۰
ماں باپ کی عزت یا دشمنی! غلطی نمبر ۱۰۸	″

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
چوتھی فصل	
بائبل الہامی نہیں ہے!	۵۳۷
اختلافات کی کثرت	〃
اغلاط کی کثرت	۵۳۸
تحریفات کی کثرت	〃
عیسائیوں کا اعتراف	〃
ہورن کا اعتراف	۵۴۰
الگزینڈر کا اعتراف	۵۴۲
انسائیکلوپیڈیا کا اعتراف	〃
رکس کی تحقیق	۵۴۳
واٹسن کا قول	۵۴۶
ہاسو برٹیا فان کا اعتراف	۵۴۹
توراۃ کے بارے میں عیسائیوں کا اعتراف	۵۵۱
یعقوب کا خط اور مکاشفہ یوحنا	۵۵۴

مضمون	صفحہ
کلی می شیس کا اعتراف	۵۵۵
پیلی کا اعتراف	۵۵۵
ایکہارن اور جرمنی علماء کا اعتراف	۵۶۳
بائبل کے بارے میں مسلمانوں کے عقائد	۵۷۲
امام رازیؒ کا قول	۵۸۰
امام قسطلانیؒ کا ارشاد	۵۸۰
علامہ تستریؒ کی رائے	۵۸۲
صاحب کشف الظنون	۵۸۴
(مرقبونی اور مانوی فرقے)	
دو مغالطے اور ان کا جواب	۵۸۶
کلیمنس کے خط کی عبارت	۵۹۰
اس خط اور ان کی حقیقت	۵۹۸
انجیل برنباس کے بعد لکھی گئی	۶۰۸
برنباس نے انجیل لوقا کو رد کیا	۶۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ حوالوں سے متعلق

(۱) مقدمہ مصادر حواشی میں بائبل کی کتابوں کا حوالہ اس طرح دیا گیا ہے کہ پہلے باب کا نمبر دیا گیا اور اس کے سامنے آیات کا، مثلاً ۱۳ : ۸ استثنا کا مطلب ہے کتاب استثنا کے تیرہویں باب کی آٹھویں آیت، اسی طرح ۱۳ کا مطلب بھی یہی ہوگا۔

(۲) حواشی یا مقدمے میں جہاں کہیں اس کتاب کی جلد دوم یا سوم کے صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں سلسلہ وار صفحات کے نمبر مراد ہیں جو دوسری اور تیسری جلد میں صفحے کے نیچے ڈالے گئے ہیں۔

(۳) تیسری جلد کے آخر میں پوری کتاب کا مکمل اشاریہ (INDEX) شامل ہے، اور جن ناموں کا تعارف حواشی میں کرایا گیا ہے ان کے ساتھ متعلقہ صفحے کے اعداد کی علامت بنا دی گئی ہے، لہٰذا اگر کتاب میں کسی جگہ کسی نام کا تعارف نہ ملے تو اشاریہ کی طرف رجوع فرمائیں، ہو سکتا ہے کہ اس کا تعارف دوسری جگہ کرایا گیا ہو۔

(۴) تیسری جلد میں اشاریہ کے علاوہ اُن اصطلاحات کی بھی مکمل فہرست دی گئی ہے جن کی تشریح مقدمے یا حواشی میں موجود ہے، لہٰذا اگر کتاب میں استعمال ہونے والی کسی اصطلاح کی تعریف دیکھنی ہو تو اس فہرست کی طرف رجوع فرمائیے۔

(۵) بائبل کے جن نسخوں کا حوالہ دیا گیا ہے اُن کی تفصیل حرفِ آغاز میں دیکھئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، صدر دارالعلوم کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

چند سالوں سے عالم اسلام ایک بار پھر عیسائی مشنریوں کا خاص ہدف بنا ہوا ہے، خاص طور سے پاک و ہند کے علاقے میں ان کی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں، گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں ان کا گرا کن لٹریچر بڑے بڑے بجٹ کے ساتھ پھیل رہا ہے، دوسری کیتھولک چرچ نے اپنی ۱۹۵۷-۵۸ء کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ

"مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں سب سے بڑا شاندار کامیابی پاکستان میں حاصل ہوئی ہے"

اس کے بعد سے ہمارے یہاں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ وہ صرف اپنے مذہب کی تبلیغ پر اکتفا نہیں کرتیں، بلکہ رسالتمآب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور قرآن اور اسلام کے خلاف تمسخر آمیز گھناؤنے کلمات استعمال کرتے ہوئے بھی نہیں ہچکچاتیں!...

کلیساؤں سے زیادہ ان کے مشنری اسکول اور مشنری ہسپتال اس کام کے لئے وقف ہیں،

اگر مسلمان عیسائی مذہب کی اصل حقیقت سے واقف ہوتے تو یہ صورت حال چنداں تشویشناک نہ تھی، عیسائی حضرات کو خود بخود یہ معلوم ہو جاتا کہ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر برسانے کا انجام کیا ہوتا ہے؟ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے نہ صرف عوام بلکہ تعلیم یافتہ حضرات بھی اسلام اور عیسائیت دونوں کی تعلیمات سے بڑی حد تک بے خبر ہیں، اور عیسائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات کی طرف سے جو باتیں پیش کی جاتی ہیں وہ ان کی حقیقت سے ناواقف رہتے ہیں،

ان حالات میں اس بات کی ضرورت عرصے سے محسوس کی جارہی تھی کہ عیسائیت کے بارے میں ایسا لٹریچر زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے جو عیسائی مذہب کے صحیح خدوخال سے لوگوں کو واقف کرا سکے، اور جس کے ذریعہ ایک حقیقت پسند انسان اسلام اور عیسائیت کا منصفانہ موازنہ کرکے اپنی راہ عمل علیٰ وجہ البصیرۃ متعین کرسکے، لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ!

آج سے کم و بیش ستّر سال پہلے بھی ہندوستان پر عیسائی مشنریوں کا طوفان مسلط ہوا تھا، اُس وقت یہ طوفان آج سے کہیں زیادہ شدید تھا، کیونکہ اس کو توپ اور بندوق کی پشت پناہی بھی حاصل تھی، اُس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کی مقاومت کیلئے علماء حق کی ایک بڑی جماعت کو کھڑا کر دیا تھا جس نے اپنی جان پر کھیل کر اس فتنے کا مقابلہ کیا، اور دلیل و حجت کے ہر میدان میں عیسائیت کو شکست فاش دیکر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ہر زمانہ اور ہر وقت کے ہر چیلنج کو قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے،

ان علمائے حق میں سے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی (متوفی ۱۳۰۸ھ) جناب ڈاکٹر وزیر خان صاحب مرحوم، مولانا سید آل حسن (متوفی ۱۳۳۱ھ) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (متوفی ۱۲۹۷ھ)، مولانا رشید احمد صاحب صدیقی (متوفی ۱۳۲۳ھ)، مولانا محمد علی صاحب مونگیری (متوفی ۱۳۲۷ھ)، مولانا سید امیر حسن، مولانا سید عبد الباری صاحب (متوفی ۱۳۴۳ھ) مولانا سید ابو المنصور نامی صاحب (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے اسمائے گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں،

اردو کے مشہور شاعر جناب سید الطاف حسین صاحب حالی ان حالات کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

"ہندوستان میں اسلام خطروں میں گھرا ہوا تھا، ایک طرف مشنری گھات میں لگے ہوئے تھے اگرچہ قحط کے دنوں میں ان کو روٹی کا ٹکڑا پیٹ بھر اوّل جاتا تھا، مگر وہ اس پر قانع نہ تھے، ہمیشہ صید فربہ کی تلاش میں پھرتے تھے، ہندوستان میں سب سے زیادہ مائنت ان کا مسلمانوں پر تھا، اس لئے اُن کے مناظروں میں، اُن کے اخباروں اور اُن کے رسالوں میں زیادہ تر بوچھار اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہوتی تھی، اسلام کی تعلیم کی طرح طرح سے بدتبیاں ظاہر کرتے تھے، بانی اسلام کے اخلاق و عادات پر ناروا اقسام کی نکتہ چینیاں کرتے تھے، چنانچہ بہت سے مسلمان کچھ تو واقفیت اور بے علمی کے سبب اور اکثر افلاس کے سبب ان کے دام میں آ گئے، اس خطرہ سے بلاشبہ علمائے اسلام (شکر اللہ مساعیہم) جیسے مولانا آل حسن، مولانا رحمت اللہ مرحوم اور ڈاکٹر وزیر خاں وغیرہ متنبہ ہوئے، انھوں نے متعدد کتابیں لکھیں اور ان سے بالشافہ مناظرے کئے، جس سے یقیناً مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

(بحوالہ فرنگیوں کا جال ص ۱۲۲)

ان حضرات نے بغیر کسی ظاہری امداد کے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کیا ہوا تھا، اور حکومت کی نگاہوں میں بلکہ انتظامیوں کی طرح کھٹکنے کے باوجود اپنی انتھک کاوشوں سے ہندوستان کے طول و عرض میں عیسائی مشنریوں کا ناطقہ بند کرنے کے لئے سرفروش علماء کی ایک بڑی جماعت پیدا کر لی تھی، جو ہر علاقے میں عیسائی پادریوں کی راہ میں سدِ سکندری بنے ہوئے تھے، اس کامیابی کا اندازہ خود عیسائی حضرات کی بعض تحریروں سے ہوتا ہے، پادری فرنچ انچارج ضلع ملتان لکھتے ہیں:

"ملتان کے ملا، سید اور مخدوم ہماری ہر بات کے لئے کوشش کرتے تھے کہ خدا کی روشنی (؟) کو داخل نہ ہونے دیں، یہ دو مشہور شخصوں یعنی مولوی رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان کا جنھوں نے اسلام کا طرفدار ہو کر ڈاکٹر فنڈر سے مباحثہ کیا تھا۔" (عیسائی علمبردار، ص ۱۰۴)

دہلی مشن کے انچارج مسٹر لیفرائے کی رپورٹ میں ہے:

"ایک قصبہ سے پہر کے وقت بازار میں منادی کے لئے گیا، اور رات ہو گئی، کیونکہ بحث چھڑ گئی، ایک مسلمان مولوی (مولانا اشرف الحق) نے بائبل کے اختلاف بیان پر اعتراض کیا اور حوالے ڈھونڈنے لگا، بازاری لیمپ کی روشنی نہایت مدھم تھی، کہنے لگا روشنی کم ہے، کھلا نہیں پڑھا جاتا، لیفرائے نے کہا اگر یہاں روشنی کم ہے تو گیوں ایسی جگہ بحث نہیں کرتے جہاں روشنی کا انتظام ہو سکے، اس پر یہ فیصلہ ہوا کہ مسجد کے اندر بحث ہو، یوں لیفرائے ... مسجد وں کے اندر جا کر انجیل کی بشارت دینے لگا، بازاری منادی میں اب لیفرائے کی سخت مخالفت ہوئی، بالخصوص ایک نابینا مولوی لیفرائے کا پیچھا نہ چھوڑتا۔"

(عیسائی علمبردار، بحوالہ فرنگیوں کا جال، ص ۱۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشاور کے علماء کی جدوجہد کا حال عیسائی اس طرح بیان کرتے ہیں:

"مسلمان ملا ہر وقت اس کوشش میں رہتے کہ کسی نہ کسی طرح بازاری مناظرہ ہو، یہاں تک آخر وہاں ملا نے آنا شروع کر دیا اور اسلام پر وعظ کہنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس طرح دق کرتے تھے (صلیب کے علمبردار بحوالہ مذکور)

اس کے علاوہ رانچی، پٹنہ، بنارس، ہنم کنڈہ، گلبرگہ، شعلہ پور، احمد نگر، حیدرآباد دکن، غرض جہاں جہاں عیسائی مشنریاں زور پکڑتیں علماء کی یہ مقدس جماعت ہر ممکن طریقے سے ان کی مدافعت کرتی، زبانی تقریروں اور مباحثوں کے علاوہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی ان حضرات نے گراں قدر یادگاریں چھوڑیں، ردِ عیسائیت ہی کو اپنا اصل موضوع بنا کر بیسیوں سے اخبارات اور رسائل جاری کئے، مغربی اقتدار کے بعد ہفت روزہ "اردو اخبار" (دہلی ۱۸۳۷ء) اسی مقصد کے تحت جاری ہوا تھا کہ انگریزوں اور عیسائی مشنریوں کی اصل حقیقت کو واشگاف کرے، اور اسی جرم کی سزا میں اس کے اڈیٹر مولانا باقر علی صاحب کو پھانسی دے کر شہید کیا گیا، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

اس اخبار کے علاوہ "سید الاخبار" (دہلی ۱۸۳۸ء)، "سراج الاخبار" (دہلی ۱۸۴۱ء)، "قطب الاخبار" (آگرہ)، "نور علی نور" (لدھیانہ)، "امین الاخبار" (الہ آباد)، "پنجاب اخبار" (لاہور)، "رہبر ہند" (لاہور)، "ناصر الاخبار" (دہلی)، "مہر درخشاں" (لکھنؤ)، "المستمر" (دہلی)، "محب ہند" (کلکتہ)، "نور الاسلام" (سیالکوٹ ۱۹۰۰ء)، "مشور محمدی" (بمبئی ۱۳۰۶ھ)، بطور خاص قابل ذکر ہیں، نیز ماہنامہ "محسن" (حیدرآباد دکن ۱۸۸۹ء) اور "خیر الواعظین" (دہلی ۱۳۰۹ھ) وغیرہ رسالوں نے بھی اس خدمت میں نمایاں حصہ لیا،

ان حضرات نے عیسائیت کے موضوع پر جو علمی ورثہ اپنی تصانیف کی شکل میں چھوڑا ہے وہ بلاشبہ ہمارا گراں قدر سرمایہ ہے، اور اگر ہم اس کی ٹھیک ٹھیک حفاظت کر سکیں، تو عیسائی مذہب کے مقابلے کے لئے مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن موجودہ زمانے میں اس گراں قدر سرمایہ سے کما حقہ فائدہ اٹھانا عام مسلمانوں کے لئے چند در چند وجوہ کی بناء پر مشکل ہو گیا ہے، ان کی تو ان میں سے بیشتر کتابیں اب بالکل نایاب ہو چکی ہیں، اور کسی قیمت پر نہیں ملتیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اُن میں سے بہت سی کتابیں فارسی میں لکھی گئی ہیں، جو اُس وقت کی سرکاری زبان تھی، اور بعض کتابیں عربی میں بھی ہیں، تیسرے جو کتابیں اردو میں ہیں وہ بھی سو سال پہلے کی زبان میں لکھی گئی ہیں، جب کہ اردو اپنے عہد طفولیت میں تھی،

عیسائیت کے بڑھتے ہوئے فتنے کے پیش نظر کئی بار یہ خیال آیا کہ ان میں سے بعض کتابوں کو بعینہٖ یا ترجمہ کرکے شائع کیا جائے، جب انتخاب کا مرحلہ آیا تو "اظہار الحق" سے زیادہ موزوں کوئی کتاب نظر نہ آئی، حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی یہ عربی تصنیف اُن کی تمام عمر کی محنت اور کاوش کا نچوڑ ہے، اور بلاشبہ عیسائی مذہب پر سب سے زیادہ جامع، مستحکم، مدلل اور مبسوط کتاب ہے۔ دنیا کی چند زبانوں میں اس کے ترجمے ہوچکے ہیں اور اس نے پوری علمی دنیا سے زبردست خراج تحسین وصول کیا، اکابر کو بھی ہمیشہ اس کتاب کی تعریف میں رطب اللسان پایا،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دارالعلوم کے ایک محترم استاذ جناب مولانا اکبر علی صاحب کو اس کتاب کا ترجمہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا، موصوف نے مختصر مدت میں ترجمہ مکمل کردیا، لیکن اس کے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس کتاب کا صرف ترجمہ کافی نہیں، اس کتاب میں جن انجیلوں اور عیسائی مذہب کی کتابوں کے حوالے ہیں اور جن شخصیتوں کا ذکر ہے اُن حوالوں کی تحقیق و تنقید موجودہ زمانے کی انجیلوں اور کتابوں سے، اور شخصیتوں کا کچھ تعارف کرانا ضروری ہے، اس کے بغیر اس کتاب کی افادیت بہت ناقص رہے گی، اور اس کام کے لئے انگریزی کتابوں سے رجوع ناگزیر تھا،

اپنے دارالعلوم کے فضلاء میں برخوردار مولوی محمد تقی سلمہٗ مدرس دارالعلوم کراچی کو اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں بھی کافی مہارت حاصل ہے، اس لئے اب یہ کام ان کے سپرد کیا گیا، موصوف نے بڑی محنت و کاوش سے عیسائی لٹریچر کا گہرا مطالعہ کیا، اردو، فارسی، عربی، انگریزی زبانوں میں اس موضوع پر جو مواد فراہم ہوسکا اس کے ذریعہ اس کتاب کی تحقیق و تعلیق (ایڈٹ) کا کام بحمد اللہ بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا،

انھوں نے تقریباً چار سال کی عرق ریزی کے بعد صرف اس کی ترتیب تہذیب ہی نہیں کی، بلکہ اس پر تحقیقی حواشی کا اضافہ کرکے کتاب کی افادیت بہت بڑھادی، بائبل کی عبارتوں کی تخریج کرکے نسخوں کے اختلاف اور تازہ ترین تحریفات کو جمع کردیا، عیسائی اصطلاحات اور مشاہیر کا تعارف لکھ دیا، بہت سے مآخذ کی مراجعت کرکے ان کے مکمل حوالے دیدیئے، اور عصر حاضر میں عیسائی مذہب سے متعلق جو نئی تحقیقات ہوئی ہیں اُن کی طرف بھی اشارے کردیئے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ شروع میں ایک مبسوط مقدمہ لکھ دیا جو عیسائیت کے موضوع پر ایک مستقل تصنیف ہے اور اس میں عیسائیت کے مکمل تعارف کے علاوہ اس مذہب کے بانی کے بارے میں جو تحقیقی بحث چھیڑی گئی ہے، وہ ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے، امید ہے کہ صرف اس کو پڑھ کر بھی عیسائی مذہب کی اصل حقیقت سامنے آسکے گی، اس طرح یہ کتاب احقر کے نزدیک عیسائی مذہب کے بارے میں بالکل کافی وافی ہوگئی ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نافع اور لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے۔ آمین

اس کتاب میں عیسائیت کے مختلف پہلوؤں پر قابلِ قدر مواد کا جو ذخیرہ جمع ہوگیا ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی مدد سے چھوٹے چھوٹے رسائل عام فہم زبان و اسلوب اور عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ تیار کئے جائیں، کیونکہ جن حلقوں کو عیسائی مشنریوں نے اپنا خاص ہدف بنایا ہوا ہے، ان کے لئے اس ضخیم کتاب کا مطالعہ بہت مشکل ہے، ان کے لئے ابتداءً یہ مختصر رسالے ہی مفید ہوسکتے ہیں بشرطیکہ فہم بھی ہوں، اور جنھیں وہ مفت تقسیم میں پڑھ بھی سکیں،

زیرِ نظر کتاب کا مقصد عوام سے زیادہ اہلِ علم و فکر حضرات کو عیسائیت کی ٹھوس معلومات مہیا کرنا ہے تاکہ وہ جب بھی عیسائیت کا کوئی رخ کریں تو اس مذہب کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہوں، لہٰذا اب ہمارے اہلِ علم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ وقت کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھیں، اور دینِ حق کی خدمت کی سعادت حاصل کریں ــــ واللہ المستعان علیہ التکلان۔

بندہ محمد رفیع عفا اللہ عنہ

۸ محرم ۱۳۹۸ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

الحمد للہ، آج کتاب کے فریضے سے سبکدوش ہو رہا ہوں، اس کتاب کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے وقت میرا دل رونگٹا بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہے،

اظہار الحق بلاشبہ اُن کتابوں میں سے ہے جو صدیوں تک انسانیت کی رہنمائی کرتی ہے اور جن سے علم و تحقیق کی دنیا میں نئی راہیں کھلتی ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی پر اپنے فضل و رحمت کی بارشیں برسائے، یہ کتاب لکھ کر انھوں نے ملت اسلامیہ کو سربلند کر دیا، اور زندگی کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو حق و صواب کی منزل کا وہ راستہ دکھلا گئے، جس سے روگردانی کی جرأت سوائے اس کے کوئی نہیں کر سکتا جسے بھٹکنے ہی میں مزا آتا ہو،

عام طور سے ذہنوں میں تاثر یہ ہے کہ دینی علوم و فنون کے جس میدان میں ہمارے متقدمین جادہ پیما ہو گئے ہیں، بعد میں آنے والے تحقیق و تفتیش کے باوجود اُن کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے، یہ تاثر اپنی جگہ پر بالکل درست ہے لیکن حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے "اظہار الحق" تصنیف فرما کر اس علمی میں استثناء پیدا کیا ہے، "عیسائیت" وہ موضوع ہے جس پر اُن سے پہلے بہت سے علماء نے لکھا، متقدمین کی بہت سی جامع کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اظہار الحق ان سب پر بھاری ہے،

راقم الحروف نے عیسائیت کے موضوع پر علامہ ابن حزمؒ، علامہ عبدالکریم شہرستانیؒ اور علامہ ابن قیم جوزیہؒ کی تصانیف پڑھی ہیں، امام رازیؒ اور علامہ قرطبیؒ کی تحریروں کا مطالعہ کرنے کا بھی موقع ملا ہے، لیکن "اظہار الحق" کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ مصرعہ آجاتا ہے ؎

کہ شرق و غرب ہیں الاقوال الآخر

اس مستند کتاب نے علمی دنیا میں بلاشبہ ایک بلند مقام حاصل کیا، ترکی، فرانسیسی، انگریزی اور گجراتی میں اس کے ترجمے بار بار شائع ہوئے، اور انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا، لیکن ابھی تک اردو کا دامن اس متاع علمی سے سراپا خالی تھا، اور اردو داں اہل علم اس کمی کو شدت کے ساتھ محسوس کرتے تھے،

آج سے کم و بیش نو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا نور الحسن صاحب مدظلہم سابق ناظم اعلیٰ دارالعلوم کراچی کے دل میں اس کتاب کو اردو میں لانے کا داعیہ شدت کے ساتھ پیدا فرمایا، انھوں نے استاذ مکرم حضرت مولانا اکبر علی صاحب استاذ حدیث دارالعلوم کراچی سے فرمائش کی کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیں، چنانچہ انھوں نے میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کے ایماء پر اور ان کی نگرانی میں بنام حسن ہدایہ کام شروع کیا، مددگار کتابوں کے نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مولانا مدظلہم نے ترجمے میں محنت شاقہ اٹھائی، لیکن تقریباً چھ ماہ میں اسے مکمل کر لیا،

جس زمانے میں حضرت استاذ مکرم یہ ترجمہ کر رہے تھے، مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کتاب کی خدمت میں میرا بھی کوئی حصہ لگ سکے گا، لیکن جب ترجمہ تیار ہوا تو حضرت والد صاحب مدظلہم وغیرہ کی رائے یہ ہوئی کہ یہ کتاب چونکہ ایک صدی پہلے لکھی گئی تھی، اس لئے اس پر ترتیب و تحقیق کے مزید کام کی ضرورت ہے، تاکہ یہ موجودہ ذوق کے مطابق منظر عام پر آئے، اس غرض کے لئے مختلف حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا، لیکن کوئی صورت نہ بنی، اور کئی سال بیت گئے،

بالآخر قرعۂ فال ناچیز کے نام نکلا، آج سے ساڑھے تین سال پہلے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے احقر کو اس کام پر مامور فرمایا، اور ربیع الاول ۱۳۹۴ھ میں احقر نے اللہ کا نام لے کر اس کی ابتداء کی، شروع میں خیال تھا کہ اس کتاب کو عام رواج کے مطابق مرتب (edit) کرنا ہوگا، عنوانات قائم کرنے ہوں گے ترقیم (Punctuation) کرنی ہوگی، نسخوں کا مقابلہ کر کے تصحیح کرنی پڑیگی، آخر میں ایک اشاریہ مرتب کر دوں گا، اور بس، لیکن جب کام شروع کیا تو نئے نئے گوشے سامنے آنے لگے، بہت سی ایسی چیزوں کی ضرورت محسوس ہوئی جن کے بغیر اس کتاب کی افادیت موجودہ دور میں نہایت محدود ہو جاتی، میں نے اس کام کے تعارف کے لئے "اظہار الحق" کے کچھ اقتباسات اپنے ذیلی حواشی کے ساتھ بعض رسائل میں شائع کرائے، تو ملک و بیرون ملک سے میرے پاس خطوط کا تانتا بندھ گیا جن میں اس مفید کام پر مبارکباد دینے کے ساتھ بعض نہایت مفید مشورے دیئے گئے تھے، اس سے اندازہ ہوا کہ لوگوں میں اس ضرورت کا کتنا احساس ہے، اس سے میرا حوصلہ بڑھا، میں نے اس پر مزید محنت شروع کر دی، یوں یہ کام پھیلتا چلا گیا، اور جو کام چند ماہ میں مکمل کر لینے کے خیال سے شروع کیا تھا، اس میں پورے ساڑھے تین سال لگ گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے متن پر احقر نے مندرجہ ذیل کام کئے،

① — متن میں جہاں جہاں عربی بائبل کے حوالے آئے ہیں (اور یہ حوالے کتاب کا کم و بیش دو تہائی حصہ ہیں) وہاں حضرت مترجم مدظلہم نے مسودے میں ان کا خود ترجمہ کیا تھا، احقر نے تمام مقامات پر اس کی جگہ براہ راست بائبل کے اردو ترجمے کی عبارتیں لکھدی ہیں، تاکہ وہ پوری طرح سمجھ میں بھی آسکیں، اور عیسائی حضرات کے لئے زیادہ قابل اعتماد بھی ہوں،

② — لیکن چونکہ بائبل کے مختلف ایڈیشنوں میں عبارت کا بڑا تغیر ہوتا رہتا ہے، اس لئے میں نے اس بات کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ جہاں بائبل کا موجودہ اردو ترجمہ اس عبارت سے مختلف ہو جو اظہار الحق میں نقل کی گئی ہے، وہاں متن میں اظہار الحق کی عربی عبارت ہی کا ترجمہ کیا ہے اور اسے قوسین کے ذریعے ممتاز کر کے حاشیے پر اختلاف کی مکمل توضیح کر دی ہے،

③ — اظہار الحق کے جس نسخے سے استاذ محترم حضرت مولانا اکبر علی صاحب مدظلہم نے ترجمہ کیا تھا اس میں بعض مقامات پر خاص خاص حوالوں میں بڑی غلطیاں تھیں، ایسے مواقع پر احقر نے اظہار الحق کے مختلف نسخوں کا مقابلہ کیا، جہاں ممکن ہوا اصل ماخذ کی مراجعت کی، اور جس لفظ کے بارے میں یہ یقین ہو گیا کہ طباعت کی غلطی ہے اسے متن ہی میں بدل دیا، اور جہاں شبہ رہا وہاں حاشیے میں اس کا اظہار کر دیا،

④ — غیر مسلموں کے نام اظہار الحق میں مرتب کر کے نقل کئے گئے ہیں، جن ناموں کے بارے میں تحقیق کے بعد مجھے یہ یقین ہو گیا کہ ان کی اصل کیا ہے، میں نے متن ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اصل نام لکھ دیا، اور جہاں یقین نہ ہو سکا وہاں نامور کرجوں کا توں رہنے دیا،

(۵) ــــ جس جگہ ترجمے میں ابہام یا اغلاق محسوس ہوا وہاں حضرت مترجم مدظلہم کی اجازت کے مطابق ترجمے کی عبارت کو واضح کر دیا،

(۶) ــــ قاری کی سہولت کے لئے جگہ جگہ عنوانات قائم کر دیئے، کتاب کے نام اور ابواب کے عنوانات کی ذمہ داری بھی احقر ہی پر عائد ہوتی ہے،

(۷) ــــ ترقیم (Punctuation) کا اہتمام کیا ہے، تمام حوالے ممتاز کر دیئے ہیں، اور بریکٹ قائم کر دیئے ہیں،

(۸) ــــ آخر میں تفصیلی اشاریہ ( ) مرتب کر دیا ہے،

(۹) ــــ کتاب کے شروع میں عیسائی مذہب کے نظریات اور تاریخ کا تعارف اور اس کی اصلیت کی تحقیق ایک مبسوط مقدمے کے ذریعے پیش کی ہے، اور بعض ایسے امور کی نشان دہی کی ہے جو احقر کی رائے میں مسئلہ زیر بحث کے اعتبار سے کن اہمیت رکھتے ہیں،

مندرجہ بالا کام تو متن سے متعلق تھے، اس کے علاوہ احقر نے جا بجا حواشی تحریر کئے جن میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا ہے،

(۱) ــــ بائبل کے ہر حوالے پر اس کی عربی، اردو اور انگریزی کے قدیم و جدید تراجم کی مراجعت کی جو احقر کے پاس موجود تھے، اُن تراجم میں جا بجا باہم شدید اختلافات ہیں، جن اختلافات سے نفس مفہوم پر فرق پڑتا تھا انھیں حاشیے میں واضح کر دیا ہے، اور اس طرح حواشی میں بائبل کی تازہ تحریفات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے،

(۲) ــــ اظہار الحق کے مآخذ میں سے جس قدر کتب مجھے مل سکیں ان کی مراجعت کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاشیے پر حوالے دیدیئے ہیں، یا انھیں مکمل کر دیا ہے، لیکن بیشتر کتب آجکل نایاب ہیں، ایسے مواقع پر احقر نے کوشش کی ہے کہ عیسائی علماء کی جو کتابیں آجکل دستیاب ہیں، اُن کے حوالے سے بھی وہ بات ثابت کر دوں جو مصنفؒ نے بیان فرمائی ہے،

(۳) ——— اظہار الحق میں بہت سی عیسائی یا عام علمی اصطلاحات جا بجا استعمال ہوئی ہیں، احقر نے حاشیے پر ان کی توضیح کا اہتمام کیا ہے،

(۴) ——— کتاب میں جن عیسائی یا مسلمان فرقوں کا ذکر ہے، اُن کا حوالوں کے ساتھ مختصر اور ضروری تعارف کرا دیا ہے، جن اصطلاحات یا فرقوں کا تعارف کرایا گیا ہے ان کی فہرست کتاب کے شروع میں موجود ہے،

(۵) ——— کتاب میں کسانوں، شہروں اور قبیلوں کے جو نام آئے ہیں ان میں سے بہت سوں کا تعارف کرا دیا ہے، تمام ناموں کا تعارف تو تقریباً ناممکن تھا، احقر نے اُن ناموں کے تعارف کا اہتمام کیا ہے جن کا... جاننا یا تو کتاب کا مفہوم سمجھنے کے لئے ضروری ہے، یا ایک عیسائیت کے طالب علم کو اُن سے ضرور واقف ہونا چاہئے اشاریہ میں جن ناموں پر حرف "ت" بنا ہوا ہے اُن ناموں کا تعارف حواشی میں موجود ہے،

(۶) ——— آیاتِ قرآنی کا ترجمہ کر دیا ہے، اور تمام احادیث کے حوالوں کے ساتھ تخریج کر دی ہے، جو تاریخی واقعات بغیر حوالے کے بیان ہوئے تھے اُن واقعات پر ان کے حوالے بھی دیدیئے ہیں،

(۷) ——— جہاں ضرورت محسوس ہوئی، مصنفؒ کی عبارتوں کی تشریح کر دی ہے،

(۸) ——— جس جگہ مناسب معلوم ہوا مصنفؒ کی تائید کے لئے مزید تازہ ترین دلائل پیش کئے ہیں، ایسے مواقع پر حواشی بہت طویل اور مفصل ہو گئے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ ـــــ مصنفؒ نے جس جگہ اظہار الحق کی کسی گزشتہ یا آئندہ بحث کا حوالہ دیا ہے وہاں جستر نے اُس بحث کی مراجعت کر کے صفحہ اور جلد کا حوالہ لکھ دیا ہے، تاکہ قارئین آسانی سے اس کی مراجعت کر سکیں،

ماخذ اس کام کے دوران احقر کو سینکڑوں کتب کی ورق گردانی کرنی پڑی ہے جن میں سے اہم کتب کی فہرست آپ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں، لیکن یہاں میں اظہار الحق، بائبل اور اس کی امدادی کتب کے ان نسخوں کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں، جو بوقت احقر کے سامنے رہے ہیں،

① اظہار الحق کامل کلی عام ۱۳۰۹ھ مطبعہ خیریہ مصر تصحیح الشیخ محمد الاسیوطی،

② اظہار الحق کامل مطبوعہ سنہ ۱۳۱۲ھ المطبعۃ العامرۃ المحمودیۃ بالجامع الازہر بمصر،

③ اظہار الحق جلد اول مطبوعہ سنہ ۱۳۱۵ھ المطبعۃ العلمیۃ،

④ اظہار الحق کا انگریزی ترجمہ جو اظہار الحق کے گجراتی نسخے مترجمہ مولانا غلام محمد صاحب بھاجا راحد یری سے کیا گیا ہے، اس کے ٹائیٹل کا صفحہ غائب ہے، اس لئے مترجم کا نام، مطبع اور سن طباعت معلوم نہیں ہو سکا، اس میں مولانا غلام محمد صاحبؒ کے بعض حواشی بھی شامل ہیں، احقر نے "گجراتی مترجم" کے الفاظ سے انہی کی طرف اشارہ کیا ہے،

اور بائبل کے مندرجہ ذیل نسخے احقر کے سامنے رہے ہیں:

① اردو بائبل کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن مع حوالہ جات جو سنہ ۱۹۵۱ء میں نوا ینڈ برائڈ سن پرنٹرز کے زیر اہتمام لندن میں چھپا، اور پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور سے شائع ہوا،

اظہار الحق کے متن اور احقر کی تحریرات میں بائبل کی تمام عبارتیں اس نسخے سے نقل کی گئی ہیں، اور حوالہ دیتے وقت احقر نے اس کے لئے "موجودہ اردو ترجمہ" کا لفظ استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے،

(۲) اردو بائبل ۱۹۵۳ء (بغیر حوالہ جات) مطبوعہ برطانیہ و شائع کردہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور،

(۳) بائبل کا عربی ترجمہ (بغیر حوالہ جات) جو ۱۹۵۶ء میں کیمبرج یونیورسٹی پریس نے طبع کیا اور جمعیات الکتاب المقدس المتحدہ نے شائع کیا، احقر نے جہاں "جدید عربی ترجمہ" کا لفظ استعمال کیا ہے، اس سے مراد یہی نسخہ ہے،

(۴) بائبل کا عربی ترجمہ (مع حوالہ جات) جو ۱۹۶۵ء میں بیروت سے چھپا تھا، یہ نسخہ نامکمل ہے، اور اخبار الایام اوّل تک کے صفحے اس میں سے غائب ہیں، "قدیم عربی ترجمہ" سے میری مراد یہی نسخہ ہے،

(۵) بائبل کا انگریزی ترجمہ (مع حوالہ جات) کنگ جیمس ورژن ۱۶۱۱ء جسے امریکن بائبل سوسائٹی نے مرتب کر کے شائع کیا، اور ۱۹۶۲ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس میں طبع ہوا، احقر نے اس نسخے کی طرف "قدیم انگریزی ترجمہ" کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے، اس نسخے کے آخر میں بائبل سوسائٹی کے اسکالروں کے ان عبارتوں کی ایک فہرست دی ہے جو ان کی نظر میں بائبل کے متن کے اندر بدل جانی چاہئیں، احقر نے "الفاظ متبادلہ کی فہرست" ARernmiys Rcnderings کے نام سے انہی تجاویز کی طرف اشارہ کیا ہے،

(۶) بائبل کے عہد نامہ جدید کا نیا بامحاورہ انگریزی ترجمہ جو جزائر برطانیہ کے مندرجہ ذیل کلیساؤں کے منتخب علماء نے تیرہ سال میں مرتب کیا ہے،

دی چرچ آف انگلینڈ، دی چرچ آف اسکاٹ لینڈ، دی میتھوڈسٹ چرچ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈی کانگریگیشن یونین، دی بپٹسٹ یونین، دی پریسبیٹرین چرچ آف انگلینڈ، دی سوسائٹی آف فرینڈس، دی چرچز ان ویلز، دی چرچز ان آئرلینڈ، برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی، اور نیشنل بائبل سوسائٹی آف اسکاٹ لینڈ، یہ نیو ورلڈ نیو انگلش بائبل کے نام سے ۱۹۶۱ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس اور کیمبرج یونیورسٹی پریس نے مشترکہ طور پر شائع کیا ہے،

اگرچہ اس کے پبلشرز نے یہ اعلان کیا ہے کہ اس ترجمے سے مقصود بائبل پر نظر ثانی نہیں ہے بلکہ یہ ایک بالکل نیا ترجمہ ہے، لیکن یہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے جا بجا سابق انگریزی ترجموں سے اختلاف رکھتا ہے، اس نے حواشی میں ان اختلافات کو واضح کیا ہے،

اس ترجمے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے میں نے "نیو ورلڈ انگریزی ترجمہ" کا لفظ استعمال کیا ہے،

② مکمل بائبل کا انگریزی ترجمہ (ناکس ورژن) ۱۹۴۵ء میں کیتھولک فرقے کا ایک ترجمہ ہے اس کا مترجم مونسگنر ناکس ہے، اور اس پر آکسفورڈ یونیورسٹی پریس اور اسکاٹ لینڈ کے کلیساؤں کی تصدیقیں موجود ہیں، اسے میکملن کمپنی لندن نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا ہے، فرقہ کیتھولک کا ترجمہ ہونے کی وجہ سے اس میں پوری "اپوکریفا" (Apocrypha) بھی شامل ہے، لہٰذا ہم نے جہاں جہاں اپوکریفا کے حوالے دیئے ہیں، وہ اسی نسخے سے ماخوذ ہیں، اس پر جا بجا مترجم نے ذیلی حواشی بھی لکھے ہیں، ہم نے اس نسخے کے لئے "کیتھولک بائبل" کا لفظ استعمال کیا ہے،

بائبل کی امدادی کتب میں مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالے آپ کو جا بجا ملیں گے،

① انسائیکلوپیڈیا بائبل کنکارڈنس، یہ بائبل کا ایک مفید اشاریہ ہے، جسے آکسفورڈ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی پریس نے مرتب کروا کے شائع کیا ہے، سنہ طباعت درج نہیں، کتابیات سے میری مراد یہی کتاب ہے،

④ اے نیو ٹسٹامنٹ کنٹری، یہ عہد نامہ جدید کی تفسیر ہے، جسے رائلڈ اے ناکس نے لکھا ہے،

⑤ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مطبوعہ سنہ ۱۹۵۰ء، اس کے بے شمار مقالوں سے مدد لی گئی ہے،

⑥ ہماری کتب مقدسہ، یہ بائبل کی ایک تعارفی کتاب نیو بائبل ہینڈ بک کا اردو ترجمہ ہے، اصل تصنیف جی، ٹی، مینلی، ایم اے سابق فیلو کرائسٹس کالج، کیمبرج، جی، سی، رابنسن بی اے بی ڈی اور ایم سٹس کی ہے، اور اس کا اردو ترجمہ ایس امام الدین اور مسز کے، ایل نواز نے مشترکہ طور پر کیا ہے، یہ کتاب اشاعت خانہ ۳۹، فیروز پور روڈ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

اس طرح احقر نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس کتاب سے استفادہ کرنے والے حضرات کے لئے جس قدر آسانیاں فراہم کرنا میرے لئے ممکن ہو میں فراہم کر دوں، اس غرض کے لئے میں نے سخت سے سخت مشقت اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کیا، بعض دفعہ صرف ایک صفحے کی تحقیق میں ایک ایک مہینہ لگ گیا، جبکہ بسا اوقات میں چھ چھ گھنٹے مسلسل یہی کام کرتا تھا، پاکستان میں رہ کر عیسائیت کے موضوع پر کوئی تحقیقی کام کس قدر مشکل ہے! اس کا اندازہ اُن حضرات کو ہوگا، جنہوں نے اس موضوع پر کوئی کام کیا ہے، یہاں اس موضوع کی اہم کتابیں کم یاب ہی نہیں تقریباً نایاب ہیں، احقر نے اس سلسلے میں کراچی کے مختلف کتب خانوں سے مدد لی، لاہور اور راولپنڈی جا کر بعض اہم کتابوں سے استفادہ کیا، ہندوستان سے بعض کتابیں منگوائیں، اس کے باوجود اس کام کے لئے کتابوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جس ذخیرے کی فی الواقعہ ضرورت تھی وہ مہیا نہ کر سکا، دارالعلوم کراچی میں تدریسی مصروفیات اور گذشتہ ایک سال سے ماہنامہ البلاغ کراچی کی ادارت کی وجہ سے یہ کام میرے لئے اور مشکل ہو گیا تھا، لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم، اس کا انعام اور احسان ہے کہ اس نے حقیر کو اس کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی، حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ تین سالوں میں مجھے ہر قدم پر یہ مشاہدہ ہوتا تھا کہ کوئی ان دیکھی طاقت میری رہنمائی فرما رہی ہے، بعض مسائل کے حل سے تقریباً مایوس ہو جانے کے بعد جب میں تھک کر بیٹھ جاتا تھا تو اچانک ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ذہن کا ایک نیا دریچہ کھلا ہے، اور تمام پیچیدگیاں دُور ہو گئی ہیں،

بہرکیف! کام جیسا کچھ ہے آپ کے سامنے ہے، اظہار الحق جیسی عظیم الشان کتاب کا جیسا حق تھا حقیقت یہ ہے کہ وہ تو میں ادا نہیں کر سکا، زیادہ سے زیادہ اسے مخمل میں ٹاٹ کا پیوند ہی کہا جا سکتا ہے، لیکن اس بات کا غیر معمولی سرور دل میں محسوس کر رہا ہوں کہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی اس عظیم دینی خدمت کے ساتھ نامکمل ہی سہی، ایک نسبت مجھے حاصل ہو گئی ؎

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

باری تعالیٰ کی بارگاہِ کرم سے بعید نہیں کہ وہ اس نسبت ہی کے طفیل میرے بے شمار گناہوں سے چشم پوشی فرمالے، اور جب آخرت میں دین کے مخلص خادموں پر نوازش کا موقع آئے تو یہ سیہ کار بھی اس نسبت کی بناء پر اُن عنایات کی رفاقت سے محروم نہ رہے،

یہی وجہ ہے کہ آج اس کتاب کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے وقت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ محسوس کرتا ہوں کہ پچھلے ساڑھے تین سال میں میرے شب و روز کے بہترین اوقات یہ تھے جو میں نے اس کتاب کی تیاری پر صرف کئے۔

ناشکری ہوگی اگر میں یہاں اُن حضرات کا ذکر نہ کروں جنھوں نے اس کام میں میری مدد فرمائی، خاص طور سے میں حضرت مولانا نور احمد صاحب مدظلہم العالی سابق ناظم دارالعلوم کراچی کا ممنون ہوں جو اس کام کے اوّلین محرک ہیں، اور ابتدائی کتابیں بھی انھوں نے فراہم کیں، ان کے علاوہ میں حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی، کاندھلہ (یوپی، انڈیا) جناب ابراہیم احمد صاحب باوانی (کراچی)، جناب حسن الزماں صاحب اختر (اسٹیٹ بنک کراچی) اور جناب مولانا محمد احمد صاحب قادری استاذ مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی کا شکر گزار ہوں، جنھوں نے بعض بنیادی اہمیت کی کتابیں میرے لئے مہیا فرمائیں، مولانا جمیل الرحمٰن صاحب اکیابی، مولانا محمد طیب صاحب، مولانا افتخار احمد صاحب اعظمی، مولانا احمد حسین صاحب، مولانا عبدالحق صاحب (دارالعلوم کراچی) اور جناب اقبال احمد صاحب راشد (جامعہ پنجاب لاہور) کا بھی شکریہ ادا کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے مسودات کی تبییض اور کاپیوں کی تصحیح میں میری مدد فرمائی۔ اور میرے لئے بعض اہم کتابوں کے اقتباسات نقل کئے میں حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ، جناب بشیر احمد صاحب ڈار، اور جناب محمد ایوب صاحب قادری ایم اے کا بھی رہین منت ہوں کہ انھوں نے اپنے مفید مشوروں سے مجھے نوازا، جناب محمد زکریا صاحب کا مدار جناب ابراہیم صاحب باوانی اور ان کے رفقاء بھی بطور خاص شکریہ کے مستحق ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی مالی اعانت سے یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی،

ان حضرات کے علاوہ میں ان تمام حضرات کا تہہِ دل سے شکر گذار ہوں جنھوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے میری مدد فرمائی، اور اس کارِ خیر میں کسی بھی جہت سے حصہ لیا،

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اور یہ کتاب مصنف، مترجم مدظلہم، اس ناچیز اور تمام معاونین کے لئے ذخیرۂ آخرت ثابت ہو، آمین،

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

دارالعلوم کراچی ۱۴ — محمد تقی عثمانی

۲۷ شعبان ۱۴۰۸ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت پر ایک تحقیقی نظر

مقدّمہ

از

محمد تقی عثمانی

استاذ دار العلوم کراچی ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۷۸۶

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی کتاب "اظہار الحق" اپنے موضوع پر اس قدر جامع اور جامع کتاب ہے کہ مجھ جیسے بے بساط انسان کو اس پر کوئی مبسوط مقدمہ لکھنے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن بعض اہم اسباب کی بنا پر میں یہ جرأت کر رہا ہوں،

پہلی بات یہ ہے کہ "اظہار الحق" جیسی کتاب سے صحیح فائدہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو پہلے سے عیسائی مذہب سے متعلق کچھ بنیادی معلومات رکھتا ہو، اسے معلوم ہو کہ اس مذہب کے عقائد و نظریات کیا ہیں؟ وہ کس قسم کی تعلیمات دیتا ہے؟ اور ان اصطلاحات کا کیا مطلب ہے جو عیسائی مذہب پر کی جانے والی ہر گفتگو میں کسی نہ کسی نوعیت سے آ ہی جاتی ہیں، اس کے علاوہ کسی مذہب کے مطالعے میں اس کی تاریخ بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے، کسی بھی مذہب پر کوئی بات بصیرت کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی، تاوقتیکہ اس کی تاریخ کا کم از کم ایک اجمالی خاکہ ذہن میں نہ ہو،

دوسری بات یہ ہے کہ "اظہار الحق" ایک صدی پہلے کی کتاب ہے، اور ایک سو سال کے اس طویل عرصے میں عیسائیت کئی موڑ مڑ چکی ہے، اس کے نظریات بھی کسی قدر بدل رہے ہیں، اور حال ہی میں سائنٹفک تحقیقات نے بعض ایسے حقائق کی نقاب کشائی کی ہے جو عیسائیت کے طالب علم کے لئے بیحد اہمیت رکھتے ہیں، خود عیسائیوں میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں، جنہوں نے اس مذہب کو تنقید کی چھلنی میں چھان کر نئے نئے نظریات پیش کئے ہیں، ضرورت تھی کہ ان کی کاوشیں بھی کسی نہ کسی درجے میں اس کتاب کا جزء بنیں،

تیسرے پچھلے تین سال میں "اظہار الحق" کی خدمت کے لئے میں نے عیسائیت کا جس قدر مطالعہ کیا ہے اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میرے نزدیک فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہیں، اور ان کی طرف اس انداز سے شاید توجہ نہیں کی گئی، میرا دل چاہتا ہے کہ وہ چیزیں بھی ارباب فکر و نظر کے سامنے آئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اسباب کی بنا پر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اس کتاب پر ایک مبسوط مقدمہ لکھوں جس میں اپنی بساط کی حد تک مذکورہ بالا ضرورتوں کو پورا کیا گیا ہو،

میرا ارادہ یہ ہے کہ میں سب سے پہلے ایک باب میں عیسائی مذہب کے بنیادی افکار و نظریات اور مذہب کی اجمالی تاریخ پیش کروں گا، پھر دوسرے باب میں یہ تحقیق کی جائے گی کہ اس مذہب کا بانی کون ہے، اور کیا یہ مذہب فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلیم کردہ عقائد پیش کرتا ہے؟ اگر نہیں، تو وہ کون ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو بگاڑ کر انھیں موجودہ لباس پہنایا؟ یہ بحث اسلام کی نگاہ میں اصولی حیثیت سے فیصلہ کن اہمیت کی حامل ہے، اس لئے جو حضرات عیسائی مذہب کی حقیقت جاننے سے دلچسپی رکھتے ہیں ان سے گذارش ہے کہ اس حصے کا بطور خاص غور و فکر کے ساتھ مطالعہ فرمائیں۔

میرا ارادہ تھا کہ اس کے بعد عیسائیت اور عصر حاضر کے عنوان سے یہ بتایا جائے کہ عیسائی مذہب کس حد تک زمانے کا ساتھ دے سکتا ہے، پھر برصغیر میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں اور ان کا طریق کار مفصل طریقے سے بیان کروں، اس سلسلے کا ابتدائی مواد بھی میں جمع کر چکا تھا، لیکن اچانک کچھ ایسی اہم مصروفیات سامنے آگئیں کہ میں اس ارادے کو عمل نہ کر سکا، اس کے لئے کبھی اور فرصت کا منتظر ہوں، اس کے علاوہ پہلے موضوع پر عربی اور انگریزی میں بھی کچھ لکھا جا چکا ہے اور دوسرے موضوع پر مولانا امداد صابری صاحب نے اپنی کتاب "فرنگیوں کی چال" مطبوعہ دہلی میں خاصا مواد جمع کر دیا ہے، اس لئے مقدمے میں پہلے دو موضوعات پر اکتفا کرتا ہوں، اس کے بعد حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی سوانح حیات پیش کی جائے گی، واللہ المستعان،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

عیسائیت کیا ہے؟

اس باب میں ہم اختصار کے ساتھ عیسائی مذہب کے بنیادی نظریات اور اس کی تاریخ بلا تبصرہ پیش کریں گے، ہمارے نزدیک بھی مذہب کو سمجھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے براہ راست اہل مذہب سے سمجھا جائے، اس لئے ہم کوشش کریں گے کہ کوئی بات خود عیسائی علماء کے حوالے کے بغیر عیسائیت کی طرف منسوب نہ کریں، اور چونکہ اس باب کا مقصد صرف عیسائی مذہب کو سمجھانا ہے، اس لئے اس میں اس کے کسی نظریے پر تبصرہ نہیں کیا جائے گا، اظہار الحق میں ان نظریات کا تقریباً ہر نظریے پر مفصل تنقید موجود ہے، البتہ جہاں کہیں کوئی ایسی بات آئے گی جس پر اظہار الحق میں کوئی تبصرہ نہیں ہے، اس پر حاشیے میں اختصار کے ساتھ تنقید کر دی جائے گی۔

عیسائیت کی تعریف

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں عیسائیت کی تعریف یہ کی گئی ہے:

"وہ مذہب جو اپنی اصلیت کو ناصرہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسے خدا کا منتخب (مسیح) مانتا ہے۔" (برٹانیکا مقالہ عیسائیت صفحہ ۱۹۱۵)

عیسائیت کی یہ تعریف بہت مجمل ہے، الفریڈ، اسی انگارویے نے اسی تعریف کو مزید پھیلا کر ذرا واضح کر دیا ہے، انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے مقالے "عیسائیت" میں وہ لکھتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عیسائیت کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ یہ وہ اخلاقی، تاریخی، کائناتی موحدانہ اور کفارے پر ایمان رکھنے والا مذہب ہے جس میں خدا اور انسان کے تعلق کو خداوند یسوع مسیح کی شخصیت اور کردار کے ذریعہ پختہ کر دیا گیا ہے۔"

اس تعریف کو بیان کر کے مسٹر گارڈنر نے اس کے ایک ایک جزء کی توضیح کی ہے،

"اخلاقی مذہب" سے اس کے نزدیک وہ مذہب مراد ہے، جس میں عبادتوں اور قربانیوں کے ذریعے کوئی دنیوی مقصد حاصل کرنے کی تعلیم نہ دی گئی ہو، بلکہ اس کا تمام تر مقصد روحانی کمال کا حصول اور خدا کی رضا جوئی ہو،

"تاریخی مذہب" کا مطلب وہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس مذہب کا محور فکر و عمل ایک تاریخی شخصیت ہے — یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (انجیل) کے قول و عمل کو اس مذہب میں آخری اتھارٹی حاصل ہے،

"کائناتی" ہونے کا اس کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ یہ مذہب کسی خاص رنگ و نسل کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کی دعوت عالمگیر ہے،

عیسائی مذہب کو موحد (Monotheist) وہ اس لئے قرار دیتا ہے کہ اس مذہب میں تین اقانیم تسلیم کئے جانے کے باوجود خدا کو ایک کہا گیا ہے، وہ لکھتا ہے،

"اگرچہ عام طور سے عیسائیت کے عقیدۂ تثلیث — یا زیادہ صحیح الفاظ میں توحید فی التثلیث — کے بارے میں یہ سمجھا اور کہا جاتا ہے کہ وہ خطرناک حد تک تین خداؤں کے عقیدے کے قریب آگیا ہے، لیکن عیسائیت اپنی روح کے اعتبار سے موحد ہے اور خدا کو ایک کلیسائی عقیدے کے طور پر ایک سمجھتی ہے۔"

مندرجۂ بالا تعریف میں عیسائیت کی آخری خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ "کفارے" پر ایمان رکھتا ہے، اس جزء کی تشریح کرتے ہوئے گارڈنر لکھتا ہے،

"خدا اور بندے کے درمیان جو تعلق ہونا چاہئے اس کے بارے میں عیسائیت کا خیال یہ ہے کہ وہ گناہ کے ذریعے خلل پذیر ہو گیا ہے، اس لئے ضروری ہو کہ اسے پھر سے قائم کیا جائے، اور یہ کام صرف مسیح کو بیچ میں ڈالنے سے ہو سکتا ہے۔"[1]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس، ص ۱۸۵ ج ۳، مقالہ Christianity

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تھی عیسائی مذہب کی ایک اجمالی تعریف، لیکن درحقیقت مذہب کا صحیح تعارف اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے تمام بنیادی عقائد کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا جائے، اس لئے اب ہم ایک ایک کر کے ان عقائد کی تشریح پیش کرتے ہیں:

عیسائی مذہب میں خدا کا تصوّر

جہاں تک خدا کے وجود کا تعلق ہے، عیسائی مذہب اس معاملے میں دوسرے مذاہب سے مختلف نہیں ہے، وہ بھی خدا کو تقریباً انہی صفات کے ساتھ تسلیم کرتا ہے، جو دوسرے مذاہب میں اُس کے لئے بیان کی جاتی ہیں، مارس ریلٹن لکھتا ہے:

"عیسائیت کا خدا کے بارے میں یہ تصور ہے کہ وہ ایک زندہ جاوید وجود ہے، جو تمام امکانی صفاتِ کمال کے ساتھ متصف ہے، اُسے محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن پوری طرح سمجھا نہیں جا سکتا، اس نے اس کی حقیقت کا ٹھیک ٹھیک تجزیہ ہمارے ذہن کی قوت سے ماورا ہے، وہ فی نفسہٖ کیا ہے؟ ہمیں معلوم نہیں، صرف اتنی باتیں ہمیں معلوم ہو سکی ہیں جو خود اس نے بنی نوعِ انسان کو وحی کے ذریعے بتلائیں ہیں۔"

عقیدۂ تثلیث

یہاں تک تو بات واضح اور صاف ہے، لیکن آگے چل کر اس مذہب نے خدا کے تصور کی جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ بڑی اُلجھی ہوئی ہیں، اور ان کا سمجھنا آسان نہیں ہے، یہ بات تو ہر کس و ناکس کو معلوم ہے کہ عیسائی مذہب میں خدا تین قائم (Persons) سے مرکب ہے، باپ، بیٹا اور روح القدس، اسی عقیدے کو عقیدۂ تثلیث (Trinitarian Doctrine) کہا جاتا ہے، لیکن بجائے خود اس عقیدے کی تشریح و تعبیر میں عیسائی علماء کے بیانات اس قدر مختلف اور متضاد ہیں کہ یقینی طور سے کوئی ایک

۱؎ H. Maurice Relton . *Studies in christian Doctrine.* Macmillan, London 1960 P. 8

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کہنا بہت مشکل ہے، وہ تین اقانیم کون ہیں، جن کا مجموعہ اُن کے نزدیک خدا ہے؟ خود ان کی تعیین میں بھی خت اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ خدا "باپ بیٹے اور روح القدس کے مجموعے کا نام ہے"[1]، اور بعض کا کہنا ہے کہ باپ، بیٹا اور کنواری مریم" وہ تین اقنوم ہیں جن کا مجموعہ خدا ہے"[2]، پھر ان تین اقانیم میں سے ہر ایک کی انفرادی حیثیت کیا ہے؟ اور خدا کے مجموعے (TRINITY) سے اس کا کیا رشتہ ہے؟ اس سوال کے جواب میں بھی ایک زبردست اختلاف پھیلا ہوا ہے، ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ان تین میں سے ہر ایک بذات خود بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا مجموعہ خدا[3]، ایک دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک الگ الگ خدا تو ہیں، مگر مجموعہ خدا سے کمتر ہیں، اور ان پر لفظ "خدا" کا اطلاق ذرا دوسرے معنی میں کر دیا گیا ہے[4]، جبکہ اگر گروہ کہتا ہے کہ یہ تین خدا ہی نہیں ہیں خدا تو صرف ان کا مجموعہ ہے[5]،

توحید فی التثلیث

غرض اس قسم کے بے شمار اختلافات ہیں جن کی وجہ سے تثلیث کا عقیدہ ایک "خواب پریشاں" بن کر رہ گیا ہے، ہم اس جگہ اس عقیدے کی وہ تشریح پیش کرتے ہیں جو عیسائیوں کے یہاں سب سے زیادہ مقبول عام معلوم ہوتی ہے، یہ تعبیر انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے الفاظ میں مندرجہ ذیل ہے:

---

[1] عام عیسائیوں کا یہی مسلک ہے، دیکھئے برٹانیکا ص ۴۷۹ ج ۲۲ (مقالہ TRINITY)

[2] عرب میں عیسائیوں کا ایک فرقہ "انیرمدیں" اس کا قائل تھا، اب یہ فرقہ ناپید ہو چکا ہے (دیکھئے تبدیل جدید، ص ۳۵۶ بحوالہ پادری سیل صاحب)،

[3] Hibbert Journal XXIV No. 1, as quoted by the Encyclopædia Britannica 1950 P. 479 V. 22 "TRINITY"

[4] St. Thomas Aquinas, Basic Writings of: P 327 V 1.

[5] Cf Britannica P. 479 V. 22

[5] یہ فرقہ مرقونیہ کا مذہب ہے (الخطط المقریزیہ ص ۴۰۸ ج ۲، لبنان ۱۹۵۹ء)،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تثلیث کے عیسائی نظریے کو ان الفاظ میں بھی طرح تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ باپ خدا ہے بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے، لیکن یہ مل کر تین خدا نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی خدا ہیں، اس لئے کہ عیسائی نظریے کے مطابق ہم جس طرح ان تینوں میں سے ہر ایک قسم کو خدا اور آقا سمجھنے پر مجبور ہیں اسی طرح ہمیں کیتھولک مذہب نے اس بات کی بھی ممانعت کر دی ہے کہ ہم ان کو تین خدا یا تین آقا سمجھیں۔

اسی بات کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہوئے تیسری صدی عیسوی کے مشہور عیسائی عالم اور فلسفی سینٹ آگسٹائن (St. Augustine) اپنی مشہور کتاب (On the Trinity) میں لکھتے ہیں:

عہد قدیم اور عہد جدید کے وہ تمام کیتھولک علماء جنہیں پڑھنے کا مجھے اتفاق ہوا ہے اور جنہوں نے مجھ سے پہلے تثلیث کے موضوع پر لکھا ہے وہ سب مقدس صحیفوں کی روشنی میں اس نظریے کی تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس مل کر ایک خدائی وحدت تیار کرتے ہیں، جو اپنی ماہیت اور حقیقت کے اعتبار سے ایک اور ناقابل تقسیم ہے، اسی وجہ سے وہ تین خدا نہیں ہیں بلکہ ایک خدا ہے، اگرچہ باپ نے بیٹے کو پیدا کیا، لہٰذا جو باپ ہے وہ بیٹا نہیں ہے، اسی طرح بیٹا باپ سے پیدا ہوا ہے، اس لئے جو بیٹا ہے وہ باپ نہیں ہے، اور روح القدس بھی نہ باپ ہے نہ بیٹا، بلکہ باپ اور بیٹے کی روح ہے، جو دونوں کے ساتھ مساوی اور تثلیثی وحدت میں ان کی حصہ دار ہے۔

لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ تثلیثی وحدت ہی کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئی، اسے ہنطیس پیلاطس نے پھانسی دی، اسے دفن کیا گیا، اور پھر وہ تیسرے دن زندہ ہو کر جنت میں چلی گئی، کیونکہ یہ واقعات تثلیثی وحدت کے ساتھ نہیں، صرف بیٹے کے ساتھ پیش آئے تھے، اسی طرح یہ بھی نہ سمجھنا چاہئے کہ یہی تثلیثی وحدت یسوع مسیح پر کبوتر کی شکل میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اسے بپتسمہ دیا جا رہا تھا[1]۔۔۔۔۔

---

[1] اشارہ ہے متی ۳: ۱۶ کے واقعہ کی طرف، تفصیل کے لئے دیکھئے اظہار الحق فصل ہذا صفحہ ۱۹۵ ج اول۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ واقعہ صرف روح القدس کا تھا، علیٰ ہذا القیاس یہ سمجھنا بھی درست نہیں کہ جب یسوع مسیح کو بپتسمہ دیا جا رہا تھا، یا جب وہ اپنے تین شاگردوں کے ساتھ پہاڑ پر کھڑا تھا، اس وقت تثلیثی وحدت نے اس سے پکار کر کہا تھا کہ "تو میرا بیٹا ہے"[1] ..... بلکہ یہ الفاظ صرف باپ کے تھے جو بیٹے کے لئے بولے گئے تھے، اگرچہ جس طرح باپ، بیٹا اور روح القدس ناقابلِ تقسیم ہیں، اسی طرح ناقابلِ تقسیم طریقے پر وہ کام بھی کرتے ہیں، یہی میرا عقیدہ ہے، اس لئے کہ یہ کیتھولک عقیدہ ہے[2]۔

یہ ایک، اور ایک کو تین تسلیم کرنے کی عیسائیوں کے پاس کیا وجہ جواز ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے قبل یہ سمجھ لیجئے کہ عیسائی مذہب میں باپ، بیٹے اور روح القدس سے کیا مراد ہے؟

باپ عیسائیوں کے نزدیک "باپ" سے مراد خدا کی ہستی ذات ہے، جس میں اس کی صفتِ کلام اور صفتِ حیات سے قطع نظر کر لی گئی ہے، یہ ذات بیٹے کے وجود کے لئے اصل (Principle) کا درجہ رکھتی ہے، مشہور عیسائی فلاسفر سینٹ تھامس ایکوینا س کی تشریح کے مطابق "باپ" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے کسی کو جنا ہے، اور کوئی ایسا وقت گذرا ہے جس میں باپ تھا، اور بیٹا نہیں تھا، بلکہ یہ ایک خدائی اصطلاح ہے، جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ باپ بیٹے کے لئے اصل ہے، جس طرح ذات صفت کے لئے اصل ہوتی ہے، ورنہ جب سے باپ موجود ہے اسی وقت سے بیٹا بھی موجود ہے، اور ان میں سے کسی پر کوئی زمانی اولیت حاصل نہیں ہے[3]۔

---

[1] اشارہ ہے متی ۱۷:۵ یعنی تجلی کے واقعہ کی طرف، تفصیل کے لئے دیکھئے صفحہ ۲۲۹ کا حاشیہ۔

[2] Basic Writings of St. Augustine trans. by A. W Haddan and edited by Whitney J-Oats New York 1948 P. 672 V.2

[3] Basic Writings of St. Thomas Aquinas. edited by A. C. Pegis P. P.324,35 V. I New York 1945

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی ذات کو باپ کیوں کہا جاتا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے الفریڈ ای گارنے نے لکھا ہے کہ:

"اس سے کئی حقائق کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے، ایک تو اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ تمام مخلوقات اپنے وجود میں خدا کی محتاج ہیں جس طرح بیٹا باپ کا محتاج ہوتا ہے، دوسری طرف یہ بھی ظاہر کرنا ہے کہ خدا اپنے بندوں پر اس طرح شفیق اور مہربان ہے جس طرح باپ اپنے بیٹے پر مہربان ہوتا ہے۔" (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس)

بیٹا "بیٹے" سے مراد عیسائیوں کے نزدیک خدا کی صفتِ کلام (Word of God) ہے، لیکن یہ انسانوں کی صفتِ کلام کی طرح نہیں ہے، انسانوں کی صفتِ کلام اور خدا کی صفتِ کلام کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے ایکوینا اس لکھتا ہے:

"انسانی فطرت میں صفتِ کلام کوئی جوہری وجود نہیں رکھتی، اسی وجہ سے اس کو انسان کا بیٹا یا مولود نہیں کہہ سکتے، لیکن خدا کی صفتِ کلام ایک جوہر ہے، جو خدا کی ماہیت میں اپنا ایک وجود رکھتا ہے، اسی لئے اس کو حقیقۃً، نہ کہ مجازاً بیٹا کہا جاتا ہے، اور اس کی اصل کا نام باپ ہے۔"[1]

عیسائی عقیدے کے مطابق خدا کو جس قدر معلومات حاصل ہوتی ہیں، وہ اسی صفت کے ذریعہ ہوتی ہیں، اور اسی صفت کے ذریعہ تمام اشیا پیدا ہوئی ہیں، یہ صفت باپ کی طرح قدیم اور جاودانی ہے[2]، خدا کی یہی صفت "یسوع مسیح بن مریم" کی انسانی شخصیت میں حلول کر گئی تھی، جس کی وجہ سے "یسوع مسیح" کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے، حلول کا یہ عقیدہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے انشاء اللہ ہم آگے تفصیل سے ذکر کریں گے۔

روح القدس "روح القدس" (Holy Spirit) سے مراد باپ اور بیٹے کی صفتِ حیات اور صفتِ محبت ہے، یعنی اس صفت کے ذریعہ خدا کی

---

[1] Aquinas *The Summa Theologica* Q 33 Art 106 3

[2] Augustine, *The City of God*, Book XI ch XXIV

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات (باپ) اپنی صفتِ علم (بیٹے) سے محبت کرتی ہے، اور بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے، یہ صفت بھی صفتِ کلام کی طرح ایک جوہری وجود رکھتی ہے، اور باپ بیٹے کی طرح قدیم اور جاودانی ہے، اسی وجہ سے اُسے ایک مستقل اقنوم (Person) کی حیثیت حاصل ہے۔[1] عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کو بپتسمہ دیا جا رہا تھا تو یہی صفت ایک کبوتر کے جسم میں حلول کر کے حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، (دیکھئے متی ۳: ۱۶، اور آگسٹائن کا وہ اقتباس جو عقیدۂ تثلیث کی تشریح میں گذر چکا ہے) اور اس کے بعد جب حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا تو عید پنٹی کوسٹ کے دن یہی روح القدس آتشیں زبانوں کی شکل میں حضرت مسیح کے حواریوں پر نازل ہوئی تھی، (دیکھئے کتاب اعمال ۲: ۱ تا ۲۲ اور آگسٹائن، ص ۲۷ (ج ۲)،

اب عقیدۂ "توحید فی التثلیث" (Tri-unity) کا خلاصہ یہ نکلا کہ خدا تین اقانیم یا شخصیتوں پر مشتمل ہے، خدا کی ذات جسے باپ کہتے ہیں، خدا کی صفتِ کلام، جسے بیٹا کہتے ہیں، اور خدا کی صفت حیات و محبت جسے روح القدس کہا جاتا ہے، ان تینوں میں سے ہر ایک خدا ہے لیکن یہ تینوں مل کر تین خدا نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی خدا ہیں،

تین اور ایک کا اتحاد

یہیں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب باپ، بیٹا اور روح القدس میں سے ہر ایک کو خدا مان لیا گیا تو خدا ایک کہاں رہا؟ وہ تو لازماً تین ہو گئے،

یہی وہ سوال ہے جو عیسائیت کی ابتدا سے لے کر اب تک ایک چیستاں بنا رہا ہے، عیسائیوں کے بڑے بڑے مفکرین نے نئے نئے انداز سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی اور اسی بنیاد پر بے شمار فرقے نمودار ہوتے، سالہا سال تک بحثیں چلیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کا کوئی معقول جواب سامنے نہیں آسکا، خاص طور سے دوسری صدی عیسوی کے اختتام اور تیسری صدی کی ابتدا میں اس مسئلے کے جو حل مختلف فرقوں نے پیش کئے ہیں ان کا مجموعہ

---

[1] The City of God by Augustine P. 168. V-2

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال ہی میں پروفیسر ماریس ریلٹن نے اپنی فاضلانہ کتاب Studies in Christian Doctrine میں بیان کیا ہے:

جب اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایبونی فرقہ (Ebionites) کھڑا ہوا تو اس نے پہلے ہی قدم پر ہتھیار ڈال دیئے، اور کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا مان کر ہم عقیدۂ توحید کو سلامت نہیں رکھ سکتے، اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ وہ پورے طور پر خدا نہیں تھے، انھیں خدا کی شبیہ کہہ لیجئے، خدا کے اخلاق کا عکس قرار دیجئے، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنی حقیقت و ماہیت کے لحاظ سے ایسے ہی خدا تھے جیسے "باپ"!

اس فرقے نے عیسائی عقیدے کی اصل بنیاد پر ضرب لگا کر اس مسئلے کو حل کیا تھا، اس لئے کلیسا نے اس کی کھل کر مخالفت کی، اس عقیدے کے لوگوں کو بدعتی اور ملحد (Heretics) قرار دیا، اور اس طرح مسئلے کا یہ حل قابل قبول نہ ہوا،

ایبونی فرقے ہی کے بعض لوگ کھڑے ہوئے، اور انھوں نے کہا کہ مسیح علیہ السلام کی خدائی سے اس طرح کھل کر انکار نہ کیجئے، مانئے کہ وہ خدا تھے، لیکن تثلیث کے الزام سے بچنے کے لئے یہ کہہ دیجئے کہ وہ بالذات خدا نہیں تھے، بلکہ انھیں "باپ" نے خدائی عطا کی تھی، اس طرح توحید اس لحاظ سے درست ہو کہ بالذات خدا صرف "باپ" ہے، لیکن تثلیث کا عقیدہ بھی صحیح ہے، اس لئے کہ "باپ" نے خدائی کی یہ صفت "بیٹے" اور "روح القدس" کو بھی عطا کر دی تھی،

لیکن یہ نظریہ بھی کلیسا کے عام نظریات کے خلاف تھا، اس لئے کہ کلیسا "بیٹے" کو بالکل "باپ" کی طرح بالذات خدا مانتا ہے، اس لئے یہ فرقہ بھی ملحد قرار پایا، اور بات جہاں کی تہاں رہی،

ایک تیسرا فرقہ پیٹری پیشین (Patripassian) اٹھا، نائیٹس (Praxeas) پرگزیس (Callistus) کالسٹس (Zephyrinus) اور زیفائرینس (Zephyrinus) اس فرقے کے مشہور لیڈر تھے، انھوں نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک نیا فلسفہ پیش کیا، اور کہا کہ درحقیقت باپ اور بیٹا کوئی الگ الگ شخصیتیں نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی شخصیت کے مختلف روپ ہیں، جن کے لئے الگ الگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام رکھ دیئے گئے ہیں، خدا در حقیقت باپ ہے، وہ اپنی ذات کے اعتبار سے قدیم ہے، غیر فانی ہے، انسان کی نظریں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، اور نہ انسانی عوارض اسے لاحق ہو سکتے ہیں، لیکن چونکہ وہ خدا ہے، اور خدا کی مرضی پر کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی، اس لئے اگر کسی وقت اس کی مرضی ہو جائے تو وہی خدا اپنے اوپر انسانی عوارض بھی طاری کر سکتا ہے، وہ اگر چاہے تو انسان کے روپ میں لوگوں کو نظر آ سکتا ہے، یہاں تک کہ کسی وقت چاہے تو لوگوں کے سامنے مر بھی سکتا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ خدا کی مرضی یہ ہوئی کہ وہ انسانی روپ میں ظاہر ہو، اس لئے وہ یسوع مسیح کا روپ دھار کر دنیا میں آ گیا، لوگوں کو نظر آیا، یہودیوں نے اسے تکلیفیں پہنچائیں یہاں تک کہ ایک دن اسے پھانسی چڑھا دیا ــــ لہٰذا در حقیقت "یسوع مسیح" یا "بیٹا" کوئی الگ اقنوم یا شخصیت (Person) نہیں ہے، بلکہ وہی باپ ہے جس نے روپ بدل کر اپنا نام "بیٹا" رکھ لیا ہے۔[1]

لیکن ظاہر ہے کہ اس فلسفے نے اگر ایک اور تین کے اتحاد کے مسئلے کو کسی درجے میں حل کیا تو دوسری طرف کئی ناقابل حل مسئلے کھڑے کر دیئے، دوسرے اس فرقے نے بھی کلیسا کے نظریئے کی کوئی صحیح مدد نہ کی جو "باپ" اور "بیٹے" کو الگ الگ شخصیتیں قرار دیتا ہے۔ اس لئے یہ فرقہ بھی بدعتی قرار پایا، اور مسئلہ پھر جوں کا توں رہا۔

بدعتی فرقوں کی طرف سے اس مسئلے کے حل کے لئے اور بھی بعض کوششیں کی گئیں لیکن وہ سب اس لئے ناقابل قبول تھیں کہ ان میں کلیسا کے مسلّم نظریئے کو کسی نہ کسی طرح توڑا گیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ خود رومن کیتھولک چرچ کے ذمہ داروں نے اس مسئلے کو کس طرح حل کیا؟ جہاں تک ہم نے مطالعہ کیا ہے، رومن کیتھولک علماء میں سے بیشتر تو وہ ہیں جنھوں نے اس گتھی کو حل کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تین کا ایک اور ایک کا تین ہونا ایک

---

[1] یہاں ہم نے ان فرقوں کے عقائد کا لب لباب اور خلاصہ پیش کیا ہے تفصیل کے لئے دیکھئے مارٹن رسلٹن کی کتاب

Shades in Christian Doctrine P.P. 61, 74

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربستہ راز ہے جسے سمجھنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے[1]، اور کچھ علماء وہ ہیں جنھوں نے اس عقیدے کی

---

[1] اسی بات کو بعض ہندوستانی پادریوں نے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ عقیدۂ تثلیث متشابہات میں سے ہے، اور جس طرح قرآن کریم کے حروف مقطعات اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى جیسی آیات کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا، اسی طرح عقیدۂ تثلیث بھی ہماری سمجھ سے باہر ہے،

متشابہات کی حقیقت ہمارے ہندوستانی پادری صاحبان عام طور سے مسلمانوں کو یہ مغالطہ دیا کرتے ہیں، اس لئے اس کا جواب تفصیل کے ساتھ سمجھ لیجئے، اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ متشابہ آیتوں میں جو مفہوم پنہاں ہوتا ہے اور جسے سمجھنے سے ہم قاصر رہتے ہیں وہ کبھی درجۂ اصول بنیادی عقائد میں شامل نہیں ہوتا جن پر ایمان و نجات کی اولین شرط ہو، اللہ تعالیٰ نے عقائد پر ایمان رکھنے کا ہم کو جو حکم دیا ہے وہ کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک عقیدہ ایسا ہے جس پر عقل کی کوئی دلیل چیلنج نہیں کر سکتی، متشابہات وہ چیزیں ہوتی ہیں جن کا سمجھ میں آنا انسان کی نجات کے لئے لازمی نہ ہو اور جس کے نہ جاننے پر کوئی بنیادی عقیدہ یا عملی حکم موقوف ہو، اس کے برخلاف عیسائی مذہب میں عقیدۂ تثلیث پہلا وہ عقیدہ ہے جس پر ایمان لائے بغیر انسان نجات نہیں پا سکتا، اگر اس عقیدۂ تثلیث کو متشابہات میں سے مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ نے ایک ایسی بات کے سمجھنے اور ماننے کا ہمیں مکلف کیا ہے جو ہماری عقل سے باہر ہے، بالفاظ دیگر عیسائی عقیدے کے مطابق انسان کی نجات اور اس کا ایمان ایک ایسی چیز پر موقوف ہے جس کے سمجھنے سے وہ عاجز ہے، بخلاف قرآنی متشابہات کے کہ اسلام اور ایمان ان کے سمجھنے پر موقوف نہیں، اگر کوئی شخص سارے متشابہات سے بالکل بے خبر ہے تو اس کے ایمان میں فرق نہیں آتا۔

دوسرے عقیدۂ تثلیث کو متشابہ قرار دینا یا تو متشابہات کی حقیقت سے ناواقفیت کی دلیل ہے یا خود عیسائی مذہب سے، اس لئے کہ متشابہات سے مراد وہ باتیں ہوتی ہیں جن کا مطلب الفاظ میں آسکے وہ باتیں نہیں ہوتیں جو عقل کے خلاف ہوں، گویا متشابہات عقل سے ماوراء تو ہوتے ہیں لیکن عقل کے خلاف نہیں ہوتے، اسلام میں متشابہات کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ جن کا سرے سے کوئی مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا، مثلاً حروف مقطعات کہ الٓمٓ وغیرہ حروف کا کوئی مفہوم ہی یقینی طور سے آج تک بیان نہیں کر سکا، دوسری قسم وہ ہے کہ الفاظ سے ایک ظاہری مفہوم سمجھ میں آتا ہے، مگر وہ مفہوم عقل کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں ظاہری مفہوم تو یقیناً مراد نہیں ہے، اور اصل

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی عقلی تاویل پیش کرنے کی کوشش کی ہے ——— جہاں تک ان ہندستانی پادری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱) مفہوم کیا ہے؟ وہ ہمیں معلوم نہیں، مثلاً قرآن کریم میں ہے:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔ رحمان عرش پر سیدھا ہو گیا ہے۔

ان الفاظ کا ایک ظاہری مفہوم نظر آتا ہے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر سیدھا ہو گیا ہے، لیکن یہ مفہوم عقل کے خلاف ہے، اس لئے کہ اللہ کی ذات غیر متناہی ہے، وہ کسی مکان کی قید میں مقید نہیں ہو سکتی، اس لئے جمہور اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے، "عرش پر سیدھا ہونے" سے کچھ اور مراد ہے، جو ہمیں یقینی طور سے معلوم نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ عقیدۂ توحید فی التثلیث "متشابہات" کی ان قسموں میں سے پہلی قسم میں تو داخل نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اس عقیدے میں جو لفظ استعمال کئے جاتے ہیں ان کا ایک ظاہری مفہوم سمجھ میں آتا ہے، اسی کے ساتھ یہ عقیدہ دوسری قسم میں بھی داخل نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اگر عیسائی حضرات یوں کہتے کہ اس عقیدے کا ظاہری مفہوم عقل کے خلاف ہے اس لئے ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے، بلکہ کچھ اور مراد ہے، جو ہمیں معلوم نہیں، تب تو بات بن سکتی تھی، لیکن عیسائی مذاہب تو یہ کہتا ہے کہ اس عقیدے کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے، ہر عیسائی کو یہ ماننا پڑے گا کہ خدا تین اقنوم (اب) اور یہ تین ایک ہیں گویا وہ خلافِ عقل بات کو عقیدہ بناتا ہے، اور اس کی دلیل (العیاذ باللہ) کچھ سے اور اکہتا ہے (اس) کے برخلاف مسلمان مذکورہ آیت میں یہ کہتے ہیں کہ اس کا ظاہری مفہوم (یعنی خدا کا عرش پر بیٹھنا) ہرگز مراد نہیں ہے، کیونکہ وہ عقل کے خلاف ہے، گویا وہ خلافِ عقل بات کو عقیدہ نہیں بناتے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی صحیح مراد ہمیں معلوم نہیں ہے۔

دوسرے الفاظ میں مسلمان قرآن کریم کی جن آیتوں کو "متشابہ" قرار دیتے ہیں ان کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان آیتوں میں حقیقۃً جو دعویٰ کیا گیا ہے وہی ہم نہیں سمجھ سکے، لیکن جو دعویٰ بھی ہے وہ عقل کے مطابق اور دلیل کے موافق ہے، اس کے برخلاف عقیدۂ تثلیث کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اس میں جو دعویٰ کیا گیا ہے وہ تو معلوم اور متعین ہے لیکن اس کی دلیل ہماری سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے عقیدۂ تثلیث کو "متشابہات" سے کوئی مناسبت نہیں ہے، واللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبان کا تعلق ہے جو پچھلی ایک صدی کے دوران برصغیر میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اُن کے دلائل پر غور و فکر کرنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات عیسائیت کے اصل مراکز سے دوری کے سبب عیسائی مذہب کی تفصیلات کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے۔ ہم یہاں صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں، جس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات نے عیسائیت کو کس حد تک سمجھا ہے۔ پادری قائم الدین صاحب نے "عقیدۂ تثلیث" کی تشریح کے لئے ایک چھوٹا سا رسالہ "تکشیف التثلیث" کے نام سے لکھا ہے جو ۱۹۲۳ء میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔ اس میں توسید فی التثلیث کے عقیدے کی یہ عجیب مثال دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں،

> اگر انسان کی جسمانی ترکیب پر غور کیا جائے تو ہمیں اپنی جنس یعنی مادی اجزاء سے مرکب ہونے کی تین مادی کیفیت کی نشانیاں دیکھ سکتی ہیں، مثلاً ہڈی، گوشت، خون۔ ان تینوں چیزوں کی باہمی مجموعیت کے سبب انسان کا جسم اپنے وجود میں قائم ہے۔ مگر ان تینوں چیزوں میں سے کوئی ایک جز اس کے جسم کی تکمیل محال ہے۔ (تکشیف التثلیث ص ۱۲، لاہور ۱۹۲۳ء)

مذکورہ بالا عبارت میں پادری صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح انسان کا ایک وجود گوشت، ہڈی اور خون تین اجزاء سے مرکب ہے اسی طرح (معاذ اللہ) اللہ کا وجود تین اقانیم سے مرکب ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پادری صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں "تین اقانیم" سے مراد تین اجزاء ہیں، اور جس طرح ہر وہ چیز جو کئی اجزاء سے مرکب ہو بحیثیت مجموعی ایک ہی ہوتی ہے، اسی طرح خدا کی ذات تین اقانیم سے مرکب ہونے کے باوجود ایک ہے ــــــ حالانکہ عیسائی مذہب تین اقانیم کو تین اجزاء نہیں مانتا، بلکہ تین مستقل وجود قرار دیتا ہے[1]۔ یہی وجہ ہے کہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے لئے اجزاء کا لفظ چھوڑ کر اس نے اقنوم یا شخصیت (Person) کا لفظ اختیار کیا ہے۔ انسان کا وجود بلاشبہ گوشت، ہڈی اور خون سے مرکب ہے، مگر صرف گوشت یا صرف ہڈی کو کوئی شخص "انسان"

---

[1] آگسٹائن کے الفاظ میں اس کی تشریح پیچھے گذر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہتا، بلکہ انسان کا ایک جزء کہتا ہے، اس کے برخلاف عیسائی مذہب باپ، بیٹے ..... اور روح القدس میں سے ہر ایک کو خدا قرار دیتا ہے، خدا کا جزء نہیں مانتا۔[1]

اس مثال کو پیش کرنے سے صرف یہ دکھلانا مقصود تھا کہ ہمارے اکثر ہندوستانی پادری صاحبان جب تثلیث کو عقلی دلائل سے ثابت کرنا چاہتے ہیں تو خود اپنے مذہب کی تفصیلات اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں، اس لئے ہم ان کے پیش کردہ دلائل کو اس مقالے میں نظر انداز کر کے یہ تحقیق کریں گے کہ عیسائیت کے علماء متقدمین نے اس سلسلے میں کیا کہا ہے؟ جہاں تک ہم نے جستجو کی ہے، اس موضوع پر سب سے زیادہ مفصل، جامع اور مبسوط کتاب مصری مسدی میسوی کے مشہور عیسائی عالم اور فلسفی سینٹ آگسٹائن نے لکھی ہے، بعد کے تمام لوگ اسی کتاب کے خوشہ چیں ہیں۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ اے، ڈبلیو، ہیڈن نے کیا ہے، جو On the Trinity کے نام سے چھپ چکا ہے، اور آگسٹائن کے اس مجموعہ مقالات کا جزء ہے، جو ۱۹۴۷ء میں نیویارک سے [illegible] آف سینٹ ــــــ آگسٹائن کے نام سے شائع ہوا ہے۔[2]

اس کتاب کا بیشتر حصہ اگرچہ نقلی مباحث پر مشتمل ہے، لیکن آخر کے صفحات میں آگسٹائن نے تین اور ایک کے اتحاد کو عقلاً جائز ثابت کرنے کے لئے مثالیں پیش کی ہیں، ان مثالوں کا خلاصہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

دماغ کی مثال سے تثلیث کا اثبات

آگسٹائن نے پہلی مثال یہ پیش کی ہے کہ انسان کا دماغ اس کے پاس علم کا ایک آلہ ہے، عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ عالم، معلوم اور آلۂ علم جدا جدا تین چیزیں ہوتی ہیں، اگر آپ کو زید کے وجود کا علم ہو تو آپ عالم ہیں، زید معلوم ہے اور آپ کا دماغ آلۂ علم ہے، مگر یہ،

---

[1] اگر عیسائی مذہب ان تینوں کو خدا کا جزء مان لیتا تو پادری قائم الدین صاحب کی یہ توجیہ درست ہو جاتی، یہ دوسری بات ہے کہ خدا کو اجزاء سے مرکب ماننا دوسرے دلائل کی روشنی میں خلاف عقل اور اس کے قدیم و دوام کے منافی ہے۔

[2] ہم اس کتاب میں جہاں بھی آگسٹائن کا حوالہ دیں گے اس سے مراد اس کے مقالات کا یہی مجموعہ ہوگا۔ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم (جس نے جانا) ـــــ آپ

معلوم (جس کو جانا) ـــــ زید

آلۂ علم (جس کے ذریعہ جانا) ـــــ دماغ

لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کا دماغ کو خود اپنے وجود کا علم بھی ہوتا ہے، اس صورت میں عالم بھی دماغ ہے، معلوم بھی دماغ ہے، اور آلۂ علم بھی وہ خود ہی ہے، اس لئے کہ دماغ کو اپنا علم خود اپنے ذریعہ حاصل ہوتا ہے، اس صورت میں واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ:۔

عالم (جس نے جانا) ـــــ دماغ

معلوم (جس کو جانا) ـــــ دماغ

آلۂ علم (جس کے ذریعہ جانا) ـــــ دماغ

آپ نے دیکھا کہ ان مثالوں میں عالم، معلوم اور آلۂ علم جو درحقیقت تین جدا جدا چیزیں تھیں ایک بن گئی ہیں، پہلی مثال میں تو عالم ایک الگ وجود تھا، معلوم الگ، اور آلۂ علم الگ، لیکن دوسری مثال میں یہ تینوں ایک ہیں، اب اگر کوئی پوچھے کہ عالم کون ہے؟ تو جواب ہوگا کہ دماغ، کوئی پوچھے کہ معلوم کون ہے؟ تو اس کا جواب بھی دماغ ہی ہوگا، اور اگر کوئی پوچھے کہ آلۂ علم کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں بھی دماغ ہی کہا جائے گا، حالانکہ دماغ ایک ہی ہے، بات صرف یہ ہے کہ یہ دماغ تین صفات رکھتا ہے، ان تین صفات میں سے ہر ایک کے حامل کو دماغ کہا جاسکتا ہے، لیکن اس بنا پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دماغ تین ہیں، ـــــ آگسٹائن کہتا ہے کہ اسی طرح خدا تین اقانیم سے عبارت ہے، ان تینوں میں سے ہر ایک خدا ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تین ہیں، بلکہ وہ ایک ہی ہے،[1]

آگسٹائن نے یہ مثال پیش کرکے خاصی ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے، لیکن انصاف کے ساتھ غور کیا جائے تو اس مثال سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، اس لئے کہ مذکورہ مثال میں دماغ حقیقتاً ایک ہی ہے اور اس کی تثلیث اعتباری ہے، حقیقی نہیں ہے، اس کے برخلاف عیسائی مذہب خدا میں توحید کو بھی حقیقی مانتا ہے، اور تثلیث کو بھی،

---

[1] آگسٹائن ص ۱۲۰، ج ۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو یوں سمجھئے کہ مذکورہ مثال میں دماغ کی تین حیثیتیں ہیں، ایک حیثیت سے وہ عالم ہے، دوسری حیثیت سے وہ معلوم ہے، اور تیسری حیثیت سے وہ ذریعۂ علم ہے، لیکن خارجی وجود کے لحاظ سے یہ تینوں ایک ہیں، عالم کا خارجی مصداق بھی وہی دماغ ہے جو معلوم اور ذریعۂ علم کا ہے، ایسا نہیں ہے کہ جو دماغ عالم ہے وہ ایک مستقل وجود رکھتا ہو، اور جو دماغ معلوم ہے وہ دوسرا مستقل وجود رکھتا ہو، اور جو دماغ آلۂ علم ہے اس کا ایک تیسرا حقیقی وجود ہو، لیکن عیسائی مذہب میں باپ، بیٹا اور روح القدس محض خدا کی تین اعتباری حیثیتیں نہیں ہیں، بلکہ تین مستقل وجود ہیں، باپ کا خارجی وجود الگ ہے، بیٹے کا خارجی وجود الگ ہے، اور روح القدس کا الگ ہے یہ تینوں خارجی وجود اپنے کمالات اور احکام کے لحاظ سے بھی بالکل الگ الگ ہیں، خود آگسٹائن اپنی کتاب کے شروع میں لکھتے ہیں:

> یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ تثلیثی وحدت ہی کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئی، اسے پنطیس پیلاطس نے پھانسی دی تھی جسے صلیب پر کیا گیا، اور پھر یہ تیسرے دن زندہ ہو کر جنت میں چلی گئی، کیونکہ یہ واقعات تثلیثی وحدت کے ساتھ نہیں، صرف بیٹے کے ساتھ پیش آئے تھے، اسی طرح یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ یہ تثلیثی وحدت یسوع مسیح پر کبوتر کی شکل میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اسے بپتسمہ دیا جا رہا تھا..... بلکہ یہ واقعہ صرف روح القدس کا تھا، علیٰ ہذا القیاس یہ سمجھنا بھی درست نہیں کہ جب یسوع مسیح کو بپتسمہ دیا جا رہا تھا..... تو اس وقت تثلیثی وحدت نے آواز لگا کر کہا تھا کہ تو میرا بیٹا ہے، بلکہ یہ الفاظ صرف باپ کے تھے جو بیٹے کے لئے بولے گئے تھے۔ (آگسٹائن، ص ۲۰۹، ج ۲)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی مذہب باپ، بیٹے اور روح القدس میں صرف اعتباری امتیاز کا عقیدہ نہیں رکھتا، بلکہ ان کو تین الگ الگ حقیقی وجود قرار دیتا ہے، حالانکہ دماغ کی مذکورہ مثال میں عالم، معلوم اور آلۂ علم الگ الگ تین حقیقی وجود نہیں ہیں، بلکہ ایک حقیقی وجود کی تین اعتباری حیثیتیں ہیں، یہ بات کوئی ہوشمند نہیں کہہ سکتا کہ عالم لئے مستقل وجود رکھتا ہے، معلوم دماغ دوسرا مستقل وجود اور آلۂ علم دماغ ایک تیسرا مستقل وجود رکھتا ہے، اور اس کے باوجود یہ تینوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہیں، حالانکہ عقیدۂ تثلیث کا حاصل یہ ہے کہ باپ کا ایک مستقل وجود ہے، بیٹے کا دوسرا مستقل وجود ہے، اور روح القدس کا تیسرا مستقل وجود ہے، اور اس کے باوجود یہ تینوں ایک ہیں، ــــــ

خلاصہ یہ کہ عیسائی مذہب کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا میں "وحدت" بھی حقیقی ہے، اور کثرت (تثلیث) بھی، لیکن آگسٹائن نے جو مثال پیش کی ہے اس میں وحدت تو حقیقی ہے، مگر کثرت حقیقی نہیں ہے، بلکہ اعتباری ہے، اس لئے اس سے تین اور ایک کا حقیقی اتحاد ثابت نہیں ہوتا ــــــ جہاں تک اللہ کے ایک وجود میں صفات کی کثرت کا تعلق ہے تو وہ محلِ نزاع ہی نہیں ہے، اس کے تمام مذاہب قائل ہیں، سب مانتے ہیں کہ اللہ ایک ہونے کے باوجود بہت سی صفات رکھتا ہے، رحیم بھی ہے قہار بھی، عالم الغیب بھی ہے قادرِ مطلق بھی، اس طرح اس کی بہت سی صفات ہیں، ان صفات سے اس کی توحید پر کوئی حرف نہیں آتا، اس لئے کوئی یہ نہیں کہتا کہ رحیم خدا کوئی اور ہے، قہار کوئی اور، اور قادرِ مطلق کوئی اور ــــــ اس کے برخلاف عیسائی مذہب یہ کہتا ہے کہ "باپ" الگ ایک خدا ہے، بیٹا الگ خدا ہے، اور روح القدس الگ خدا ہے، اور اس کے باوجود یہ تین خدا نہیں ہیں، بلکہ ایک ہی ہیں!

دوسری مثال

آگسٹائن نے اس طرح کی ایک اور مثال پیش کی ہے، وہ کہتا ہے کہ ہر انسان کا دماغ اپنی صفتِ علم سے محبت رکھتا ہے، اور اس محبت کا اسے علم ہے، لہٰذا وہ اپنے علم کے لئے محب ہے، اور محبت کے لئے عالم ہے، یعنی:

دماغ ــــــ اپنے علم کے لئے ــــــ محب ہے،

دماغ ــــــ اس محبت کے لئے ــــــ عالم ہے

لہٰذا یہاں تین چیزیں پائی گئیں، دماغ، محب، عالم، اور یہ تینوں چیزیں ایک ہی ہیں، اس لئے کہ محب بھی دماغ ہے، اور عالم بھی دماغ ہے، اور دماغ تو دماغ ہے ہی، اسی طرح خدا کے تین اقنوم ہیں، خدا کی ذات (باپ)، اس کی صفتِ علم (بیٹا)، اور اس کی صفتِ محبت (روح القدس) اور یہ تینوں ایک خدا ہیں،

اس مثال کی بنیاد بھی اسی مغالطے پر ہے کہ دماغ ایک ذات ہے، اور محب اور عالم اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو صفتیں ہیں جن کا کوئی مستقل اور حقیقی وجود نہیں ہے، اس کے برخلاف عیسائی مذہب میں باپ ایک ذات ہے، اور صفت کلام (بیٹا) اور صفت محبت (روح القدس) اس کی دو ایسی صفتیں ہیں جو اپنا مستقل جوہری اور حقیقی وجود رکھتی ہیں، لہٰذا داغ کی مثال میں وحدت حقیقی ہو، اور کثرت اعتباری، یہ صورت عقلاً بالکل ممکن ہے، اور عقیدۂ تثلیث میں حقیقی کثرت کے باوجود حقیقی وحدت کا دعویٰ کیا گیا ہے، ——— اور یہ بات عقلاً محال ہے،

اگر عیسائی مذہب کا عقیدہ یہ ہو کہ خدا ایک ذات ہے، اور اس کی صفت کلام اور صفت محبت خدا سے الگ کوئی مستقل جوہری وجود نہیں رکھتیں، تب تو یہ مثال درست ہو سکتی ہے، اور اس صورت میں مسئلہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان مختلف فیہ نہیں رہتا، مشکل تو اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ عیسائی مذہب صفت کلام اور صفت محبت کو مستقل جوہری وجود قرار دیتا ہے، ان میں سے ہر ایک کو خدا کہتا ہے، اور اس کے باوجود یہ کہتا ہے کہ یہ تین خدا نہیں ہیں، یہ صورت کسی طرح داغ کی مذکورہ مثال پر چسپاں نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس مثال میں محب اور علم کا داغ سے الگ کوئی مستقل وجود نہیں ہے، جبکہ عیسائی مذہب میں بالفاظ دیگر روح القدس باپ سے الگ اپنا مستقل وجود رکھتے ہیں،

آگسٹائن نے اپنی کتاب میں اپنی دو مثالوں کو اپنی ہی عقل کشتگو کا محور بنایا ہے لیکن آپ دیکھ چکے کہ یہ دونوں مثالیں درست نہیں ہیں،

حضرت مسیح کے بارے میں عیسائی عقائد

حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائی مذہب کے عقائد کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی صفت کلام یعنی بیٹے کا اقنوم انسانوں کی فلاح کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے انسانی وجود میں حلول کر گئی تھی، جب تک حضرت مسیح دنیا میں رہے یہ خدائی اقنوم ان کے جسم میں حلول کئے رہا، یہاں تک کہ یہودیوں نے آپ کو پھانسی پر چڑھا دیا، اُس وقت یہ خدائی اقنوم اُن کے جسم سے الگ ہو گیا، پھر تین دن کے بعد آپ دوبارہ زندہ ہو کر حواریوں کو دکھائی دیئے، اور انھیں کچھ ہدایتیں دے کر آسمان پر تشریف لے گئے، اور یہودیوں نے آپ کو جو پھانسی پر چڑھایا اس سے تمام عیسائی مذہب بڑا یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے والوں کا وہ گناہ معاف ہو گیا جو حضرت آدمؑ کی غلطی سے اُن کی سرشت میں داخل ہو گیا تھا،

اس عقیدے کے چار بنیادی اجزاء ہیں،

(۱) عقیدۂ حلول و تجسم Incarnation

(۲) عقیدۂ مصلوبیت Crucifixion

(۳) عقیدۂ حیات ثانیہ Resurrection

(۴) عقیدۂ کفارہ Redemption

ہم ان میں سے ہر ایک جزء کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں،

عقیدۂ حلول و تجسم

حلول و تجسم کا عقیدہ سب سے پہلے انجیل یوحنا میں ملتا ہے، اس انجیل کا مصنف حضرت مسیحؑ کی سوانح کی ابتداء ان الفاظ سے کرتا ہے،

"ابتداء میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا، یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا" (یوحنا ۱:۱)

اور آگے چل کر وہ لکھتا ہے،

"اور کلام مجسم ہوا، اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا، اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (یوحنا ۱:۱۴)

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ عیسائی مذہب میں کلام خدا کے اقنوم ابن کی عبارت ہے جو خود مستقل خدا ہے، اس لئے یوحنا کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کی صفت کلامیہ بیٹے کا اقنوم مجسم ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کے روپ میں آ گیا تھا، مارس رلٹن اس عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"کیتھولک عقیدے کا کہنا یہ ہے کہ وہ ذات جو خدا تھی، خدائی کی صفات کو چھوڑے بغیر انسان بن گئی، یعنی اُس نے ہمارے جیسے وجود کی کیفیات اختیار کر لیں جو زمان و مکان کی قیود میں مقید ہو، اور ایک عرصے تک ہمارے درمیان مقیم رہی"[1]

---

[1] *Studies in Christian Doctrine P. 211*

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے" کے اقنوم کو یسوع مسیح (علیہ السلام) کے انسانی وجود کے ساتھ متحد کرنے والی طاقت عیسائیوں کے نزدیک روح القدس تھی، پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ روح القدس سے مراد عیسائی مذہب میں خدا کی صفت محبت ہے، اس لئے اس عقیدے کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ خدا کو اپنے بندوں سے محبت تھی اس لئے اس نے اپنی صفت محبت کے ذریعہ اقنوم ابن کو دنیا میں بھیج دیا، تاکہ وہ لوگوں کے اصلی گناہ کا کفارہ بن سکے[۵۱]

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ عیسائیوں کے نزدیک "بیٹے" کے حضرت مسیح علیہ السلام میں حلول کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ "بیٹا" خدائی چھوڑ کر انسان بن گیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے صرف خدا تھا اب انسان بھی ہو گیا، لہذا اس عقیدے کے مطابق حضرت مسیح بیک وقت خدا بھی تھے اور انسان بھی، افریڈ اسی انکشاف کے اسی پہلو کو ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے:

"وہ (حضرت مسیح) انسان بھی تھے اور خدا بھی، اور ان کی ان دونوں حیثیتوں میں سے کسی ایک کے انکار یا ان کے بارے میں دونوں کے متحد ہونے کے انکار میں سے مختلف بدعتی نظریات پیدا ہوئے، ابتدائی کلیسا نے آریوس کے مقابلے میں اسی نظریہ کی پرزور حمایت کی تھی، لہذا منظور شدہ فارمولے کے مطابق حضرت مسیح کی ایک شخصیت میں دو ماہیتیں جمع ہو گئی تھیں"[۵۲]

انسانی حیثیت سے حضرت مسیح خدا سے کمتر تھے، اسی لئے انہوں نے یہ کہا تھا:

"باپ مجھ سے بڑا ہے" (یوحنا ۱۴: ۲۸)

اور اس حیثیت سے ان میں تمام انسانی کیفیات پائی جاتی تھیں، لیکن خدائی حیثیت سے وہ "باپ" کے ہم رتبہ تھے، اسی لئے انجیل یوحنا میں آپ کا یہ قول مذکور ہے کہ:

"میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰: ۳۰)

آگسٹائن لکھتے ہیں:

"علی ہذا القیاس خدائی حیثیت سے انھوں نے انسان کو پیدا کیا، اور انسانی حیثیت

---

۵۱ ایضاً ص ۱۳۴،

۵۲ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس ص ۵۸۹ ج ۳ مقالہ "عیسائیت"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وہ خود پیدا کئے گئے ہیں"[1]

بلکہ آگسٹائن تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ:-

"چونکہ خدا نے بندے کا روپ اس طرح نہیں اپنایا تھا کہ وہ اپنی اس خدائی حیثیت کو ختم کر دے جس میں وہ باپ کے برابر ہے۔۔۔۔ لہٰذا ہر شخص اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ یسوع مسیح اپنی خدائی شکل میں خود اپنے آپ سے افضل ہیں، اور اسی طرح اپنی انسانی حیثیت میں خود اپنے آپ سے کمتر بھی ہیں" (ص ۸، ۱۰ ج ۲)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص خدا بھی ہو اور انسان بھی! خالق بھی ہو اور مخلوق بھی! برتر بھی ہو اور کمتر بھی؟ ——— عقیدۂ تثلیث کی طرح یہ سوال بھی صدیوں سے بحث و تمحیص کا محور بنا رہا ہے، اس سوال کے جواب میں اس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں کہ "علم مسیحیت" (Christology) کے نام سے ایک مستقل علم کی بنیاد پڑ گئی۔

جہاں تک رومن کیتھولک چرچ کا تعلق ہے وہ اس سوال کے جواب میں زیادہ تر انجیل یوحنا کی مختلف عبارتوں سے استدلال کرتا ہے، گویا اس کے نزدیک یہ عقیدہ نقلی دلائل سے ثابت ہے[2]، رہی عقل، تو عقیدۂ حلول کو انسانی سمجھ سے قریب کرنے کے لئے وہ چند مثالیں پیش کرتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ "خدا" اور "انسان" کا یہ اتحاد ایسا تھا جیسے انگوٹھی میں کوئی تحریر نقش کر دی جاتی ہے[3]، کوئی کہتا ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آئینے میں کسی انسان کی شکل منعکس ہو جائے، تو جس طرح انگوٹھی میں تحریر کے نقش ہونے سے ایک ہی وجود میں دو قسم کی چیزیں پائی جاتی ہیں، انگوٹھی اور تحریر، اور جس طرح آئینے میں کسی شکل کے منعکس ہونے سے ایک ہی وجود میں دو حقیقتیں پائی جاتی ہیں، آئینہ اور عکس، اسی طرح اقنوم ابن حضرت مسیح علیہ السلام کے انسانی وجود میں حلول کر گیا تھا، اور اس کی وجہ سے ان کی شخصیت میں بھی بیک وقت دو حقیقتیں

---

[1] آگسٹائن ص ۸، ۶ ج ۲،

[2] ان نقلی دلائل کی تفصیل اور ان پر مکمل تبصرہ اظہار الحق کے تیسرے باب میں موجود ہے،

[3] دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۴۷۹ ج ۲۲، مقالہ "تثلیث" طبع ۱۹۵۰ء،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی جاتی تھیں، ایک خدا کی اور ایک انسان کی ——— لیکن اس دلیل کو اکثر عیسائی مفکرین نے قبول نہیں کیا۔[1]

اس کے بعد مختلف عیسائی مفکرین نے اس سوال کو جس طرح حل کیا، اس کا ایک اجمالی حال ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں،

وہ جنھوں نے حضرت مسیح کو خدا ماننے سے انکار کر دیا،

ان میں سے ایک گروہ تو وہ تھا جس نے اس سوال کے جواب سے مایوس ہو کر یہ کہہ دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا ماننا ہی غلط ہے، وہ صرف انسان تھے، اس لئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا،

مسٹر جیمس میک کنن (James Mackinon) نے اپنی فاضلانہ کتاب (From Christ to Constantine) میں ان مفکرین کا تذکرہ کافی تفصیل کے ساتھ کیا ہے[2] قرآن مجید کے بیان کے مطابق اس نظریے کے ابتدائی لیڈر پال آف سوسٹا

---

[1] اس لئے کہ ذرا سا غور کیا جائے تو رومن کیتھولک چرچ کی یہ دلیل بہت سطحی ہے، اس لئے کہ انگوٹھی میں جو تحریر نقش ہوتی ہے، وہ اپنے ظاہری اتصال کے باوجود انگوٹھی سے بالکل الگ ایک چیز ہے، اسی وجہ سے کوئی انگوٹھی کو یہ نہیں کہتا کہ وہ تحریر ہے، اور نہ تحریر کو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ انگوٹھی ہے، اس کے برخلاف عیسائی مذہب اقنوم ابن کے حلول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ کہتا ہے کہ وہ خدا تھے، اور خدا کو یہ کہتا ہے کہ وہ انسان بن گیا تھا، اسی طرح اگر آئینے میں زید کا عکس نظر آرہا ہے تو آئینے سے بالکل الگ ایک چیز ہے، اسی لئے کوئی آئینے کو یہ نہیں کہتا کہ یہ زید ہے، اور نہ زید کو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ آئینہ ہے، اس کے برعکس عیسائی مذہب میں حضرت مسیح کو خدا اور خدا کو انسان کہا جاتا ہے، لہٰذا یہ مثال کسی طرح عقیدۂ حلول پر فٹ نہیں ہوتی،

[2] علامہ ابن حزم نے اس کا نام پولس الشمشاطی ذکر کیا ہے (الملل والنحل، ص ۴۸ ج ۱) یہ شخص ۲۶۰ء سے ۲۷۲ء تک انطاکیہ کا بطریرک رہا ہے، (دیکھئے برٹانیکا، ص ۲۹۸ ج ۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، اور لوسین[1] (Lucian) تھے، مسٹر میک کن لکھتے ہیں

"دونوں کا نظریہ یہ تھا کہ یسوع مسیح ایک مخلوق تھے، البتہ دونوں کے نظریات میں فرق یہ تھا کہ پال کے نزدیک وہ محض ایک انسان تھے جن میں خدا کی غیر شخصی عقل نے اپنا مظاہرہ کیا تھا، اور لوسین اور اس کے مکتب فکر کے نزدیک وہ ایک آسمانی وجود تھے جس کو خدا نے دنیا میں بھیجا تھا، اور جن میں خدائی عقل اپنی شخصی کیفیت میں آگئی تھی، لہٰذا وہ حلول کے وقت ایک انسانی جسم کا مظاہرہ کرتے تھے، مگر ان کی روح انسانی نہیں تھی، ان کا مشن یہ تھا کہ وہ "باپ" کا پیغام پہنچائیں، لیکن حقیقی، علی الاطلاق خدا تھے اور قدیم اور جاودانی"

گویا پال نے پہلے سے حلول کے عقیدے ہی کا انکار کر دیا، اور یہ کہا کہ حضرت مسیح کے وجود میں خدا کے حلول کی نے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کو خدا کی طرف سے ایک خاص عقل عطا ہوئی تھی، اور لوسین نے حلول کے عقیدے کا تو انکار نہیں کیا، اس نے یہ تسلیم کیا کہ خدا کی صفت علم ان میں حلول کر گئی تھی، لیکن یہ حلول ایسا نہ تھا کہ حضرت مسیح کو خدا، خالق، قدیم اور جاودانی بنا دے، بلکہ اس حلول کے باوجود خدا بدستور خالق رہا، اور حضرت مسیح بدستور مخلوق، پال اور لوسین ہی کے نظریات سے متاثر ہو کر چوتھی صدی عیسوی میں مشہور مفکر آریوس (Arius) نے اپنے وقت کے کلیسا کے خلاف برسر جنگ رہا، اس کے نظریات کا خلاصہ جس کو مسیحی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا، اس کے نظریات کا خلاصہ جیسی میک کن کے الفاظ میں یہ تھا:

"آریوس اس بات پر زور دیتا تھا کہ صرف خدا ہی قدیم اور جاودانی ہے اور اس کا کوئی ساجھی نہیں، اس نے بیٹے کو پیدا کیا جبکہ وہ پہلے معدوم تھا، لہٰذا [illegible]

---

[1] لوسین (متوفی ۳۱۲ء) عیسائیوں کا مشہور عالم ہے جس نے تمام عمر بابانہ زندگی گذاری، اس کے نظریات پولس شمشاطی اور آریوس کے نظریات کے بین بین تھے، شمشاط میں پیدا ہوا تھا لیکن زندگی کا بیشتر حصہ انطاکیہ میں گذارا (دی برٹانیکا، ص ۱۰ ۴ ج ۱۴، مقالہ لوسین)

[illegible] Christ to Constantine. London. 1936 ص۵۲

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور نہ خدا ہمیشہ سے باپ ہے، کیونکہ ایک ایسا وقت تھا جس میں بیٹا موجود نہیں تھا، بیٹا باپ سے بالکل الگ ایک حقیقت رکھتا ہے، اور اس پر تغیرات واقع ہوسکتے ہیں، وہ صحیح معنی میں خدا نہیں ہے، البتہ اس میں "مکمل" ہونے کی صلاحیت موجود ہے، اور وہ ایک مکمل مخلوق ہے ــــ ایک مکمل مجسم جو ایک حقیقی انسانی جسم میں پائی جاتی ہے، اس طرح اس کے نزدیک مسیح ایک ثانوی خدائی کا حامل ہے، دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ لیں کہ نیم دیوتا Demi-god (جو خدائی اور انسانیت دونوں کی صفات سے کسی قدر حصہ رکھتا ہے، لیکن بلند ترین معنی میں خدا نہیں ہے[1])

گویا اس کی نظر میں حضرت مسیح کی حیثیت وہی تھی کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جس زمانے میں آریوس نے یہ نظریات پیش کئے تھے، اس زمانے میں خاص طور سے مشرقی کلیساؤں میں اسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہو گئی تھی، یہاں تک کہ خود اس کا دعویٰ تو یہ تھا کہ تمام مشرقی کلیسا میرے ہم نوا ہیں،

لیکن اسکندریہ اور انطاکیہ کے مرکزی کلیساؤں پر ایگزینڈر اور اتھانی شیس وغیرہ کی حکمرانی تھی، جو مسئلے کے کسی ایسے حل کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھے، جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی خدائی کو ٹھیس لگتی ہو، اور عقیدۂ حلول کے ٹھیٹھ مفہوم پر کوئی حرف آتا ہو، چنانچہ جب شاہ قسطنطین نے ۳۲۵ء میں نیقیہ کے مقام پر ایک کونسل منعقد کی تو اس میں آریوسی عقائد کی نہ صرف پرزور تردید کی گئی، بلکہ آریوس کو جلاوطن کر دیا گیا،

پولسی فرقہ اس کے بعد پانچویں صدی عیسوی میں پولسی فرقہ (Paulians) نمودار ہوا، اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں ایک بین بین راستے ظاہر کی، اس نے کہا کہ حضرت مسیح خدا نہیں تھے، بلکہ فرشتہ تھے، انھیں خدا نے دنیا میں بھیجا تھا تاکہ دنیا کی اصلاح کریں، چنانچہ وہ مریم کے پیٹ سے ایک انسان کی شکل اختیار کر کے

---

[1] ایضاً،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے، اور چونکہ خدا نے انھیں اپنا مخصوص جمال عطا کیا تھا، اس لئے وہ "خدا کے بیٹے" کہلائے۔ اس فرقے کے اثرات زیادہ تر ایشیائے کوچک اور آرمینیا کے علاقوں میں رہے ہیں، لیکن اس کو قبولِ عام حاصل نہ ہو سکا، کیونکہ حضرت مسیح کے فرشتہ ہونے پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں تھی۔

نسطوری فرقہ پھر پانچویں صدی ہی کے وسط میں نسطوری فرقہ کھڑا ہوا جس کا لیڈر نسطوریوس (م ۴۵۱ء) تھا، اس نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک نیا فلسفہ پیش کیا، اور وہ یہ کہ عقیدۂ حلول کی تمام تر مشکلات اس مفروضے کی بنا پر ہیں کہ حضرت مسیح کو ایک شخصیت قرار دے کر اس کے لئے دو حقیقتیں ثابت کی گئی ہیں، ایک انسانی اور ایک خدائی ــــ نسطوریوس نے کہا کہ حضرت مسیح کا خدا ہونا بھی بجا، اور انسان ہونا بھی برحق، لیکن یہ تسلیم نہیں کہ وہ "ایک شخصیت" تھے جن میں یہ دونوں حقیقتیں جمع ہو گئی تھیں، حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح کی دو شخصیتوں کی حامل تھی، ایک بیٹا، اور ایک مسیح، ایک ابن اللہ اور ایک ابن آدم، "بیٹا" خالص خدا ہے، اور "مسیح" خالص انسان۔

روم کیتھولک چرچ کا فارمولا یہ تھا کہ ایک شخصیت اور دو حقیقتیں۔ اس کے برعکس نسطوریوس کا فارمولا یہ تھا کہ دو شخصیتیں اور دو حقیقتیں۔ چنانچہ ۴۳۱ء میں افسس کے مقام پر تمام کلیسا کی ایک کونسل میں اس کے نظریات کو پورے طریقے سے مسترد کر دیا گیا، اور اسی کے نتیجے میں اسے جلا وطنی اور قید کی سزائیں دی گئیں، اور اس کے پیروؤں کو بدعتی قرار دیا گیا۔ تاہم یہ فرقہ اب تک باقی ہے، اس کے خلاف جو جرم عائد کیا گیا تھا اس کا خلاصہ ڈاکٹر بیتھون بیکر Bethune-Baker نے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اس نے بمائے خداوند کی خدائی اور انسانی حقیقتوں میں اس قدر امتیاز برتا کہ وہ دو مستقل وجود بن گئے..... اس نے کلمۃ اللہ کو بتول سے اور ابن اللہ کو ابن آدم سے الگ شخصیت قرار دیدیا۔"[1]

---

[1] اس فرقے کے مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ص ۲۹۰ ج ۱۷ مقالہ "ایسٹین"۔ گو آکسفورڈ کے بعض محققین مثلاً بیتھون بیکر وغیرہ کا خیال ہے کہ اس پر یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے، اور اس کے نظریات ٹھیک سمجھے نہیں گئے، مگر پروفیسر آرمن رفیلن وغیرہ نے اس کی تردید کر کے افسس کونسل کے فیصلے کی تائید کی ہے۔ دیکھئے Studies in Christian Doctrine P. 102

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوبی فرقہ اس کے بعد چھٹی صدی عیسوی میں یعقوبی فرقہ Jacobite church پیدا ہوا، جس کے اثرات اب تک شام اور عراق میں باقی ہیں، ان کا لیڈر یعقوب برادعانی Jacobus Baradaeus تھا، اس کا نظریہ آریوس اور نسطوریس دونوں کے بالکل برعکس تھا، نسطوریس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود میں دو جنیتوں کے ساتھ دو شخصیتیں ثابت کی تھیں، یعقوب نے کہا کہ حضرت مسیح نہ صرف یہ کہ ایک شخصیت تھے، بلکہ ان میں "حقیقت" بھی صرف ایک پائی جاتی تھی ـــــ اور وہ تھی خدائی: وہ صرف خدا تھے، مگر یہیں انسان کی شکل میں نظر آتے ہوں، دی ورلڈ فیملی انسائیکلوپیڈیا میں اس فرقے کا نظریہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسیح میں خدائی اور انسانی حقیقتیں کچھ اس طرح متحد ہو گئی تھیں، کہ وہ صرف ایک حقیقت بن گئی تھی"[1]

یہ نظریہ یعقوب برادعانی کے علاوہ بعض دوسرے فرقوں نے بھی اپنایا تھا اس قسم کے فرقوں کو "مونوفیسی فرقے" Monophysites کہا جاتا ہے، اور ساتویں صدی عیسوی تک ان فرقوں کا بہت زور رہا ہے۔

آخری تاویل مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عقیدۂ حلول کی تشریح ادائے عقل سے قریب لانے کے لئے مختلف عیسائی مفکرین کی طرف سے کوششیں کی گئیں، لیکن آپ دیکھا کہ ان میں سے ہر کوشش مرکزی رومن کیتھولک چرچ کے عقائد سے انحراف کرکے کی گئی ہے، اس لئے خود مرکزی کلیسا کے ذمہ داروں نے آخر بدھ

---

[1] دی ورلڈ فیملی انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۱۳۸ ج ۱، مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۶ء۔

[2] یہ ابتدائے اسلام کا زمانہ ہے، اس زمانے میں یہ فرقے تمام عیسائی دنیا کا اہم ترین موضوع بحث تھے اُن کی وجہ سے شام وغیرہ میں بڑے ہنگامے ہو چکے تھے (دیکھئے برٹانیکا، ص ۷۳۰ ج ۱۵، مقالہ نسطوریس) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے اپنے مندرجہ ذیل ارشاد میں غالباً انہی فرقوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ "بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشاندہی کیا، رہا اصل سوال کا جواب، تو اس کے بارے میں رجعت پسندوں کی طرف سے تو صرف یہ کہا جا سکا کہ درحقیقت عقیدۂ حلول بھی ایک سربستہ راز ہے جسے اتنا ضروری ہے، مگر سمجھ نہیں آسکتا (دیکھئے برٹانیکا)

لیکن یہ بات کسی سنجیدہ ذہن کو اپیل کرنے والی نہیں تھی، اس لئے آخر دور میں عقیدۂ حلول کو عقل کے مطابق ثابت کرنے کے لئے ایک اور تاویل کی گئی، اس تاویل کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ٹھیک رومن کیتھولک عقیدے کی پشت پناہی کی گئی ہے، اور اسے جوں کا توں برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ تاویل اگرچہ بعض قدیم مفکرین نے بھی پیش کی تھی مگر اسے پروٹسٹنٹ مارٹن لوتھر نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"اس قسم کی دلیل (جس کا رومن کیتھولک چرچ قائل ہے) اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے، اگر یہ بات یاد رکھی جائے کہ اس کے لئے راہ اس وقت ہموار ہو گئی تھی جب پہلے انسان (آدم) کو خدا کے مشابہ بنا کر پیدا کیا گیا تھا، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خدا کے اندر ہمیشہ سے انسانیت کا ایک عنصر موجود تھا، اور اس انسانی عنصر کو ہی آدم کے مخلوق ڈھانچے میں ٹھوس طور سے منعکس کر دیا گیا تھا، لہٰذا سچی انسانیت خدا ہی کی انسانیت ہے، یہ انسانیت ہے کہ خالص اور محض انسانیت آدمی میں پائی جاتی ہے، کیونکہ وہ ایک مخلوق اور ناقص انسانیت رکھتا ہے، جو کبھی خدائی کا روپ نہیں دھار سکتی، خواہ اس میں کتنے عرصے تک خدائی عنصر مقیم رہی ہو لہٰذا جب خدا انسان بنا تو اس نے جس انسانیت کا مظاہرہ کیا وہ مخلوق انسانیت نہیں تھی، جو ہم میں موجود ہے، بلکہ یہ وہ حقیقی انسانیت تھی جو صرف خدا ہی کے پاس ہے، اور جس کے مشابہ بنا کر ہم کو پیدا کیا گیا ہے، ..... آخر کار اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ یسوع مسیح کی انسانیت وہ انسانیت نہیں ہے، جسے ہم اپنے وجود میں محسوس کرتے ہیں، بلکہ یہ خدا کی انسانیت تھی، جو ہماری

لہ یہاں مارٹن لوتھر بائبل کے اس جملے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ (پیدائش ۱:۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت سے اتنی ہی مختلف ہو جتنا خالق مخلوق سے مختلف ہوتا ہے[۵]۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس تاویل کی رو سے اگرچہ حضرت مسیح کی ایک شخصیت میں "خدائی" اور "انسانیت" دونوں حقیقتیں جمع تھیں، لیکن انسانیت بھی خدائی انسانیت تھی، آدمی انسانیت نہ تھی، لہٰذا دونوں کے بیک وقت پائے جانے میں کوئی اشکال نہیں،

یہ ہے وہ تاویل جو پروفیسر مارس ریلٹن کے نزدیک سب سے زیادہ معقول، غیر خیز اور اعتراضات سے محفوظ ہے، اور اس سے کیتھولک عقیدے پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

لیکن یہ تاویل بھی کسوٹی پر کستی ہے یا نہیں، اہل نظر سمجھ سکتے ہیں،

۵؎ Studies in Christian Doctrine, P. 143, 144

۵؎ اس تاویل کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ خدا میں ازل سے کامل انسانیت پائی جاتی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ "خدائی انسانیت" کیا چیز ہے؟ کیا اس میں بھی بھوک، پیاس، خوشی، غم اور وہ تمام انسانی عوارض پائے جاتے ہیں جو ہم میں موجود ہیں؟ اگر یہ عوارض اس میں نہیں پائے جاتے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کو بھی (معاذ اللہ) بھوک پیاس لگتی ہے نہ اسے بھی تکلیف اور راحت ہوتی ہے، اور اگر اس میں بھی حدوث کے تمام عوارض پائے جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بات بالبداہۃ غلط ہے، اور روئے زمین کا کوئی مسیحی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا عقیدہ نہیں رکھتا، اور اگر "خدائی انسانیت" ان تمام عوارض سے پاک ہے تو سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ عوارض کیوں پائے جاتے تھے؟ انہیں کیوں بھوک پیاس لگتی تھی؟ انہیں کیوں رنج اور غم ہوتا تھا؟ وہ بزعم نصاریٰ سولی پر لٹک کر کیوں درد سے چلاتے تھے؟ جبکہ ان کی انسانیت بقول مارس ریلٹن ہماری جیسی نہیں تھی، بلکہ وہ خدائی انسانیت تھی جو ان تمام عوارض سے پاک اور مبرا ہے!

پھر اس تاویل میں انسان کو خدا کے مشابہ بنا کر پیدا کرنے کے عجیب معنی بیان کئے گئے ہیں خدا میں پہلے سے انسانیت کا ایک عنصر موجود تھا، اور اسی عنصر کا ایک عکس انسان میں منتقل کر دیا گیا ــــ حالانکہ اگر کتاب پیدائش کے الفاظ واقعۃً الہامی ہیں تو ان کا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو علم و شعور عطا کیا، اسے اچھے برے کی تمیز بتلائی اور خیر و شر دونوں کا

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ مصلوبیت (Crucifixion)

حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائی مذہب کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ انھیں یہودیوں نے پنطیس پیلاطیس کے حکم سے سولی پر چڑھا دیا تھا، اور اس سے اُن کی وفات ہوگئی تھی۔ اس عقیدے کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عیسائیوں کے اکثر فرقوں کے نزدیک پھانسی اقنوم ابن کو نہیں دی گئی جو اُن کے نزدیک خدا ہے، بلکہ اس اقنوم ابن کے انسانی مظہر یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئی جو اپنی انسانی حیثیت میں خدا نہیں ہیں، بلکہ ایک مخلوق ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲) علمائے خود کیتھولک علماء قدیم زمانے سے اس آیت کا یہی مطلب بیان کرتے آئے ہیں۔ سینٹ آگسٹائن اپنی مشہور کتاب "دی سٹی آف گاڈ" کے کتاب نمبر ۱۲ باب نمبر ۲۳ میں لکھتے ہیں:

"پھر خدا نے انسان کو اپنی مشابہت میں پیدا کیا، اس لئے کہ اس نے انسان کے لئے ایک ایسی روح پیدا کی جس میں عقل و فہم کی صلاحیتیں دی گئی تھیں تاکہ وہ زمین کی ہوا اور سمندر کی تمام مخلوقات سے افضل ہو جائے، جو ایسی چیزیں عطا نہیں کی گئیں۔" (آگسٹائن، ص ۵۰۲ ج ۲)

(حاشیہ صفحہ ۵۱) ۱؎ حضرت مسیح کو سولی دینے کا قصہ موجودہ چاروں انجیلوں میں موجود ہے، لیکن قرآن کریم نے اس کی بڑی سختی سے تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ درحقیقت یہ غلط فہمی ہے، اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے تھے۔ قرآن کریم کے بیان کی مکمل تصدیق تو اس وقت سمجھ میں آسکے گی جب آپ مقدمے کا دوسرا باب پڑھیں گے، اور اظہار الحق کے پہلے اور دوسرے باب میں چاروں انجیلوں کی اصل حقیقت آپ کے سامنے آئے گی، یہاں صرف اتنا اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان علم کی ترقی کے ساتھ قرآن کریم کی صداقت خود بخود واضح ہوتی جارہی ہے، چند سو سال پہلے انجیل برناباس کا نسخہ دریافت ہوا تھا، اس میں برناباس نے بنایت صراحت و وضاحت سے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو سولی نہیں دی گئی تھی، بلکہ اُن کی جگہ یہوداہ اسکریوتی مصلوب ہوا تھا، (ہم نے اظہار الحق کے آخری باب میں بشارات کے بیان کے تحت ایک مبسوط حاشیے میں اس انجیل کے دریافت ہونے کی پوری تاریخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے گذر چکا ہے کہ یہ عقیدہ صرف پیٹر کی پیشین فرقے کا ہے کہ خدا کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا،

صلیب مقدس چونکہ عقیدۂ مصلوبیت ہی کی بنا پر صلیب کے نشان (+) کو عیسائیوں کے نزدیک بہت اہمیت حاصل ہے، اس لئے اس کا مختصر سا حال بھی یہاں ذکر کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ——— چوتھی صدی عیسوی تک اس نشان کو کوئی اجتماعی اہمیت حاصل نہیں تھی، شاہ قسطنطین کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ ۳۱۲ء میں اس نے اپنے ایک حریف سے جنگ کے دوران (غالباً خواب میں) آسمان پر صلیب کا نشان بنا ہوا دیکھا، پھر مئی ۳۲۶ء میں اس کی والدہ سینٹ ہیلینا کو کہیں سے ایک صلیب ملی جس کے بارے میں لوگوں کا خیال یہ تھا کہ یہ وہی صلیب ہے جس پر (بزعم نصاریٰ) حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی (اسی قصے کی یاد میں عیسائی حضرات ہر سال ۳ مئی کو ایک جشن مناتے ہیں، جس کا نام ہے "دریافت صلیب") اس کے بعد سے صلیب کا نشان عیسائیت کا شعار (Symbol) بن گیا، اور عیسائی اپنی ہر نشست و برخاست میں اس نشان کو استعمال کرنے لگے، مشہور عیسائی عالم ٹرٹولین کا کہنا ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اقتباسات پیش کر کے اس کی تردید پر مفصل گفتگو کی ہے۔ اسی انجیل کے بارے میں تو عیسائی حضرات یہ کہتے آئے تھے کہ یہ کسی مسلمان کی تصنیف ہے ——— لیکن حال ہی میں انجیل کا ایک اور نسخہ دریافت ہوا ہے، جو پطرس حواری کی طرف منسوب ہے، اس میں بالکل صاف الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دینے سے کچھ پہلے آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔ انجیل پطرس کا یہ جملہ بلیمن اسٹریٹر نے اپنی مشہور کتاب "The Four Gospels" (اناجیل اربعہ) (ص ۵، مطبوعہ میکملن نیویارک ۱۹۶۱ء) میں نقل کیا ہے، اس کی تاویل اگرچہ اسٹریٹر صاحب نے کی ہے کہ یہاں مسیح سے مراد ان کا خدائی وجود ہے، لیکن انجیل پطرس کے الفاظ میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے، کہ آسمان پر اٹھانے کے لئے صیغۂ مجہول (Passive Voice) استعمال کیا گیا ہے، خود اسٹریٹر نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: "He was taken up" (اس کو اوپر اٹھا لیا گیا) اس سے ظاہر ہے کہ ان کو اٹھانے والا کوئی اور تھا، اور ظاہر ہے کہ اگر اس سے مراد خدا ہوتا تو یوں کہا جاتا کہ: "وہ اوپر چلا گیا" کیونکہ خدا کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر سفر و حضر اور آمد و رفت کے موقعہ پر، جوتے اُتارتے وقت، نہاتے وقت، کھانا کھاتے اور شمعیں روشن کرتے وقت، سوتے وقت اور بیٹھتے وقت غرض ہر حرکت و سکون کے وقت ہم اپنی ابرو پر صلیب کا نشان بناتے ہیں[1]

عیسائی مذہب میں صلیب کے مقدس ہونے کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ وہ اُن کے اعتقاد کے مطابق حضرت مسیح کی اذیت رسانی کا سبب بنی تھی؟ اس سوال کا جواب کسی عیسائی عالم کی تحریر میں ہمیں نہیں ملا، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صلیب کی تقدیس کی بنیاد "کفارہ" کا عقیدہ ہے، یعنی چونکہ ان کے نزدیک صلیب گناہوں کی معافی کا سبب بنی تھی، اس لئے وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں،

عقیدۂ حیاتِ ثانیہ (Resurrection)

حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائی مذہب کا تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ وہ سولی پر وفات پانے، اور قبر میں دفن ہونے کے تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے تھے، اور حواریوں کو کچھ ہدایات دینے کے بعد آسمان پر تشریف لے گئے،

دوبارہ زندہ ہونے کا یہ قصہ بھی موجودہ انجیلوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، اور چونکہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے اظہار الحق میں اس قصے کے غیر مستند اور متضاد ہونے کو کئی جگہ تفصیل سے ثابت کر دیا ہے، وہیں اس عقیدے کی تمام تفصیلات بھی موجود ہیں، اس لئے یہاں اس عقیدے پر تفصیل گفتگو بیکار ہے،

عقیدۂ کفارہ (The Atonement)

حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائیت کا چوتھا اور آخری عقیدہ "کفارہ" ہے، اس عقیدے کو پوری تفصیل کے ساتھ سمجھ لینا کئی وجہ سے ضروری ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ بقول

---

[1] صلیب کی یہ تاریخ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۵۵۲، ج ۲، مقالہ "صلیب" سے ماخوذ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر ڈینیل ولسن[1] یہی عقیدہ عیسائی مذہب کی جان ہے، اور فی نفسہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اس سے پہلے جتنے عیسائی عقائد ہم نے بیان کئے ہیں اُن کو درحقیقت اسی عقیدے کی تمہید سمجھنا چاہئے۔ دوسرے اس لئے کہ یہی وہ عقیدہ ہے جو اپنی پیچیدگی کے سبب خاص طور سے غیر عیسائی دنیا میں بہت کم سمجھا گیا ہے، تیسرے اس لئے کہ اس کو پورے طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے دو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں، ایک تو یہ کہ کم از کم ہمارے ملک میں عیسائی مبلغین نے اس عقیدے کو جس طرح چاہا بیان کر دیا[2]، اور ناواقف حضرات اصل حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے، دوسرے جن حضرات نے عیسائی مذہب کی تردید میں قلم اٹھایا، ان میں سے بعض نے اس عقیدے پر وہ اعتراضات کئے ہیں درحقیقت اس پر عائد نہیں ہوتے، اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اعتراضات حق کی صحیح وکالت نہ کر سکے[3]۔ اس لئے ہم ذیل میں اس عقیدے کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، تاکہ بات کے سمجھنے میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں عقیدۂ کفارہ کی مختصر تشریح ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے:

> "عیسائی علم عقائد میں کفارہ سے مراد مسیح کی وہ قربانی ہے جس کے ذریعہ ایک گناہگار انسان یک لخت خدا کی رحمت کے قریب ہو جاتا ہے، اس عقیدے کی پشت پر دو مفروضے کارفرما ہیں، ایک تو یہ کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے انسان خدا کی رحمت سے دور ہو گیا تھا، دوسرے یہ کہ خدا کی مجسم کلام (بیٹا) اس لئے انسانی جسم میں آئی تھی کہ وہ انسان کو دوبارہ خدا کی رحمت سے قریب کر دے[4]۔"

کہنے کو یہ ایک مختصر سی بات ہے، لیکن درحقیقت اس کے پس پشت تاریخی اور نظریاتی مفروضات کا ایک طویل سلسلہ ہے، جسے سمجھے بغیر عقیدے کا صحیح مفہوم ذہن نشین نہیں

---

[1] Daniel Wilson, *Evidences of Christianity* V. II. P. 53 London 1830.

[2] مثال کے لئے ملاحظہ ہو پادری گرڈلسٹن صاحب کا رسالہ "الکفارہ" مطبوعہ پنجاب لیتھو پریس بک سوسائٹی لاہور ۱۹۰۰ء

[3] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں ۱۵۱ ج ۲ مقالہ "Atonement"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا، یہ مفروضات ہم نمبروار درج ذیل کرتے ہیں:

۱۔ اس عقیدے کا سب سے پہلا مفروضہ یہ ہے کہ جس وقت پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تھا، اُس وقت انھیں ہر طرح کی راحتیں عطا کی گئی تھیں، اُن پر کوئی پابندی نہ تھی، البتہ صرف ایک پابندی یہ تھی کہ انھیں گندم کھانے سے منع کر دیا گیا تھا، اُس وقت اُن میں قوتِ ارادی کو پوری طرح آزاد رکھا گیا تھا، جس کے ذریعہ وہ اگر چاہتے تو حکم کی پابندی بھی کر سکتے تھے۔ اور اگر چاہتے تو خلاف ورزی بھی کر سکتے تھے۔[1]

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس قوتِ ارادی کو غلط استعمال کیا، اور شجرِ ممنوعہ کو کھا کر ایک عظیم گناہ کے مرتکب ہوئے۔ یہ گناہ کہنے کو ایک معمولی سا گناہ تھا، لیکن درحقیقت اپنی کیفیت (quality) اور کمیت (quantity) دونوں کے اعتبار سے بڑا سنگین تھا، کیفیت کے اعتبار سے اس لئے کہ اوّل تو اُس وقت حضرت آدم کے لئے حکم کی بجاآوری بڑی آسان تھی، ان کو ہر قسم کے کھانے کی مکمل آزادی عطا کرنے کے بعد اُن پر صرف ایک پابندی عائد کی گئی تھی، جسے پورا کرنا نہایت سہل تھا، اس کے علاوہ اُس وقت تک انسان میں ہوس اور شہوت کے جذبات نہیں تھے جو انسان کو گناہ پر مجبور کرتے ہیں، اس لئے گندم سے دور رہنا اُن کے لئے کچھ مشکل نہ تھا، اور حکم کی تعمیل جتنی آسان ہو اس کی خلاف ورزی اتنی ہی سنگین ہوتی ہے، دوسرے اس لئے کہ یہ انسان کا پہلا گناہ تھا جس نے پہلی بار "اطاعت" کے بجائے "نافرمانی" کو جنم دیا، اس سے پہلے انسان نے کوئی "نافرمانی" نہیں کی تھی، اور جس طرح "اطاعت" تمام نیکیوں کی جڑ ہے، اس طرح "نافرمانی" تمام گناہوں کی بنیاد، حضرت آدم

---

[1] ہماری نظر میں عقیدۂ کفارہ کے پورے پس منظر کو سب سے زیادہ واضح طریقے سے سینٹ آگسٹائن نے اپنی مشہور کتاب (The Enchiridion) میں بیان کیا ہے، ہم اس عقیدے کی تشریح زیادہ تر اسی سے نقل کریں گے، مگر چونکہ آگسٹائن کی عبارتیں بہت طویل ہیں، اس لئے ہم ہر جگہ ان کو نقل کرنے کے بجائے حوالوں پر اکتفا کریں گے، جہاں دوسری کتابوں سے مدد لی گئی ہے وہاں حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔

[2] آگسٹائن، دی سٹی آف گاڈ، کتاب نمبر ۱۴ باب نمبر ۱۱، ص ۲۵۵ ج ۲،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گناہ نے یہ بنیاد قائم کر دی[1]،

اس کے ساتھ ساتھ یہ گناہ کمیت کے اعتبار سے بھی بڑا سنگین تھا، اس لئے کہ اس ایک گناہ میں بیسیوں گناہ شامل ہو گئے تھے، جن کی وجہ سے یہ گناہوں کا مجموعہ بن گیا تھا، سینٹ آگسٹائن اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انسان کے اس ایک گناہ میں کئی گناہ شامل تھے، اس لئے کہ ایک تو اس میں کبر تھا، کیونکہ انسان نے خدا کی حکومت کے تحت رہنے کے بجائے خود اپنی فطرت خود مختیار میں رہنا پسند کیا، دوسرے یہ کفر اور خدا کی شان میں گستاخی کا گناہ بھی ہے، کیونکہ انسان نے خدا کا یقین نہیں کیا، تیسرے یہ قتل بھی تھا، کیونکہ اس گناہ کے ذریعہ انسان نے اپنے آپ کو "موت" کا مستحق بنا لیا، چوتھے یہ روحانی زنا بھی تھا، کیونکہ سانپ کی گمراہ کن لگن کی چڑی باتوں کی تصدیق سے انسانی روح کا ازدواج خدا میں خدا کے ساتھ ہو گیا تھا، پانچویں یہ چوری بھی تھی، کیونکہ جو مذاکر چھونا اُس کے لئے ممنوع تھا وہ اسے اپنے استعمال میں لے آیا، چھٹے یہ لالچ بھی تھی، اس لئے کہ جتنی چیزیں انسان کے لئے کافی تھیں انسان نے اس سے زیادہ کی تمنا کی تھی، اور یہی بات ہے جس گناہ کی بھی حقیقت پر نظر کریں گے اُس کا ایک عکس اس ایک گناہ میں نظر آئے گا۔"

۳۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا گناہ بہت سنگین تھا، اس لئے اس کے دو اثرات مرتب ہوئے، ایک تو یہ کہ اس گناہ کی سزا میں حضرت آدمؑ "دائمی موت" یا دائمی عذاب کے مستحق ہو گئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "شجرہ ممنوعہ" کو دکھا کر یہ کہہ دیا تھا کہ

جس روز تو نے اس میں سے کھایا، تو مرا (پیدائش ۲:۱۷)

دوسرا اثر یہ ہوا کہ حضرت آدمؑ کو جو آزاد قوتِ ارادی (Free Will)

---

[1] دی سٹی آف گاڈ کتاب نمبر ۱۴ باب نمبر ۱۲، ص ۲۵۷، ج ۲،

Augustine. The Enchiridion XLV PP. 684 V. 1 ۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطا کی گئی تھی، وہ ان سے چھین لی گئی، پہلے انھیں اس بات کی قدرت عطا کی گئی تھی کہ وہ اپنی مرضی سے نیک کام بھی کر سکتے تھے اور بُرے کام بھی، لیکن چونکہ انھوں نے اس اختیار کو غلط استعمال کیا، اس لئے اب یہ اختیار ان سے چھین لیا گیا، آگسٹائن لکھتے ہیں:

> جب انسان نے اپنی آزاد قوتِ ارادی سے گناہ کیا، تو چونکہ گناہ نے اُن پر فتح پائی تھی اس لئے اُن کی قوتِ ارادی کی آزادی ختم ہو گئی، کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہے وہ اس کا غلام ہے، جیسا پطرس رسولؑ کا فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ لہٰذا اب اس کو نیک کام کرنے کی آزادی اُس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک وہ گناہ سے آزاد ہو کر نیکی کا غلام بننا شروع نہیں کرے گا۔[1]

گویا جب تک انسان اپنے گناہ کی قید سے رہائی حاصل نہ کر لیں اُس وقت تک کے لئے اُن کے ارادے کی آزادی ختم ہو گئی ہے، اب وہ گناہ کرنے کے لئے تو آزاد ہیں، مگر نیکی کے لئے آزاد نہیں ہیں،

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے ایک گناہ کی سزا میں انسان کو دوسرے گناہوں میں کیوں مبتلا کر دیا؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے سینٹ تھامس اکوینس لکھتے ہیں:

> درحقیقت گناہ کی اصل سزا یہ تھی کہ خدا نے اپنی رحمت انسان سے اٹھا لی، اگرچہ یہ سزا بالکل معقول ہے، لیکن خدا کی رحمت اٹھنے کے نتیجے میں انسان میں مزید گناہ کے جذبات پیدا ہو گئے، لہٰذا ایک گناہ کے ذریعے بے شمار گناہوں میں مبتلا ہونا درحقیقت اسی پہلے گناہ کا لازمی خاتمہ تھا جو بروئے کار آ کر رہا۔[2]

۴۔ چونکہ گناہ کرنے کے بعد حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کی آزاد قوتِ ارادی ختم ہو گئی تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نیکی کے لئے آزاد نہ تھے، مگر گناہ کے لئے آزاد تھے،

---

[1] پطرس کے دوسرے خط ۲: ۱۹ کی طرف اشارہ ہے،

[2] آگسٹائن نے تقریباً یہی بات دی مینی آف گاڈ، ص ۲۹۵ (۱۹۵۶ء) میں بھی کہی ہے، The Enchiridion XXX P. 675 V. 7

Aquinas, The Summa Theologica Q. 87. Art. 2. P. 710 V. II [3]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اُن کی سرشت میں گناہ کا عنصر شامل ہو گیا، دوسرے الفاظ میں اُن کا گناہ اُن کی فطرت اور طبیعت بن گیا، اس گناہ کو اصطلاح میں اصلی گناہ (Original Sin) کہا جاتا ہے،

۵۔ ان دونوں کے بعد جتنے انسان پیدا ہوئے یا آئندہ ہوں گے وہ سب چونکہ انہی کی صلب اور پیٹ سے پیدا ہوتے تھے، اس لئے یہ اصلی گناہ تمام انسانوں میں منتقل ہوا، اینٹ آگسٹائن لکھتے ہیں،

> "اور واقعہ یہ ہوا کہ تمام وہ انسان جو اصلی گناہ سے داغدار ہو گئے آدم سے اور اس عورت سے پیدا ہوئے جس نے آدم کو گناہ میں مبتلا کیا تھا، اور جو آدم کے ساتھ سزا کے مستحق ہوئے"[1]

گویا اب دنیا میں جو انسان بھی پیدا ہوتا ہے وہ ناجائز کے پیٹ سے گناہگار پیدا ہوتا ہے، اس لئے کہ اس کے ماں باپ کا اصلی گناہ اس کی سرشت میں بھی داخل ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ گناہ تو ماں باپ نے کیا تھا بیٹے اس کی وجہ سے گناہگار کیسے ہوئے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرقہ پروٹسٹنٹ کا مشہور لیڈر جان کالون لکھتا ہے،

> "جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہم آدم کے گناہ کی وجہ سے اپنی سزا کے مستحق ہوئے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم بذات خود قصوروار تھے، اور آدم کا جرم خواہ مخواہ ہم پر ٹھونس دیا گیا ہے، ..... درحقیقت ہم نے آدم سے صرف سزا ہی وراثت میں نہیں پائی، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم میں گناہ کی وہ بانی مرض جاگزیں ہے، جو آدم سے ہم کو لگا ہے، اور اس گناہ کی وجہ سے ہم پیدائش کے ساتھ سزا کے مستحق ہیں، اسی طرح شیر خوار بچے بھی اپنی ماں کے پیٹ سے استحقاق لے کر آتے ہیں، اور یہ سزا خود اُن کے نقص اور قصور کی ہوتی ہے، کسی اور کے قصور کی نہیں"[2]

---

[1] Augustine, *The Enchiridion* XXVI P. 673 V. I

[2] Calvin *Institutes* bk. ii. ch. i. Sec. 8, as quoted by the Britannica P. 635 V. I. "CALVIN".

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشہور رومن کیتھولک عالم اور فلسفی تھامس ایکوینا س ایک دوسری مثال کے ذریعہ اس کو واضح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ہمارے ماں باپ کے گناہ کی وجہ سے "اصلی گناہ" ان کی اولاد میں بھی منتقل ہو گیا، اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اصل میں گناہ تو روح کرتی ہے، لیکن پھر وہ گناہ جسم کے اعضاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے"[1]

۶۔ چونکہ تمام بنی آدم "اصلی گناہ" میں ملوث ہو گئے تھے، اور "اصلی گناہ" ہی تمام دوسرے گناہوں کی جڑ ہے، اس لئے اپنے ماں باپ کی طرح یہ انسان بھی آزاد قوتِ ارادی سے محروم ہو گئے، اور ایک کے بعد دوسرے گناہ میں ملوث ہوتے گئے، یہاں تک کہ ان پر "اصلی گناہ" کے علاوہ دوسرے گناہوں کا بھی ایک پشتارہ لد گیا جو "اصلی گناہ" کے سبب انھوں نے خود کئے تھے[2]

۷۔ مذکورہ بالا گناہوں کی وجہ سے تمام بنی آدم اپنے ماں باپ کی طرح ایک طرف دائمی موت کے مستحق تھے، دوسری طرف اپنی آزاد قوتِ ارادی سے بھی محروم ہو گئے تھے، اس لئے ان کے نجات اور مغفرت پانے کا کوئی راستہ نہ تھا، کیونکہ ان گناہوں سے نجات نیک کام کرنے سے ہو سکتی تھی۔ مگر آزاد قوتِ ارادی کے فقدان کے سبب وہ ایک نیک کاموں پر بھی قادر نہ رہے تھے جو انھیں عذاب سے نجات دلاتے[3]

۸۔ انسان کے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کی ایک سبیل یہ ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کر کے انھیں معاف کر دیتے۔ لیکن یہ صورت ممکن نہ تھی، اس لئے کہ خدا "عادل" اور "منصف" ہے، وہ اپنے اٹل قوانین کی مخالفت نہیں کر سکتا[4] جو پیدائش کے حوالے سے بیان گذر چکی ہو کہ "اصلی گناہ" کی سزا اس نے "موت" مقرر کر رکھی تھی۔ اگر وہ "موت" کی سزا دیئے بغیر انسانوں کو معاف کرے تو یہ اس کے قانونِ عدل کے منافی تھا[5]

---

[1] The Summa Theologica Q. 81, Art. 3, P. 669 V. II

[2] Augustine. The Enchiridion XXVII P. 673 V. I

[3] ایضاً باب نمبر ۳۰ ص ۱۰۵ ج اوّل۔

[4] دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۱۰۱ ج ۱۲ زیر عنوان "کفارہ"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ "رحیم" بھی ہے، وہ اپنے بندوں کو اس حالت زار پر بھی چھوڑ نہیں سکتا تھا، اس لئے اس نے ایک ایسی تدبیر اختیار کی جس سے بندوں پر رحم بھی ہو جائے، اور قانونِ عدل کو بھی ٹھیس نہ لگے، بندوں کی قانونی رہائی کی شکل صرف یہ تھی کہ وہ ایک مرتبہ سزا کے طور پر مریں، اور پھر دوبارہ زندہ ہوں، تاکہ مرنے سے پہلے اصلی گناہ کی وجہ سے ان کی جو آزاد قوتِ ارادی ختم ہو گئی تھی وہ دوسری زندگی میں انھیں دوبارہ حاصل ہو جائے، اور وہ اصلی گناہ کے بوجھ سے خلاصی حاصل کر کے آزادی کے ساتھ نیکیاں کر سکیں۔[1]

۱۰۔ لیکن تمام انسانوں کو دنیا میں ایک مرتبہ موت دے کر دوبارہ زندہ کرنا بھی قانونِ فطرت کے منافی تھا، اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسا شخص تمام انسانوں کے گناہوں کے اس بوجھ کو اٹھا لے جو ان کے اصلی گناہ سے معصوم ہو، اور اسے ایک مرتبہ موت کی سزا دے کر دوبارہ زندہ کر دے، اور یہ سزا تمام انسانوں کے لئے کافی ہو جائے، اور اس کے بعد تمام انسان آزاد ہو جائیں۔

اس عظیم مقصد کے لئے خدا نے خود اپنے "بیٹے" کو چنا، اور اسی کو انسانی جسم میں دنیا کے اندر بھیجا، اس نے یہ قربانی پیش کی، کہ خود مصلوب ہو کر مر گیا، اور اس کی موت تمام انسانوں کی طرف سے کفارہ ہو گئی،[2] اور اس کی وجہ سے تمام انسانوں کا نہ صرف اصلی گناہ معاف ہو گیا، بلکہ ہر ایک نے اصلی گناہ کے سبب بننے گناہ کئے تھے وہ بھی معاف ہو گئے، اور پھر یہی یسوع تین دن کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا، اور اس سے تمام انسانوں کو نئی زندگی مل گئی، اس نئی زندگی میں وہ آزاد قوتِ ارادی کے مالک ہیں، اگر اپنی قوتِ ارادی کو نیکیوں میں استعمال کریں گے تو جنت پائیں گے، اور اگر بدی میں استعمال کریں گے تو بدی کی کیفیت کے لحاظ سے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

۱۱۔ لیکن یسوع مسیح کی یہ قربانی صرف اُس شخص کے لئے ہے جو یسوع مسیح پر ایمان رکھے، اور ان کی تعلیمات پر عمل کرے، اور اس ایمان کی علامت "بپتسمہ" کی رسم ادا کرتا ہے، بپتسمہ

---

[1] آگسٹائن، دی سٹی آف گاڈ، ص ۲۰۰، ۲۰۹ Vol 2 کتاب نمبر ۱۳ باب نمبر ۱۲۔

[2] ایضاً۔

[3] The Enchiridion & P. 687 V. 1

[4] Ibid, 60 ch. L.i P. 698 V. 1

[5] اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے کا مطلب بھی یہی ہو کہ بپتسمہ لینے والا یسوع مسیح کے کفارے پر ایمان رکھتا ہے، اس لئے یسوع مسیح کے واسطہ سے اس کا بپتسمہ لینا اس کی موت اور دوسری زندگی کے قائم مقام ہو جاتا ہے، لہذا جو شخص بپتسمہ لے گا اس کا اصلی گناہ معاف ہوگا، اور اسے نئی قوتِ ارادی عطا کی جائے گی اور جو شخص بپتسمہ نہ لے اس کا اصلی گناہ برقرار ہے جس کی وجہ سے وہ دائمی عذاب کا مستحق ہوگا، یہی وجہ ہے کہ ایکویناس لکھتا ہے،

"جو بچے بپتسمہ لینے سے پہلے مر گئے ان میں چونکہ اصلی گناہ برقرار ہے اس لئے وہ کبھی خداوند کی بادشاہت نہیں دیکھیں گے"[1]

۱۲۔ جو لوگ حضرت مسیح کی تشریف آوری سے پہلے انتقال پا گئے ان میں بھی یہ دیکھا جائے گا کہ وہ یسوع مسیح پر ایمان رکھتے تھے یا نہیں اگر ایمان رکھتے ہوں گے تو یسوع مسیح کی موت ان کے لئے بھی کفارہ ہوگی، اور وہ بھی نجات پائیں گے ورنہ نہیں[2]

۱۳۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا جن لوگوں نے یسوع مسیح پر ایمان لا کر بپتسمہ لیا ہے ان کے لئے مسیح کے کفارہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب وہ کتنے ہی گناہ کریں انھیں سزا نہیں ملے گی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا اصلی گناہ معاف ہو گیا جو دائمی عذاب کا موجب تھا اور اس کے ساتھ وہ گناہ ختم ہو گئے جو اصلی گناہ کے سبب سے وجود میں آئے تھے، لیکن اب انھیں ایک نئی زندگی ملی ہے، اس نئی زندگی میں وہ آزاد قوتِ ارادی کے مالک ہیں اگر انھوں نے اس قوتِ ارادی کو غلط استعمال کیا تو جس قسم کا وہ گناہ کریں گے ویسی ہی سزا کے مستحق ہوں گے اگر بپتسمہ لینے کے بعد انھوں نے کوئی ایسا گناہ کیا جو انھیں ایمان سے خارج کر دے تو وہ بھی دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے، اور یسوع مسیح کا کفارہ ان کے لئے کافی نہ ہوگا، لہذا جو لوگ "نفاق" Schism یا "بدعت" Heresy کے الزام میں برادری سے خارج کر دیے وہ دائمی عذاب کے مستحق ہیں[3]

---

[1] Aquinas, *The Summa Theologica* XCIII P. 711 V. II

[2] Augustine, *On Original Sin* ch. XXXI P. 611 V. I

[3] ... *The Enchiridion* LXVII P. 621 V. I

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر اصول نے کوئی معمولی گناہ کیا ہے تو وہ مابعد موت کچھ عرصہ کے لئے جہنم کے اس حصہ میں جائیں گے جو مومنوں کو گناہ سے پاک کرنے کے لئے بنایا گیا ہے، اور جس کا نام ..... تطہیر Purgatory ہے، اور کچھ عرصہ وہاں رہ کر پھر جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔[1]

بلکہ بعض عیسائی علماء کا کہنا تو یہ ہے کہ صرف کفر ہی نہیں، بلکہ گناہ کبیرہ بھی انسان کو یسوع مسیح کے کفارے سے الگ کر دیتا ہے، اور وہ دائمی عذاب کا مستحق بن جاتا ہے، سینٹ آگسٹائن نے اس مسئلے پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اور Enchiridion میں اس کی بعض عبارتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی رائے کی طرف مائل ہے،

اس عقیدے کے منکر

یہ عقیدۂ کفارہ کی حقیقت: عیسائیوں کی بھاری اکثریت شروع سے اس عقیدے کو مذہب کی بنیاد سمجھ کر مانتی آئی ہے،

---

[1] The Ench. ch. LXIX P. 699 V. I

[2] عقیدۂ کفارہ پر مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے اظہار الحق کے مختلف مقامات پر بالخصوص تیسرے باب میں بڑی جامع و مانع بحثیں کی ہیں، ہم اس عقیدے کے ایک ایک جزو پر بحث کرنے کے لئے ایک مفصل مقالے کی ضرورت ہے، اور چونکہ ہمارا یہاں عیسائی عقائد کو محض نقل کرنا ہے، اس لئے یہاں بھی کسی مفصل تبصرے کی گنجائش نہیں ہے، البتہ ذیل میں ہم اس مسئلے کے چند بنیادی نکات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں، جو اس مسئلے میں عیسائیت کے حامل ہیں، اور قارئین کو ذہن میں رکھنے کے بعد اس عقیدے کی غلطیاں اچھی طرح سامنے آجائیں گی، یہ نکات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سب سے پہلے تو اس کی تحقیق ہونی چاہئے کہ حضرت آدمؑ کی لغزش واقعی گناہ تھی یا نہیں؟

۲۔ پھر اس عقیدے میں اصل گناہ کو جس طریقے سے منتقل کیا گیا ہے، ایک حضرت آدمؑ سے ان کی تمام اولاد کی طرف، اور پھر اس اولاد سے حضرت مسیحؑ کی طرف، سوال یہ ہے کہ خدا کے قانون عدل میں ایک کا گناہ دوسرے پر لادنے کی گنجائش کہاں ہے؟ تورات میں تو یہی عبارت ملتی ہے کہ:

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا، اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ، صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی، اور شریر کی شرارت شریر کے لئے" (حزقی ایل ۱۸: ۲۰)

(باقی بصفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم کلیسا کی تاریخ میں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جنھوں نے اس عقیدے کا انکار کیا ہے، ان لوگوں میں غالباً

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (۳) کالون نے آدم کے بیٹوں کی طرف گناہ کے منتقل ہونے کی جو مثال وبائی مرض سے دی ہے وہ کسی طرح درست نہیں ہے، اس لئے کہ اوّل تو یہ مسئلہ ہی محلِ نظر ہے کہ ایک شخص کا مرض دوسرے کو لگتا ہے یا نہیں! پھر اگر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو مرض ایک غیر اختیاری چیز ہے، اُسے گناہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ قابلِ سزا گناہ عقلاً وہی ہے جو انسان اپنے اختیار سے کرے، اگر کسی کو غیر اختیاری طور پر کوئی مرض لگ جائے، تو نہ اسے اس پر مطعون کیا جاتا ہے، اور نہ سزا کے لائق سمجھا جاتا ہے۔ پھر آپ انسان کو اس گناہ پر کیوں قابلِ سزا سمجھتے ہیں جس میں اس کے اختیار کو کوئی دخل نہیں۔

۴۔ [illegible] ایکوینا س کی بیان کردہ مثال بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اصل میں گناہگار انسان ہے، لیکن انسان چونکہ نام ہے [illegible] اور روح کے مجموعے کا، اس لئے ان میں سے ہر ایک گناہگار ہے، اس کے برخلاف حضرت آدمؑ کا وجود اپنی تمام اولاد سے مرکب نہیں تھا، حضرت آدمؑ کو اس وقت تک گناہگار نہ کہا جا سکتا ہے جب تک اُن کی اولاد کو گناہگار قرار نہ دیا جائے۔

۵۔ اگر آدمؑ کے ہر بیٹے میں اصلی گناہ خلیل طور پر منتقل ہوا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انسانی وجود میں کیوں منتقل نہیں ہوا؟ حالانکہ وہ بھی تمام انسانوں کی طرح حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور عیسائی عقائد کے مطابق خدا ہونے کے ساتھ ساتھ [illegible] اور اپنی انسانی حیثیت میں بھی پھانسی پر چڑھایا بھی گیا تھا۔

۶۔ پھر تمام انسانوں کے گناہ کی وجہ سے ایک معصوم اور بے گناہ جان کو اس کی رضامندی سے بھی پھانسی پر چڑھا دینا انصاف کا کیسا تقاضا ہے؟ اگر کوئی شخص کسی عدالت میں یہ [illegible] کہ فلاں چور کی بجائے سزا میں بھگتنے کو تیار ہوں، تو کیا چور کو آزاد کر دیا جائے گا؟ ــــ حقانی اہل کی مذکورہ عبارت بھی اس کی تردید کرتی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ خدا عادل ہے، اس لئے وہ بغیر سزا کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک بالکل غیر اختیاری گناہ کی وجہ سے نہ صرف انسان کو دائمی عذاب میں مبتلا کیا جائے، بلکہ اس کی قوتِ ارادی بھی سلب کر لی جائے؟

۸۔ کہا جاتا ہے کہ خدا محض توبہ سے اصلی گناہ معاف نہیں کر سکتا، حالانکہ تورات میں ہے:

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلا شخص کولیسٹیس شیس (Coelestius) ہے، جس کے نظریات آگسٹائن کے الفاظ میں یہ تھے:

"آدمؑ کے گناہ سے صرف آدمؑ ہی کو نقصان پہنچا تھا، بنی نوع انسان پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا، اور شیر خوار بچے اپنی پیدائش کے وقت اسی حالت میں ہوتے ہیں جس حالت میں آدمؑ اپنے گناہ سے پہلے تھے"[1]

لیکن ان نظریات کو کارتھیج کے مقام پر بشپوں کی ایک کونسل نے "بدعتی" قرار دیدیا تھا، اس کے بعد بھی بعض لوگوں نے اس عقیدے کا انکار کیا ہے، جن کا حال انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ کفارہ میں مذکور ہے۔

عبادات اور رسمیں

اصولِ عبادت

عیسائی مذہب میں عبادت کے کیا کیا طریقے ہیں؟ یہ معلوم کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ اس کے بنیادی اصولِ عبادت کو سمجھ لیا جائے۔ مسٹر ریمنڈ ایبا (Raymond Abba) اپنے بیان کے مطابق یہ اصول حسب ذیل ہیں:

۱۔ "عبادت" درحقیقت اس قربانی کا شکرانہ ہے جو "اللہ" یعنی حضرت مسیحؑ نے بندوں کی طرف سے دی تھی۔[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) "اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کئے ہیں باز آئے، اور میرے آئین پر چل کر جو جائز اور راست ہو کرے تو وہ یقیناً زندہ رہیگا وہ نہ مریگا" (حزقی ایل ۱۸: ۲۱)

(۱) اگر یہ عقیدہ درست ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے پوری وضاحت کے ساتھ کیوں بیان نہیں فرمایا؟ اناجیل کی کوئی عبارت ایسی نہیں ہے جس سے مذکورہ عقیدے کو مستنبط کیا جاسکے، مقدمہ ہی کے دوسرے باب میں ہم اس کو قدرے تفصیل سے ذکر کریں گے۔

[1] حاشیہ صفحہ ۸۱

[2] Raymond Abba, *Principles of Christian Worship*, Oxford 1960, P. 8

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ صحیح عبادت روح القدس ہی کے عمل سے ہو سکتی ہے۔ پولوس رومیوں کے نام اپنے خط میں لکھتا ہے:

"جس طور سے ہمیں دعا کرنی چاہیے ہم نہیں جانتے، مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا" (رومیوں ۸: ۲۶)

۳۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ "عبادت" درحقیقت ایک اجتماعی فعل ہے، جو کلیسا انجام دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر کوئی عبادت کرنا چاہے تو وہ بھی اُسی وقت ممکن ہے جب وہ کلیسا کا رکن ہو۔

۴۔ چوتھا اصول یہ ہے کہ عبادت کلیسا کا بنیادی کام ہے، اور اسی کے ذریعہ وہ مسیح کے بدن کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

حمد خوانی

عیسائی مذہب میں عبادت کے طریقے تو بہت سے ہیں، لیکن ہم اس مختصر مضمون میں صرف دو طریقے بیان کر سکتے ہیں جو کثرت سے اختیار کئے جاتے ہیں، اور جن کا ذکر عیسائیت پر کی جانے والی اکثر بحثوں میں بار بار آتا ہے۔ ان میں سے ایک "حمد خوانی" کی عبادت ہے۔ جسے مسلمانوں کو بھٹکانے کے لئے پادری صاحبان "نماز" بھی کہہ دیتے ہیں۔

مسٹر ایف، سی برکٹ F. C. Burkitt کے بیان کے مطابق اس عبادت کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہر روز صبح شام لوگ کلیسا میں جمع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص بائبل کا کوئی حصہ پڑھتا ہے، یہ حصہ عام طور سے زبور کا کوئی ٹکڑا ہوتا ہے۔ حمد خوانی کے دوران تمام حاضرین کھڑے رہتے ہیں، زبور کے ہر نغمے کے خاتمہ پر گھٹنے جھکا کر دعا کی جاتی ہے، اور اس دعا کے وقت پر گناہوں کے اعتراف کے طور پر آنسو بہانا بھی ایک پسندیدہ فعل ہے۔ یہ طریقہ تیسری صدی عیسوی سے مسلسل چلا آرہا ہے، ابتدائی شمیں کی بعض تحریریں ابھی تک باقی ہیں جن میں اس طریقے کی تلقین کی گئی ہے۔[1]

---

[1] F. C. Burkitt, *The Christian Religion* PP 152 153 V. : Cambridge, 1930.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بپتسمہ بپتسمہ یا اصطباغ (Baptism) عیسائی مذہب کی پہلی رسم ہے، یہ ایک قسم کا غسل ہوتا ہے، جو عیسائی مذہب میں داخل ہونے والے کو دیا جاتا ہے، اور اس کے بغیر کسی انسان کو عیسائی نہیں کہا جا سکتا، اس رسم کی پشت پر بھی کفارے کا عقیدہ کارفرما ہے، عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ بپتسمہ لینے سے انسان یسوع مسیح کے واسطے سے ایک بار مر کر دوبارہ زندہ ہوتا ہے، موت کے ذریعہ "اصلی گناہ" کی سزا ملتی ہے، اور نئی زندگی سے اُسے آزاد قوتِ ارادی حاصل ہوتی ہے[1]۔

——— جو لوگ عیسائی مذہب میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو انھیں شروع میں ایک عبوری دور سے گذرنا پڑتا ہے، جس میں وہ مذہب کی بنیادی تعلیمات حاصل کرتے ہیں، اس عرصے میں وہ "عیسائی" نہیں کہلاتے بلکہ "کیٹی چومینس" (Catechumens) کہلاتے ہیں، اور انھیں عشاء ربانی کی رسم میں شمولیت کی اجازت نہیں ہوتی، پھر ایسٹر کی تعزیات سے کچھ پہلے یا بپتسمہ کوسٹ کی عید سے کچھ قبل انھیں بپتسمہ دیا جاتا ہے[2]۔

بپتسمہ کے عمل کے لئے کلیسا میں ایک مخصوص کمرہ ہوتا ہے، اور اس عمل کے لئے مخصوص آدمی معین ہوتے ہیں، یروشلم کے مشہور عالم سائرل (Cyril) نے اس رسم کو بجالانے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ بپتسمہ کے امیدوار کو بپتسمہ کے کمرے (Baptistry) میں اس طرح لٹا دیا جاتا ہے کہ اس کا رخ مغرب کی طرف ہو، پھر امیدوار اپنے ہاتھ مغرب کی طرف پھیلا کر کہتا ہے کہ:

"اے شیطان! میں تجھ سے اور تیرے ہر عمل سے دستبردار ہوتا ہوں۔"

پھر وہ مشرق کی طرف رُخ کر کے زبان سے عیسائی عقائد کا اقرار کرتا ہے، اس کے بعد اسے ایک اندرونی کمرے میں لیجایا جاتا ہے، جہاں اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں، اور سر سے پاؤں تک ایک زمزم کئے ہوئے تیل سے اس کی مالش کی جاتی ہے، اس کے بعد اسے بپتسمہ کے حوض میں ڈال دیا جاتا ہے، اس موقع پر بپتسمہ دینے والے اس سے تین سوال کرتے ہیں، کہ کیا وہ باپ، بیٹے اور روح القدس پر مقررہ تفصیلات کے ساتھ ایمان رکھتا ہے؟ ہر سوال کے

---

[1] Augustine, *The Enchiridion* XLII P. 683 V. I

[2] The Christian Religion PP. 150, 152 V. I

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب میں امیدوار کہتا ہے کہ "ہاں میں ایمان رکھتا ہوں" اس سوال جواب کے بعد اسے حوض سے نکال لیا جاتا ہے، اور اس کی پیشانی، کان، ناک اور سینے پر دم کئے ہوئے تیل سے دوبارہ مالیش کی جاتی ہے، اور پھر اسے سفید کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں، جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ بپتسمہ کے ذریعے یہ شخص سابقہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہو چکا ہے۔

اس کے بعد بپتسمہ پانے والوں کا جلوس ایک ساتھ کلیسا میں داخل ہوتا ہے، اور پہلی بار عشاء ربانی کی رسم میں شریک ہوتا ہے[1]۔

عشاء ربانی عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد یہ اہم ترین رسم ہے جو حضرت مسیح کی جانکاہ قربانی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے، حضرت مسیح نے مزعومہ گرفتاری سے ایک دن پہلے حواریوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا، کھانے کی اس مجلس کا حال انجیل متی میں اس طرح درج کیا گیا ہے کہ:

> تب وہ کھا رہے تھے تو یسوع نے روٹی لی، اور برکت دے کر توڑی، اور شاگردوں کو دے کر کہا، لو کھاؤ، یہ میرا بدن ہے، پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔ (متی ۲۶، ۲۶-۲۸)

لوقا اس واقعہ پر اتنا اضافہ کرتا ہے کہ اس کے بعد حضرت مسیح نے حواریوں سے کہا کہ "میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو" (لوقا ۲۲، ۱۹)

عشاء ربانی کی رسم اسی حکم کی تعمیل کے طور پر منائی جاتی ہے، عیسائیوں کے مشہور عالم جسٹن مارٹر اپنے زمانے میں اس رسم کو بجالانے کا طریقہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر اتوار کو کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے، شروع میں کچھ دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں، اس کے بعد حاضرین ایک دوسرے کا بوسہ لے کر مبارکباد دیتے ہیں، پھر روٹی اور شراب لائی جاتی ہے، اور صدر مجلس اس کو لے کر باپ بیٹے اور روح القدس سے برکت کی دعا کرتا ہے، جس پر تمام حاضرین آمین کہتے ہیں،

---

[1] یہ پوری تفصیل انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۸۲ ج ۲ مقالہ "بپتسمہ" میں ساترل کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر کلیسا کے خدام روٹی (Deacons) اور شراب کو تمام حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں، اس عمل سے فوراً روٹی مسیح کا بدن بن جاتی ہے، اور شراب مسیح کا خون اور تمام حاضرین اسے کھا پی کر اپنے عقیدۂ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں۔[1]

جستن کے بعد رسم بجالانے کے طریقوں اور اس میں استعمال کئے جانے والے الفاظ میں کافی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، لیکن رسم کی بنیادی بات یہی ہے کہ صدر مجلس جب روٹی اور شراب حاضرین کو دیتا ہے، تو وہ عیسائی عقیدے کے مطابق فوراً اپنی ماہیت تبدیل کر کے مسیح کا بدن اور خون بن جاتی ہے، اگرچہ ظاہری طور پر وہ کچھ ہی نظر آتی ہو۔ سائرل کہتا ہے:

> جس وقت مجلس دعا سے فارغ ہوتی ہے تو روح القدس جو خدا کا ایک زندہ جاوید اقنوم ہے، روٹی اور شراب پر نازل ہوتا ہے، اور انھیں بدن اور خون میں تبدیل کر دیتا ہے۔[2]

یہ بات عرصۂ دراز تک بحث و تمحیص کا موضوع بنی رہی ہے کہ روٹی اور شراب دیکھتے ہی دیکھتے کس طرح بدن اور خون میں تبدیل ہو جاتی ہیں ——— یہاں تک کہ سولہویں صدی عیسوی میں جب پروٹسٹنٹ فرقہ نمودار ہوا، تو اس نے اس عقیدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، اس کے نزدیک یہ رسم محض حضرت مسیح کی قربانی کی یادگار ہے، لیکن روٹی کا بدن اور شراب کا خون بن جانا اسے تسلیم نہیں ہے۔

عشاء ربانی (Lord's supper) کے علاوہ اس رسم کے مختلف نام اور بھی ہیں:

شکرانہ (Eucharist) مقدس غذا (Sacred Meal)

اور مقدس اتحاد (Holy Communion)

---

[1] Justin Martyr, *Apol.* i, 65 – 67. quoted by F. C. Burkitt, *The Christian Religion* P. 169 V. III

[2] Cyril *Cat. Myst.* V. quoted by the *Britannica* P. 795 V. 8 "EUCHARIST"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بپتسمہ اور عشاء ربانی کے علاوہ رومن کیتھولک فرقہ کے نزدیک پانچ مذہبی رسمیں ....
(Sacraments) اور ہیں، لیکن پروٹسٹنٹ فرقہ انھیں تسلیم نہیں کرتا، کالون لکھتا ہے:

> آں رسمہائے رسوم، ہیں سے صرف دو رسمیں وہ ہیں جو ہمارے منجی نے مقرر کی ہیں
> بپتسمہ اور عشاء ربانی، کیونکہ پوپ کی حکمرانی میں جو سات رسمیں بنالی گئی ہیں انھیں
> ہم من گھڑت اور جھوٹ سمجھتے ہیں[1]

چونکہ یہ پانچ رسمیں متنوع علیہ نہیں ہیں، اور ان سے واقف ہونے کی زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے، اس لئے ہم اختصار کے پیش نظر ان کو نظر انداز کرتے ہیں،

بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک خاکہ[2]

اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے، ان کے بارہ صاحبزادے تھے اور انہی کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے، عہد قدیم میں اللہ تعالیٰ نے اسی خاندان کو منصب نبوت کے لئے چنا تھا، اور اس میں بے شمار پیغمبر مبعوث ہوئے، بلکہ بنی اسرائیل کا اپنا وطن فلسطین کے علاقے تھے لیکن عمالقہ نے اس خطے پر غاصبانہ قبضہ کرکے اسرائیلیوں کو فراعنہ مصر کی غلامی پر مجبور کردیا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انھیں اس غلامی سے نجات حاصل ہوئی، لیکن ابھی یہ فلسطین کو واپس حاصل نہ کرسکے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے، آپکے بعد حضرت یوشع اور ان کے بعد حضرت کالب علیہما السلام پیغمبر ہوئے، حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنے زمانے میں عمالقہ سے جہاد کرکے فلسطین کا ایک بہت بڑا علاقہ فتح کرلیا، لیکن ان دونوں حضرات کے بعد بنی اسرائیل کو چاروں طرف سے مختلف یورشوں کا سامنا کرنا پڑا، اس زمانے تک بنی اسرائیل عربوں کے مانند نیم خانہ بدوش تھے، اور ان کی زندگی تمدنی سے زیادہ قبائلی انداز کی تھی، تاہم

---

[1] Calvin, *Genevan confession* 76, trans. by J. K. S. Reid

[2] یہ خاکہ بائبل کے عہد نامہ قدیم، اپوکریفا اور جوزیفس سے ماخوذ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص ان کے قبائلی قوانین کی بناء پر بین القبائلی جھگڑوں کو خوب صورتی سے رفع کر دیتا ہے، اسے بنی اسرائیل تقدس کی نظر سے دیکھتے تھے، اور اگر اس میں کچھ عسکری صلاحیتیں پاتے تو بیرونی حملوں کے مقابلے کے لئے اسی کو اپنا سپہ سالار بھی بنا لیا جاتا، اس قسم کے لیڈروں کو بنی اسرائیل "قاضی" کہہ کر پکارتے تھے، بائبل کی کتاب قضاۃ (Judges) انہی رہنماؤں کے کارناموں کی داستان ہے، اور اس زمانے کو اسی مناسبت سے "قاضیوں کا زمانہ" کہتے ہیں،

قاضیوں کے زمانے میں جہاں بنی اسرائیل نے بیرونی حملوں کا کامیاب دفاع کیا، وہاں گیارہویں صدی قبل مسیح میں وہ کنعانیوں کے ہاتھوں مغلوب بھی ہوئے، اور فلسطین کے بڑے علاقے پر کنعانیوں کی سیادت قائم ہو گئی، جو حضرت داؤدؑ کے عہد تک قائم رہی،

بالآخر جب حضرت سموئیل علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تو بنی اسرائیل نے ان سے درخواست کی کہ ہم اب اس خانہ بدوشی کی زندگی سے تنگ آ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمارے اوپر ایک بادشاہ مقرر کر دے، جس کے تابع فرمان ہو کر ہم فلسطینیوں کا مقابلہ کریں، ان کی درخواست پر انہی میں سے ایک شخص کو بادشاہ مقرر کر دیا گیا، جس کا نام قرآن کریم کے بیان کے مطابق طالوت تھا، اور بائبل کی روایت کے مطابق شاؤل (۱۔ سموئیل ۱۰:۱۱)، طالوت نے فلستیوں کا مقابلہ کیا، حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت نوجوان تھے، اور طالوت کے لشکر میں اتفاقاً شامل ہو گئے تھے، فلستیوں کے لشکر سے ایک پہلوان جالوت نے مبارز طلب کیا، تو حضرت داؤدؑ اس کے مقابلے پر نکلے، اور اسے قتل کر دیا، اس واقعے نے انھیں بنی اسرائیل میں اتنی ہر دلعزیزی عطا کر دی کہ ساؤل کے بعد وہ بادشاہ بنے، اور یہ پہلا موقع تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادشاہ کو پیغمبری عطا کی تھی، حضرت داؤدؑ کے عہد میں فلسطین پر بنی اسرائیل کا قبضہ تقریباً مکمل ہو گیا، ان کے بعد ۹۷۴ء ق م میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سلطنت کو اور مستحکم کر کے اسے اقبال کے عروج تک پہنچا دیا، انھوں نے ہی خدا کے حکم سے بیت المقدس کی تعمیر کی، اور سلطنت کا نام اپنے جد امجد کے نام پر "یہوداہ" رکھا، لیکن جب ۹۳۶ء ق م میں حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد ان کا بیٹا رجعام سلطنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تخت پر بیٹھا تو اُس نے اپنی نااہلیت سے نہ صرف یہ کہ سلطنت کی دینی فضا کو تہ و بالا کر ڈالا بلکہ اس کے سیاسی استحکام کو بھی سخت نقصان پہنچایا۔ اسی کے زمانے میں حضرت سلیمانؑ کے ایک سابقہ خادم یربعام نے بغاوت کر کے ایک الگ سلطنت اسرائیل کے نام سے قائم کر لی، اور اب بنی اسرائیل دو ملکوں میں تقسیم ہو گئے۔ شمال میں اسرائیلی سلطنت تھی جس کا پایۂ تخت سامریہ (Samaria) تھا، اور جنوب میں یہودیہ کی سلطنت تھی جس کا مرکز یروشلم تھا۔ ان دونوں ملکوں میں باہم سیاسی اور مذہبی اختلافات کا ایک طویل سلسلہ قائم ہو گیا، جو بخت نصر کے حملے کے وقت تک جاری رہا۔ دونوں ملکوں میں رہ رہ کر بت پرستی کا رواج بڑھنے لگتا، تو ان کے سنبھالنے کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔ جب بنی اسرائیل کی بداعمالیاں حد سے گذر گئیں تو اللہ نے ان پر شاہ بابل بخت نصر کو مسلط کر دیا۔ اس نے ۵۸۶ ق م میں یروشلم پر زبردست حملے کئے۔ اور آخری حملے میں یروشلم کو بالکل تباہ کر ڈالا، اور اس کے بادشاہ صدقیاہ کو قید کر کے لیگیا۔ بقیۃ السیف یہودی بھی گرفتار ہو کر بابل پہنچے گئے، اور عرصہ دراز تک غلامی کی زندگی گذارتے رہے۔

بالآخر جب ۵۳۸ ق م قبل مسیح میں ایران کے بادشاہ خسرو نے بابل فتح کیا تو اس نے یہودیوں کو دوبارہ یروشلم پہنچ کر اپنا بیت مقدس تعمیر کرنے کی اجازت دی، چنانچہ ۵۱۵ ق م میں بیت المقدس کو دوبارہ تعمیر کیا گیا، اور یہودی ایک بار پھر یروشلم میں آباد ہو گئے۔

اسرائیل کی سلطنت یہوداہ سے پہلے ہی اسوریوں کے ہاتھوں تباہ ہو چکی تھی، اور اب اگرچہ ان کے دو فرقوں کے مذہبی اختلافات کافی حد تک کم ہو گئے تھے، لیکن پھر کبھی کوئی سلطنت نصیب نہ ہو سکی۔ ۳۳۲ ق م سے تمام بنی اسرائیل مختلف بادشاہوں کے زیر نگیں رہ کر زندگی گذارتے رہے۔ ۲۳۲ ق م میں ان پر سکندر اعظم کا تسلط ہو گیا، اور اسی زمانے میں انھوں نے تورات کا ترجمہ کیا جو ہفتادی ترجمہ (Septuagint) کے نام سے مشہور ہے۔

۱۶۵ ق م میں سوریا کے بادشاہ انتیوکس ایپی فینس نے ان کا بڑی طرح قتل عام کیا اور تورات کے تمام نسخے جلا دیئے (دیکھئے مکابیوں کی پہلی کتاب باب اول) اسی دور میں یہوداہ مکابی نے جو بنی اسرائیل کا ایک صاحب ہمت انسان تھا، ایک جماعت بنائی، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ذریعہ فلسطین کے ایک بڑے علاقے پر قبضہ کر کے اسوری حکمرانوں کو مار بھگایا، حکمابیوں کی یہ سلطنت ۱۰۰ ق م تک قائم رہی۔

حضرت عیسیٰؑ کی تشریف آوری

حکمابیوں کی اس چھوٹی سی سلطنت سے قطع نظر، اس زمانے میں پوری یہودی قوم منتشر ہو چکی تھی، بحیرۂ روم کے آس پاس اُن کی مختلف آبادیاں قائم تھیں، بابل کی جلاوطنی کے اختتام پر یہودیوں کی خاصی بڑی تعداد فلسطین میں آ بسی تھی، لیکن اُن کی اکثریت بابل ہی میں آباد تھی، فلسطین کے ایک حصہ پر رومیوں کی حکومت تھی، مگر یہ سلطنت روما کے تابع اور ماتحت تھے، یروشلم رومی حکومت کا ایک جزو تھا جس کو رومی یہودیہ کہہ کر پکارتے تھے۔ یہاں رومیوں کی طرف سے ایک حاکم مقرر تھا۔ مادی اسباب کے لحاظ سے یہودیوں کے لئے پھر آزادی کی فضا میں سانس لینے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس لئے قدرتاً ان کی نگاہیں مستقبل پر لگی ہوئی تھیں، ان میں سے بیشتر افراد خدا کی طرف سے ایک نجات دہندہ کے منتظر تھے جو انھیں اس غلامی کی زندگی سے چھڑا کر پھر بادشاہت نصیب کرے۔

یہ حالات تھے جب کہ شہنشاہ روم اگسٹس کی بادشاہت اور حاکم یہودیہ ہیرودیس کی حکومت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا کوئی مستند ریکارڈ اب ہمارے پاس موجود نہیں ہے، صرف اناجیل ہی وہ چار کتابیں ہیں جنھیں آپ کی حیات طیبہ معلوم کرنے کا واحد ذریعہ کہا جا سکتا ہے، لیکن ہمارے نزدیک ان کی حیثیت کسی قابل اعتماد نوشتے کی نہیں ہے۔

عیسائیت کی تاریخ[1]

عیسائیت کی جو شکل آج دنیا میں معروف ہے اس کی بنیاد کیسے ہوئی؟ اس کا تفصیلی جواب بڑی حد تک تاریکی میں ہے، تاہم جو مواد ہمارے پاس موجود ہے اس کی روشنی میں اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عروج آسمانی کے بعد آپ کے حواری مخالفتوں کے طوفان کا مقابلہ کرتے

---

[1] اس تاریخ میں بنیادی طور پر انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے مقالہ "عیسائیت" سی پی ایس کریک کی مختصر تاریخ عیسائیت، ڈورنٹ کی تاریخ کلیسا، روسٹ اکبرٹی اور برٹانیکا کے مختلف مقالوں سے مدد لی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہر طرف دین عیسوی کی تبلیغ میں مصروف تھے، اور پے بہ پے پیش آنے والی رکاوٹوں کے باوجود انھیں خاصی کامیابی حاصل ہو رہی تھی،

لیکن اسی دوران ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے حالات کا رُخ بالکل موڑ دیا، واقعہ یہ تھا کہ ایک مشہور یہودی عالم ساؤل جو اب تک دین عیسوی کے پیروؤں پر شدید ظلم و ستم ڈھاتا آیا تھا، اچانک اس دین پر ایمان لے آیا، اور اس نے دعویٰ کیا کہ دمشق کے راستے میں مجھ پر ایک نور چمکا، اور آسمان سے حضرت مسیح کی آواز سنائی دی کہ "تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟" اس واقعے سے متاثر ہو کر میرا دل دین عیسوی پر مطمئن ہو چکا ہے،

ساؤل نے بعض حواریوں کے درمیان پہنچ کر اپنے اس انقلاب کا اعلان کیا تو اکثر حواری اس کی تصدیق کرنے کے لئے تیار نہ تھے، لیکن خود سے پہلے برنابا س حواری نے اس کی تصدیق کی، اور ان کی تصدیق سے مطمئن ہو کر تمام حواریوں نے اپنی برادری میں شامل کر لیا، ساؤل نے اپنا نام بدل کر پولس رکھ لیا تھا، اور اس واقعے کے بعد وہ حواریوں کے دوش بدوش دین عیسوی کی تبلیغ میں مشغول ہو گیا، یہاں تک کہ اس کی انتھک جد و جہد سے بہت سے وہ لوگ بھی دین عیسائیت میں داخل ہو گئے جو یہودی نہ تھے، اپنی خدمات کی وجہ سے اس دین کے پیروؤں میں پولس کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا، یہاں تک کہ اس نے رفتہ رفتہ ان لوگوں میں مسیح کی خدائی، کفارہ اور حلول و تجسم کے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی، تواریخ سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض حواریوں نے اس مرحلے پر پولس کی کھل کر مخالفت کی، لیکن اس کے بعد حواریوں کے سوانح حیات بالکل اندھیرے میں ہیں[1]، اس کے بعد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ پولس ہی کا اثر و رسوخ عیسائی دین پر بڑھتا چلا گیا،

دورِ ابتلاء

چوتھی صدی عیسوی کی ابتدا تک عیسائیت ایک مغلوب اور مقہور مذہب کی حیثیت سے دنیا میں موجود رہا، اس دور کو عیسائی مورخین دورِ ابتلاء

---

[1] لوقا کی کتاب اعمال جو حواریوں کی واحد سوانح ہے اس اختلاف کے بعد حواریوں کے تذکرے سے بالکل خاموش ہے، مقدمہ کے دوسرے باب میں پولس کی تحریف دین عیسوی کا مفصل بیان آرہا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Age of persecution) کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس عرصے میں عیسائیوں پر سیاسی طور سے رومی مسلط تھے، اور مذہبی طور پر یہودی، رومی اور یہودی دونوں انھیں طرح طرح سے ستانے پر متفق تھے، اس عہد کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عیسائی مذہب کا نظام عقائد وعبادات ابھی تک مدون نہیں تھا، اسی وجہ سے اس زمانے میں بے شمار فرقے عیسائی دنیا پر چھائے نظر آتے ہیں، کلیمنٹ (م ۲۱۵ء)، اگناشس (م تقریباً ۱۱۷ء) اپے پیاس (م ۱۳۰ء)، پولیکارپ (م ۱۵۵ء) آئریناوس (م ۱۸۵ء) وغیرہ اس دور کے مشہور علماء ہیں جن کی تصانیف اور تحقیقات پر عیسائی مذہب کی بنیاد قائم ہے،

قسطنطین اعظم ۳۰۶ء عیسائیت کی تاریخ میں بڑا خوشگوار سال ہے، اس لئے کہ اس سنہ میں شاہ قسطنطین (قیصر روم) کا بادشاہ مقرر ہوگیا تھا، اور اس نے عیسائی مذہب قبول کر کے ہمیشہ کے لئے مستحکم کر دیا، پہلا موقع تھا کہ سلطنت کا حکمران عیسائیوں پر ظلم توڑنے کے بجائے ان کے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا، اس نے قسطنطنیہ، یروشلم اور روم میں بہت سے کلیسا تعمیر کئے، اور عیسائی علماء کو بڑے بڑے اعزاز دیکر انھیں مذہبی تحقیقات کے لئے وقف کر دیا، اور اسی وجہ سے اس کے عہد سلطنت کے اطراف واکناف کے عیسائی علماء کی بڑی بڑی کونسلیں منعقد ہوئیں جن میں عیسائی نظام عقائد کو باضابطہ مدون کیا گیا، اس سلسلے میں نیقاوی کونسل بنیادی اہمیت کی حامل ہے جو ۳۲۵ء میں نیقیہ (Nicaea) کے مقام پر منعقد کی گئی تھی، اس کونسل میں پہلی بار تثلیث کے عقیدے کو مذہب کا بنیادی عقیدہ تسلیم کیا گیا، اور اس کے منکر (مثلاً آریانی وغیرہ) کو مذہب سے خارج کر دیا گیا، اسی موقع پر پہلی بار عیسائی عقائد کو مدون کیا گیا، جو عقیدۂ اتھانی شیس (Athanasian Creed) کے نام سے مشہور ہے[1]،

اگرچہ نیقیہ کی اس کونسل نے مذہب کے بنیادی عقائد کو مدون کر دیا تھا، لیکن یہ عقائد کچھ اس قدر مبہم اور گنجلک تھے کہ ان کی تعبیرات میں عرصۂ دراز تک شدید اختلاف جاری

---

[1] یہاں یہ واضح رہے کہ جو نظم عقیدۂ اتھانی شیس کے نام سے مشہور ہے، وہ اتھانی شیس کی نہیں ہے بلکہ بعد میں کسی نے اس عقیدے کو نظم کر دیا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے مختلف مقامات پر علماء عیسائیت کی بڑی بڑی کونسلیں منعقد ہوتی رہیں، چوتھی اور پانچویں صدی میں یہ مباحثے اپنے شباب پر تھے، اسی لئے اس زمانے کو عیسائی مورخین "عہد مجالس" (Age of Councils) یا "عہد مباحثات" (Controversy period) کہتے ہیں،

قسطنطین سے گریگوری تک

۳۱۳ء سے ۵۹۰ء تک کے عرصے میں عیسائی مذہب سلطنت روما پر چھا چکا تھا، اگرچہ بت پرستی کے مذاہب اس کے حریف بنے رہے، لیکن سلطنت میں عیسائی مذہب ہی کو عام رواج ہوا، اور اس عرصے میں سلطنت روما کی مقننہ (Legislature) بھی مذہب سے بیحد متاثر ہوئی،

اس زمانے کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس عہد میں عیسائیت دو سلطنتوں میں تقسیم ہوگئی، ایک سلطنت مشرقی تھی، جس کا پایہ تخت قسطنطنیہ تھا، اور اس میں بلقان یونان، ایشیائے کوچک، مصر اور حبشہ کے علاقے شامل تھے، اور وہاں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا بطریرک (Patriarch) کہلاتا تھا، اور دوسری سلطنت مغربی تھی، جس کا مرکز بدستور روم تھا، اور یورپ کا بیشتر علاقہ اسی کے زیر نگیں تھا، اور وہاں کا مذہبی پیشوا "پوپ" یا "پاپا" کہلاتا تھا، ان دونوں سلطنتوں اور مذہبی سلطنتوں میں شروع ہی سے رقابت قائم ہوگئی تھی، اور ان میں سے ہر ایک اپنی مذہبی برتری منوانا چاہتی تھی،

اس عہد کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں رہبانیت نے جو عیسائیت کا بنیادی تصور یہ تھا کہ خدا کی رضامندی صرف دنیا کے جھمیلوں کو خیرباد کہہ کر حاصل کی جاسکتی ہے، نفس کو جس قدر تکلیف پہنچائی جائے گی، انسان خدا سے اسی قدر قریب ہوگا، اگرچہ اس رجحان کے آثار چوتھی صدی سے ہی پیدا ہونے لگے تھے، اور پانچویں صدی میں تو برطانیہ اور فرانس میں بہت سی خانقاہیں قائم ہوگئی تھیں، لیکن پہلا راہب جس نے اسے باقاعدہ نظام بنایا، چھٹی صدی کا باکم مصری ہے، باکم کے بعد باسیلیوس اور جیروم اس نظام کے مشہور لیڈر ہوئے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریک زمانہ ۵۹۰ء میں گریگوری اول پوپ بنا تھا، اس کے وقت سے لیکر شارلیمین (۸۰۰ء) تک کا زمانہ اُس طویل عرصے کی پہلی قسط ہے جسے عیسائی مورخین "تاریک زمانے" (Dark Ages) کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس لئے کہ عیسائیت کی تاریخ میں یہ زمانہ سیاسی اور علمی زوال اور انحطاط کا بدترین دور ہے، اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں اسلام عروج پر تھا، اور عیسائیوں میں افتراق و انتشار کی وبائیں پھوٹ رہی تھیں،

اس زمانے کی دو اہم خصوصیتیں ہیں، ایک تو یہ کہ اس دور میں مغربی عیسائیوں نے یورپ کے مختلف خطوں میں عیسائیت کی تبلیغ شروع کی، برطانیہ اور جرمنی وغیرہ کے علاقوں میں پہلی بار رومی عیسائیوں کو مذہبی فتح نصیب ہوئی، اور اس کے نتیجے میں چار صدیوں کی مسلسل کاوشوں کے بعد پورا یورپ عیسائی بن گیا،

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسی دور میں اسلام کا آفتاب فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے نصف دنیا پر چھا گیا، مغرب میں مصر، افریقہ، اندلس اور صقلیہ اور مشرق میں شام اور ایران کی عظیم سلطنتیں مسلمانوں کے زیر نگیں آگئیں، اور اس کی وجہ سے خاص طور پر مشرقی علاقوں میں عیسائیت کا طلسم ٹوٹنے لگا،

قرون وسطیٰ ۵۹۰ء سے لے کر ۱۵۲۱ء تک کا زمانہ قرون وسطیٰ کا زمانہ ..... کہلاتا ہے (Mediaeval Era) اس زمانے کی بنیادی خصوصیت وہ خانہ جنگی ہے جو پوپ اور شہنشاہِ وقت کے درمیان عرصۂ دراز تک جاری رہی، الفریڈ، ای آگارڈ نے اس زمانے کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے:

۱۔ شارلیمین سے لیکر گریگوری ہفتم تک کا زمانہ (۸۰۰ء تا ۱۰۷۳ء) جس میں پاپائیت زوغ پا رہی تھی،

۲۔ گریگوری ہفتم سے بونیفیس ہشتم تک کا زمانہ (۱۰۷۳ء تا ۱۲۹۴ء) جس میں پوپ کو مغربی یورپ کے اندر پورا اقتدار حاصل ہو گیا تھا،

۳۔ بونیفیس ہشتم سے عہد اصلاح تک کا زمانہ (۱۲۹۴ء تا ۱۵۱۷ء) جس میں پاپائیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو زوال ہوا، اور اصلاح کی تحریکیں اٹھنی شروع ہوئیں[1]۔

قرون وسطیٰ میں جو اہم واقعات پیش آئے ان کا ایک اجمالی خاکہ درج ذیل ہے:

۱۔ نفاق عظیم (نفاق عظیم Great schism) تاریخ عیسائیت کی ایک اصطلاح ہے، اس سے مراد مشرق اور مغرب کے کلیساؤں کا وہ زبردست اختلاف ہے جس کی بنا پر مشرقی کلیسا ہمیشہ کے لئے رومن کیتھولک چرچ سے جدا ہو گیا، اور اس نے اپنا نام بھی بدل کر آرتھوڈکس چرچ (The Holy Orthodox Church) رکھ لیا، نفاق عظیم کے اسباب بہت سے ہیں، مگر ان میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس علیحدگی کی پہلی وجہ تو مشرقی اور مغربی کلیساؤں کا نظریاتی اختلاف تھا، مشرقی کلیسا کا عقیدہ یہ تھا کہ روح القدس کا اقنوم صرف باپ کے اقنوم سے نکلا ہے، اور بیٹے کا اقنوم اس کے لئے محض ایک واسطے کی حیثیت رکھتا ہے، اور مغربی کلیسا کا کہنا یہ تھا کہ روح القدس کا اقنوم باپ اور بیٹے دونوں سے نکلا ہے، دوسرے مشرقی کلیسا کا خیال یہ تھا کہ بیٹے کا رتبہ باپ سے کم ہے، اور مغربی کلیسا کا اعتقاد یہ تھا کہ دونوں بالکل برابر ہیں، مشرقی کلیسا اہل مغرب پر یہ الزام لگاتا تھا کہ انھوں نے اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے نیقیا دی کونسل کے فیصلے میں بعض الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے ہیں جو اصل فیصلے میں موجود نہ تھے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ مشرق و مغرب کے کلیساؤں میں نسلی امتیاز کی جڑیں خاصی گہری تھیں، مغرب میں اطالوی اور جرمنی نسل تھی، اور مشرق میں یونانی اور ایشیائی۔

۳۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے سلطنت روما دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی تھی، اس لئے قسطنطنیہ کا شہر روم کے قدیم شہر کا مکمل حریف بن گیا تھا۔

۴۔ اس کے باوجود پاپائے روم اس بات کے لئے تیار نہ تھا کہ اپنا اقتدار اور بالادستی

---

[1] یہ اور آگے تاریخ عیسائیت کا پورا مضمون انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس ص ۵۸۰ تا ۵۹۶ جلد ۳، مقالہ "عیسائیت" سے ماخوذ ہے۔ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطنطنیہ کے بطریرک کے حوالے کردے یا اسے اپنا حصہ دار بنائے،

۵۔ ان حالات کی وجہ سے افتراق کا مواد بُری طرح پک رہا تھا، کہ اسی دوران پوپ لیو نہم (۱۰۴۸ء) نے ۱۰۵۴ء میں مغربی عقائد و نظریات کو مشرق پر تھوپنے کی کوشش کی، قسطنطنیہ کے بطریرک میکائیل نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا، اور پوپ کے سفراء نے سینٹ صوفیا کے گرجے میں قربان گاہ پر انا تیما (لعنت) کے کلمات لکھ دیئے، بس اس واقعے نے گرم لوہے پر آخری ضرب لگادی، اور نفاقِ عظیم مکمل ہوگیا۔

۲۔ صلیبی جنگیں

اس عہد کی دوسری خصوصیت صلیبی جنگیں ہیں، جنھیں عیسائی مؤرخین کروسیڈ (Crusade) کے نام سے یاد کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیت المقدس اور شام و فلسطین کا علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ فتح ہوگیا تھا، اُس وقت تو عیسائی دنیا کے لئے اپنا دفاع ہی ایک زبردست مسئلہ تھا، اس لئے وہ آگے بڑھ کر دوبارہ ان مقدس علاقوں پر قبضہ کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے، البتہ جب مسلمانوں کی طاقت کا بڑھتا ہوا سیلاب کسی حد پر رُکا، اور مسلمانوں میں کسی قدر کمزوری آئی تو عیسائی بادشاہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کے اشارے پر بیت المقدس کو دوبارہ حاصل کرنے کا بیڑا اٹھایا، یہ سلجوقی ترکوں اور ایوبی سلاطین کے خلاف لڑی گئیں، ان جنگوں سے پہلے مذہبی جنگ یا کروسیڈ کا کوئی تصور عیسائیت میں موجود نہ تھا، لیکن ۱۰۹۵ء میں پوپ اربن دوم نے کلیرمونٹ کی کونسل میں یہ اعلان کردیا کہ کروسیڈ مذہبی جنگ ہے، سی پی ایس کلیرک اپنی تاریخ کلیسا میں اس اعلان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے اربن نے یہ عام اعلان کردیا کہ جو شخص بھی اس جنگ میں حصہ لے گا اس کی مغفرت یقینی ہے، اور محمد (صلعم) کی طرح اس نے بھی یہ

---

1. Adeney *The Greek and Eastern Churches* P. 241 as quoted by *the Encyc. of Religion and Ethics* P. 590 V. 3

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدہ کیا کہ جو لوگ اس جنگ میں مریں گے وہ سیدھے جنت میں جائیں گے۔[۵]

اس طرح سات کروسیڈ لڑے گئے، جن میں آخرکار عیسائیوں کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں بُری طرح شکست ہوئی۔[۵]

۳۔ پاپائیت کی بدعنوانیاں

صلیبی جنگوں کے بعد پوپ کا اقتدار کافی حد تک کم ہونے لگا تھا لیکن پوپ بونی فیس ہشتم (۱۲۹۴ء تا ۱۳۰۳ء) کے زمانے سے اس کا اثر و رسوخ باقاعدہ گھٹنے لگا، اس کی وجہ یہ تھی کہ بونی فیس ہشتم نے اپنے عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس منصب کو سیاسی اور دنیوی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا، اس کے زمانے میں مغفرت ناموں کی فروخت عام ہو گئی، اور مخالف فرقوں کے افراد کو زندہ جلا کر اذیت رسانی کی انتہا کر دی گئی، بعد کے پاپاؤں نے ان بدعنوانیوں کو انتہا تک پہنچا دیا، اسی دوران پوپ بونی فیس ہشتم نے شاہ ایڈورڈ اول اور فرانس کے شاہ فلپ چہارم سے زبردست دشمنی ٹھان لی، جس کے نتیجے میں روما کی سلطنت کے اکہتر سال تک (۱۳۰۵ء تا ۱۳۷۶ء) پاپائیت کا بالکل خاتمہ ہو گیا، اس عرصے میں پوپ فرانس میں رہتے رہے، اس لئے اس زمانے کو "اسیری بابل" (Babylonish Captivity) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، پھر ۱۳۷۸ء سے ۱۴۱۷ء تک ایک نئی مصیبت پیدا ہو گئی کہ عیسائی دنیا میں ایک کے بجائے دو پوپ منتخب ہونے لگے جن میں سے ہر ایک اپنے اقتدار اعلیٰ کا دعویدار تھا، اور باقاعدہ لڑائیوں کے ذریعہ منتخب ہوتا تھا، ایک پوپ فرانس کے بشپوں نے اپنے ملک میں منتخب کیا جاتا تھا، جسے ایونن پوپ (Avignon Pope) کہتے تھے، اور دوسرا اٹلی، انگلینڈ اور جرمنی کا تاجدار ہوتا تھا جسے رومن پوپ (Roman Pope) کہا جاتا تھا، اس انتشار کو بھی بعض مورخین "نفاقِ عظیم" کہتے ہیں۔[۵]

اصلاح کی ناکام کوششیں

جس زمانے میں پاپائیت کی بدعنوانیاں اپنے عروج پر تھیں، بہت سے مصلحین نے حالات کی اصلاح کی

۵۔ Clarke, *Short History of the Church* P. 204

۵۔ ان جنگوں کی تاریخ اور ان کے سیاسی و مذہبی پس منظر کے لئے دیکھئے میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب کی فاضلانہ تصنیف "کروسیڈ اور جہاد" مطبوعہ سندھ ساگر اکادمی لاہور ۱۹۹۱ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی، ان لوگوں میں ویکلف (Wycklift) (متوفی ۱۳۸۴ء) کا نام سرفہرست ہے، جو کلیسا کی ایجاد کردہ بدعتوں کا دشمن تھا، اور نیک و پرہیزگار پاپاؤں کے انتخاب کا داعی اسی نے سب سے پہلے بائبل کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا، جو ۱۳۸۲ء میں شائع ہوا، حالانکہ اس سے پہلے بائبل کا کسی اور زبان میں ترجمہ کرنا ایک سنگین جرم سمجھا جاتا تھا، اسی کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس کے بعد جان ہس (John Huss) اور جیروم (Jeroune) اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے، لیکن ابھی ان اصلاحات کے لئے فضا سازگار نہ تھی،

پاپاؤں کے افتراق اور "نفاق عظیم" کو ختم کرنے کے لئے ۱۴۰۹ء میں کونسل پیسا (Council of Pisa) بلائی گئی، جس میں اسی بشپ شریک ہوئے، اور انھوں نے دونوں حاسد پاپاؤں کو معزول کر کے الیگزینڈر پنجم کو پوپ منتخب کیا، لیکن وہ فوراً مر گیا، اس کے بعد ایک بھتیجی ڈاکو جان بست دسوم کو پوپ نامزد کیا گیا، مگر وہ اپنے معاصر پاپاؤں کو نہ دبا سکا، اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلیسا میں دو کے بجائے تین پوپ ہو گئے، اور کلیسا کے افتراق میں اور اضافہ ہوا،

بالآخر دسمبر ۱۴۱۴ء میں کانسٹنس کے مقام پر ایک کونسل بلائی گئی، جس میں نفاق عظیم کا تو خاتمہ ہوا، لیکن اسی کونسل میں جان ہس کی اصلاحی تعلیمات کو باتفاق بدعتی قرار دیا گیا اور اس کے نتیجے میں ہس اور اس کے شاگرد جیروم کو زندہ جلا دیا گیا، نتیجہ یہ کہ پاپائیت کی استبدادی اور مذہبی بدعنوانیاں بدستور برقرار رہیں،

لیکن جان ہس کی تحریک بیداری کی تحریک تھی، اور ظلم و ستم سے مٹائی نہ جا سکی، اس کی تعلیمات سے متاثر ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ پوپ کا اپنا اقتدار متزلزل ہوتا نظر آیا، تو اسے ۱۴۳۱ء میں باسل میں ایک کونسل بلانی پڑی جس میں اصلاح کی تحریک کو دلائل کے ذریعہ دبانے کی کوشش کی گئی، مگر اس کا کوئی خاص نتیجہ نہ نکل سکا،

عہد اصلاح اور پروٹسٹنٹ فرقہ

آخر کار ۱۵۱۷ء میں فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی مارٹن لوتھر پیدا ہوا، جس نے پاپائیت کے تابوت میں آخری میخ ٹھونک دی، اس نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے مغفرت ناموں کی تجارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف آواز بلند کی، جب اسے قبول کر لیا گیا تو اس نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کے خلاف بغاوت کر دی، اور بپتسمہ اور عشاء ربانی کے سوا ان تمام رسوم کو من گھڑت بتایا جو رومی کلیسا نے ایجاد کر رکھی تھیں، سوئٹزرلینڈ میں آزنگلی (Zwingli) نے یہی آواز بلند کی، اور ان کے بعد سولہویں صدی کی ابتداء میں جان کالون اسی تحریک کو لے کر جنیوا میں آگے بڑھا، یہاں تک کہ یہ آواز فرانس، اٹلی، جرمنی اور یورپ کے ہر خطے سے اٹھنی شروع ہو گئی، اور بالآخر انگلستان کے بادشاہ ہنری ہشتم اور ایڈورڈ چہارم بھی اس تحریک سے متاثر ہو گئے، اور اس طرح پروٹسٹنٹ فرقہ کیتھولک چرچ کا مضبوط مقابل بن گیا۔

عقلیت کا زمانہ

اب وہ زمانہ شروع ہو چکا تھا، جس میں یورپ نے نشأۃ ثانیہ (Renaissance) کے بعد سائنس اور ٹیکنیک کی ترقی میں دنیا کے ہر خطے کو پیچھے چھوڑ دیا تھا، یورپ کی وہ قومیں جو اب تک تاریکیوں میں پڑی سو رہی تھیں بیدار ہوئیں، پادریوں اور پاپاؤں کی علم دشمنی اور رجعت پسندانہ عنوانیوں نے ان کے دل میں مذہب کی طرف سے شدید نفرت پیدا کر دی، مارٹن لوتھر نے پہلی بار کلیسا کے خلاف کھل کر لڑنے اور بائبل کی تشریح و تعبیر میں اپنے اسلاف سے اختلاف کرنے کی جرأت کی تھی، مگر جب یہ دروازہ ایک مرتبہ کھلا تو کھلتا چلا گیا، لوتھر نے تو صرف بائبل کی تشریح و تعبیر کا اختیار اپنے ہاتھ میں لیا تھا، مگر خود بائبل پر نکتہ چینی کی جرأت اسے بھی نہ ہوئی تھی، لیکن اس کے بعد جو مفکرین "عقلیت" (Rationalism) کا نعرہ لگا کر اٹھے، انھوں نے اپنی تنقید میں بائبل کو بھی نہ بخشا، اور عیسائیت کے ایک ایک عقیدے کو اپنی تنقید، تضحیک و تشنیع بلکہ استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنانے لگے۔

ان لوگوں کا نعرہ یہ تھا کہ مذہب کے ایک ایک مزعومے کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا، اور ہر اُس بات کو دریا برد کر دیا جائے گا جو ہماری عقل میں نہ آتی ہو، چاہے اس کے لئے کتنے ہی ایسے عقائد و نظریات کو خیرباد کہنا پڑے، جنھیں کلیسا عرصۂ دراز سے تقدس کا لبادہ پہنا کر سینے سے لگائے چلا آ رہا ہے، یہ لوگ اپنے آپ کو عقلیت پسند (Rationalist) اور اپنے زمانے کو "عقلیت کا زمانہ" کہتے تھے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولیم شلنگ ورتھ (۱۶۰۲ء، ۱۰۱۲ھ، ۱۶۴۴ء، ۱۰۵۴ھ) اس طبقے کا سب سے بڑا لیڈر ہے جس نے پہلی بار عقلیت کا نعرہ لگایا تھا،[1] لارڈ ہربرٹ (۱۵۸۳ء، ۹۹۱ھ، ۱۶۴۸ء، ۱۰۵۸ھ) اور تھامس ہوبس (۱۵۸۸ء، ۹۹۶ھ، ۱۶۷۱ء، ۱۰۸۲ھ) وغیرہ بھی اس گروہ کے امام سمجھے گئے ہیں،

عقلیت کا یہ نشہ جب چڑھنا شروع ہوا تو کوئی عقیدہ اس کی دست برد سے سلامت نہ رہا، یہاں تک کہ وولٹائر (۱۶۹۴ء، ۱۱۰۵ھ، ۱۷۷۸ء، ۱۱۹۲ھ) جیسے ملحد (Sceptics) بھی پیدا ہوئے، جنھوں نے سرے سے خدا کے وجود ہی میں شک و ارتیاب کا بیج بو دیا، اور اس کے بعد کھلم کھلا خدا کا انکار کیا جانے لگا، ہمارے زمانے کا مشہور فلسفی برٹرینڈ رسل اس طبقے کا آخری نمائندہ ہے، جو آج بقید حیات ہے،

تجدد کی تحریک

عیسائیت کے ماننے والوں پر عقلیت کی تحریک کا ردِ عمل دو طرح ہوا، کچھ لوگ تو وہ تھے جنھوں نے عقلیت کی اس تحریک سے مرعوب ہو کر مذہب میں کچھ تبدیلیاں شروع کیں، اس تحریک کو تجدد (Modernism) کی تحریک کہا جاتا ہے، ان لوگوں کا خیال تھا کہ مذہب بنیادی طور سے صحیح ہے، مگر اس کی تشریح و تعبیر غلط طریقے سے کی جاتی رہی ہے، بائبل میں اتنی لچک موجود ہے کہ اسے ہر زمانے کے انکشافات اور سائنٹفک تحقیقات کے مطابق بنایا جا سکتا ہے، اور اس مقصد کے لئے بائبل کے بعض غیر اہم حصوں کو ناقابلِ اعتبار بھی کہا جا سکتا ہے، اور اس کے متواتر الفاظ و معانی کی قربانی بھی دی جا سکتی ہے،

ڈاکٹر پل لین کے بیان کے مطابق اس طبقے کا سرگروہ مشہور فلسفی روسو (Rousseau) تھا، ہمارے قریبی زمانے میں پروفیسر ہارنیک (Harnack) اور ریتشان

---

[1] Clarke. *Short History of the Church* P. 394

[2] عیسائیت اور مذہب کے بارے میں اس کے باغیانہ نظریات کے لئے دیکھئے اس کا مشہور مقالہ "میں عیسائی کیوں نہیں ہوں؟" "Why I am not a Christian?"

[3] ہارنیک کی معرکۃ الآرا کتاب "عیسائیت کیا ہے؟" اپنے موضوع پر بڑی فکر انگیز کتاب ہے، جس نے حضرت مسیح کی انسانیت کو عیسائی دنیا میں دلکش کر کے پیش کیا، اس کا انگریزی ترجمہ "What is Christianity?" کے نام سے بار بار شائع ہو چکا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Renan) اس طبقے کے مشہور اور قابل نمائندے ہیں،

احیاء کی تحریک عقلیت کی تحریک کا دوسرا ردِ عمل اس کے بالکل برخلاف یہ ہوا کہ بعض مذہبی طبقوں میں خالص رد من کیتھولک مذہب کو از سرِ نو زندہ کرنے کی تحریک شروع ہوگئی، یہ تحریک "احیاء مذہب قدیم" کی تحریک..... (Catholic Revival movement) کہلاتی ہے،

اس تحریک کے علمبرداروں نے عقلیت پسندوں کے خلاف جنگ شروع کی اور کہا کہ عیسائیت وہی ہے جو ہمارے اسلاف نے سمجھی تھی، اور جس کا ذکر ان کی کونسلوں کے فیصلوں میں چلا آتا ہے، کلیسا کو پھر سب سے بڑا صاحبِ اقتدار ادارہ ہونا چاہیے، اور کیتھولک عقائد میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں، یہ تحریک انیسویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی تھی، اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مغربی یورپ کے لوگ مادیت کا پورا تجربہ کرنے کے بعد اس کے دامن سے سینکڑوں گھاؤ لیکر لوٹ رہے تھے، مادی تہذیب نے مغربی زندگی میں جو زبردست بے چینی پیدا کر دی تھی، اس کی وجہ سے ایک بار پھر روح کی طرف توجہ دینے کا شعور تازہ ہو رہا تھا، احیاء کی تحریک نے ایسے لوگوں کو سنبھالا، اور وہ ایک مرتبہ پھر عیسائیت کے ان قدیم نظریات کی گود میں جا گرے جنھوں نے عیسائی دنیا کو تیرہویں اور چودھویں صدی میں تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا تھا، اس تحریک کے علمبرداروں میں الیگزینڈر ناکس (۱۸۳۱ء) جان ہنری نیومین (۱۸۰۱ء ، ۱۸۹۰ء) ہیوریل فرانسس (۱۸۰۲ء ، ۱۸۳۶ء) اور رچرڈ ولیم چرچ (۱۸۱۵ء ، ۱۸۹۰ء) خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں،

عیسائی دنیا میں ہمارے زمانے تک یہ تینوں تحریکیں (تحریک عقلیت، تحریک تجدد اور تحریک احیاء) باہم برسرِ پیکار ہیں، اور تینوں کے نمائندے بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں، کاش! انھیں کوئی بتا سکتا کہ تم افراط و تفریط کی جس دلدل میں گرفتار ہو، اس سے نجات کا راستہ عرب کے خشک ریگ زاروں کے سوا کہیں اور نہیں ہے، زندگی کے بھٹکے ہوئے قافلوں نے ہمیشہ اپنی منزل کا نشان وہیں سے حاصل کیا ہے تم پوپ پرستی سے لیکر انکارِ خدا تک کے ہر مرحلے کو آزما چکے ہو، مگر ان میں سے کوئی تحریک تمھیں سلگتے ہوئے داغوں کے سوا کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دے سکی، اگر تمہیں سکون اور راحت کی تلاش ہو تو خدا کے لئے ایک بار کعبہ کے اس لنجے کو بھی آزما کر دیکھو جو آج سے چودہ سو سال پہلے قاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہونے والا فاران[1] (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں دے کر گیا تھا، جسے دیکھ کر "سلع" کے بسنے والوں نے گیت گائے تھے اور قیدار کی بستیوں نے "حمد" کی تھی[2]، جس کے قدموں پر پتھر کے بت "اوندھے گرے تھے[3]، جس نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا[4]، بلکہ "جو کچھ سنا وہی تم تک پہنچا دیا[5]، جب تک تم اس کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں آؤ گے تمہیں اس منزل کا پتہ نہیں لگ سکے گا، جہاں سے ضمیر کو سکون، روح کو مسرت اور دل کو قرار حاصل ہوتا ہے ؎

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی، تمام بولہبی ست

---

[1] استثناء ۳۳: ۲ [2] یرمیاہ ۴۲: ۱۱ [3] یسعیاہ ۴۲: ۱۷
[4] یسعیاہ ۴۲: ۱۴ [5] یوحنا ۱۶: ۱۳

www.OnlyOneOrThree.com
www.Only1or3.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

عیسائیت کا بانی کون ہے؟

عیسائی حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ "عیسائی مذہب" کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رکھی تھی، اور انہی کی تعلیمات کا مجموعہ آج کا عیسائی مذہب ہے، لیکن ہماری تحقیق کا نتیجہ اس کے بالکل برخلاف ہے، یہ تو درست ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں مبعوث ہو کر انھیں ایک نئے مذہب کی تعلیم دی تھی، لیکن تحقیق و تفتیش کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس مذہب کی تعلیم دی تھی وہ اُن کے بعد کچھ ہی عرصے میں ختم ہو گیا، اور اس کی جگہ ایک ایسے مذہب نے لے لی کہ جس کی تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال اور ارشادات کے بالکل خلاف تھیں، اور یہی نیا مذہب ارتقاء کے مختلف مراحل سے گذرتا ہوا آج "عیسائیت" کی موجودہ شکل میں ہمارے سامنے ہے،

ہم پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ موجودہ عیسائی مذہب کے اصل بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں، بلکہ پولس ہے، جس کے چودہ خطوط بائبل میں شامل ہیں،

پولس کا تعارف ہم اپنے اس دعوے کے دلائل اور اپنی تحقیق کے نکات بیان کرنے سے پہلے پولس کا تعارف کرا دینا ضروری سمجھتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولس کی ابتدائی زندگی کے حالات تقریباً تاریکی میں ہیں، البتہ کتاب اعمال اور اس کے خطوط سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداء میں قبیلہ بنیامین کا ایک کٹر فریسی یہودی تھا، اور اس کا اصلی نام ساؤل ہے، فلپیوں کے نام خط میں وہ اپنے بارے میں خود لکھتا ہے:

"آٹھویں دن میرا ختنہ ہوا، اسرائیل کی قوم اور بنیامین کے قبیلہ کا ہوں، عبرانیوں کا عبرانی، شریعت کے اعتبار سے فریسی ہوں۔" (فلپیوں ۳: ۵)

اور یہ روم کے شہر ترسس کا باشندہ تھا، (جیسا کہ اعمال ۲۲: ۲۸ سے ظاہر ہوتا ہے) اس کی ابتدائی زندگی کے ان مجمل اشاروں کے بعد اگلا سب سے پہلا تذکرہ ہمیں کتاب اعمال ۷: ۵۸ میں ملتا ہے، جہاں اس کا نام "ساؤل" ذکر کیا گیا ہے، اس کے بعد کتاب اعمال کے تین ابواب میں اس کا کردار اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور ان پر ایمان لانے والوں کا سخت دشمن تھا اور شب و روز انہیں تکلیفیں پہنچانے اور ان کی بیخ کنی میں مصروف۔

لیکن پھر اچانک اس نے یہ دعویٰ کیا[1]

"میں نے بھی سمجھا تھا کہ یسوع ناصری کے نام کی برخلاف طرح سے مخالفت کرنا مجھ پر فرض ہے، چنانچہ میں نے یروشلیم میں ایسا ہی کیا اور سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار پاکر بہت سے مقدسوں کو قید میں ڈالا، اور جب وہ قتل کئے جاتے تھے تو میں بھی اپنی رائے دیتا تھا، اور ہر عبادت خانے میں انہیں سزا دلوا کر زبردستی ان سے کفر کہلواتا تھا، بلکہ ان کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کہ غیر شہروں میں بھی جاکر انہیں ستاتا تھا، اسی حال میں سردار کاہنوں سے اختیار اور پروانہ لے کر دمشق کو جاتا تھا، تو اے بادشاہ! میں نے دوپہر کے وقت راہ میں یہ دیکھا کہ سورج کے نور سے زیادہ ایک نور آسمان سے میرے اور میرے ہم سفروں کے گرد اگرد آچمکا، جب ہم سب زمین پر گر پڑے تو میں نے عبرانی زبان میں یہ آواز سنی کہ اے ساؤل! اے ساؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے! پینے کی آر پر

---

[1] یہ پولس کی اس تقریر کا اقتباس ہے جو اس نے اگرپا بادشاہ کے سامنے کی تھی۔ مؤلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لات مارنا تیرے لئے مشکل ہے، میں نے کہا، اے خداوند تو کون ہے؟ خداوند نے فرمایا، میں یسوع ہوں، جسے تو ستاتا ہے، لیکن اُٹھ! اپنے پاؤں پر کھڑا ہو، کیونکہ میں اس لئے تجھ پر ظاہر ہوا ہوں کہ تجھے اُن چیزوں کا بھی خادم اور گواہ مقرر کروں جن کی گواہی کے لئے تو نے مجھے دیکھا ہے، اور ان کا بھی جن کی گواہی کے لئے میں تجھ پر ظاہر ہوا کروں گا، اور میں تجھے اس امت اور غیر قوموں سے بچاتا رہوں گا، جن کے پاس تجھے اس لئے بھیجتا ہوں کہ تو ان کی آنکھیں کھولے، تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں، اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہو کر میراث پائیں۔ (اعمال ۲۶: ۹-۱۴)

پولس کا دعویٰ یہ تھا کہ اس واقعہ کے بعد سے میں "خداوند یسوع مسیح" پر ایمان لا چکا ہوں اور اس کے بعد اس نے اپنا نام بھی تبدیل کر کے "پولس" رکھ لیا تھا۔ شروع میں جب اس نے یہ دعویٰ کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے کوئی شخص اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ جو شخص کل تک حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے شاگردوں کا جانی دشمن تھا، آج وہ سچے دل کے ساتھ اُن پر ایمان لے آیا ہے۔ لیکن ایک جلیل القدر حواری برنباس نے سب سے پہلے اس کی تصدیق کی اور ان کی تصدیق پر دوسرے حواری بھی مطمئن ہو گئے، کتاب اعمال میں ہے:

"اس (پولس) نے یروشلیم میں پہنچ کر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی اور سب اس سے ڈرتے تھے، کیونکہ اُن کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے، مگر برنباس نے اُسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لے جا کر اُن سے بیان کیا کہ اس نے اس راہ میں خداوند کو دیکھا، اور اُس نے اس سے باتیں کیں، اور اس نے دمشق میں کیسی دلیری کے ساتھ یسوع کے نام سے منادی کی۔ پس وہ یروشلیم میں اُن کے ساتھ آتا جاتا رہا، اور دلیری کے ساتھ خداوند کے نام کی منادی کرتا تھا، اور یونانی نامل یہودیوں کے ساتھ گفتگو اور بحث بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا، مگر وہ اُسے مار ڈالنے کے درپے تھے، اور بھائیوں کو جب یہ معلوم ہوا تو اسے قیصریہ میں لے گئے اور ترسس کو روانہ کر دیا" (اعمال ۹: ۲۶-۳۰)

اس کے بعد پولس حواریوں کے ساتھ مل جل کر عیسائیت کی تبلیغ کرتا رہا، اور اسے عیسائی مذہب کا سب سے بڑا پیشوا مانا گیا،

ہماری تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ موجودہ عیسائی مذہب کے بنیادی عقائد و نظریات کا بانی یہی شخص ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان عقائد کی ہرگز تعلیم نہ دی تھی،

حضرت عیسیٰ اور پولس

ہماری یہ تحقیق بہت سے دلائل و شواہد پر مبنی ہے، ہم یہاں سب سے پہلے یہ دکھلائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پولس کی تعلیمات میں کتنا اختلاف اور کس قدر کھلا تضاد ہے،

پچھلے باب میں ہم عیسائی علماء کے مستند حوالوں کے ساتھ یہ ثابت کر چکے ہیں کہ عیسائی مذہب کی بنیاد تثلیث، حلول و تجسم اور کفارے کے عقیدوں پر ہے، یہی وہ عقیدے ہیں جن سے سرمو اختلاف کرنے والوں کو عیسائی علماء اپنی برادری سے خارج اور ملحد و کافر قرار دیتے آئے ہیں، اور درحقیقت انہی عقائد کی بنیاد پر موجودہ عیسائی مذہب دوسرے مذاہب سے امتیاز رکھتا ہے۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ ان تینوں عقیدوں میں سے کوئی ایک عقیدہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی ارشاد سے ثابت نہیں ہے، موجودہ انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو ارشادات منقول ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس سے واضح طریقے پر یہ عقائد ثابت ہوتے ہوں، اور اس کے برعکس ایسے اقوال کی تعداد بے شمار ہے جن میں ان عقائد کے خلاف باتیں کہی گئی ہیں،

تثلیث اور حلول کا عقیدہ

سب سے پہلے تثلیث کے عقیدے کو لیجئے، "تین ایک اور ایک تین" کے اس معمے کو اگر درست اور مدارِ نجات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہوگا، کہ یہ عقیدہ انتہائی پیچیدہ، مبہم اور گنجلک ہے، اور انسانی عقل خود سے اس کا ادراک نہیں کر سکتی، تاوقتیکہ وحی کے ذریعہ اس کی وضاحت نہ کی جائے، کیا اس کی پیچیدگی کا تقاضا یہ نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے کو خوب کھول کھول کر لوگوں کو سمجھاتے اور واضح اور غیر مشکوک الفاظ میں اس کا اعلان فرماتے؟ اگر یہ عقیدہ انسانی عقل کے ادراک کے لائق تھا تو کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرض نہ تھا کہ وہ اس کے اطمینان بخش دلائل لوگوں کے سامنے بیان کرتے، تاکہ وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں؟ اور اگر اس عقیدے کی حقیقت انسانی سمجھ سے ماوراء تھی تو کم از کم انھیں اتنا تو کہہ دینا چاہئے تھا کہ یہ عقیدہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے، اس لئے تم اس کے دلائل پر غور کئے بغیر اسے مان لو!

پروفیسر ماریس ریلٹن نے جو عیسائی مذہب کے زبردست حامی علماء میں سے ہیں، "خدا" کے بارے میں کتنی اچھی بات لکھی ہے کہ

"اس کی حقیقت کا ٹھیک ٹھیک ادراک ہمارے ذہن کی قوت سے ماوراء ہے، وہ فی نفسہٖ کیا ہے؟ ہمیں معلوم نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اتنی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو خود اس نے بنی نوع انسان کو وحی کے ذریعہ بتلائی ہیں۔"[1]

اس سے صاف واضح ہے کہ خدا کے وجود کی جن تفصیلات پر ایمان رکھنا انسان کے لئے ضروری ہے اُن کو خدا وحی کے ذریعہ بنی نوع انسان تک ضرور پہنچاتا ہے۔ اگر "تثلیث" کا نظریہ بھی انہی تفصیلات میں سے تھا، تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ضروری نہ تھا کہ وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان فرماتے؟

لیکن جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اس عقیدے کو انھوں نے اپنی زندگی میں ایک مرتبہ بھی بیان نہیں کیا، اس کے

---

[1] H. Maurice Relton, *Studies in Christian Doctrine* P.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برعکس وہ ہمیشہ توحید کے عقیدے کی تعلیم دیتے رہے، اور کبھی یہ نہیں کہا کہ تین اقانیم سے مرکب ہے، اور یہ تینوں مل کر ایک ہیں۔[1] خدا کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیشمار ارشادات میں سے دو اقوال ہم یہاں نقل کرتے ہیں، انجیل مرقس اور متی میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اے اسرائیل! سُن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے، اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی پیاری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔" (مرقس ۱۲: ۲۹ و متی ۲۲: ۳۶)

اور انجیل یوحنا میں ہے کہ حضرت مسیح نے اللہ سے مناجات کرتے ہوئے فرمایا:

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا ۱۷: ۳)

اس کے علاوہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ میں درحقیقت خدا ہوں اور تمہارے گناہوں کو معاف کرانے کے لئے انسانی روپ میں حلول کر کے آگیا ہوں، اس کے بجائے وہ ہمیشہ اپنے آپ کو "ابن آدم" کے لقب سے یاد کرتے رہے، انجیل میں سینکڑوں جگہ آپ نے اپنے آپ کو "ابن آدم" فرمایا ہے۔

اب کچھ عرصہ سے عیسائی دنیا میں یہ احساس بہت شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو خدا نہیں کہا، بلکہ یہ عقیدہ بعد کے زمانے کی پیداوار ہے، اس سلسلے میں سینکڑوں عیسائی علماء کے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں، ہم یہاں

---

[1] عیسائی حضرات عقیدۂ تثلیث پر اُن اقوال سے استدلال کرتے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو "باپ" اور اپنے آپ کو "بیٹا" کہا ہے، لیکن درحقیقت یہ اسرائیلی محاورہ ہے، بائبل میں بے شمار مقامات پر حضرت مسیح کے سوا دوسرے انسانوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے، (مثلاً دیکھئے لوقا، باب ۳ و زبور ۲: ۷ و یرمیاہ ۳۱: ۹ و یسعیاہ ۶۳: ۱۶ و ایوب ۳۸: ۷ و پیدائش ۶: ۲ وغیرہ) اس لئے صرف ان الفاظ سے استدلال کرنا کسی طرح درست نہیں ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے اظہار الحق باب سوم، فصل دوم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک اقتباس ذکر کرتے ہیں، جس سے آپ یہ اندازہ کر سکیں گے کہ حق بات کو مقدس نظریات کے خلاف میں کتنا ہی چھپایا جائے، لیکن وہ کبھی نہ کبھی ظاہر ہو کر رہتی ہے، پروفیسر آرنیک (Harnack) بیسویں صدی کی ابتدا میں برلن (جرمنی) کے مشہور مفکر گذرے ہیں، عیسائیت پر اُن کی کئی کتابیں یورپ اور امریکہ میں بڑی مقبولیت کے ساتھ پڑھی گئی ہیں، وہ عقلیت پسند (Rationalist) گروہ سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ان کا تعلق اہلِ تجدد (Modernist) کے گروہ سے ہے، اور عیسائی مذہب کی جو تعبیر ان کی نگاہ میں درست ہے اس پر ان کا ایمان مستحکم اور مضبوط ہے، انھوں نے ۱۹۰۰ء سنہ ۱۹۰۰ء میں عیسائیت کے اوپر کچھ تقریریں کی تھیں، یہ تقریریں جرمنی زبان میں (Das Wesen des Christentums) کے نام سے شائع ہوئی تھیں، اور بعد میں ان کا انگریزی ترجمہ "What is Christianity?" کے نام سے شائع ہوا، ان تقریروں نے جرمنی، انگلینڈ، اور امریکہ میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کی، اور اب یہ لیکچر ایسی تاریخی اہمیت اختیار کر چکے ہیں کہ عصرِ جدید کی عیسائیت کا کوئی مورخ ان کا ذکر کئے بغیر نہیں گذرتا،

انھوں نے ان تقریروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو نظریہ پیش کیا ہے اسے ہم انہی کے الفاظ میں یہاں نقل کر رہے ہیں:

"قبل اس کے کہ ہم یہ دیکھیں کہ خود یسوع مسیح کا اپنے بارے میں کیا خیال تھا، دو بنیادی نکتوں کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کی خواہش کبھی یہ نہیں تھی کہ ان کی شخصیت کے بارے میں اس سے زیادہ کوئی عقیدہ رکھا جائے کہ ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے، یہاں تک کہ جو بھی انجیل کا مصنف، جو بظاہر یسوع مسیح کو اصل انجیل کے تقاضوں سے زیادہ بلند مقام دینے پر مصر نظر آتا ہے، اس کی انجیل میں بھی ہمیں یہ نظریہ واضح طریقے سے ملتا ہے، اُس نے (حضرت) مسیح کا یہ جملہ نقل کیا ہے کہ:

"اگر تمھیں مجھ سے محبت ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو"[1] غالباً (حضرت) مسیح

---

[1] غالباً یہ انجیل یوحنا کی اس عبارت کی طرف اشارہ ہے "جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ اُن پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ اُن کی عزت کرتے ہیں بلکہ اُن پر بھروسہ رکھتے ہیں، لیکن کبھی اُن کے پیغام پر عمل کرنے کے بارے میں کوئی تکلیف گوارا کرنا پسند نہیں کرتے، ایسے ہی لوگوں کو خطاب کرکے آپ نے فرمایا تھا کہ: جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا، مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہو۔[1]

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انجیل کے اصل متضمنات سے الگ ہو کر (حضرت) مسیح کے بارے میں کوئی عقیدہ بنا لینا خود ان کے تعلیمات کے دائرے سے باہر تھا،

دوسری بات یہ ہے کہ (حضرت) مسیح نے آسمان اور زمین کے خداوند کو اپنا خداوند اور اپنا باپ ظاہر کیا، نیز یہ کہا کہ وہی خالق ہے، اور وہی تنہا نیک ہے، وہ یقینی طور پر یہ بھی مانتے تھے کہ ان کے پاس جو چیز بھی ہے، اور جس چیز کی تکمیل وہ کرنے کو ہیں، وہ سب باپ کی طرف سے آتی ہیں، یہی ہے کہ وہ خدا سے دعائیں کرتے تھے، اپنے آپ کو اس کی مرضی کے تابع رکھتے تھے، وہ خدا کی مرضی کو معلوم کرکے اس پر عمل کرنے کے لئے سخت سے سخت مشقتیں برداشت کرتے تھے، مقصد، طاقت، فہم، فیصلہ اور محبت یہ سب اُن کے نزدیک خدا کی طرف سے آتی ہیں،

یہ ہیں وہ حقائق جو انجیلیں ہمیں بتاتی ہیں، اور ان حقائق کو توڑا مروڑا نہیں جا سکتا، یہ ایک شخص جو اپنے دل میں احساسات رکھتا ہے، جو دعائیں کرتا ہے، جو جہد و عمل کی راہ پر گامزن رہ کر مشقتیں جھیلتا اور مصیبتیں برداشت کرتا ہے یقیناً ایک انسان ہے جو اپنے آپ کو خدا کے سامنے بھی دوسرے انسانوں کے ساتھ ملا جلا رکھتا ہے۔[2]

---

[1] یہ متی ۷، ۲۱ کی عبارت ہے۔ مترجم

[2] اصل انگریزی الفاظ یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دو حقیقتیں اس زمین کی حدود کو ظاہر کرتی ہیں جو اپنے بارے میں خود (حضرت) مسیح کی شہادت سے ڈھکی ہوئی ہے، یہ درست ہے کہ ان حقیقتوں سے ہمیں اس بات کی کوئی مثبت اطلاع نہیں ملتی کہ (حضرت) مسیح نے کیا کہا لیکن اپنے بارے میں انھوں نے جو دو لفظ استعمال کئے ہیں، ایک خدا کا بیٹا، اور ایک مسیح (یعنی داؤد کا بیٹا اور آدم کا بیٹا) اگر ہم ان دو الفاظ کو قریب سے دیکھیں تو ہمیں یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لفظوں سے (حضرت) مسیح کی مراد کیا تھی؟..... آیئے

آیئے ہم پہلے یہ دیکھیں کہ "ابن اللہ" کے منصب کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ (حضرت) مسیح نے اپنے ایک ارشاد میں اس بات کو خود واضح کر دیا ہے کہ انھوں نے اپنے باپ کو یہ لقب کیوں دیا؟ (عہد عتیق) کی انجیل میں موجود ہے، (اور جیسے کہ توقع ہو سکتی تھی انجیل یوحنا میں نہیں ہے) اور وہ یہ کہ "کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوائے باپ کے، اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوائے بیٹے کے، اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے"[1] ..... اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (حضرت) مسیح کو اپنے "خدا کا بیٹا" ہونے کا جو احساس تھا وہ اس بات کے علی الرغم نہیں تھا کہ وہ

"This is what Gospels say, and it cannot be turned and twisted. This feeling, praying, working, struggling and suffering individual is a man who in the face of God also associates himself with other men." ("What is Christianity" PP 129, 130)

[1] یہ متی ۱۱، ۲۷ کی عبارت ہے، مترجم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کو "باپ" اور "اپنے باپ" ہونے کی حیثیت سے جانتے تھے، لہٰذا اگر "بیٹے" کے لفظ کو صحیح سمجھا جائے تو اس کا مطلب خدا کی معرفت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ البتہ یہاں دو چیزوں پر غور کرنا ضروری ہے، پہلی یہ کہ (حضرت) مسیح اس بات کے قائل ہیں کہ وہ خدا کو اس طریقے سے جانتے ہیں کہ ان سے قبل کوئی نہیں جانتا تھا۔ ..... اس معنی میں (حضرت) مسیح اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے۔"[1]

آگے چند صفحوں کے بعد ڈاکٹر ہارنیک لکھتے ہیں:

"جس انجیل کی تبلیغ (حضرت) مسیح نے کی تھی، اس کا تعلق صرف باپ سے ہے بیٹے سے نہیں۔ یہ کوئی تضاد کی بات نہیں ہے اور نہ یہ کوئی شخصیت پسندی (Personalism) ہے، بلکہ یہ اُن حقائق کا سادہ سا اظہار ہے جو انجیل کے مصنفین نے بیان کیے ہیں۔"[2]

پھر چار صفحوں کے بعد وہ لکھتے ہیں:

"انجیل ہمارے سامنے اس زندۂ جاوید خدا کا تصور پیش کرتی ہے، یہاں بھی صرف اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اس خدا کو مانا جائے، اور تنہا اُسی کی مرضی کی پیروی کی جائے، یہی وہ چیز ہے جو (حضرت) مسیح کا مطلب اور مقصد تھی۔"[3]

ڈاکٹر ہارنیک کے ان طویل اقتباسات کو پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب بھی غیر جانبداری اور دیانتداری کے ساتھ انجیلوں کا جائزہ لیا گیا ہو، تو دیانت ہمیشہ یہ فیصلہ دیتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بارے میں ایک خدا کا بندہ اور پیغمبر"

---

[1] Harnack, *What is Christianity* PP. 128, 131 trans. by Thomas Bailey Saunder, New York 1912.

[2] *Ibid P. 147*

[3] *Ibid P. 151*

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے سوا کوئی اور بات نہیں کہی، ان کا کوئی ارشاد آج کی انجیلوں میں بھی ایسا نہیں ملتا جس سے اُن کا خدا ہونا یا خدا کا کوئی "اقنوم" ہونا ثابت ہوتا ہو۔

حضرت مسیح حواریوں کی نظر میں

حضرت مسیح کے بعد دوسرا درجہ ان کے حواریوں کا ہے۔ جب ہم اُن کے اقوال میں اس عقیدے کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں وہاں بھی "تثلیث" یا "حلول" کا کوئی تصور نہیں ملتا، بائبل میں حضرت مسیح کے لئے "خداوند" کا لفظ اُن کی طرف مزور منسوب ہے، لیکن یہ لفظ "آقا" اور "استاذ" کے معنی میں بہ کثرت استعمال ہوا ہے، انجیل کی کئی عبارتیں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حواریین حضرت مسیح کو "استاذ" کے معنی میں "خداوند" اور "ربی" کہتے تھے، انجیل متی میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا:

"مگر تم ربی نہ کہلاؤ، کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے، اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو، کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے، جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ، کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح" (متی ۲۳: ۸-۱۰)

اس سے صاف واضح ہے کہ حواری جو حضرت مسیح کو "ربی" یا "خداوند" کہتے تھے، وہ "استاذ" اور "ہادی" کے معنی میں کہتے تھے، معبود و ولی کے معنی میں نہیں، لہٰذا اس لفظ سے تو اس بات پر استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضرت مسیح کو خدا سمجھتے تھے، اور اس ایک لفظ کے سوا کوئی ایک جگہ بھی ایسا موجود نہیں ہے جس سے عقیدۂ تثلیث یا عقیدۂ حلول کا کوئی اشارہ ملتا ہو، اس کے برعکس بعض ایسی واضح عبارتیں مزور ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حواریوں کے نزدیک حضرت مسیح ایک پیغمبر تھے، اور بس، حضرت پطرس حواریوں میں بلند ترین مقام کے حامل ہیں، وہ ایک مرتبہ یہودیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

لہ اس کے باوجود عیسائی حضرات اپنے پادریوں اور پاپاؤں کو "باپ" کیوں کہتے آئے ہیں؟ یہ انہی سے پوچھئے، "رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھلائے۔ چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو" (اعمال ۲: ۲۲)

واضح رہے کہ یہ خطاب یہودیوں کو مذہب عیسوی کی دعوت دینے کے لئے کیا جا رہا ہے اگر عقیدۂ تثلیث اور عقیدۂ حلول مذہب عیسوی کا بنیادی عقیدہ تھا، تو حضرت پطرس کو چاہیے تھا کہ وہ حضرت "یسوع ناصری" کو "ایک شخص" کہنے کے بجائے خدا کا "ایک اقنوم" کہتے۔ اور "خدا کی طرف سے" کہنے کی جگہ صرف "خدا" کہتے، اور ان کے سامنے تثلیث و حلول کے عقیدوں کی تشریح کرتے،

اور آگے ایک موقع پر فرماتے ہیں:

"ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا، یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے خادم یسوع کو جلال دیا" (اعمال ۳: ۱۳)

اور کتاب اعمال ہی میں ہے کہ ایک موقع پر تمام حواریوں نے یک زبان ہو کر خدا سے مناجات کرتے ہوئے کہا کہ:

"کیونکہ واقعی تیرے پاک خادم یسوع کے برخلاف جسے تو نے مسح کیا ہیرودیس اور پنطیس پیلاطس غیر قوموں اور اسرائیلیوں کے ساتھ اس شہر میں جمع ہوئے" (اعمال ۴: ۲۷)

اس کے علاوہ ایک موقع پر برنباس حواری فرماتے ہیں:

"دلی ارادے سے خداوند سے لپٹے رہو، کیونکہ وہ نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور تھا" (اعمال ۱۱: ۲۳ و ۲۴)

اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف نیک مرد اور مومن کہا گیا ہے،

یہ تمام عبارتیں پوری صراحت کے ساتھ اس حقیقت کو آشکارا کرتی ہیں کہ حواریین حضرت مسیح علیہ السلام کو "ایک شخص" اور "خدا کی طرف سے" پیغمبر اور اللہ کا "خادم (یعنی بندہ)" اور مسیح سمجھتے تھے اس سے زیادہ کچھ نہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپنے دیکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے لیکر آپ کے حواریوں تک کسی سے بھی تثلیث اور حلول کا عقیدہ ثابت نہیں ہے، بلکہ اس کے خلاف اُن کی صریح عبارتیں موجود ہیں، لہٰذا پہلا وہ شخص جس کے یہاں تثلیث اور حلول کا عقیدہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ ملتا ہے، پولس ہے، وہ فلپیوں کے نام اپنے خط میں لکھتا ہے:

"اُس (مسیح) نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا، خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا، بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا، اور خادم کی صورت اختیار کی، اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا، اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا، اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی، اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا، . . . تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹیکے . . . اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے" (فلپیوں ۲: ۶ تا ۱۱)

اور کلسیوں کے نام خط میں لکھتا ہے:

"وہ (مسیح) دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے، کیونکہ اسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں، آسمان کی ہوں یا زمین کی، دیکھی ہوں یا اَن دیکھی، تخت ہوں یا ریاستیں، یا حکومتیں یا اختیارات، سب چیزیں اسی کے وسیلے سے اور اسی کے واسطے سے پیدا ہوئی ہیں" (کلسیوں ۱: ۱۶)

اور آگے چل کر لکھتا ہے:

"کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے"

(کلسیوں ۲: ۹)

آپنے دیکھا کہ حواریوں نے حضرت مسیح کے لئے "خداوند" اور "ربی" کے الفاظ تو استعمال کئے ہیں، جن کے معنی مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں "استاد" کے ہیں، لیکن کہیں اُن کے لئے "الوہیت" یا "تجسم" کا لفظ استعمال نہیں کیا، یہ عقیدہ سب سے پہلے پولس ہی کے یہاں ملتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل یوحنا کی حقیقت

یہاں ایک اعتراض پیدا ہو سکتا ہے، اور وہ یہ کہ حلول اور تجسم کا عقیدہ انجیل یوحنا کے بالکل شروع میں موجود ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا" (یوحنا ۱:۱)

اور آگے چل کر لکھا ہے:

"اور کلام مجسم ہوا، اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا، اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (۱:۱۴)

یہ یوحنا کی عبارت ہے، اور یوحنا چونکہ حواری ہیں، اس لئے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجسم کے عقیدے کی بانی پرتس نہیں، بلکہ حواریوں میں سے یوحنا بھی اس کے قائل تھے،

یہ اعتراض خاصا وزنی ہو سکتا تھا، اگر انجیل یوحنا کم از کم اتنی مستند ہوتی جتنی پہلی تین انجیلیں ہیں، لیکن اتفاق سے انجیل یوحنا ہی ایک ایسی انجیل ہے، جس کی اصلیت میں خود عیسائیوں کو ہمیشہ شک رہا ہے، دوسری صدی ہی سے عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت اس انجیل کو یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کرتی آئی ہے، اور آخری زمانے میں تو اس انجیل کی اصلیت کا مسئلہ ایک مستقل دردسر بن گیا تھا، بیسیوں کتابیں اس کی اصلیت کی تحقیق کے لئے لکھی گئی ہیں، اور ہزاروں صفحات اس پر بحث و تمحیص میں سیاہ ہوئے ہیں، ہمارے لئے ان تمام بحثوں کا خلاصہ بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے، لیکن اس سلسلے میں چند اہم نکات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے،

اس انجیل کے بارے میں سب سے پہلے آرینوس (م ۱۸۵ء) آرجن (م ۲۵۴ء) کلیمنٹ رومی (م ۱۰۰ء) اور مورخ یوسی بیس (م ۳۴۰ء) نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے، لیکن اسی زمانے (۱۶۵ء کے قریب) میں عیسائیوں کا ایک گروہ اسے یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کرتا تھا، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اس گروہ کا حال ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"جو لوگ انجیل یوحنا پر تنقید کرتے ہیں ان کے حق میں ایک مثبت شہادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ ایشیائے کوچک میں عیسائیوں کا ایک گروہ ایسا موجود تھا جو ۱۶۵ء کے لگ بھگ، چوتھی انجیل کو یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کرتا تھا، اور اسے سرنتھس کی طرف منسوب کرتا تھا، اس گروہ کی یہ نسبت تو بلاشبہ غلط ہو لیکن سوال یہ ہے کہ عیسائیوں کا ایک ایسا طبقہ جو اپنی تعداد کے لحاظ سے اتنا بڑا تھا کہ سینٹ اپی فانیس نے ۳۷۷ء، ۳۷۸ء میں اسے ایک طویل تذکرہ کا مستحق سمجھا جو باقی تین انجیلوں کو مانتا تھا، جو غالباً ملی اور مونٹینسٹ فرقہ کا مخالف تھا، اور جو اپنے لئے کوئی الگ نام تجویز کرنے سے باز رہا، یہاں تک کہ بشپ اپی فانیس کا نام "الوگی" (کلام والی انجیل کا مخالف) رکھ دیا، اگر انجیل یوحنا کی اصلیت غیر مشتبہ ہوتی تو کیا ایسا طبقہ اس جیسے زمانے اور اس جیسے ملک میں انجیل یوحنا کے بارے میں ایسے نظریات رکھ سکتا تھا! یقیناً نہیں![1]

پھر خود اس انجیل کی بعض اندرونی شہادتیں ایسی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب یوحنا حواری کی لکھی ہوئی نہیں ہے، مثلاً یہ کہ اس کتاب کا لکھنے والا یقیناً کوئی یہودی عالم ہے، اور یہودی خیالات و تصورات سے واقف ہے،[2] لیکن یوحنا بن زبدی حواری آن پڑھ اور ان پڑھ تھے، (جیسا کہ اعمال ۴: ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے) نیز انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف کسی بڑے صاحب رسوخ و اقتدار خاندان سے تعلق رکھتا تھا،[3] حالانکہ یوحنا بن زبدی حواری ماہی گیر اور دنیوی اعتبار سے کم حیثیت تھے،[4] علاوہ ازیں چوتھی انجیل اپنے مضامین کے لحاظ سے بھی پہلی تین انجیلوں سے تضاد رکھتی ہے اور اس کا اسلوب بھی بالکل جداگانہ

---

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ص ۹۸ ج ۱۳، مقالہ: "جان": "کاسپل آف"

[2] دیکھئے ۴: ۲۰ و ۷: ۱۵ و ۱۹: ۲۰ و ۴، ۹ و ۷: ۳۹ و ۱۱: ۱۲ و ۱۳: ۲۵ و ۱۶: ۱۲، ۱۷: ۱۰، ۱۴: ۴۰ و ۱۲: ۳۴ و ۷: ۲۲، ۱۸: ۲۸ وغیرہ۔

[3] دیکھئے ۱۸: ۱۵، ۱۶ و ۱۳: ۱ و ۷: ۵۰ و ۱۹: ۲۸، ۳۵ و ۷: ۴۵، ۴۸ و ۱۸: ۲۰ و ۱۲: ۱۰ وغیرہ۔

[4] برٹانیکا، ص ۸۳ ج ۱۳، مقالہ: "جان"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس انجیل کو یوحنا کی تصنیف قرار دینے والا پہلا شخص آرینیوس ہے، اور اس کے بارے میں عیسائی علماء کا خیال یہ ہے کہ وہ وقتِ نظر اور تنقید کے معاملے میں کوئی بہت زیادہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اس جیسی بہت سی وجوہ کی بنا پر آخر دور میں عیسائی علماء کی ایک کثیر جماعت اس بات کی قائل تھی کہ انجیل یوحنا جعلی تصنیف ہے، اور اسے الہامی کتب میں شمار کرنا درست نہیں، لیکن وہ عیسائی علماء جو اس انجیل کو درست مانتے ہیں اور اس کو من گھڑت ہونے کے الزام سے بچانا چاہتے ہیں ہمارے زمانے میں ان کی تقریباً متفقہ رائے یہ ہو گئی ہے کہ اس انجیل کا مصنف یوحنا بن زبدی حواری نہیں ہے بلکہ یوحنا بزرگ ہے۔ (Enc. Brit. 14th ed. Vol. 13 p. 1040)

جیمس میک نیل کہتا ہے:

"یہ بات بہت قوی قیاس ہے کہ آرینیوس نے جس کی عجلت پسندی اور تنقیدی نظر نمایاں نہیں ہے، یوحنا حواری کو یوحنا بزرگ کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔"[1]

اور ہمارے ملک کے مشہور پادری سید صاحب تصانیف عیسائی عالم آچ ڈیکن برکت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"پس ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ روایت کہ انجیل چہارم مقدس یوحنا رسول کی نہیں ابن زبدی کی تصنیف ہے، صحیح نہیں ہو سکتی۔"[2]

اور آگے ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حق تو یہ ہے کہ اب علماء اس نظریے کو بے چون و چرا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ انجیل چہارم کا مصنف مقدس یوحنا بن زبدی رسول تھا، اور عام طور پر نقاد اس نظریے کے خلاف نظر آتے ہیں۔"[3]

---

[1] From Clement to Constantine P. 119 London 1936

[2] قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ص ۱۳۱ جلد دوم پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی ۱۹۶۰ء

[3] ایضاً ص ۱۳۱ ج ۲،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف "یوحنا رسول" نہیں تھا، "یوحنا بزرگ" تھا، انھیں یہ بات ثابت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سوال کا جواب بھی انہی کے اپنے الفاظ میں سن لیجئے:۔

> جو علما یہ مانتے ہیں کہ اس انجیل کو یوحنا بن زبدی رسول نے لکھا ہے وہ بالعموم اس انجیل کی تواریخی اہمیت کے قائل نہیں، اور ان کا نظریہ یہ ہے کہ انجیل چہارم تواریخی واقعات سے معرا ہے اور اس کے مکالمات مصنف کے اپنے ہیں۔ جیسا کہ ہم کلمۃ اللہ کے مقدمہ میں دکھا چکے ہیں۔[1]

گویا چونکہ چوتھی انجیل کو یوحنا بن زبدی حواری کی تصنیف قرار دینے کے بعد اس کی اصلیت تحت نظر ہے میں پڑ جاتی ہے، اس لئے پادری صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ وہ "یوحنا بزرگ" کی تصنیف ہے، ان کی تحقیق یہ ہے کہ یوحنا بزرگ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک شاگرد تھے، بارہ حواریوں میں ان کا شمار نہیں ہے، بلکہ حضرت عیسیٰ نے بالکل آخر میں انھیں اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا تھا، یوحنا بزرگ نوجوان پڑھے لکھے، تورات کے عالم اور ایک معزز صدوقی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، اور اپنی باتوں کا اظہار انھوں نے اپنی انجیل میں کیا ہے،

یہ ہے وہ تحقیق جسے آج کی عیسائی دنیا میں قبول عام حاصل ہے، اور جس کی بنا پر انھوں نے یوحنا حواری کو چوتھی انجیل کا مصنف ماننے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

لیکن ہماری نظر میں یہ تحقیق بھی بہت بے وزن ہے، اور انجیل یوحنا کی اصلیت کو بچانے کے جذبے کے سوا اس کی پشت پر کوئی محرک ہمیں نظر نہیں آتا، سوال یہ ہے کہ اگر یوحنا بزرگ بارہ حواریوں کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور شاگرد تھے،

---

[1] قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ص ۱۴۰ ج ۲۔

[2] ایضاً ص ۱۳۷ ج ۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اُن کا ذکر پہلی تین انجیلوں سے کیوں غائب ہے! چوتھی انجیل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نہ صرف بہت قریبی تعلق رکھتا تھا، بلکہ حضرت مسیح اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے، چوتھی انجیل کے مصنف نے بے شمار جگہوں پر اپنا نام لینے کے بجائے اپنے لئے "وہ شاگرد جس سے یسوع محبت کرتا تھا" کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اور آخر میں ظاہر کیا ہے کہ اس سے مراد خود انجیل رابع کا مصنف ہے (۲۱: ۲۴)

حضرت مسیح علیہ السلام سے اُن کی بے تکلفی کا عالم یہ تھا کہ خود لکھتے ہیں:

"اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص جس سے یسوع محبت کرتا تھا یسوع کے سینے کی طرف جھکا ہوا کھانا کھانے بیٹھا تھا" (یوحنا ۱۳: ۲۳)

اور آگے لکھا ہے:

اس نے اسی طرح یسوع کی چھاتی کا سہارا لے کر کہا کہ اے خداوند! وہ کون ہے؟[1] (۱۳: ۲۵)

بارہ حواریوں میں سے کسی کو کبھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سینے پر سوار ہو کر کھانا کھائیں، مگر یہ شاگرد ایسے تھے اور محبوب تھے کہ انہیں اس بے تکلفی میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوئی ——— حضرت مسیح علیہ السلام سے ان کے قرب کا عالم یہ تھا تو پہلا سوال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح نے انہیں باقاعدہ حواریوں میں کیوں شامل نہیں فرمایا؟ کیا یہ بات قابلِ تسلیم ہو سکتی ہے کہ یہودا اسکریوتی جیسا شخص جو بقول اناجیل چور تھا (یوحنا ۱۲: ۶) اور جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کروایا (لوقا ۲۲: ۳ وغیرہ) وہ تو بارہ[12] مقرب حواریوں میں شمار ہو، اور حضرت مسیح کا یہ بے تکلف شاگرد جو اُن کے سینے پر سر رکھ کر کھانا کھا سکتا ہو، اور حضرت مسیح علیہ السلام کے عروج آسمانی کے وقت پطرس کو سب سے زیادہ اسی کی فکر ہو کہ حضرت مسیح کے فراق میں اس کا کیا حال ہوگا! (یوحنا ۲۱: ۲۱) وہ باقاعدہ حواریوں میں شامل نہ ہو؟

---

[1] یہاں یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اس واقعے میں چوتھی انجیل کے سوا کسی انجیل میں اس شاگرد کے اس طرح کھانا کھانے اور سوال کرنے کا ذکر نہیں ہے (دیکھئے متی ۲۶: ۲۱ و مرقس ۱۴: ۱۸ و لوقا ۲۲: ۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلی تین انجیلیں جو عیسائی حضرات کے نزدیک حضرت مسیح کی مکمل سوانح حیات ہیں، اور جن میں آپ سے تعلق رکھنے والے معمولی معمولی انسانوں کا مفصل ذکر ہے جن میں مریم، مرتھا، لعزر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گدھی تک کا ذکر موجود ہے، ان انجیلوں میں حضرت مسیح کے اس محبوب شاگرد کا کوئی ادنیٰ سا ذکر بھی نہیں ہے،

پھر اگر "یوحنا بزرگ" کے نام کا کوئی شاگرد "یوحنا حواری" کے علاوہ موجود تھا، تو کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اناجیل اربعہ کے مصنفین "یوحنا بن زبدی" اور "یوحنا بزرگ" کا فرق واضح کر کے بیان کرتے، تاکہ کسی کو اشتباہ نہ ہو، ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کے شاگردوں میں یعقوب نام کے دو شخص تھے، یعقوب بن زبدی، اور یعقوب بن حلفی، اسی طرح یہوداہ نام کے دو شخص تھے، یہوداہ بن یعقوب اور یہوداہ اسکریوتی، ان دونوں سے اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے انجیل کے مصنفوں نے خاص اہتمام کر کے انہیں الگ الگ ذکر کیا ہے، تاکہ کوئی ان دونوں کو خلط ملط نہ کرے، (دیکھئے متی ۱۰: ۲ و مرقس ۳: ۱۸ و لوقا ۶: ۱۴، ۱۶ و اعمال ۱: ۱۳) اگر یوحنا نام کے بھی دو شخص حضرت عیسیٰ کے شاگرد تھے تو انجیل کے مصنفوں نے یعقوب اور یہوداہ کی طرح ان سے اشتباہ کیوں رفع نہیں کیا؟

اس کے علاوہ اگر "یوحنا بزرگ" نامی کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا محبوب شاگرد تھا تو وہ حضرت مسیح کے عروج آسمانی کے بعد کہاں گیا؟ آپ کے بعد آپ کے حواریوں نے عیسائیت کی تعلیم و تبلیغ میں جو سرگرمیاں دکھائیں، ان کا مفصل خاکہ اعمال میں موجود ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ممتاز شاگردوں کی سرگذشت پائی جاتی ہے، لیکن اس کتاب میں بھی "یوحنا بزرگ" نام کا کوئی شخص نظر نہیں پڑتا، یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ حضرت مسیح کے عروج آسمانی کے فوراً بعد اس کی وفات ہو گئی تھی، کیونکہ انجیل یوحنا حضرت مسیح کے بہت بعد لکھی گئی ہے، اور اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حواریوں کے درمیان یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ چوتھی انجیل کا مصنف یوحنا قیامت تک نہیں مرے گا، (یوحنا ۲۱: ۲۳)، چنانچہ تمام وہ عیسائی علماء جو "یوحنا بزرگ" کو "یوحنا بن زبدی" سے الگ کوئی شخصیت مانتے ہیں، وہ اس بات کے قائل ہیں کہ یوحنا بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کافی بعد تک زندہ رہا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ پولیکارپ ( ) اس کا شاگرد بنا،

یہ وہ ناقابلِ انکار شواہد ہیں جن کی روشنی میں یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد معلوم ہونے لگتا ہے کہ یوحنا بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی شاگرد تھا،

رہا وہ جملہ جو انجیل یوحنا کے بالکل آخر میں مذکور ہے یعنی،

"یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے، اور جس نے ان کو لکھا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے۔" (یوحنا ۲۱: ۲۴)

سو اس کے بارے میں عیسائی محققین کی اکثریت کا خیال یہ ہے کہ یہ جملہ انجیل یوحنا کے مصنف کا نہیں ہے، بلکہ بعد میں کسی نے بڑھا دیا ہے، بائبل کا مشہور مفسر ویسٹ کاٹ ( ) بائبل پر تنقید کرنے کے معاملے میں بہت محتاط اور رجعت پسند نقطۂ نظر کا حامی ہے، مگر یہاں یہ بھی لکھتا ہے،

"ان دو آیتوں کے بارے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت وہ حاشیے ہیں جو انجیل کی اشاعت سے قبل اس میں بڑھا دیے گئے تھے، آیت نمبر ۲۴ کا مقابلہ ۱۹: ۳۵ سے کر کے دیکھا جائے تو خصوصی طور پر یہ بات نظر آتی ہے کہ یہ شہادت انجیل کے مصنف کی نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ افسس کے بزرگ نے بڑھا دیتے تھے۔"[1]

عہد حاضر کے مشہور مصنف بشپ گور ( ) بھی اس کی تائید کرتے ہیں[2]، اور یہی وجہ ہے کہ یہ دو آیتیں نسخہ سینائی ٹکس ( ) میں موجود نہیں ہیں[3]،

---

[1] Quoted by B. H. Streeter, *The Four Gospels*, P. 430, Macmillan, New York 1961

[2] See Belief in Christ P. 106

[3] The Four Gospels P. 451

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اس جملے کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا لکھنے والا حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی شاگرد ہے،

مذکورہ بالا اشارات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف نہ یوحنا بن زبدی حواری ہے، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی اور قابلِ ذکر شاگرد، بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ چوتھی انجیل کا مصنف حواریوں کے بہت بعد کا کوئی شخص ہے، جس نے پولس[1] اس کے کسی شاگرد سے علم حاصل کیا تھا، اور بقول مفسر "ویسٹ کاٹ" افسس کے بزرگوں نے اسے یوحنا حواری کی طرف منسوب کرنے کے لئے کچھ ایسے جملے بڑھا دیے جن سے مصنف کا عینی شاہد ہونا معلوم ہوتا ہو، تاکہ اپنے زمانے کے بعض ان غناسطی فرقوں ( ) کے خلاف حجت قائم کی جا سکے، جو حضرت مسیح علیہ السلام کی خدائی کے قائل نہیں تھے، اور یہ بات اب علمی دنیا میں ایک ناقابلِ انکار حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ اس زمانے میں مخالف فرقوں سے مناظرے کے دوران مقدس کلیسا کی صفوں میں اس قسم کی کوششیں مسلسل ہوتی رہی ہیں، عہدِ حاضر کے مشہور عیسائی محقق پروفیسر برکٹ ہلمین اسٹریٹر اپنی فاضلانہ تصنیف "اناجیلِ اربعہ" (The Four Gospel) میں کتنی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ،

> "لہٰذا اگر چوتھی انجیل میں ہمیں متن کے اندر کوئی ایسا اضافہ ملتا ہے جس کے ذریعہ اس کے مصنف کی واضح نشان دہی کی گئی ہے، مگر اس کے باوجود اس سے یہ اعتراف کرلیا گیا ہے کہ وہ اصل مصنف کا نہیں ہے، تو کیا یہ بات قرینِ قیاس نہیں ہے کہ یہ اضافہ انجیل کی تصنیف کے کچھ بعد کا ہے، اور شاید دوسرے مقامات پر بھی کرلیا گیا تھا، اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اس

---

[1] بلکہ فرانسیسی انسائیکلوپیڈیا میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ پوری انجیل یوحنا خود پولس کی تصنیف ہے، جسے اس نے یوحنا حواری کی طرف منسوب کر دیا ہے (دیکھئے مقدمہ انجیل برناباس از سید رشید رضا مصری مرحوم، مطبوعہ قاہرہ)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل کے مصنف کے بارے میں اُس نقطۂ نظر کو مٹوایا جائے، جس سے اُس نے کے کچھ لوگ انکار کرتے تھے، اور دوسری صدی عیسوی میں اس اختلاف کا پایا جانا ہم آگے بالاختصار بیان کریں گے،

مذکورہ بیان کی روشنی میں انجیل یوحنا کا یہ جملہ کہ "یہی شاگرد ہے.... جس نے ان کو لکھا ہے...." اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک متنازعہ مسئلہ کو حل کرنے کی ایک کوشش تھی، اور اس سے اس بات کا مزید ثبوت ملتا ہے کہ اس زمانے میں بھی ایسی انجیل کے مصنف کے بارے میں شکوک اور اختلافات پائے جاتے تھے۔[1]

لہٰذا ایسے ماحول میں یہ بات بھی چنداں قابل تعجب نہیں ہے کہ انجیل یوحنا اور یوحنا کے خطوط کسی پولس کے شاگرد نے لکھے ہوں، اور بعد کے لوگوں نے ان میں ایسے جملوں کا اضافہ کر دیا ہو جن سے مصنف کا حضرت مسیح کا شاگرد ہونا معلوم ہو،

اس زمانے کے عام رجحان کے پیش نظر تو یہی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن خالص رجعت پسندانہ عیسائی نقطۂ نظر اختیار کرتے ہوئے اس انجیل کے بارے میں پورے حسن ظن کے ساتھ زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ ڈاکٹر بیکن کا یہ خیال ہے کہ یہ تھی انجیل یوحنا بزرگ ہی کی لکھی ہوئی ہے، مگر وہ براہ راست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شاگرد ہونے کے بجائے ان کے شاگردوں کا شاگرد تھا۔[2]

اور اگر بہت زیادہ حسن ظن سے کام لیا جائے تو پروفیسر اسٹریٹر کا یہ نقطۂ نظر اختیار کیا جا سکتا ہے کہ انجیل یوحنا کا مصنف یوحنا بزرگ ہے، مگر:

"پے پیاس (Papias) نے یوحنا بزرگ کو خداوند کا شاگرد قرار دیا ہے، اور پولیکارپ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ایسا شخص تھا جس نے

---

[1] B. H Streeter *The Four Gospels*, P. 431

[2] Quoted by Streeter, *Four Gospels* P. 443

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداوند کو دیکھا تھا، اُس نے خداوند سے یروشلم میں شناسائی حاصل کی ہوگی،
(۱۔ یوحنا ۱:۱) لیکن شاید وہ خداوند کو دیکھنے سے زیادہ اس سے کچھ حاصل نہ کر سکا، اس لئے کہ وہ اُس وقت بارہ سال کا لڑکا رہا ہوگا جسے اس کے والدین عید فسح کے موقعہ پر یروشلیم لے آئے تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ یہ لڑکا اس ہجوم میں شریک ہو جس نے مسیح کو سولی پر چڑھتے دیکھا تھا۔ کیونکہ ان زمانے کے لوگ بچوں کو اس قسم کے نظاروں سے دُور رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتے تھے، اس صورت میں ۹۵ء کے اندر وہ ستر سال کی عمر کو پہنچ گیا ہوگا۔ یوحنا کا پہلا خط یقینی طور پر کسی عمر رسیدہ انسان کا لکھا ہوا ہے جو ایک ہی پیراگراف میں "بچوں" کے لفظ سے گذر کر "میرے بچو" کا لفظ استعمال کر سکتا ہو (یوحنا ۳: ۱۲ و ۱۸) یہ آخری لفظ (میرے بچو) ستر سال کی عمر کا آدمی تقریباً ہی سے لکھ سکتا ہے..... بنا بریں تسلیم کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے کہ یوحنا بزرگ نے یہ انجیل ۹۰ء سے ۹۵ء کے درمیان کسی وقت لکھی تھی، جبکہ اس کی عمر ستر برس یا اس سے کچھ اوپر تھی۔[1]

نتائج یہ وہ خالص رجعت پسندانہ عیسائی نظریہ ہے جسے انجیل یوحنا کو جعلی قرار دینے سے بچانے کی آخری کوشش کہا جا سکتا ہے۔ اس نقطۂ نظر میں جو کمزوری پائی کی گئی ہے، اگر اس سے قطع نظر کر کے ہم اس کو جوں کا توں تسلیم کر لیں تب بھی اس سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:-

۱۔ انجیل یوحنا کا مصنف یوحنا بن زبدی حواری نہیں ہے، بلکہ یوحنا بزرگ ہے،

۲۔ یوحنا بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے نہیں ہے،

۳۔ یوحنا بزرگ نے صرف ایک مرتبہ بارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح کو صرف دیکھا تھا ان کی خدمت میں رہنے اور ان کی تعلیمات سننے کا اسے موقع نہیں ملا

---

[1] *Ibid P. 451*

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ یوحنا بزرگ نے آخری بار حضرت مسیح کو مصلوب ہوتے ہوئے دیکھا،

۵۔ وہ یروشلیم کا باشندہ نہیں تھا بلکہ کنعان کے جنوبی علاقے کا باشندہ تھا[1]

۶۔ حضرت مسیح کے بعد ۹۵ء تک اس کا کچھ حال معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہتا تھا؟ کس سے اس نے علم حاصل کیا؟ کس کی صحبت اٹھائی؟ اور حواریوں کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت کیا تھی؟

۷۔ ۹۵ء کے لگ بھگ ستر سال کی عمر میں اس نے انجیل یوحنا تصنیف کی جس میں پہلی بار عقیدۂ حلول و تجسم کو بیان کیا گیا،

۸۔ بعد کے افسس کے بزرگوں نے اس انجیل کے آخر میں ایک ایسا جملہ بڑھا دیا، جس سے ظاہر ہو کہ اس کا لکھنے والا یوحنا بن زبدی حواری، یا حضرت مسیح کا کوئی محبوب شاگرد ہے،

یہ وہ نتائج ہیں جن میں بھلائے ہوئے قیاس کو کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ خود عیسائی علماء انجیل یوحنا کو جعلی قرار پانے سے بچانے کے لئے انھیں ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان نتائج کی روشنی میں مندرجہ ذیل باتیں ناقابل انکار طریقے سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہیں:

۱۔ حلول و تجسم کا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام یا ان کے کسی حواری سے ثابت نہیں ہے،

۲۔ اس عقیدے کو حضرت مسیح علیہ السلام کی سوانح حیات میں سب سے پہلے ایک ایسے شخص نے لکھا جس نے بارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح کو صرف دیکھا تھا اُن سے مل کر کوئی تعلیم حاصل نہیں کی تھی،

۳۔ جو شخص یہ عقیدہ پیش کر رہا ہے وہ مجہول الحال ہے، یعنی اس کی ان تحریرات کے علاوہ اس کا کچھ حال ہمیں معلوم نہیں، کہ وہ کس مزاج و مذاق کا آدمی تھا؟ کیا نظریات رکھتا تھا؟ یہ عقیدہ اس نے خود وضع کیا تھا؟ یا کسی اور سے سنا تھا؟

---

[1] پادری برکت اللہ ایم، اے: قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ص ۱۲۳ ج ۲، لاہور ۱۹۶۰ء،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی زندگی کہاں بسر ہوئی تھی؟ حواریوں سے اس کے کیا تعلقات تھے؟

۴۔ یہ عقیدہ اس نے ۹۵ء میں انجیل کے اندر داخل کیا، جب کہ اس کی عمر ستر سال تھی، اور اس وقت پولس کے انتقال کو اٹھائیس سال گذر چکے تھے۔[1]

۵۔ چونکہ پولس کا انتقال اس سے پہلے ہو گیا تھا، اور اس نے عقیدۂ حلول و تجسم اپنے خطوط میں واضح طور سے بیان کیا ہے، اس لئے اس عقیدے کو سب سے پہلے بیان کرنے والا یوحنا بزرگ نہیں ہے بلکہ پولس ہے۔

عقیدۂ کفارہ مذکورۂ بالا بحث سے یہ بات نہایت مدلل طریقے سے واضح ہو جاتی ہے کہ عقیدۂ حلول و تجسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی ارشاد سے ثابت ہے، اور نہ کوئی حواری اس کا قائل تھا، بلکہ سب سے پہلے پولس نے پیش کیا ہے۔ آیئے اب عیسائی مذہب کے دوسرے عقیدے یعنی "عقیدۂ کفارہ" کے بارے میں یہ تحقیق کریں کہ اس کا بانی کون ہے؟ اور اس کی اصل کہاں سے نکلی ہے؟

یہ عقیدہ بھی اسٹراؤس، ٹیبل، اور دوسرے عیسائی مذہبی مؤرخین کے بیان کے مطابق پہلے پہل پولس ہی کی زبان سے سنا گیا۔ اس کے بعد عیسائی مذہب کے مطابق انسان کی نجات اس عقیدے پر موقوف ہو گئی۔ اور عہد نامۂ جدید کی جتنی کتابیں اس کی تائید میں لکھی گئیں، وہ سب کی سب پولس ہی کی طرف سے عقیدے کی پیشوائی کے لئے بڑی پرجوش اور دقیق ہیں۔ لہٰذا آپ کا خیال شاید یہ ہوگا کہ اناجیل اربعہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بہت سے ارشادات کے ذریعہ اس کی وضاحت کی گئی ہوگی، اور آپ اور آپ کے حواریوں نے اس کی خوب تشریح فرمائی ہوگی۔ آپ یہ سمجھنے میں بالکل بجانب ہیں، اس لئے کہ جن عقائد و نظریات پر کسی مذہب یا نظام فکر کی بنیاد ہوتی ہے، وہ اس مذہب کی بنیادی کتابوں اور اس نظام کے بانیوں کی تصانیف میں جا بجا بکھرے ہوئے ملتے ہیں، اور مذہب کی ابتدائی کتابوں کا سارا زور انہی عقائد کو ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے، مثلاً

---

[1] کیونکہ مورخین تخمینی طور پر پولس کا سن وفات ۶۵ء کو قرار دیتے ہیں۔

[2] Dean Milman, History of Christianity, P. 33 V. II London 1830

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد ہیں، اس لئے پورا قرآن کریم ان عقائد کی تشریح اور ان کے دلائل سے بھرا ہوا ہے، یا مثلاً اشتراکیت کی بنیاد مارکس کے فلسفۂ تاریخ، نظریۂ قدر زائد ( ) اور نظریۂ اشتراکیت ( ) پر ہے، لہٰذا کارل مارکس کی کتاب "سرمایہ" ( ) میں انہی نظریات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

لیکن عیسائی مذہب کا حال اس سے بالکل مختلف ہے، جو نظریات اس مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، بلکہ جن کی وجہ سے یہ مذہب دوسرے مذاہب سے ممتاز ہے، وہی نظریات انجیلوں سے غائب ہیں، ان کی کوئی تشریح حضرت مسیح علیہ السلام یا ان کے کسی حواری سے نہیں ملتی، عقیدۂ تثلیث اور حلول و تجسم کا حال تو آپ دیکھ چکے ہیں، عقیدۂ کفارہ کی حالت بھی یہی ہے، کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے کسی ارشاد سے ثابت نہیں ہوتا۔

اس بات کا اندازہ کرنے کے لئے اناجیل کے ان جملوں پر ایک نظر ڈال لیجئے، جن کے بارے میں عیسائی حضرات کا خیال یہ ہے کہ عقیدۂ کفارہ ان سے مستنبط ہے، وہ جملے یہ ہیں:-

۱۔ "اس کے بیٹا ہوگا، اور تو اس کا نام یسوع رکھنا، کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا" (متی ۱/۲۱)

۲۔ "فرشتے نے ان سے کہا..... تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا ہے، یعنی مسیح خداوند" (لوقا ۲/۱۱)

۳۔ "کیونکہ میری آنکھوں نے تیری نجات دیکھ لی ہے" (لوقا ۲/۳۰)

۴۔ حضرت مسیح نے فرمایا: "ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے" (لوقا ۱۹/۱۰)

۵۔ "ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے، بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے، اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے" (متی ۲۰/۲۸ و مرقس ۱۰/۴۵)

۶۔ "یہ میرا عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" (متی ۲۶/۲۸)

بس یہ ہیں اناجیل متفقہ کے وہ جملے جن سے عقیدۂ کفارہ پر استدلال کیا جاتا ہے[1]،

---

[1] دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۲۶۵ ج ۲، مقالہ: [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان جملوں سے زائد عقیدۂ کفارہ کے سلسلے میں کوئی بات انجیلوں میں نہیں پائی جاتی مشکل یہ ہے کہ اس وقت عقیدۂ کفارہ اپنی ترقی یافتہ شکل میں اتنا مشہور ہو چکا ہے کہ ان جملوں کو پڑھ کر ذہن سیدھا اسی عقیدے کی طرف منتقل ہوتا ہے، لیکن اگر آپ انصاف کے ساتھ مسئلے کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لئے عقیدۂ کفارہ کی ان تمام تفصیلات کو ذہن سے نکال دیجئے جو پہلے باب میں ہم نے بیان کی ہیں، اس کے بعد خالی الذہن ہو کر ان جملوں کو ایک بار پھر پڑھئے، کیا ان جملوں کا سیدھا سادہ مطلب یہ نہیں نکلتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات اور ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے تشریف لائے ہیں، وہ لوگ کفر و شرک اور بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو دائمی عذاب کا مستحق بنا چکے ہیں، انجیل ہدایت کا سیدھا راستہ انکو بتاتی ہے جو انھیں جہنم کے عذاب سے چھٹکارا دلانا چاہتا ہے، خواہ انھیں اپنی اس تبلیغی مہم کے جرم میں کتنی ہی تکلیفیں برداشت کیوں نہ کرنی پڑیں!

"اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے" ——— اور "یہ میرے عہد کا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" ——— اگر پہلے سے عقیدۂ کفارہ کا تصور ذہن میں جما ہوا نہ ہو تو ان جملوں کا بھی صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ لوگوں کو گمراہی سے نکالنے اور ان کے سابقہ گناہوں کی معافی کا سامان پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، اسی آمادگی کا اظہار فرمایا ہے۔

ان جملوں سے یہ فلسفہ کہاں مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کی وجہ سے اُن کی قوتِ ارادی سلب ہو گئی تھی، اور اس کی وجہ سے ان میں اور ان کی اولاد کی سرشت میں اصلی گناہ داخل ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے ہر شیر خوار بچہ بھی دائمی عذاب کا مستحق تھا، پھر تمام دنیا کا یہ اصلی گناہ خدا کے انسانی پیکر میں پیدا ہو کر اپنے اوپر لے لیا، اور اس سے

لہ یہی کتاب لیسیاہ ۵۳، کی عبارت جو اس سلسلے میں بکثرت پیش کی جاتی ہے، سو وہ ان سب جملوں سے زیادہ مجمل اور مبہم ہے، معلوم نہیں اس کا مصداق کیا ہے! اور اس تمثیل سے کیا مراد ہے!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگوں کے اصلی گناہ معاف ہو گئے؟[1]

اور اگر مذکورہ جملوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقصد یہی تھا کہ عقیدۂ کفارہ کو راسخ کریں تو انھوں نے اسے اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ کیوں نہیں سمجھایا؟ جب کہ وہ دین کے بنیادی عقائد میں سے تھا، اور اس پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تھی،

آپ دن رات انبیاء علیہم السلام ــــ بلکہ قوم کے لیڈروں کے لئے اس قسم کے جملے استعمال کرتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص نے اپنی قوم کو نجات دلانے کے لئے اپنی جان قربان کر دی، لیکن ان جملوں سے کوئی یہ مفہوم نہیں سمجھتا کہ حضرت آدمؑ کا اصل گناہ قوم پر مسلط تھا، اس لیڈر نے قوم کے بدلے اس کی سزا خود برداشت کر لی،

پھر اگر ان جملوں سے اس قسم کے مطلب نکالنے کی گنجائش ہے تو یہ مطلب بھی نکالا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم کے تمام گناہ اپنے سر لے لئے ہیں، اس لئے قیامت تک لوگ کتنے ہی گناہ کرتے رہیں انھیں عذاب نہیں ہوگا ــــ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس کی تردید شروع سے تمام کلیسا کرتے آئے ہیں،

یہی وجہ ہے کہ جن عیسائی علماء نے ان جملوں کو انصاف کی نظر سے پڑھا ہے انھوں نے ان سے یہ پیچیدہ فلسفہ مراد لینے کے بجائے سیدھا سادہ وہی مطلب لیا ہے جو ہم نے بیان کیا، عیسائی تاریخ کے بالکل ابتدائی دور میں کوائیلیس شیس (Coelestius) کا فرقہ یہی تھا، پھر سوزینی فرقے کے لوگ (Socinians) بھی ان جملوں کی یہی تشریح کرتے ہیں، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ:

یہ لوگ مسیح کی حیات و موت میں صرف ایک شاندار راہ نجات پانے جانے کے قائل تھے" (برٹانیکا، ص ۱۵۲ ج ۲، مقالہ کفارہ)

---

[1] خاص طور سے اس وقت جبکہ یہ فلسفہ عقل کے علاوہ بائبل کی اس تصریح کے بھی بالکل خلاف ہے:

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ، صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لئے" (حزقی ایل ۱۸: ۲۰)

[2] Augustine, On Original Sin ch. II P. 681 V. I

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایپ لارڈ Aplard کا کہنا بھی یہ تھا کہ کفارے کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کی حیات و موت ہمدردی اور رحمدلی کا ایک مکمل سبق تھی (بحوالہ مذکور)

یہ لوگ تو وہ ہیں جو برآزم کے زمانے سے پہلے عقیدۂ کفارہ کے منکر تھے، پھر برآزم کے دور میں اور اس کے بعد سازون ازم کے زمانے میں لوگوں کا عام رجحان کیا ہو گیا، اس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، وہ ہر شخص کے سامنے ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے کسی جملے سے عقیدۂ کفارہ کا وہ مفہوم ثابت نہیں ہوتا جو آج کل رائج ہے، اور جن جملوں سے اس پر استدلال کیا گیا ہے ان کا سیدھا اور صاف مطلب کچھ اور ہے۔

اب حواریوں کی طرف آیئے تو ان کا بھی کوئی ایک جملہ ایسا نہیں ہے جس سے عقیدۂ کفارہ کی سند ملتی ہو، لہٰذا پہلا وہ شخص جس نے عقیدۂ کفارہ کو اس کے پورے فلسفہ کے ساتھ بیان کیا ہے، وہ پولس ہے، رومیوں کے نام خط میں وہ لکھتا ہے:

"پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب موت آئی، اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی، اس لئے کہ سب نے گناہ کیا، کیونکہ شریعت کے دیئے جانے تک دنیا میں گناہ تو تھا، مگر جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا، تو بھی آدم سے لے کر موسیٰ تک موت نے ان پر بادشاہی کی، جنہوں نے اس آدم کی نافرمانی کی طرح جو آنیوالے کا مثیل تھا گناہ نہ کیا تھا، لیکن قصور کا جو حال ہے وہ نعمت کا نہیں، کیونکہ جب ایک شخص کے قصور سے بہت سے آدمی مر گئے تو خدا کا فضل اور اس بخشش جو ایک ہی آدمی یعنی یسوع مسیح کے فضل سے پیدا ہوئی، بہت سے آدمیوں پر زیادہ تر افراط سے نازل ہوئی، اور جیسا ایک شخص کے گناہ کرنے کا انجام ہوا بخشش کا ویسا حال نہیں، کیونکہ ایک ہی کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ سزا کا حکم تھا، مگر بہتیرے قصوروں سے ایسی نعمت پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ راست باز ٹھہرے، کیونکہ جب ایک شخص کے قصور کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب سے موت نے اس ایک کے ذریعہ سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راست بازی کی بخشش افراط سے حاصل کرتے ہیں۔ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرور ہی بادشاہی کریں گے۔ پر جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھہرے اسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راستباز ٹھہریں گے

(رومیوں ۵، ۱۲-۱۹)

اور آگے مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلے سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے۔ تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلے سے مُردوں میں سے جلایا گیا اسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں..... چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی انسانیت اس کے ساتھ اس لئے مصلوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بیکار ہو جائے تاکہ ہم آگے کو گناہ کی غلامی میں نہ رہیں" (رومیوں ۶، ۳-۶)

یہ "کفارہ" کا بعینہٖ وہ فلسفہ ہے جس کی پوری تشریح ہم پہلے باب میں تفصیل کے ساتھ کر آئے ہیں، یہ عقیدہ پولس سے پہلے کسی کے یہاں نہیں ملتا، اس لئے وہی اس عقیدے کا بانی بھی ٹھہرتا ہے۔

تورات پر عمل کا حکم

عیسائی مذہب کے بنیادی عقائد کے بعد مناسب ہوگا کہ اس کے بعض خاص خاص احکام کے بارے میں بھی تحقیق کرلی جائے کہ اس سلسلے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ہدایات کیا تھیں؟ اور پولس نے اس میں کیا ترمیم کی؟

حضرت مسیح علیہ السلام نے متعدد ارشادات میں وضاحت کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ میرا مقصد تورات کی مخالفت کرنا نہیں ہے، بلکہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، بلکہ اناجیل میں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک لکھا ہے کہ میں اس کو منسوخ کرنے نہیں آیا، انجیل متی میں ہے:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں، بلکہ پورا کرنے آیا ہوں، کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا" (متی ۵: ۱۷)

نیز آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، ویسا ہی تم بھی ان کے ساتھ کرو، کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے" (متی ۷: ۱۲)

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنیادی طور پر تورات کو واجب العمل اور قابل احترام مانتے تھے۔

لیکن پولس کا تورات کے احکام کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ اس کے مندرجہ ذیل اقوال سے معلوم ہوگا، گلتیوں کے نام خط میں وہ لکھتا ہے:

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت[1] کی لعنت سے چھڑایا" (گلتیوں ۳: ۱۳)

اور آگے لکھتا ہے:

"ایمان کے آنے سے پیشتر شریعت کی قید میں ہماری نگہبانی ہوتی تھی، اور اس ایمان کے آنے تک جو ظاہر ہونے والا تھا ہم اسی کے پابند رہے پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا استاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب راست باز ٹھہریں، مگر جب ایمان آچکا تو ہم استاد کے ماتحت نہ رہے" (۳: ۲۳-۲۵)

اور رومیوں کے نام خط میں لکھتا ہے:

"اس نے جسم کے ذریعہ سے دشمنی یعنی وہ شریعت جس کے حکم ضابطوں کے طور

---

[1] واضح رہے کہ بائبل میں ہر جگہ شریعت (The Law) سے مراد تورات ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تمہے موقوف کر دی" (افسیوں ۱۲ : ۱۵)

اور عبرانیوں کے نام خط میں رقمطراز ہے:

"اور جب کہانت بدلی گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہوا" (عبرانیوں ۷ : ۱۲)

اور آگے لکھتا ہے:

"کیونکہ اگر پہلا عہد (یعنی تورات) بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لئے موقع نہ ڈھونڈھا جاتا" (۸ : ۷)

آگے آیت ۱۳ میں کہتا ہے:

"جب اس نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا، اور جو چیز پرانی اور مدت کی ہو جاتی ہے وہ مٹنے کے قریب ہوتی ہے"

ان تمام اقوال کے ذریعہ پولس نے تورات کی عملی اہمیت بالکل ختم کر دی، اور اس کے ہر حکم کو منسوخ کر ڈالا۔

عشاء ربانی عشاء ربانی کی تشریح پہلے باب میں کی جا چکی ہے، یہ عبادت عیسائی مذہب کی اہم ترین رسوم میں سے ہے، لیکن انجیل متی اور مرقس میں جہاں اس واقعہ کا تذکرہ ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس عمل کو ایک دائمی رسم بنا لینے کا کوئی حکم موجود نہیں ہے، یہ حکم بھی سب سے پہلے پولس نے وضع کیا ہے (۱ کرنتھیوں ۱۱ : ۲۴) اور لوقا چونکہ پولس کا شاگرد ہے اس لئے اس نے بھی پولس کی تقلید کی ہے۔

یہ بات خود عیسائی علماء کو بھی تسلیم ہے، چنانچہ ایف۔ سی برکٹ لکھتے ہیں:

"اگر آپ عشاء ربانی کا حال مرقس میں پڑھیں گے تو اس میں اس عمل کو آئندہ جاری رکھنے کا کوئی حکم آپ کو نہیں ملے گا، لیکن مقدس پولس جہاں یسوع کے اس عمل کا تذکرہ کرتا ہے وہاں ان کی طرف منسوب کر کے اس جملے کا اضافہ کرتا ہے کہ میری یادگاری میں یہی کیا کرو"[1]

---

[1] F. C. Burkitt, *The Christian Religion* P. 141 V. 3

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختنہ کا حکم ختنہ کا حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلا آتا ہے، تورات میں ہے

"اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے ..... اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہوگا، اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے، کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا۔" (پیدائش ۱۷: ۱۰ تا ۱۴)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔" (احبار ۱۲: ۳)

اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ختنہ ہوا تھا جس کی تصریح انجیل لوقا ۲: ۲۱ میں موجود ہے، اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی ارشاد ایسا منقول نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ختنہ کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

لیکن اس بارے میں پولس کا نظریہ معلوم کرنے کے لئے اس کے خطوط کو دیکھئے، گلتیوں کے نام خط میں وہ لکھتا ہے:

"دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔" (گلتیوں ۵: ۲)

اور آگے چل کر لکھتا ہے:

"کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے، نہ نامختونی، بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا۔" (۶: ۱۵)

۲۔ تاریخی شواہد

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پولس کے نظریات میں کس قدر تضاد ہے، اور موجودہ عیسائی مذہب کے بنیادی عقائد واحکام حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم نہیں ہیں، بلکہ انھیں پولس نے وضع کیا ہے، تثلیث، حلول وتجسم، کفارہ، تورات کی پابندی، عشاء ربانی اور نسخ ختنہ کے تمام نظریات کا بانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ہے؟

مگر صرف انہی شواہد کی بنیاد پر یہ کہا جائے کہ پولس ہی موجودہ عیسائیت کا بانی ہے، تو ہماری نگاہ میں یہ بات بھی خرچ لعانت ہے، لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہ تاریخی شواہد بھی پیش کر دیئے جائیں، جن کی روشنی میں یہ دعویٰ حرف بحرف واضح ہو جاتا ہے، اس کے لئے ہمیں پولس کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنا پڑے گا، اگرچہ پولس کی سوانح حیات پر مستند مواد محدود ہے تاہم کتاب اعمال، خود پولس کے خطوط اور ان پر مبنی وہ کتابیں جو عیسائی علماء نے لکھی ہیں اس دعوے کے بہت سے ثبوت مہیا کرتی ہیں، جنھیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

۱۔ عرب کا سفر

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ پولس شروع میں یہودی تھا، بعد میں اس نے یسوع مسیح (علیہ السلام) پر ایمان لانے کا دعویٰ کیا تھا، اگر وہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات پر ایمان لایا تھا تو تقاضے کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنے اس انقلابی انقلاب کے بعد زیادہ سے زیادہ وقت حضرت مسیح علیہ السلام کے ان شاگردوں اور حواریوں کے پاس گذارتا جنھوں نے براہ راست حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فیض حاصل کیا تھا، اور جو اس وقت دین عیسوی کے سب سے بڑے عالم تھے،

لیکن پولس کی سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے انقلابی انقلاب کے فوراً بعد حواریوں کے پاس یروشلم نہیں گیا، بلکہ دمشق کے جنوبی علاقے عرب چلا گیا، گلتیوں کے نام خط میں وہ خود لکھتا ہے:

> جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا، اور اپنے فضل سے بلا لیا، جب اس کی یہ مرضی ہوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کرے تاکہ میں غیر قوموں میں اس کی خوشخبری دوں، تو میں نے گوشت اور خون سے صلاح نہ لی، اور نہ یروشلم میں اُن کے پاس گیا، جو مجھ سے پہلے رسول تھے، بلکہ فوراً عرب چلا گیا، پھر وہاں سے دمشق کو واپس آیا۔ (گلتیوں ۱: ۱۵ تا ۱۷)

لہ واضح رہے کہ یہاں عرب سے مراد دمشق کا جنوبی علاقہ ہے، جسے اس زمانے میں تو نباطیوں کا عرب کہا جاتا تھا اور انسائیکلو پیڈیا بائبلیکا (ص ۳۵۹، ج ۱، مقالہ پال)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرب جانے کی وجہ کیا تھی؟ الساہ بطرس پیٹر یا برنابکا کے مقالہ نگار کی زبانی سنئے:

"جلد ہی اسے (یعنی پولس کو) اس ضرورت کا احساس ہوا کہ اسے ایسی خاموش اور پرسکون فضا میں رہنا چاہیے جہاں وہ اپنی نئی پوزیشن کے بارے میں کچھ سوچ سکے، چنانچہ وہ دمشق کے جنوبی علاقے میں کسی مقام پر چلا گیا.....

اس کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنے نئے تجربے کی روشنی میں شریعت کے مقام کی نئی تعبیر کرے۔"[1]

اور مشہور عیسائی مورخ جیمس میک کنی اپنی فاضلانہ کتاب "مسیح سے قسطنطین تک" میں لکھتے ہیں:

"اپنے نفسیاتی انقلاب کے بعد..... وہ عرب (نبطیہ) چلا گیا، جس کا مقصد بظاہر تبلیغ سے زیادہ یہ تھا کہ اپنے نئے عقیدے کے مضمرات پر غور کرے، اس کے تین سال بعد وہ یروشلم گیا، تاکہ یسوع مسیح کے بارے میں جو روایات تھی اس کے بارہ میں مشورہ کرنے کے لئے پطرس اور خداوند کے بھائی یعقوب سے ملاقات کرے۔"[2]

سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر ایمان لانے کے بعد اس نے تین سال کا طویل عرصہ الگ تھلگ رہ کر کیوں گزارا؟ اور ان لوگوں سے اپنی دین کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہ کی جنہوں نے براہ راست حضرت مسیح علیہ السلام سے فیض اٹھایا تھا؟ ــــ کیا اس کا صاف جواب اوپر کے دو اقتباسات میں یہ نہیں دیا گیا کہ دراصل وہ اپنی اس تبدیلی کے بعد وہ مذہب اور وہ تعلیمات اختیار کرنا نہیں چاہتا تھا جنہیں اب تک حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری اور عیسوی قبول کئے آتے تھے بلکہ وہ شریعت اور دین عیسوی کی "نئی تعبیر" کرنا

---

[1] برٹانیکا، ص ۳۸۹، ج ۱۰ مقالہ پال۔

[2] Mackinon, James. *From Christ to Constantine*, London, Longmans Green 1936 P. 91

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس مقصد کے لئے اسے خاموش اور پر سکون فضا میں غور و فکر کرنے کی ضرورت تھی۔ اُسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصل دین کے بجائے ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنی تھی، جس کے لئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسم گرامی استعمال کرنا چاہتا تھا۔ پولس کے ایک مشہور عیسائی سوانح نگار ایف۔ جے فوکس جیکسن[1] پولس کے اس عمل کی تاویل اس طرح کرتے ہیں:

> "پولس کو اس بات کا یقین تھا کہ خدا نے اسے کام کا ایک مخصوص میدان دیا ہے، اور کسی فانی شخص کو اس کے معاملات میں اس وقت تک دخل اندازی نہ کرنی چاہئے جب تک کہ خدا کی رُوح خود اس کی رہنمائی نہ کرے۔ اگر یہ بات ذہن میں رہے تو ہمیں اس کے اس طرزِ عمل کو سمجھنے میں مدد ملے گی کہ اس نے زندہ مسیح کو سمجھنے کے لئے پیش رو حواریوں سے تعلیم حاصل نہیں کی، اور اس سلسلے میں ان کا ممنون ہونے کے بجائے براہِ راست خدا سے رابطہ قائم رکھا۔"[2]

لیکن ذرا غور فرمائیے کہ یہ بات کتنی غیر معقول ہے! آخر اس کی دلیل کیا ہو کہ پولس اُن کی آن میں تقدس اور رسالت کے اس مقام بلند تک پہنچ جاتا ہے کہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے کسی حواری کی تعلیم کی ضرورت نہیں رہتی؟ اگر اس غیر معمولی طریقے سے وہ بعینہٖ ان تعلیمات کا اعلان کرتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں اور ان کی انجیل کے ذریعہ ثابت ہیں، تب بھی کسی درجے میں یہ بات معقول ہو سکتی تھی، لیکن آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ وہ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بتلائے ہوئے عقائد و تصورات سے بالکل متضاد نظریات بیان کرتا ہے، ایسی صورت میں اس کی کوئی دلیل تو

---

[1] F. J. Foakes Jackson, *Life of St. Paul*, London 1933 P 129

[2] یہاں مسٹر جیکسن پولس کی اس عبارت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں: "جو خوشخبری میں نے سنائی وہ انسان کی سی نہیں، کیونکہ وہ مجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی، اور نہ مجھے سکھائی گئی بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اس کا مکاشفہ ہوا۔" (گلتیوں ۱: ۱۱، ۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونی چاہیے کہ اُسے براہِ راست خدا کی طرف سے ان عقائد کی تعلیم دی گئی ہے، اور اس تعلیم کے بعد دینِ عیسوی کی سابقہ تعبیر منسوخ ہو گئی ہے، ـــــ جب ایسی کوئی دلیل آج تک کوئی نہ پیش کر سکا تو کیا یہ زادِ عوامی اس لائق ہے کہ اس کی بنا پر دینِ عیسوی کی بالکل کایا پلٹ دی جائے!

پھر اگر حضرت عیسیٰؑ کے فوراً بعد انہی کی مرضی سے ایک ایسا "انقلابی رسول" آنے والا تھا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی آمد کے بارے میں کوئی ہدایت کیوں نہیں دی؟ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے (بقول نصاریٰ) عید پینتی کوست کے موقعہ پر نزولِ روح القدس[1] کی خبر دی تھی، حالانکہ وہ کوئی انقلابی واقعہ نہ تھا، مگر پولس کے رسول بن کر آنے کی کوئی خبر آپ نے نہیں دی،

پولس کے ساتھ حواریوں کا طرزِ عمل

اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اگر پولس کا یہ دعویٰ غلط تھا، اور وہ دینِ عیسوی کی پیروی کرنے کے بجائے اس کی تحریف کر رہا تھا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اس کے ساتھ تعاون کیوں کیا!

اس سوال کے جواب کے لئے قدرے تفصیل کی ضرورت ہے، ہماری تحقیق یہ ہے کہ پولس نے حواریوں کے سامنے آتے ہی فوراً اپنے انقلابی نظریات پیش نہیں کئے تھے، بلکہ وہ شروع میں دینِ عیسوی کے ایک سچے پیرو کی شکل میں ان کے سامنے آیا تھا، اس لئے حواریوں نے اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا، لیکن جب رفتہ رفتہ اس نے عیسوی عقائد میں ترمیم شروع کی، اور اس کے بنیادی تصورات پر ضربیں لگائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اس سے اختلاف کر کے قطعی طور پر الگ ہو گئے،

افسوس یہ ہے کہ اس وقت ہمارے پاس اُس زمانے کے حالات معلوم کرنے کے صرف

---

[1] مقابلہ کیجئے کتاب اعمال باب ۲، اور اعمال ۱، ۸،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو ذریعے ہیں، ایک خود پولس کے خطوط، دوسرے اس کے شاگرد لوقا کی کتاب اعمال، اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں پولسی اثرات کے حامل ہونے کی وجہ سے تحقیق حال کے لئے بہت ضروری ہیں، تاہم ان دونوں ذرائع سے اور بعض دوسرے تاریخی شواہد سے یہ پتہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ آخر میں پولس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے درمیان شدید اور سنگین اختلافات رونما ہو گئے تھے،

چونکہ اس پہلو سے اس سے قبل بہت کم غور کیا گیا ہے، اس لئے ہم یہاں مختلف حواریوں کے ساتھ پولس کے تعلقات کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لیں گے، تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آ سکے،

پولس اور برنباس

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے جو صاحب پولس کے نظریاتی انقلاب کے بعد سب سے پہلے ان سے ملے، اور جو ایک طویل عرصے تک پولس کے ساتھ رہے وہ برنباس ہیں، حواریوں میں ان کا مقام کیا تھا؟ اس کا اندازہ کتاب اعمال کی اس عبارت سے ہوگا

"اور یوسف نامی ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برنباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا، اور جس کی پیدائش قبرس کی تھی، اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی" (اعمال ۴/۳۶-۳۷)

اور یہ برنباس ہی تھے جنھوں نے تمام حواریوں کے سامنے پولس کی تصدیق کی، ورنہ انھیں ڈر تھا کہ یہ فی الواقعہ تھا راہم مذہب ہو چکا ہے، ورنہ ابھی تک حواریوں کو اس بات کا یقین نہ تھا، لوقا لکھتے ہیں:

"اور سب اس سے (پولس سے) ڈرتے تھے، کیونکہ ان کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے، مگر برنباس نے اسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لے جا کر ان سے بیان کیا کہ اس نے اس طرح راہ میں خداوند کو دیکھا، اور اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے باتیں کیں، اور اس نے دمشق میں کیسی دلیری کے ساتھ یسوع کے نام سے منادی کی۔ (اعمال ۹: ۲۶ و ۲۷)

اس کے بعد ہمیں کتاب اعمال ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور برنباس عرصہ دراز تک ایک دوسرے کے ہمسفر رہے، اور انھوں نے ایک ساتھ تبلیغ عیسائیت کا فریضہ انجام دیا۔ (دیکھئے اعمال ۱۱: ۳۰، ۱۲: ۲۵ و ابواب ۱۳ و ۱۴) یہاں تک کہ دوسرے حواریوں نے ان دونوں کے بارے میں یہ شہادت دی کہ:

"یہ دونوں ایسے آدمی ہیں کہ جنھوں نے اپنی جانیں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر نثار کر رکھی ہیں" (اعمال ۱۵: ۲۶)

اعمال کے پندرہویں باب تک برنباس اور پولس ہر معاملے میں شیر و شکر نظر آتے ہیں، لیکن اس کے بعد اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو بطور خاص توجہ کا مستحق ہے، اتنے عرصہ تک ساتھ رہنے اور دعوت و تبلیغ میں اشتراک کے بعد اچانک دونوں میں اس قدر شدید اختلاف پیدا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کا روادار نہیں رہتا۔ واقعہ کتاب اعمال میں کچھ اس ناگہانی طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قاری کو پہلے سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، لوقا لکھتے ہیں:

"مگر پولس اور برنباس انطاکیہ ہی میں رہے، اور بہت سے اور لوگوں کے ساتھ خداوند کا کلام سکھاتے اور اس کی منادی کرتے رہے۔ چند روز بعد پولس نے برنباس سے کہا کہ جن جن شہروں میں ہم نے خدا کا کلام سنایا تھا آؤ پھر ان میں چل کر بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں؟ اور برنباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جو مرقس کہلاتا ہے اپنے ساتھ لے چلیں۔ مگر پولس نے یہ مناسب نہ جانا کہ جو شخص پمفولیہ میں کنارہ کر کے اس کام کے لئے اُن کے ساتھ نہ گیا تھا اس کو ہمراہ لے چلیں۔ پس ان میں ایسی سخت تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، اور برنباس مرقس کو لے کر جہاز پر کپرس کو روانہ ہوا۔ مگر پولس نے سیلاس کو پسند کیا، اور بھائیوں کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خداوند کے فضل کے سپرد ہو کر روانہ ہوا، اور کلیسیاؤں کو مضبوط کرتا ہوا سوریہ اور کلکیہ سے گذرا۔ (اعمال ۱۵: ۳۵ تا ۴۱)

کتاب اعمال میں بظاہر اس شدید اختلاف کی وجہ صرف یہ بیان کی گئی ہے کہ برنباس یوحنا مرقس کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا، اور پولس اس سے انکار کرتا تھا۔ لیکن ہماری رائے میں اس شدید اختلاف کا سبب صرف اتنی معمولی سی بات نہیں ہو سکتی، بلکہ دونوں کی یہ دائمی جدائی یقیناً کچھ بنیادی اختلافات کی بنا پر عمل میں آئی تھی، اس بات کے شواہد حسب ذیل ہیں:

(۱) لوقا نے کتاب اعمال میں ان کے "اختلاف" اور "جدائی" کو بیان کرنے کے لئے جو یونانی الفاظ استعمال کئے ہیں، وہ غیر معمولی طور پر سخت ہیں۔ مسٹر ای۔ ایم۔ بلیک لاک اپنی کتاب اعمال کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اب لوقا ایمانداری کے ساتھ دونوں رفقاء، پولس اور برنباس، کے درمیان واقع ہونے والے اختلاف کی المناک کہانی لکھتا ہے، جو لفظ اس نے استعمال کیا ہے یعنی Paroxysm وہ بڑا سخت لفظ ہے، اور انگریزی مترجم (کنگ جیمس ورژن) نے اس لفظ کے ترجمے میں لفظ (تیز سخت) کا اضافہ بالکل درست کیا ہے۔ ــــ پولس اور برنباس ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں" ــــ یہاں پھر جدائی کے لئے یونانی زبان کا ایک ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو بڑا سخت ہے، اور عام طور سے استعمال نہیں کیا جاتا، یہ لفظ عہد نامہ جدید میں یہاں کے علاوہ صرف مکاشفہ ۶: ۱۳ میں ملتا ہے جہاں آسمانوں کے تباہ ہو کر جدا ہونے کا ذکر ہے[1]"

---

[1] Blaiklock, Commentary on Acts, edited by R. V. G. Tasker PP. 115, 119

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اتنا شدید اختلاف جس کے لئے اپنے غیر معمولی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں صرف اس بنا پر پیدا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص برنباس قبرص کو رفیق سفر بنانا چاہتا ہے اور دوسرا سیلاس کو؟ ــــ اس قسم کے اختلافات کا پیدا ہو جانا کوئی بعید از قیاس نہیں، لیکن اس کی بنا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دیرینہ رفاقتوں کو خیرباد نہیں کہا جاتا، بالخصوص جب کہ یہ رفاقت اس مقصد کے لئے ہو جس کے تقدس اور پاکیزگی پر دونوں متفق ہوں۔ اس موقعہ پر پولس کے بعض معتقدین کنایۃً برنباس کو مورد الزام قرار دیتے ہیں کہ اس نے اپنے ایک بھتیجے یوحنا مرقس کو ساتھ لے جانے کی خواہش پر تبلیغی مقاصد اور پولس کی رفاقت کو قربان کر دیا، لیکن وہ پولس کی بحث میں اس بات کو نظر انداز کر جاتے ہیں کہ دونوں کی جدائی کی یہ وجہ لوقا نے بیان کی ہے جو پولس کا شاگرد ہے، مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ برنباس جو خود بقول ان کے کلیسا کے ابتدائی دور میں اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک تھا اور جس نے تبلیغ و دعوت کے مقاصد کے لئے اپنی ساری پونجی لٹا دی تھی (اعمال ۴: ۳۶، ۳۷) کیا وہ محض اپنے ایک رشتہ دار کی وجہ سے تبلیغ کے اہم ترین مقاصد کو قربان کر سکتا تھا؟ سیدھی بات یہ کیوں نہیں کہی جاتی کہ برنباس اور پولس کا یہ اختلاف نظریاتی تھا، اور جب برنباس نے یہ دیکھا کہ پولس دین عیسوی کے بنیادی عقائد میں ترمیم کر رہا ہے تو وہ اس کی رفاقت سے الگ ہو گئے اور پولس کے شاگرد لوقا نے اس اختلاف کی ایسی توجیہ بیان کی جس کی رُو سے اگر کوئی الزام عائد ہو تو برنباس پر عائد ہو اور پولس اس الزام سے بچ جائے!

(۲) پھر لطف کی بات یہ ہے کہ بعد میں پولس یوحنا مرقس کی رفاقت کو گوارا کر لیتا ہے چنانچہ تیمتھیس کے نام اپنے دوسرے خط میں وہ لکھتا ہے:

---

[1] Loewerich Paul, H.: Life And Work, trans. by O. E. Harris. Lutterworth, London 1960 P. 74

Ibid P. 50

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترقس کو ساتھ لے کر آنا، کیونکہ خدمت کے لئے وہ میرے کام کا ہے ۔
(۲۔ تمطیس ۴: ۱۱)

اسی طرح افسیوں کے نام خط میں وہ لکھتا ہے:

"ارستخس جو میرے ساتھ قید ہے تم کو سلام کہتا ہے، اور برنباس کا رشتہ کا بھائی مرقس (جس کی بابت تمہیں حکم ملے تھے، اگر وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے اچھی طرح ملنا)" (افسیوں ۴: ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مرقس اور پولس کا اختلاف بہت زیادہ اہمیت کا حامل نہیں تھا، اس لئے پولس نے بعد میں اس کی رفاقت کو گوارا کر لیا، لیکن یہ پورے عہدنامہ جدید یا مسیحی کی کسی اور کتاب میں کہیں نہیں ملتا کہ بعد میں برنباس کے ساتھ بھی پولس کے تعلقات درست ہو گئے تھے۔[1] سوال یہ ہے کہ اگر جھگڑے کی بنا مرقس ہی تھا تو اس کے ساتھ پولس کی رضامندی کے بعد برنباس اور پولس کی دوستی کیوں ہموار نہ ہوئی!

(۲) جب ہم خود پولس کے خطوط میں برنباس سے اس کی ناراضی کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو ہمیں کہیں یہ نہیں ملتا کہ اس کا سبب یوحنا مرقس تھا، اس کے برخلاف ہمیں ایک جگہ ایسا ملتا ہے جس سے دونوں کے اختلاف کے اصل سبب پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے، گلتیوں کے نام اپنے خط میں پولس لکھتا ہے:

"لیکن جب کیفا (یعنی پطرس) انطاکیہ میں آیا، تو میں نے رو برو ہو کر اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا، اس لئے کہ یعقوب کی طرف سے چند شخصوں کے آنے سے پہلے تو وہ غیر قوم والوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا، مگر جب وہ آ گئے تو مختونوں سے ڈر کر باز رہا اور کنارہ کیا، اور باقی یہودیوں نے بھی اس کے ساتھ ہو کر ریاکاری کی، یہاں تک کہ برنباس بھی اُن کے ساتھ ریاکاری میں پڑ گیا۔" (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۳)

---

[1] اس کے بعد صرف ایک جگہ ذکر (فلیمون ۹: ۲۴) پولس اس کا ذکر بغیر کسی برائی کے کرتا ہے، اور پطرس مگر اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آپس میں ملے نہیں، ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت میں دراصل پولس اس اختلاف کو ذکر کر رہا ہے جو حضرت مسیح کے عروج آسمانی کے کچھ عرصہ کے بعد یروشلیم اور انطاکیہ کے عیسائیوں میں پیش آیا تھا۔ یروشلیم کے اکثر لوگ پہلے یہودی تھے، اور انھوں نے بعد میں عیسائی مذہب قبول کیا تھا، اور انطاکیہ کے اکثر لوگ پہلے بت پرست یا آتش پرست تھے، اور حواریوں کی تعلیم و تبلیغ سے عیسائی ہوئے تھے، پہلی قسم کو بائبل میں یہودی مسیحی (Jewish Christian) اور دوسری قسم کو غیر قوم کے لوگ (Gentile Christians) کہا گیا ہے۔ یہودی مسیحیوں کا کہنا یہ تھا کہ ختنہ کرانا اور موسوی شریعت کے تمام احکام پر عمل کرنا ضروری ہے، اسی لئے انھیں متختون بھی کہا جاتا ہے، اور غیر قوموں کا کہنا یہ تھا کہ "ختنہ" وغیرہ ضروری نہیں، اس کے علاوہ یہودی مسیحی بت پرستوں اور آتش پرستوں کے ذبیحہ کو حلال نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ کھانا اور ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہ کرتے تھے۔ پولس اس معاملے میں سوفی صد غیر قوموں کا حامی بلکہ ان کے اس نظریے کا بانی تھا، اس نے غیر قوموں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے ہی یہ تمام کوششیں کی تھیں،

اوپر ہم نے گلتیوں کے نام خط کی جو عبارت پیش کی ہے اس میں پولس نے پطرس اور برنباس پر اسی لئے ملامت کی ہے، کہ انھوں نے انطاکیہ میں رہتے ہوئے مختونوں کا ساتھ دیا، اور پولس کے ان نئے مریدوں سے علیحدگی اختیار کی جو ختنہ اور موسوی شریعت کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے پادری جے پیٹرسن اسمتھ لکھتے ہیں:

"پطرس اس اجنبی شہر انطاکیہ میں زیادہ تر ان لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو جو یروشلیم سے آئے تھے، اور جو اس کے پرانے ملاقاتی تھے، لہٰذا بہت جلد وہ ان کا ہم خیال ہونے لگتا ہے، دوسرے مسیحی یہودی پطرس سے متاثر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ برنباس بھی غیر قوم مریدوں سے علیحدگی اختیار کرنے لگتا ہے، اس قسم کے سلوک کو دیکھ کر ان نو مریدوں کی دل شکنی ہوتی ہو جہاں تک ممکن ہے پولس اس بات کی برداشت کرتا ہے، مگر بہت جلد وہ اس کا مقابلہ کرتا ہے، گویا ایسا کرنے میں اسے اپنے ساتھیوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کرنی پڑتی ہے۔[1]

واضح رہے کہ یہ واقعہ برنباس اور پولس کی جدائی سے چند ہی دن پہلے کا ہے، اس لئے کہ انطاکیہ میں پطرس کی آمد یروشلیم میں حواریوں کے اجتماع کے کچھ ہی بعد ہوئی ہے، اور حواریوں کے اجتماع اور برنباس کی جدائی میں زیادہ فاصلہ نہیں ہے، لوقا نے دونوں واقعات کتاب اعمال کے باب ۱۵ ہی میں بیان کئے ہیں۔

بنا یہ بات انتہائی طور پر لائق قیاس ہے کہ پولس اور برنباس کی وہ جدائی جس کا ذکر لوقا نے بہت معمولی طور پر سخت الفاظ میں کیا ہے، برخلاف پولس کی ہمسفری سے زیادہ اس بنیاد کی اور نظریاتی اختلاف کا نتیجہ تھی، پولس اپنے مریدوں کے لئے ختنہ اور موسوی شریعت کے احکام کو ضروری نہیں سمجھتا تھا، اور برنباس ان احکام کو پس پشت ڈالنے کے لئے تیار نہ تھے جو بائبل میں انتہائی تاکید کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، اور ان میں نسخ کا احتمال نظر نہیں آتا۔

چنانچہ اس بات کو پادری ہے پیرسن اشتہ بھی محسوس کرتے ہیں، کہ پولس اور برنباس کی جدائی کا سبب صرف مرقس نہ تھا، بلکہ اس کے پس پشت نظریاتی اختلاف بھی کام کرتا تھا، وہ لکھتے ہیں:

"برنباس اور پطرس نے جو کہ بڑے عالی حوصلہ شخص تھے، ضرور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہوگا، اور یوں وہ وقت دور ہو جاتا ہے، لیکن باوجود اس کے یہ احتمال ضرور گذرتا ہے، کہ ان کے درمیان کچھ نہ کچھ رنجش رہ جاتی ہو، جو بعد میں ظاہر ہوتی ہے۔" (حیات و خطوط پولس ص ۸۹ و ۹۰)

گویا مسٹر اشتہ نے یہ تسلیم کر لیا کہ بعد میں پولس اور برنباس کی جو جدائی ہوئی تھی اس میں نظریاتی اختلاف کا دخل تھا،

یروشلم کونسل

البتہ یہاں ایک اعتراض ہو سکتا ہے، اور وہ یہ کہ کتاب اعمال کے پندرہویں باب میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام مقتدر حواریوں نے یروشلم میں جمع ہو کر باہمی مشورہ کے بعد یہ طے کر لیا تھا کہ غیر قوموں کو صرف حضرت مسیح علیہ السلام

---

[1] حیات و خطوط پولس ص ۸۸ و ۸۹ مطبوعہ ۱۹۵۲ء بپنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی، اور انھیں موسوی شریعت کے احکام کا پابند نہ بنایا جاتا۔ اس فیصلے میں پولس کے علاوہ پطرس، برنباس اور یعقوب بھی شریک تھے۔

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ پطرس اور برنباس اس بنا پر پولس سے اختلاف کریں کہ وہ غیر قوموں کے لئے تورات کے احکام ختنہ وغیرہ کو واجب العمل قرار نہیں دیتا تھا، اگر پطرس اور برنباس کا مسلک پولس کے خلاف یہ ہوتا کہ غیر قوموں کے لئے بھی تورات کے احکام واجب العمل ہیں، تو وہ یروشلم کے اجتماع میں وہ فیصلہ صادر نہ کرتے، جس میں غیر قوموں کو تورات کے احکام سے مستثنیٰ رکھا گیا تھا۔

یہ اعتراض بظاہر وزنی معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر نظر غائر کے ساتھ بالتفصیل اس ماحول کا جائزہ لیا جائے جس میں یروشلم کی کونسل منعقد ہوئی تھی، اور جس میں پولس اور برنباس کی جدائی عمل میں آئی تھی تو یہ اعتراض خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ یروشلم کے مقام پر حواریوں نے جو غیر قوموں کو تورات کے اکثر احکام سے مستثنیٰ قرار دیا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان احکام سے مستثنیٰ رہیں گے، اور یہ احکام ان پر سرے سے واجب ہی نہیں ہیں، بلکہ اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ غیر قوموں کے لئے تورات کے بعض جزوی اور فروعی احکام مثلاً ختنہ وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر ایمان لانے کے لئے مانع بن رہے تھے، اور وہ اس ڈر سے دین عیسوی پر ایمان نہیں لا رہے تھے کہ ہمیں ان جزوی احکام پر عمل کرنا پڑے گا، بعض کم علم افراد نے انھیں یہ سمجھا دیا تھا کہ انھیں بھی نجات کے لئے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح ختنہ کرانا اور تورات کی تمام موسوی رسموں پر عمل کرنا بھی لازمی ہے، اور اگر ان پر عمل نہ کیا جائے گا تو وہ نجات نہیں پا سکیں گے، چنانچہ لوقا لکھتے ہیں:

"تب بعض لوگ یہودیہ سے آکر بھائیوں کو تعلیم دینے لگے کہ اگر موسیٰ کی رسم کے موافق تمھارا ختنہ نہ ہو تو تم نجات نہیں پا سکتے" (اعمال ۱۵:۱)

ظاہر ہے کہ یہ تعلیم غلط تھی، ختنہ وغیرہ کے جزوی احکام اگرچہ دین موسوی اور دین عیسوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں واجب تھے، لیکن وہ کفر اور ایمان کا مدار نہیں تھے، اور نہ انہیں مدار نجات قرار دیا جاسکتا تھا۔ آپ فرمائیے کہ اگر کوئی غیر مسلم محض اس بنا پر اسلام قبول کرنے سے انکار کرے کہ اسے ختنہ کرانی پڑے گی، تو مسلمان علماء کا رویہ کیا ہوگا؟ کیا وہ محض ختنہ نہ کرانے کی وجہ سے اس بات کو گوارا کرلیں گے کہ وہ شخص دین اسلام سے یکسر محروم ہو جائے؟ ظاہر ہے کہ نہیں! ایسے مواقع پر اس غیر مسلم سے یہی کہا جائے گا کہ ختنہ کا حکم ضروری سہی، مگر مدار نجات نہیں ہے۔ اس لئے تم اسلام کے بنیادی عقائد و احکام کو اختیار کرو، اور اس کے لئے ہم تم سے ختنہ کرانے کی شرط نہیں لگاتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ختنہ کے حکم کو غیر مسلموں کے لئے منسوخ کردیا گیا ہے، بلکہ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ "اہون البلیتین (minor evil) کو اختیار کرتے ہوئے غیر مسلموں کو کفر سے بچا لیا جائے۔

بس یہی طرز عمل حواریوں نے اختیار کیا تھا، اور جب اس مسئلے پر یروشلم کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی تو بالاتفاق یہ طے کیا گیا کہ اگر غیر قومیں ختنہ وغیرہ کے احکام کو اپنے لئے ناقابل برداشت سمجھتی ہیں، تو انہیں اجازت دی جائے کہ وہ ان احکام پر عمل کئے بغیر بھی دین عیسوی کے بنیادی عقائد پر ایمان لاکر اس دین میں داخل ہو جائیں۔

ہم نے حواریوں کے طرز عمل کی جو تشریح کی ہے وہ جناب پطرس کی اس تقریر سے بھی بخوبی واضح ہوتی ہے جو انہوں نے یروشلم کے اجتماع میں کی تھی، انہوں نے کہا تھا:

"پس اب تم شاگردوں کی گردن پر ایسا جوا کیوں رکھتے ہو جس کو نہ ہمارے باپ دادا اٹھا سکے تھے نہ ہم؟ خدا کو کیوں آزماتے ہو؟ حالانکہ ہم کو یقین ہے کہ جس طرح وہ خداوند یسوع کے فضل ہی سے نجات پائیں گے اسی طرح ہم بھی پائیں گے۔" (اعمال ۱۵: ۱۰، ۱۱)

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ تورات کے بعض منسوخ شدہ احکام تو اتنے سخت ہیں کہ ان پر خود ہم اور ہمارے آباء و اجداد پوری طرح عمل نہیں کرسکے، لہٰذا اگر اس کے باوجود ہم مومن اور نجات کے امیدوار ہیں، تو غیر قومیں بعض منسوخ شدہ احکام کو چھوڑ کر مومن اور نجات کی امیدوار ....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ بن سکیں گی؟[1]

یہاں یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ یہ تشریح کہ فصل کا موضوعِ بحث یہ نہیں تھا کہ "تورات کے احکام غیر قوموں کے لئے واجب ہیں یا نہیں؟" ——— بلکہ موضوعِ بحث یہ تھا کہ "تورات کے احکام کا غیر قوموں کو حکم دیا جائے یا نہیں؟" ——— ہماری تحقیق یہ ہے کہ جہاں تک احکامِ تورات کے فی نفسہٖ واجب ہونے کا تعلق ہے اس کے بارے میں حواریوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا سب مانتے تھے کہ یہ احکام فی نفسہٖ واجب ہیں، گفتگو اس میں تھی کہ جب یہ بات تجربے میں آچکی ہے کہ غیر قومیں ان فروعی احکام کے نام سے بدکتی ہیں تو انہیں صرف بنیادی عقائد کی دعوت دینے پر اکتفا کیوں نہ کیا جائے! یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس بات کے قائل تھے کہ غیر قوموں کو تورات کا پابند بنایا جائے، اُن کا حال بیان کرتے ہوئے لوقا نے لکھا ہے کہ:

"مگر فریسیوں کے فرقہ میں سے جو ایمان لائے تھے ان میں سے بعض نے اٹھ کر کہا کہ ان کا (غیر قوموں کا) ختنہ کرانا اور ان کو موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کا حکم دینا ضرور ہے۔" (اعمال ۱۵: ۵)

اور اس کے جواب میں جب یعقوب ..... نے اپنا فیصلہ صادر کیا تو انھوں نے کہا کہ:

"پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہم ان کو تکلیف نہ دیں، مگر ان کو لکھ بھیجیں کہ بتوں کی کراہت اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں" (اعمال ۱۵: ۱۹، ۲۰)

اور اس کو فصل نے اجتماعی طور پر غیر قوموں کے نام جو خط لکھا اس میں کہا گیا کہ:

---

[1] ورنہ اگر پطرس کا مقصد یہ ہوتا کہ غیر قوموں کے لئے تورات کے احکام کو قطعی طور پر منسوخ کر دیا جائے تو مناسب یہ چاہیے تھا کہ یہ احکام یہودی مسیحیوں کے لئے بھی منسوخ کر دیئے جاتے، کیونکہ پطرس نے جس طرح ان احکام کو غیر قوموں کے لئے ناقابلِ برداشت قرار دیا ہے، اسی طرح اپنے لئے بھی ناقابلِ برداشت کہا ہے۔ لقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں، کہ تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔ والسلام" (اعمال ۱۵: ۲۸ و ۲۹)

ان تمام عبارتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حواریوں نے تورات کے احکام کو قطعی طور پر منسوخ نہیں کیا تھا، بلکہ ایک اہم مصلحت کی وجہ سے غیر قوموں کو ان کے بغیر دین عیسوی میں داخل ہونے کی اجازت دی تھی، پادری، جی، ٹی میتھل صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں:

"واپسی پر انطاکیہ پر برنباس اور پولس کو یہ معلوم ہوا کہ آجکل اس سوال پر خوب مباحثہ ہو رہا ہے کہ غیر یہودیوں کو کن شرائط پر کلیسیا میں پورے طور پر شریک کیا جا سکتا ہے۔ (۱۵: ۱)

انطاکیہ میں یہ رواج تھا، اور پولس اور برنباس نے اپنے بشارتی سفروں میں اس اصول کی تقلید کی، اور غیر یہودیوں کو بھی یہودیوں کی طرح کلیسیا کی شراکت اور رفاقت میں شریک کر لیا جاتا تھا، اور ان کے لئے ختنہ کی کوئی قید نہ تھی، (جیسا کہ یہودی مریدوں میں ہوا کرتی تھی) اور نہ ہی انہیں موسوی شریعت کی رسوم کا پابند ہونا پڑتا تھا، لیکن یروشلیم کی کلیسیا کے زیادہ تر یہودی مسیحی اس بات پر مصر تھے کہ یہ شرائط ان پر ضرور عائد کی جائیں، پس تب یروشلیم کی کونسل میں انطاکیہ کے مندوبین بھیجے گئے، پولس اور برنباس ان کے پیشوا تھے، اس کونسل میں یہ فیصلہ ہوا کہ ایسی کوئی شرط غیر یہودی نو مریدوں پر عائد نہ کی جائے، لیکن یہودی اور عبرانی مسیحیوں میں راہ و ربط پیدا کرنے اور ایک ساتھ کھانے پینے کے لئے یہ بات ضروری قرار دی گئی کہ غیر یہودی مسیحی بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کریں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہ وہ موسوی شریعت کے اعلیٰ اخلاقی معیار پر کاربند رہیں۔[1]

اس عبارت اور بالخصوص اس کے خط کشیدہ جملوں سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حواریوں کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان احکام کو غیر یہودی مسیحیوں کے لئے یکسر منسوخ کر دیں، بلکہ مقصد یہ تھا کہ ان کے دین عیسوی میں داخل ہونے کے لئے ایسی کوئی شرط عائد نہ کی جائے،

یہ تھا حواریوں کا اصل موقف، جس کا اعلان یروشلیم کونسل میں کیا گیا تھا، لیکن اس کے بعد جب برنباس اور پولس انطاکیہ پہنچے، تو پولس نے حواریوں کے اس اعلان سے غلط فائدہ اٹھایا، اور یہ تعلیم دینی شروع کر دی کہ تورات کے تمام احکام قطعی طور پر منسوخ ہو چکے ہیں، اس کے احکام ایک لعنت تھے، جس سے اب ہم چھوٹ گئے ہیں[2]، اور اب ان پر عمل کرنے کی کوئی حاجت نہیں رہی،

ظاہر ہے کہ پولس کے اس دعوے کو قبول کرنا گویا دین عیسوی کو بالکل پلٹ کر ڈالنا تھا، اس لئے اس موقع پر پطرس اور برنباس نے پولس کی مخالفت کی جس کا ذکر خود پولس نے اس طرح کیا ہے کہ،

"لیکن جب کیفا (یعنی پطرس) انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو ہو کر اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا، اس لئے کہ یعقوب کی طرف سے چند شخصوں کے آنے سے پہلے تو وہ غیر قوم والوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا، مگر جب وہ آ گئے تو مختونوں سے ڈر کر باز رہا اور کنارہ کیا اور باقی یہودیوں نے بھی اس کے ساتھ ہو کر ریاکاری کی، یہاں تک کہ برنباس بھی ان کے ساتھ ریاکاری میں پڑ گیا" (گلتیوں ۲: ۱۱ تا ۱۳)

---

[1] جی، ٹی مینلی: ہماری کتب مقدسہ، مترجمہ ایس، الہام الدین و مسز کے، ایں، صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ مسیحی اشاعت خانہ فیروز پور روڈ، لاہور،

[2] گلتیوں ۳: ۱۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی واقعہ کے متصل بعد برنباس نے پولس سے ناراض ہو کر اس سے جدائی اختیار کر لی تھی (اعمال ۱۵: ۳۶ تا ۳۹)۔

گلتیوں کے نام خط

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس مرحلے پر پطرس اور برنباس نے جو پولس کی مخالفت کی تھی اس کی وجہ سے اصلی عیسائیوں کا ایک بڑا طبقہ پولس سے برگشتہ ہو گیا تھا، یہاں تک کہ گلتیہ کا علاقہ جو تمام تر غیر قوموں پر مشتمل تھا، وہاں بھی اس کی وجہ سے شورش پیدا ہو گئی تھی، جس کی بنا پر گلتیہ کے لوگ پولس کی طرف سے بدظن ہونے لگے تھے، اسی لئے اس نے انطاکیہ میں بیٹھ کر گلتیوں کے نام ایک خط لکھا جس میں نہایت شد و مد کے ساتھ ان لوگوں کی مخالفت کی گئی جو غیر قوموں کے لئے شریعت کو کسی بھی درجے میں واجب العمل سمجھتے تھے، یہ خط متعدد وجوہ سے پولس کے دوسرے خطوط کی بہ نسبت ممتاز درجہ رکھتا ہے، ایک تو اس لئے کہ یہ پولس کے چودہ خطوط میں تاریخی اعتبار سے پہلا خط ہے، دوسرے اس لئے کہ یہ وہ پہلا موقع ہے جس میں اس نے خوب کھل کر اپنے نظریات کا اعلان کیا ہے، اس سے قبل اتنی وضاحت کے ساتھ اس نے اپنے نظریات بیان نہیں کئے، تیسرے اس لئے کہ وہ اس خط کے اندر بڑے جلال میں نظر آتا ہے، اور بار بار اپنے مخالفوں کو ملعون قرار دیتا ہے، چوتھے اس لئے کہ اسی خط میں اس نے پہلی بار یہ وضاحت کی ہے کہ مجھے دین عیسوی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی حواری کے واسطے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ مجھے براہ راست بذریعہ وحی علم حاصل ہوا ہے،

پولس کی اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اس خط کا مطالعہ بہت ضروری ہے، اس لئے ہم ذیل میں اس خط سے متعلق چند اہم باتیں پیش کرتے ہیں،

اس خط کا پس منظر جس مٹی میتھی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"اس زبردست خط کے لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ بعض یہودی مائل مسیحیوں نے اس انجیل[2] پر حملہ کیا تھا جو پولس نے گلتیہ کی کلیسیاؤں کو پہنچائی تھی،

---

[1] عبارت کے لئے دیکھئے مقدمہ نامس (۱: ۱۳ و ۲: ۱۴)

[2] واضح رہے کہ عیسائیوں کے کلام میں انجیل سے مراد تبلیغ دین یا مذہبی نظام ہوتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان جھوٹے استادوں کی تعلیم یہ تھی کہ جس انجیل کی پولس منادی کرتا ہے، وہ مسیحی زندگی میں صرف پہلا قدم ہے، فرید مسیحیوں کے لئے پوری برکت حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ موسوی شریعت پر عمل کریں (۳:۲) ..... وہ پولس پر الزام لگاتے تھے کہ وہ بے اصول اور تھالی کا بینگن ہے، خود تو شریعت پر عمل پیرا ہے، لیکن نو مریدوں سے مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ بھی ایسا کریں، اُن کے حملے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ پولس کے اختیار کو یکسر اس کی منادی کو کھوکھلا کریں کہ وہ مسیح کے بارہ رسولوں سے مختلف ہے، اور اُسے یہ حق حاصل نہیں، کیونکہ اوّل الذکر ہر صورت میں پولس پر فوقیت رکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی خلیج اور دلائل کی تلخی نو مریدوں کی اکثریت منحرف اور برگشتہ ہوگی اور مخالفین نے اپنا مقصد پالیا۔[1]

اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اس خط کا پس منظر اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"یہ تو پولس کو بعد میں معلوم ہوا کہ گلتیہ کے لوگوں (یعنی) انحراف کا خطرہ ہے، اور یہ بعض ایسے اساتذہ کرنے والوں نے پیدا کیا ہے کہ جو گلتیوں کو یہ یقین دلا رہے تھے کہ پولس کی انجیل کو یہودی نو مریدوں سے مکمل ہونا چاہئے، اور جس طرح قدیم اور اصلی حواریوں (Apostles) کی تعلیم ہے، ایک مکمل مسیحی زندگی کے لئے ختنہ اور موسوی شریعت بھی ضروری ہے، دوسرے الفاظ میں گلتیوں کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ مسیح کی مسیحائی فہم کا استحقاق حاصل کرنے کے لئے تنہا جائز راستہ تورات پر عمل کرنا ہے، جو تمام نو مریدوں (Converts) کے لئے ضروری ہے، یہاں تک کہ اُن کے لئے بھی جو بت پرستی سے عیسائیت کی طرف آئے ہیں،

یہ دخل اندازی کرنے والے قدیم کلیسیا کی یہودی مسیحی جماعت سے تعلق رکھتے

---

[1] ہماری کتب مقدسہ، ص ۲۷۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، انھیں سخت دلیلوں پر خطرہ تھا کہ اگر تورات کو خارج کیا گیا تو کلیسا کے اخلاقی مفادات قربان ہو جائیں گے، اُن لوگوں کی بہت دل میں یعقوب کی عزت کے ساتھ تھیں، جیسا کہ اس کا عکس اعمال کے باب ۱۵ میں نظر آتا ہے۔ بظاہر ان لوگوں کی سرکردگی بعض ممتاز افراد کر رہے تھے۔[1]

ان عبارتوں کے خط کشیدہ جملوں سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں،

۱۔ گلتیہ میں پولس کے مخالفین کلیسائے قدیم کے ممتاز افراد تھے،

۲۔ ان لوگوں کا بنیادی نقطۂ نظر یہ تھا کہ غیر قومیں جو دین عیسیٰ میں بغیر ختنہ کے داخل ہوتی ہیں، یہ ان کا پہلا قدم ہے، مکمل مسیحی زندگی کے لئے ختنہ اور شریعت کے تمام احکام ضروری ہیں،

۳۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ دین عیسوی کی تبلیغ و تعمیر کا حق صرف حواریوں کو پہنچتا ہے پولس کو نہیں،

۴۔ ان لوگوں کے خیال کے مطابق قدیم اور اصلی حواریوں کی تعلیم یہ تھی کہ مکمل مسیحی زندگی کے لئے ختنہ اور تمام موسوی احکام پر عمل کرنا ضروری ہے،

اس سے صاف واضح ہے کہ پولس کے معترضین کا اصل اعتراض یہ تھا کہ وہ حواریوں کی مخالفت کر رہا ہے، اور اسے اس بات کا حق نہیں پہنچتا، لہٰذا اگر حواری اس معاملے میں پولس کے ہمخیال ہوتے تو اس کے لئے جواب دہی کا سیدھا راستہ یہ تھا کہ وہ یا تو خود کوئی خط لکھنے کے بجائے حواریوں سے لکھواتا جس میں وہ پولس کی حمایت کا اعلان کرتے، یا اگر خود ہی لکھتا تھا تو اس میں یہ وضاحت کرتا کہ تمام حواری میرے ہمخیال ہیں، اور وہ یروشلم کی کونسل میں یہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ غیر قوموں کے لئے ختنہ وغیرہ ضروری نہیں ہے،

لیکن وہ گلتیوں کے نام خط میں ایسا ایک جملہ بھی نہیں لکھتا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اصل حواری اس کے ہمخیال ہیں، اس کے بجائے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے دین عیسوی کی

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۱۰، ج ۹ مقالہ "Galatians, Epistle to the"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح و تعبیر میں حواریوں سے تعلیم یا اُن کی حمایت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ مجھے خود براہ راست وحی کے ذریعہ علم عطا کیا جاتا ہے، وہ لکھتا ہے:

اے بھائیو! میں تمھیں جتائے دیتا ہوں کہ جو خوشخبری میں نے سنائی وہ انسان کی سی نہیں، کیونکہ وہ مجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی اور نہ مجھے سکھائی گئی، بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اس کا مکاشفہ ہوا" (گلتیوں ۱:۱۱-۱۲)

آگے چل کر وہ علی الاعلان پطرس کو "ملامت کے لائق" اور برنباس کو "ریاکار" قرار دیتا ہے (۲:۱۱-۱۳)، اور اپنا شمار اُن درجہ تابعت کرنے پر صرف کرتا ہے کہ مجھے براہ راست خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے،

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس مرحلے پر پولس گلتیوں کو خط لکھ رہا ہے اس مرحلے پر حواری اس کے ہم خیال نہیں رہے تھے، ورنہ وہ پہلے ہی قدم پر یہ کہکر ساری بحث ختم کر سکتا تھا، کہ حواری میرے ہم خیال ہیں،

اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ آخر دور کے عیسائی علماء کے نزدیک گلتیوں کے نام پولس کا خط یروشلم کونسل سے پہلے لکھا گیا ہے[1]، اور چونکہ اس کونسل سے پہلے اس معاملے میں حواریوں کا نقطۂ نظر واضح نہیں ہوا تھا، اس لئے پولس نے اپنے اس خط میں ان کا حوالہ نہیں دیا،

لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال درست نہیں ہے کہ گلتیوں کے نام خط یروشلم کی کونسل سے پہلے لکھا گیا ہے، اس لئے کہ اس خط میں پولس لکھتا ہے:

"لیکن جب کیفا (پطرس) انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو ہو کر اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا" (۲:۱۱)

اس میں پولس پطرس کے انطاکیہ میں آنے کا ذکر کر رہا ہے، اور یہ واقعہ لازماً یروشلم کونسل کے بعد کا ہے، جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا بائبلکا میں ہے:

---

[1] بائبلی کتب مقدسہ، ص ۳۷۲،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"گلتیوں ۲:۱۱ میں پولس یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ یروشلم کونسل کے معاہدے کے باوجود پطرس نے غیر قوموں کے متعلق اپنی پالیسی میں تذبذب کا اظہار کیا۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ یروشلم کونسل کے بعد پیش آیا تھا، نیز پولس کے اکثر سوانح نگار بھی اس واقعہ کو یروشلم کونسل کے بعد قرار دیتے ہیں، لوئی ڈیک اور جے پیٹرسن اسمتھ نے واقعات اسی طرح بیان کئے ہیں[۱]، اور اس جملے کے تیور بھی صاف بتا رہے ہیں کہ یہ واقعہ یروشلم کونسل کے بعد کا ہے، اس لئے کہ پولس پطرس کو قابل ملامت اسی وقت قرار دے سکتا ہے، جب اس نے پہلے اپنے موجودہ طرز عمل کے خلاف کوئی اقرار کیا ہو، اگر پطرس نے پہلے یہ اقرار نہ کیا ہوتا کہ غیر قوموں کو موسوی شریعت کے احکام چھوڑنے کی اجازت ہے تو پولس اسے آسانی سے قابل ملامت کیسے قرار دے سکتا تھا؟ اس جملے کا صاف مطلب ہی یہ ہے کہ پطرس نے یروشلم کونسل میں پولس کی حمایت کی تھی، اور اب وہ اس کی مخالفت کر رہا تھا، اس لئے پولس نے اسے قابل ملامت قرار دیا، لہٰذا لازماً یروشلم کونسل انطاکیہ میں پطرس کی آمد سے پہلے ہو چکی تھی، اور چونکہ گلتیوں کے نام خط میں پولس پطرس کی انطاکیہ میں آمد کا تذکرہ کر رہا ہے، اس لئے گلتیوں کا خط بھی یروشلم کے اجتماع کے بعد ہی لکھا گیا ہے،

لہٰذا ہمارے نزدیک عیسائیت کے علماء متقدمین ہی کی رائے صحیح ہے، جیسے جی، ٹی مینلی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

---

[۱] برٹانیکا، ص ۱۴۲ ج ۱۴، مقالہ پطرس (Peter) واضح رہے کہ برٹانیکا کے مقالہ نگار نے آگے چل کر اس نقطۂ نظر کی تردید کی ہے، کہ گلتیوں کے نام خط یروشلم کونسل کے بعد لکھا گیا تھا، (حوالہ بالا)

[۲] حیات و خطوط پولس ص ۸۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء اور Paul, His Life and Work by Walter Von Loewenich, trans by Gordan E Harris London 1960 P. 72

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ پولس نے اپنے تیسرے بشارتی سفر کے دوران میں افسس یا اسی وقت اس علاقہ (گلتیہ) کی کلیساؤں کو یہ خط لکھا، جب رتقا کے لوگوں کو رسولوں کا خط تحریر کیا تھا، اور یہ واقعہ اعمال ۱۵ کی مجلس کے بعد کا ہوگا۔[1]

نتائج

مندرجہ بالا بحث سے یہ باتیں پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہیں:

۱۔ برنباس اور دوسرے حواریوں نے شروع میں یہ سمجھ کر پولس کی تصدیق کی تھی کہ وہ صحیح معنی میں دین عیسوی پر ایمان لا چکا ہے،

۲۔ اسی بنا پر عرصہ دراز تک برنباس پولس کے ساتھ رہا،

۳۔ پھر برنباس سے اس کے جو جدائی اختیار کی اس کا سبب نظریاتی اختلافات تھا،

۴۔ یروشلیم کونسل میں حواریوں نے غیر قوموں کے لیے ختنہ وغیرہ کے احکام کو قطعی طور پر منسوخ نہیں کیا تھا، بلکہ اس بات کی اجازت دی تھی کہ غیر قومیں ان احکام پر عمل کئے بغیر ہی دین عیسوی میں داخل ہو سکتی ہیں، اور یہ عمل مسیحی زندگی کی طرف پہلا قدم ہوگا

۵۔ لیکن پولس نے اس بات کی تبلیغ شروع کر دی کہ تورات کے تمام احکام منسوخ ہو چکے ہیں، یہ ایک لعنت تھی جس سے ہمیں چھڑا لیا گیا ہے (گلتیوں ۳: ۱۳) اور اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا (گلتیوں ۵: ۲) تو پطرس اور برنباس نے انطاکیہ میں اس کی مخالفت کی (گلتیوں ۲: ۱۱)

۶۔ حواریوں کی اس مخالفت سے پولس کے خلاف زبردست شورش برپا ہو گئی کہ وہ اصل حواریوں کی مخالفت کرتا ہے جس کے جواب میں پولس نے گلتیوں کے نام خط لکھا،

۷۔ اس خط میں اس نے حواریوں کو اپنا ہم خیال ظاہر کرنے کے بجائے ان کی مخالفت کا ذکر کیا، اور اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے پر صرف کیا کہ مجھے دین عیسوی کی تشریح میں حواریوں سے علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ مجھے براہ راست وحی کے ذریعہ علم دیا گیا ہے، (گلتیوں ۱: ۱، ۱۲)

---

[1] ہماری کتاب مقدس ص ۲۰۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ یہ خط یروشلم کونسل کے بعد لکھا گیا تھا، جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یروشلم کونسل کے وقت حواریوں نے پولس کی جو حمایت کی تھی، اب وہ ختم ہو چکی تھی، اور اب حواری اس کے مخالف ہو گئے تھے، اسی لئے پولس نے مخالفین کے جواب میں حواریوں کی حمایت کا ذکر نہیں کیا۔

۹۔ پولس کے تمام خطوط اس واقعہ کے بعد لکھے گئے ہیں، (کیونکہ جی، ٹی مینلی کی تصریح کے مطابق گلتیوں کا خط تاریخی اعتبار سے پولس کا پہلا خط ہے) اس لئے تثلیث وحلول، تجسم، کفارہ اور توراۃ کی منسوخی کے جو عقائد ان خطوط میں بیان کئے گئے ہیں، وہ صرف پولس کے ذاتی نظریات ہیں، انھیں حواریوں کی حمایت حاصل نہیں،

جدائی کے بعد

آیئے! اب ذرا یہ پوچھنے کی کوشش کریں کہ برنباس پولس سے اس سنگین اختلاف کی وجہ سے جدا ہو کر کہاں گئے؟ کتاب اعمال سے تو صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پولس سے جدا ہونے کے بعد یوحنا مرقس کو لے کر قبرص چلے گئے تھے، مگر اس جملے کے بعد کتاب اعمال ان کا کچھ حال بیان نہیں کرتی، دوسری عیسائی تاریخیں بھی برنباس کی آئندہ زندگی کے متعلق بالکل خاموش ہیں، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"برنباس مرقس کو لے کر بذریعہ جہاز قبرص چلا جاتا ہے، تاکہ وہاں اپنا کام جاری رکھے، اس سے آگے اس کے متعلق تاریخ کی سند چھا جاتی ہے"[1]

سوال یہ ہے کہ برنباس جو کلیسا کے ابتدائی دور میں اہم ترین شخصیت تھا، اور جس نے اپنی ساری زندگی تبلیغ ودعوت میں صرف کی تھی، کیا پولس سے اختلاف کرنے کے بعد اس لائق بھی نہیں رہتا کہ پولس کے شاگرد (لوقا وغیرہ) چند سطروں میں اس کا کچھ حال ذکر کریں؟

اس سے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ برنباس پولس کی اصل حقیقت جان چکا تھا، اور اس کے بعد اس کی تمام کوششیں یہ رہی ہوں گی کہ پولس نے دین عیسوی میں جو تحریفات کی ہیں اُن سے لوگوں کو باخبر کیا جائے، اور ظاہر ہے کہ یہ سرگرمیاں ایسی نہ تھیں کہ پولس کے شاگرد انھیں ذکر کرنا پسند کرتے،

---

[1] برٹانیکا، ص ۱۱۸ ج ۲، مقالہ برنباس،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل برناباس

یہ عقلی نتیجہ تقریباً یقین بن جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سولہویں صدی میں پوپ اسکنڈس پنجم کے خفیہ کتب خانے سے برناباس کی لکھی ہوئی انجیل برآمد ہوتی ہے، جس کے پہلے ہی صفحے پر یہ عبارت ہے کہ:

"اے عزیزو! اللہ نے جو عظیم اور عجیب ہے، اس آخری زمانے میں ہمیں اپنے نبی یسوع مسیح کے ذریعہ ایک عظیم رحمت سے آزمایا، اس تعلیم اور آیتوں کے ذریعہ جنہیں شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنایا ہے جو تثلیث کا دعویٰ کرتے ہیں، اور سخت کفر کی تبلیغ کرتے ہیں، مسیح کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں، ختنہ کا انکار کرتے ہیں جس کا اللہ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا ہے، اور ہر جس گوشت کو جائز کہتے ہیں، انبیاء کے زمرے میں یوسف بھی گمراہ ہو گیا، جن کے آدمیں میں کچھ نہیں کہہ سکتا، مگر افسوس کے ساتھ اور وہی بات جس کی وجہ سے وہ حق بات لکھ رہا ہوں، جو میں نے یسوع کے ساتھ رہنے کے دوران سنی اور دیکھی ہے، تاکہ تم نجات پاؤ، اور تمہیں شیطان گمراہ نہ کرے، ... اور تم اللہ کے حق میں پکے بنو اور اس بنا پر ہر اُس شخص سے بچو جو تمہیں کسی نئی تعلیم کی تبلیغ کرتا ہے جو میرے لکھنے کے خلاف ہو، تاکہ تم ابدی نجات پاؤ۔" (برناباس ۱:۱-۹)

یہی برناباس کی وہ انجیل ہے جسے عرصۂ دراز تک چھپانے اور مٹانے کی بڑی کوششیں کی گئیں، اور جس کے بارے میں پانچویں صدی عیسوی میں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کئی سو سال پہلے) پوپ جیلاشیئس اول نے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا مجرم سمجھا جائے گا[1] اور آج یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی لکھی ہوئی ہے[2]

---

[1] دیکھئے انسائیکلوپیڈیا امریکانا، ص ۲۶۲، ج ۲ مقالہ برناباس، چیمبرس انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۹۰، ج ۱ مقالہ جیلاشیئس اور مقدمہ انجیل برناباس از ڈاکٹر خلیل سعادت ہری بیسی،

[2] اظہار الحق (اردو ترجمہ)، جلد سوم، ص کے ایک طویل حاشیے میں ہم نے انجیل برناباس کا مفصل تعارف کرایا ہے، اور اس کی اصلیت کی تحقیق کی ہے، ضرورت ہو تو اس کی مراجعت کی جائے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس کے بعد بھی اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ موجودہ عیسائی مذہب سراسر پولس کے نظریات ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا آپ کے حواریوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ فماذا بعد الحق الا الضلال!

پولس اور پطرس

برنباس کے ساتھ پولس کے تعلقات کی نوعیت سمجھ لینے کے بعد آیئے! اب ہم دیکھیں کہ پطرس کے ساتھ پولس کے تعلقات کیسے تھے؟ اور پطرس پولس کے نظریات کے حامی تھے یا مخالف؟

جناب پطرس کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ انہیں کیتھولک چرچ ہمیشہ سے سردار کلیسا تسلیم کرتا آیا ہے اور انہیں تمام حواریین میں سب سے اونچا مرتبہ حاصل ہے۔

(۱) کتاب اعمال جو حواریوں کے کارناموں کی تفصیل بیان کرتی ہے، پندرہویں باب تک پطرس کی تقریباً تمام سرگرمیوں پر مفصل روشنی ڈالتی ہے، اس تمام عرصے میں پطرس اور پولس ہم خیال نظر آتے ہیں۔ لیکن انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کتاب اعمال جس کی تصنیف کا مقصد ہی حواریوں کی سرگذشت بیان کرنا ہے، پندرہویں باب کے بعد حواریوں کے سردار پطرس کے حالات بیان کرنے سے یک لخت خاموش ہو جاتی ہے۔ اور اس میں آخر (باب ۲۸) تک پطرس کا کہیں نام نظر نہیں آتا۔ چیس مک کنن لکھتے ہیں:

"یروشلم کی کانفرنس کے بعد پطرس کتاب اعمال کے واقعات سے غائب ہو جاتا ہے"[1]

اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ہے:

"کتاب اعمال میں پطرس کا آخری تذکرہ یروشلم کونسل سے متعلق ہے جس میں اس نے غیر قوموں سے متعلق نہایت وسیع المشربی کی پالیسی اختیار کی تھی"[2]

---

[1] From el ... to Constantine P. 116

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۶۴۲ ج ۱۷ مقالہ: پطرس،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پولوس جیسا شخص جسے عظیم الحواریین کا لقب دیا گیا ہے، اور پندرہ بیس باب سے پہلی کتاب اعمال کا کوئی صفحہ جسکا کے ذکر سے خالی نہیں ہے، اچانک اتنا غیر اہم کیوں بن جاتا ہے کہ آگے اس کا کہیں نام بھی نہیں آتا!

اس سوال کا جواب بھی گلتیوں کے نام پولس کے خط کی اس عبارت سے ملتا ہے جس کا ذکر بار بار آچکا ہے، پولس کہتا ہے:

"لیکن جب کیفا (یعنی پطرس) کا دوسرا نام ہے، انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو ہو کر اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا" (گلتیوں ۲: ۱۱)

جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے، یہ واقعہ یروشلم کونسل کے متصل بعد کا ہے، (دیکھئے مقدمہ ص ۱۵۶) لہٰذا کیا اس سے واضح طور پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یروشلم کونسل تک چونکہ پطرس نے پولس کی کوئی مخالفت نہیں کی تھی، اس لئے پولس کا شاگرد لوقا اپنی کتاب اعمال میں اس کے اس رتبے کے حالات تفصیل سے ذکر کرتا رہا، لیکن جب اس کونسل کے بعد پطرس الگ تھلگ ہو گئے، اور وہاں پولس کے خود ساختہ نظریات کے سبب اُن کا پولس سے اختلاف ہو گیا تو لوقا نے ان کے حالات لکھنے بند کر دیئے۔

۲۔ ان شواہد کی روشنی میں یہ گمان غالب قائم ہوتا ہے کہ انطاکیہ میں اس اختلاف کے پیش آجانے کے بعد پطرس نے بھی برنباس کی طرح پولس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور انھوں نے بھی پولس سے الگ کوئی جماعت بنالی تھی تاکہ وہ عیسوی صحیح عقائد کی تبلیغ کی جائے، اس کی تائید پولس کی ایک اور عبارت سے بھی ہوتی ہے، کرنتھیوں کے نام خط میں وہ لکھتا ہے:

"مجھے خلوئے کے گھر والوں سے معلوم ہوا کہ تم میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ میرا یہ مطلب ہے کہ تم میں سے کوئی تو اپنے آپ کو پولس کا کہتا ہے، کوئی اپلوس کا کوئی کیفا کا کوئی مسیح کا" (۱۔ کرنتھیوں ۱: ۱۱)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کیفا (یعنی پطرس) نے اپنی الگ جماعت بنالی تھی جو پولس کی جماعت سے ممتاز تھی، اور ان دونوں جماعتوں میں جھگڑے ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار بھی اس عبارت سے یہی نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"۱۔ کرنتھیوں ۱: ۱۲ کی عبارت بیان کرتی ہے کہ کرنتھس میں کیفا (پطرس) کی ایک جماعت بن گئی تھی۔"[1]

بردشلم کونسل کے بعد پطرس کا صرف یہ تذکرہ ملتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کی روشنی میں یہ قیاس قائم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ پطرس نے اصل دین عیسوی کو پولس کی تحریفات سے بچانے کی کتنی کوششیں کی ہوں گی، مگر افسوس ہے کہ اس وقت ہمارے پاس اس زمانے کی تاریخ کا جتنا مواد ہے وہ سارا پولس کے معتقدین کا لکھا ہوا ہے، اس لئے اس سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ پطرس اس کے بعد کہاں گئے اور انھوں نے کیا کارنامے انجام دیئے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایشیائے کوچک ہی کے علاقوں میں رہے، اور زیادہ تر بابلیون کے علاقے میں ان کا قیام رہا، اور آرتھوس، کلیمنٹ اسکندری اور طرطولین وغیرہ کا کہنا ہے کہ وہ روم میں رہے، اوریجن، یوسی بیس اور جیروم کا خیال ہے کہ انطاکیہ ہی میں رہے۔۔۔۔ ان کی وفات کا بھی کوئی یقینی حال معلوم نہیں، اوریجن کا کہنا ہے کہ انھیں شاہ نیرو نے شہید کر دیا تھا، آرنجن کہتا ہے کہ انھیں اُلٹا لٹکا کر سولی دی گئی تھی (برٹانیکا ص ۶۴۲، ج ۱۷ مقالہ پطرس)

پطرس کے خطوط

یہاں ایک شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ بائبل کے عہد نامہ جدید میں پطرس کے دو خط شامل ہیں، ان خطوط میں پطرس نے تقریباً انہی نظریات کا اظہار کیا ہے جو پولس کے نظریات تھے، بلکہ دوسرے خط میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

"ہمارے پیارے بھائی پولس نے بھی اس حکمت کے موافق جو اُسے عنایت ہوئی تمھیں یہی لکھا ہے۔" (۲۔ پطرس ۳: ۱۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور پطرس میں کوئی اختلاف نہیں تھا،

---

[1] برٹانیکا۔ ص ۶۴۲، ج ۱۷ مقالہ پطرس)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں خطوط کے بارے میں خود عیسائی محققین کی رائے یہ ہے کہ ان کی نسبت پطرس حواری کی طرف درست نہیں ہے، بلکہ یا تو یہ کسی اور شخص کے ہیں جس کا نام پطرس تھا، یا پھر کسی نے اسے جعلی طور پر پطرس حواری کی طرف منسوب کیا ہے۔

جہاں تک پہلے خط کا تعلق ہے اس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

> بہت سے ناقدوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس خط کے مضامین ایک ایسی تاریخ سے متعلق ہیں جو پطرس کی وفات کے بعد کی تاریخ ہے، مثلاً (الف) اس خط کے ۱:۶، ۲:۱۲، ۴:۱۲ اور ۵:۹ میں مصائب اور آزمائشوں کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے عیسائی ایک خوفناک آزمائش سے گذر رہے تھے، انھیں ملامتیں اور بدنامیاں برداشت کرنی پڑ رہی تھیں..... یہ تمام حالات اُن حالات کے ٹھیک مطابق ہیں جو پلینی نے ٹراجان کے نام خط میں بیان کئے ہیں، لہٰذا اس دلیل کی رو سے یہ کہا گیا ہے کہ پطرس کا پہلا خط اسی زمانے سے تعلق رکھتا ہے، اور پطرس کی وفات کے بہت بعد لکھا گیا ہے۔

آگے انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے اس بات پر مزید دلائل پیش کئے ہیں کہ یہ خط پطرس کا نہیں ہے[1]

رہا دوسرا خط، سو اس کی حالت پہلے خط سے بھی زیادہ نازک ہے، اس کا حال بیان کرتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

> جس طرح پطرس کے پہلے خط کو کینن لک خطوط میں سب سے پہلے بائبل کی فہرست میں جگہ دی گئی تھی، اس طرح اس دوسرے خط کو سب سے آخر میں جگہ دی گئی، اب کینن میں اسے تیسری صدی کے اندر تسلیم کیا گیا تھا۔

---

[1] برٹانیکا، ص ۹۴۶ ج ۱۷، مقالہ: "1, First Epistle of"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے یہ قسطنطنیہ کے کلیسا کی فہرست مسلّمہ میں شامل ہوا لیکن روم میں اُسے چوتھی صدی سے پہلے قبولیت حاصل نہ ہو سکی اور سوریا کے کلیسا نے تو اُسے چھٹی صدی میں قبول کیا،

اس خط کی اصلیت پر مندرجہ ذیل اعتراضات کے بوجھ وزن کی وجہ سے عام طور پر اس ... دعوے کو غلط سمجھا گیا ہے کہ اس کا مصنف پطرس ہے:

۱۔ پہلا وہ شخص جس نے اسے پطرس کی تصنیف قرار دیا ہے، آرجن ہے اور وہ خود اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کی اصلیت متنازعہ فیہ ہے،

۲۔ اس کا اسلوب، زبان اور خیال بہ نسبت پطرس کے پہلے خط سے بلکہ پورے عہد جدید سے مختلف ہیں،

۳۔ "بداخلاقی" اور "جھوٹی تعلیم" کے جو حوالے اس میں دیئے گئے ہیں وہ کسی ایسی تاریخ سے متعلق معلوم ہوتے ہیں جو پطرس رسول کے بعد کی معلوم ہوتی ہے،

۴۔ یہوداہ کی شرکت اس خط کے پطرس کی تحریر ہونے کو اور مشتبہ بنا دیتی ہے،

۵۔ اس خط کے ۳:۱۶ میں پولس کے خطوط کو جو الہامی طور پر قابل تسلیم قرار دیا گیا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط دوسری صدی سے پہلے کا لکھا ہوا نہیں ہے، ..... ہو سکتا ہے کہ یہ خط مقرر میں لکھا گیا ہو جہاں یہ پہلی بار منظر عام پر آیا، باڈیس مین کے خیال کے مطابق ہو سکتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں لکھا گیا ہو[1]

---

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ص ۶۲۳ ج ۱۷ مقالہ "Peter, Second Epistle of."

[2] Edna Christ to Constantine P.116:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خود متی عیسائی علماء اس خط کو پطرس کی تصنیف ماننے سے انکار کرتے ہیں، لہٰذا ان خطوط کی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پطرس پولس کے ہم خیال تھے، اور دونوں میں کوئی نظریاتی اختلاف نہیں تھا۔

یعقوب اور پولس

حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں یعقوب تین آدمیوں کا نام تھا،

۱۔ یعقوب بن حلفی، انھیں یعقوب اصغر بھی کہتے ہیں، ان کا ذکر صرف شاگردوں کی فہرست میں آیا ہے، (متی ۱۰: ۳) یا پھر ان عورتوں کے ساتھ جو صلیب کے گرد جمع تھیں وہاں ان کا صرف نام مذکور ہے، (مرقس ۱۵: ۴۰) اس کے علاوہ پورے عہد نامہ جدید میں ان کا کچھ حال معلوم نہیں ہوتا۔

۲۔ یعقوب بن زبدی، یہ یوحنا حواری کے بھائی تھے (متی ۱۰: ۲) لیکن انھیں حضرت مسیح علیہ السلام کے عروج آسمانی کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ہیرودیس بادشاہ نے تلوار کے ذریعہ شہید کر دیا تھا (اعمال ۱۲: ۲) لہٰذا ان کو اپنی زندگی میں پولس سے کوئی خاص واسطہ نہیں پڑا، اور یہ یروشلم کونسل سے پہلے ہی دنیا سے تشریف لے گئے،

۳۔ یعقوب بن یوسف نجار، جنھیں انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کا بھائی قرار دیا گیا ہے (متی ۱۳: ۵۵) اناجیل ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں آپ پر ایمان نہیں لائے تھے، (دیکھئے مرقس ۳: ۲۱، یوحنا ۷: ۵) یا تو آخر وقت میں ایمان لائے تھے، یا اس وقت جب کہ بقول پولس حضرت مسیح علیہ السلام حیات ثانیہ (Resurrection) کے موقع پر انھیں نظر آئے (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۷) اور کتاب اعمال کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں یروشلم کی کلیسا کا صدر منتخب کیا گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ یروشلم کونسل کی صدارت انھوں نے کی (اعمال ۱۵: ۱۹) یروشلم کونسل میں اگرچہ انھوں نے ہی یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ غیر قوموں کے لئے ختنہ وغیرہ کو دین عیسوی میں داخل ہونے کی شرط قرار نہ دیا جائے۔ لیکن اس بات پر تقریباً تمام عیسائی علماء کا اتفاق ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کا یہ فتویٰ مجبوری اور عارضی حیثیت رکھتا تھا، ورنہ وہ تورات کی سختی کے ساتھ پابندی کے قائل تھے، مسٹر جیمس میک کنن یروشلم کونسل کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رجعت پسند پارٹی نے اگرچہ اُس وقت اس وسیع المشربی کی پالیسی کی حمایت کی تھی، لیکن وہ اس پر کسی طرح مطمئن نہ تھی، یہاں تک کہ یعقوب ختنہ کے مطالبہ سے دست کش ہونے کے باوجود یہودی مسیحیوں اور غیر قوموں کے آزادانہ میل جول کی راہ میں پابندیاں باقی رکھنا چاہتا تھا... اس کے اثرات تھے کہ پطرس یہاں تک کہ برنباس بھی... "غیر قوموں کے ساتھ کھانے سے باز رہے"[۱]

نیز ایک اور موقعہ پر یعقوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پولیسفس کے مختصر مگر اہم اور بیچ بیچ کے سلسلۂ طویل تذکرے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یعقوب کے پختہ اور یکساں کردار اور تورات کی پابندیوں نے یہودیوں کے دل جیت لئے تھے"[۲]

پھر لطف یہ ہے کہ یروشلم کونسل کے بعد کتاب اعمال میں یعقوب کا ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے، اور وہاں بھی یعقوب نے پولس کو تورات کی خلاف ورزیوں پر کفارہ ادا کرنے اور تورات پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے (اعمال ۲۱: ۱۷ تا ۲۶)

اس سے کم از کم اتنی بات وضاحت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ یعقوب ان نظریات کے ساتھ متفق نہیں تھے، جو پولس نے بعد میں اختیار کر لئے تھے، رہا وہ خط جو یعقوب کی طرف منسوب ہے سو اس کے بارے میں جیمس میک کنن لکھتے ہیں:

"دلائل کا وزن اس بات کی تائید نہیں کرتا کہ اس کا مصنف یعقوب ہے"[۳]

---

۱ From Christ to Constantine P. 95

۲ Ibid P. 119

۳ Ibid P. 120

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوحنا اور پولس

پطرس اور برنباس کے بعد حواریوں میں بلند تر مقام یوحنا بن زبدی کا ہے، اور بقول میک گفن انھیں کلیسا کے تین ستونوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پطرس اور برنباس کی طرح یوحنا بھی یروشلم کونسل کے بعد کتاب اعمال سے یک لخت غائب ہو جاتے ہیں، اور اس کے بعد ان کا بھی کوئی حال معلوم نہیں ہوتا جیسں میک گفن لکھتے ہیں:

"پطرس کی طرح یوحنا بھی یروشلم کانفرنس کے بعد کتاب اعمال کے واقعات سے غائب ہو جاتا ہے، جبکہ وہ اس کانفرنس میں کلیسا کے تین ستونوں میں سے ایک تھا۔ ۔ ۔ ۔ یروشلم کو خیرباد کہنے کے بعد انھوں نے اپنا تبلیغی کام کس جگہ انجام دیا؟ یہ ہمیں معلوم نہیں ہے"[1]

اس سے بھی واضح طور پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ یروشلم کونسل کے بعد جب پطرس اور برنباس پولس سے ناراض ہو کر اس سے الگ ہو گئے تھے، اسی وقت یوحنا نے بھی اس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی، بظاہر انھوں نے بھی دین عیسوی کی اصل تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کی ہوگی، اسی لئے پولس کے شاگردوں نے یروشلم کونسل کے بعد ان کو کسی تذکرے کا مستحق نہیں سمجھا۔

رہ گئی انجیل یوحنا اور وہ تین خطوط جو یوحنا کے نام سے عہد نامہ جدید میں موجود ہیں، سو ان کے بارے میں ہم پیچھے تفصیل کے ساتھ یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ خود عیسائی علماء متاخرین کا اس پر تقریباً اجماع ہو چکا ہے، کہ ان کا مصنف یوحنا حواری نہیں، بلکہ یوحنا بزرگ ہے[2]۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۱۸۔

[2] دیکھئے مقدمہ، صفحہ ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے حواری

یہ تو وہ حواری تھے جن کا ذکر کتاب اعمال یا عہد نامہ جدید کی دوسری کتابوں میں آیا ہے، ان کے علاوہ جو دوسرے حواری ہیں ان کے حالات اُن سے زیادہ پردۂ راز میں ہیں، اُن کے بارے میں یہی ثابت نہیں ہوتا کہ پولس سے اُن کی ملاقات بھی ہوئی تھی یا نہیں؟ جیمس میک کبن لکھتے ہیں،

"بارہ حواریوں میں سے باقی حضرات نے یسوع مسیح کے بعد کیا کیا؟ اس کے بارے میں کوئی قابل اعتماد بات نہیں کہی جا سکتی۔۔۔۔ روایات اُن میں سے مختلف حضرات کی طرف گال سے اٹلانٹک تک مختلف حلقہ ہائے کار تجویز کرتی ہیں۔۔۔۔ یوسی بیس (۳۲۴) کہتا ہے کہ تومارشیا چلے گئے تھے جس میں ان دنوں انڈیا کا کچھ شمالی حصہ بھی شامل تھا، لیکن اعمال تومارکی روایت یہ ہے کہ وہ مقرار بحر ہند کے راستے سیدھے انڈیا گئے تھے، (ص ۱۲۰)۔ اسی طرح برتلمائی بھی ہندوستان چلے گئے تھے (اعمال برتلمائی) اور اندراؤس اسکائتھیا چلے گئے تھے جو بحر اسود کے شمال میں واقع ہے، تداؤس (یعنی یہوداہ تداؤس) اڈیسہ میں مقیم ہو گئے تھے، جہاں کے بادشاہ نے یسوع مسیح سے خط و کتابت کی تھی، اور وہاں انھوں نے اس بادشاہ کی رعایا میں بہت سے لوگوں کو دین عیسوی کا پیرو بنایا۔"

اسکے فلپس وغیرہ کے بارے میں بھی اسی طرح کی روایات نقل کرنے کے بعد فاضل مصنف لکھتے ہیں،

"یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کہ یہ تمام کہانیاں خالص افسانے ہیں یہ ممکن ہے کہ توما اور برتلمائی کو ہندوستان جانے کا موقع ملا ہو لیکن ہندوستان کے کسی خاص علاقے کو اس سلسلے میں مقرر کرنا مشتبہ ہے۔"[1]

---

[1] From Christ to Constantine P. 121

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج اوپر ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ حواریوں کے حالات کی جو تحقیق کی ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ:

۱۔ بارہ حواریوں میں سے دو تو وہ تھے جو یروشلم کونسل سے پہلے ہی انتقال فرما گئے تھے یعنی یعقوب بن زبدی (اعمال ۱۲:۲) اور یہوداہ اسکریوتی (اعمال ۱:۱۸)

۲۔ اور سات حواری وہ ہیں جن کا حضرت مسیح علیہ السلام کے عروج آسمانی کے بعد کوئی حال معلوم نہیں، یعقوب بن حلفی، توما، برتلمائی، یہوداہ تداؤس، اندراؤس، فلپس اور متی۔

۳۔ باقی تین حواریوں میں سے برنباس اور پطرس کے بارے میں ہم نے تفصیل کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ یروشلم کونسل کے بعد پولس کے ساتھ سنگین نظریاتی اختلاف کی بنا پر الگ ہو گئے تھے، اب صرف یوحنا بن زبدی رہ جاتے ہیں ان کے بارے میں بھی ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ پطرس اور برنباس کی طرح یہ بھی یروشلم کونسل کے بعد وہ بھی اچانک گم نام ہو جاتے ہیں، اور ان کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا،

اس تشریح و تجزیہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حواریوں نے پولس کی صرف اس وقت تک تصدیق کی تھی جب تک کہ اس نے دین عیسوی کی تحریف کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا، لیکن یروشلم کونسل کے بعد جب اس نے اپنے انقلابی نظریات کا اعلان کیا، اور گلتیوں کے نام خط میں (جو پولس کا پہلا خط ہے) ان نظریات پر چلنے کا اعلان کیا تو تمام وہ حواری جو اس وقت موجود تھے اس سے جدا ہو گئے۔

اس لئے کتاب اعمال میں یروشلم کونسل کے حالات تک پولس کو ان حواریوں کے ساتھ جس طرح شیر و شکر دکھایا گیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نکالنا قطعی غلط ہے کہ حضرت مسیح کے حواری حضرات، پولس کے نظریات تثلیث، تجسم اور کفارہ وغیرہ میں اس کے ساتھ متفق تھے، حقیقت یہی ہے کہ ان نظریات کا پہلا بانی پولس ہے، اور حضرت مسیح علیہ السلام یا آپ کے حواریوں کا ان نظریات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولس کے مخالفین

اب یہاں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے، اور وہ یہ کہ اگر واقعۃً پولس نے دین عیسوی میں ترمیم و تحریف کر کے ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے یکسر مختلف تھا، تو اس کی کیا وجہ ہے کہ پولس کی کوئی مؤثر مخالفت نہیں کی گئی، اس کے نظریات عیسائی دنیا پر چھا گئے، اور اصل دین عیسوی بالکل نابود ہو کر رہ گیا؟

جب اس سوال کا جواب ہم تاریخ کے صفحات میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں واضح طور سے نظر آتا ہے کہ تاریخ عیسائیت کی ابتدائی تین صدیوں میں پولس اور اس کے نظریات کی شدید مخالفت کی گئی تھی، اور اس زمانے میں پولس کے مخالفین کی تعداد اور ان کا اثر و رسوخ پولس کے اثرات سے کسی طرح کم نہیں تھا، لیکن اتفاق سے جب تیسری صدی عیسوی میں عیسائیت بازنطینی سلطنت کا سرکاری مذہب قرار پایا تو پولس کی حامی جماعت حکومت پر غالب آ گئی، اور اس نے نہ صرف یہ کہ اپنے مخالفوں کو بزور کچل ڈالا، بلکہ وہ تمام مواد بھی ضائع کرنے کی کوشش کی جس سے پولس کے مخالفین استدلال کر سکتے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں پولس کا دین پھیلتا چلا گیا، اور رفتہ رفتہ اصل دین عیسوی کا نام و نشان بالکل مٹ گیا۔

ابتدائی تین صدیوں میں جس شدت کے ساتھ پولس کی مخالفت کی گئی، اس کی کچھ مثالیں ہم یہاں مختصراً پیش کرتے ہیں:۔

۱۔ پولس کی مخالفت تو ٹھیک اُس وقت سے شروع ہو گئی تھی، جب اُس نے یروشلم کونسل کے فیصلے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تورات کو بالکلیہ منسوخ کرنے کا اعلان کیا تھا، اپنی مخالفین کے جواب میں پولس نے گلتیوں کے نام اپنا معرکۃ الآراء خط لکھا تھا، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے حوالہ سے ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ پولس کے ان مخالفین کا گروہ یہ تھا کہ وہ اصل حواریوں کی تعلیم سے لوگوں کو برگشتہ کر رہا ہے، یہ مخالفت کرنے والے قدیم کلیسا کی یہودی مسیحی جماعت سے تعلق رکھتے تھے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کی سرکردگی بعض ممتاز افراد کر رہے تھے[1]۔

۲۔ یہ مخالفت پولس کے خطوط کے بعد کم نہیں ہوئی، بلکہ بڑھتی چلی گئی، مسٹر جیمس میک کنن لکھتے ہیں:

"یہ سمجھنا غلط ہے کہ پولس یا انجیل یوحنا کے مصنف[2] کے خیالات حواریوں کے متصل بعد والے زمانے میں مذہبی عقائد کا سب سے زیادہ نمایاں اور بااثر معیار بنے ہوئے تھے، اگرچہ یہ درست ہے کہ پولس اس زمانے کے ذہنوں کو مسلسل متاثر کرتے ہیں رہا، اور بالآخر جو تھی انجیل کے عقائد نے مابعد کے کلیساؤں پر اثر و رسوخ حاصل کر لیا، لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ابتدائی کیتھولک چرچ کے جسمانی مذہب نے بہت جلد پولسی خیالات کو نکال باہر کیا تھا، اور دوسری صدی میں جہاں انجیل یوحنا کے عقائد کو ماننے والے موجود تھے، وہاں اس کے مخالفین بھی پائے جاتے تھے، پولس نے عیسائیت کا جو تصور پیش کیا تھا، وہ حواریوں کے ذہن میں بھی کسی طرح معیاری تصور نہ تھا[3]۔"

۳۔ دوسری صدی عیسوی کی ابتدا میں آئینوس، جسٹن لیپسکس، اپی فانیس اور آئرینی پکٹ فرقے کا تذکرہ کرتے ہیں جسے نصرانی (Nazarene) اور ..... ایبونی (Ebionites) فرقہ کہا جاتا ہے، مسٹر جے ایم رابرٹسن ان لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ لوگ مسیح کی خدائی کا انکار کرتے تھے اور پولس کو رسول تسلیم نہ کرتے تھے[4]۔"

---

[1] دیکھئے مقدمہ ص ۵۵ اور ۵۶، بحوالہ برٹانیکا، ص ۱۰۷۱، ج ۹،

[2] پیچھے گذر چکا ہے کہ انجیل یوحنا کا مصنف پولس کا بالکل ہم خیال تھا،

[3] From Christ to Constantine ch. VII

[4] J. M Robertson, History of Christianity, London 1913 P. 5

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار آریجن سے نقل کر کے بیان کرتا ہے:

> ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح ایک انسان تھے، جسے معجزات دیئے گئے تھے، یہ لوگ پولس کے بارے میں یہ تسلیم نہ کرتے تھے کہ وہ موسوی دین سے برگشتہ ہو کر عیسائی ہو گیا تھا، اور یہ لوگ خود موسوی شریعت کے احکام اور رسموں پر یہاں تک کہ ختنہ پر بھی مضبوطی کے ساتھ کاربند تھے۔[1]

۴۔ پھر تیسری صدی میں پال آف سموسٹا کے نظریات بھی تقریباً یہی تھے، جو ۲۶۰ء سے ۲۷۰ء تک انطاکیہ کا بشپ رہا ہے، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے تاثرات کس قدر پھیلے ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ چوتھی صدی میں یوسیبین اور آریوس مستقل مکاتب فکر کی صورت میں اس کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔

۵۔ پھر چوتھی صدی میں آریوس (Arius) کے فرقے نے تو تثلیث کے عقیدے کے خلاف پوری عیسائی دنیا میں ایک ہلچل مچا دیا تھا، اس زمانے میں یہ بحث کتنے زور و شور پر تھی؟ اس کا اندازہ قدیم تاریخ سے ہوتا ہے، عیسائیوں کا مشہور عالم تھیوڈورٹ لکھتا ہے:

> ہر شہر اور ہر گاؤں میں تنازعات اور اختلافات آ کھڑے ہوئے، یہ تمام تر مذہبی عقائد سے متعلق تھے، یہ ایک ہنایت المناک مرحلہ تھا جس پر آنسو بہانے چاہئیں، اس لئے کہ اس وقت کلیسا پر زمانہ ماضی کی طرح بیرونی دشمنوں کی طرف سے حملہ نہیں ہو رہا تھا، بلکہ اب ایک ہی ملک کے باشندے جو ایک چھت کے نیچے رہتے اور ایک میز پر بیٹھتے تھے، ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے، لیکن نیزوں سے نہیں بلکہ زبانوں سے۔[2]

---

[1] برٹانیکا، ص ۸۰۱ ج ۷، مقالہ: Ebionites

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ ص ۹۲ اور اس کے حواشی۔

[3] Theodoret, quoted by James Mackinnon, *From Christ to Constantine* ch. IV

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینٹ آگسٹائن نے اپنی کتاب On the Trinity میں آریوس کی تردید جس بسط و تفصیل کے ساتھ کی ہے اس سے بھی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آریوس کا فرقہ کتنی اہمیت اختیار کر گیا تھا، اور اس کے پیروکار کتنے زیادہ تھے؟

۶۔ پھر ۳۲۵ء میں شاہ قسطنطین نے نیقیہ کے مقام پر جو عام کونسل منعقد کی، اس میں آریوس کے نظریات کی تردید کی گئی، لیکن اول تو جیمس میک کنن لکھتے ہیں:

"یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ اس کونسل میں تمام عالم عیسائیت کے نمائندے شریک تھے، اس میں مغرب کے علاقے کے بہت کم افراد شامل ہوئے تھے، بلکہ مین سولشپ حاضر تھے جن کی اکثریت یونانی تھی[1]"

پھر اس کونسل میں آریوس کے نظریات پر ایک منٹ کے لئے بھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا، تھیوڈورٹ لکھتا ہے:

"جونہی آریوس کا فارمولا کونسل کے سامنے پڑھا گیا، اسے فوراً پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا، اور اسی لمحے اسے غلط اور جھوٹ قرار دیا گیا[2]"

اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ جیمس میک کنن کے الفاظ میں سنئے:

"اہانی نیقیس کی پارٹی کو چونکہ شاہی دباؤ اور سرکاری پشت پناہی حاصل تھی اس لئے وہ فتح پا گئی، اور اس کے ساتھ مذہبی مباحثات میں حکومت کے گماشتوں، ایذا رسانی، جبر و استبداد اور مذہبی اظہار رائے پر سزائیں جاری کرنے کے جذبات کو بھی فتح ہوئی۔"

جیمس میک کنن نے اس کے بعد تفصیل کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس فیصلے کے بعد بھی عرصے تک عوام میں زبردست اختلافات چلتے رہے، خاص طور سے مشرقی عیسائی تو کسی طرح نیقیہ کونسل کے فیصلے کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے، لیکن رفتہ رفتہ حکومت نے

---

[1] From Christ to Constantine P. 91

[2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزور انھیں ٹھنڈا کر دیا، اور اس طرح یہ مخالفتیں بھی پڑ گئیں،

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عیسائیت کی ابتدائی تین صدیوں میں پولس کے نظریات کے بے شمار مخالفین موجود تھے، اور اس وقت تک کثیر تعداد میں باقی رہے جب تک کہ حکومت نے انھیں بزور ختم نہیں کر دیا،

آخری زمانے میں

اب ہم اپنے قریبی زمانے کے خود عیسائی علماء کے کچھ اقوال پیش کرتے ہیں، جن سے آپ یہ اندازہ کر سکیں گے کہ پولس کو عیسائیت کا بانی قرار دینے کا نظریہ تنہا ہمارا نہیں ہے، بلکہ وہ عیسائی علماء بھی اس کی تائید کرنے والوں میں ہیں جنھوں نے غیر جانبداری کے ساتھ تامل کا مطالعہ کیا ہے:

۱۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں پولس کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ:

"مصنفین کا ایک مختصر فکر جس میں سے ڈبلیو ریڈ (W Wrede) کو بطور مثال ذکر کیا جا سکتا ہے، اگرچہ کبھی بھی اس بات سے پولس کا منکر نہیں ہوا تاہم وہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ پولس نے عیسائیت کو اس قدر بدل دیا تھا کہ وہ اس کا دوسرا بانی بن گیا، وہ درحقیقت اس "کلیسائی عیسائیت" کا بانی ہے جو یسوع مسیح کی لائی ہوئی عیسائیت سے بالکل مختلف ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ "یا تو یسوع کی اتباع کر دیا پولس کی" ان دونوں پر بیک وقت عمل نہیں کیا جا سکتا،

یہ لوگ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ پولسی مذہب نہ صرف یہ کہ گناہ، کفارہ اور مسیح کے ابدی وجود سے متعلق بعض توہم پرستانہ تصورات کو شامل ہے، بلکہ..... یسوع مسیح سے متعلق پولس کی تمام تر متصوفانہ روش جو اسے ذریعۂ نجات و کفارہ قرار دیتی ہے، خود یسوع مسیح کی ان تعلیمات کے متناقض ہے جو انھوں نے خدا اور انسان کے سچے رشتے سے متعلق پیش کی ہیں[1]"

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۳۹۵ ج ۱۷، مقالہ "پولس"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اور پولس کا ایک مشہور سوانح نگار والٹر وان لوئی رینک (Walter Von Loewenich) لکھتا ہے:

"پال ڈی لاگارڈے کہتا ہے کہ پولس کو جو واقعی طور پر ابراہیم کی نسل سے تھا، اور اپنے نظریاتی انقلاب کے بعد بھی "فریسیوں کا فریسی" تھا، اُسے یسوع اور اس کی انجیل کے بارے میں کوئی قابل اعتماد علم مطلق نہیں تھا، لہٰذا یہ بات کسی طرح سننے کے لائق نہیں ہے کہ جو لوگ تاریخی طور پر تعلیمات میں انھیں پولس نام کے اس شخص کو کوئی اہمیت دینی چاہیے،

آج بھی کلیسا اپنے "پولسی ورثے" کی بنا پر شدید مشکلات سے دوچار ہے، پولس نے کلیسا میں عہد نامہ قدیم کو داخل کیا، اور اس کے اثرات نے ہر ممکن حد تک انجیل کو تباہ کر دیا، . . . . . یہ پولس ہی تھا جس نے یہودی مسیحائی کا نظریہ اپنے تمام لوازم کے ساتھ درآمد کیا، اسی نے یہودیوں کا پورا تاریخی نظریہ ہم پر مسلط کر دیا۔

یہ تمام کام اُس نے قدیم کلیسا کے لوگوں کی شدید مخالفت کے باوجود درمیان انجام دیئے، جو ہر چند کہ یہودی تھے، لیکن اوّل تو یہودی انداز میں پولس کی بہ نسبت کم سوچتے تھے، دوسرے کم از کم وہ ایک ترمیم شدہ اسرائیلی مذہب" کو خدا کی بھیجی ہوئی انجیل قرار نہ دیتے تھے۔"

۳۔ لی گارڈے کا یہ اقتباس نقل کرکے لوئی وینک لکھتے ہیں:

"عصر حاضر میں پولس کے بیشتر مخالفین انہی خطوط پر سوچتے ہیں جو لگارڈے نے بیان کئے، اب بھی لوگ بہت جلد اس تضاد پر زور دیتے ہیں جو یسوع اور پولس کے درمیان پایا جاتا ہے، . . . . . اس شخص کو اس بات کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے کہ اس نے یسوع کی خالص اور اصل تعلیمات کو مکمل طور پر مسخ کر ڈالا۔"[1]

---

[1] Loewenich, Paul, His Life and Work trans. by L. E. Harris,

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اگرچہ خود لوتی ڈینک پولس کے سرگرم حامی ہیں، مگر وہ ہوسٹن اسٹیورٹ چیمبرلین کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ:

"اس نے (یعنی پولس نے) عیسائیت کو مکمل طور پر کیتھولک یہودیت سے الگ ایک شکل عطا کی، اس لئے وہ ان کلیساؤں کا بانی بن گیا جو یسوع کے نام پر بنے"[1]

نیز آگے چل کر ایک جگہ لوتی ڈینک کہتے ہیں:

"اگر پولس نہ ہوتا تو عیسائیت یہودی مذہب کا ایک فرقہ بن جاتا اور کوئی کائناتی مذہب نہ ہوتا"[2]

کیا اس بات کا کھلا اعتراف نہیں ہے کہ عیسائیت کو ایک کائناتی مذہب بنانے کے شوق میں پولس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کو بدل ڈالا، لوتی ڈینک کے نزدیک یہ پولس کا قابل تعریف کارنامہ ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہی وہ چیز ہے جسے تحریف کہتے ہیں،

۵۔ مسٹر جیمس میک کنن جن کے حوالے اس کتاب میں بار بار آچکے ہیں ایک فاضل عیسائی مؤرخ ہیں، اور انھیں کسی طرح بھی پولس کا مخالف نہیں کہا جا سکتا، لیکن وہ کھل کر اعتراف کرتے ہیں کہ:

"پولس کا انداز فکر اس کا اپنا ہے، یہ بات دلائل سے واضح نہیں ہوتی کہ اس کا یہ انداز فکر یسوع کے انداز فکر سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہو ..... یسوع کا نورانیت کے بارے میں جو تصور تھا وہ پولس کے تصور سے ہم آہنگ نہیں ہے ..... اس لحاظ سے پولس کا یہ دعویٰ کہ اس نے اپنی تعلیم یسوع سے براہ راست وحی کے ذریعہ حاصل کی ہے، ایک مشکل مسئلہ ہے"[3]

---

[1] Ibid P. 11 [2] Ibid P. 11

[3] Mackinnon, James, From Christ to Constantine PP. 512-52.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ پولس کے ایک اور سوانح نگار جیکسن جو پولس کے حامی ہیں، پولس کے مخالفین کا نظریہ نقل کرکے آخر میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں:

"اگر پولس نہ ہوتا تو عیسائیت مختلف ہوتی، اور اگر یسوع نہ ہوتے تو عیسائیت ناممکن تھی"[1]

۱۰۔ ۱۹۵۳ء میں امریکہ سے (The Nazarene Gospel Restored) کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جو رابرٹ گریوس (Robert Graves) اور جوشوا پاٹرو (Joshua Podro) کی مشترکہ تصنیف ہے، مؤخر الذکر ایک مشہور عیسائی پادری کا لڑکا ہے، اس کتاب کے مقدمے میں پولس پر مفصل تاریخی تنقید کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کو پولس نے بری طرح بگاڑ ڈالا تھا، اور اس بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصل حواری اس سے ناراض تھے[2]

ہم نے اوپر مختلف عیسائی علماء کے جو حوالے پیش کئے ہیں، ان کی حیثیت "مشتے نمونہ از خروارے" کی ہے، ورنہ اگر پولس کے مخالفین اور ناقدین کے اقوال اہتمام کے ساتھ جمع کئے جائیں تو بلاشبہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، ان چند اقتباسات کو پیش کرنے کا مقصد صرف یہ دکھلانا تھا کہ خود عیسائی علماء میں سے بھی بہت سے لوگ اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ موجودہ عیسائیت کے اصل بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں، بلکہ پولس ہے، امید ہے کہ مندرجہ بالا دلائل و شواہد ایک حق پرست انسان پر یہ حقیقت آشکار کرنے کے لئے کافی ہوں گے کہ موجودہ عیسائی مذہب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا، وہ تمامتر پولس کی ایجاد ہے، اس بنا پر اس مذہب کا صحیح نام "عیسائیت" کے بجائے "پولسیت" ہے، ——— وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؛

---

[1] Foakes Jackson, The History of the Christian Church, London 1933 P. 15

[2] See The Nazarene Gospel Restored, Cassell 1953 Pp. 19-21

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ

مصنف "اظہار الحق"

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ ان خدامت مجاہدین میں سے ہیں جن کی زندگی کا ہر سانس دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف تھا، انھوں نے ایک ایسے زمانے میں حق کا آوازہ بلند کیا تھا جب حق کے پرستاروں کے لئے جگہ جگہ دار کے تختے لگے ہوئے تھے، تاریخ اسلام ایسے حضرات کے تذکروں سے مالا مال ہے جنھوں نے علمی طور پر حق کو پھیلانے اور پہنچانے کی مؤثر خدمتیں انجام دیں، اور اپنی زبان اور قلم سے دین اسلام کا دفاع کیا، دوسری طرف ایسے جانبازوں کی بھی کمی نہیں ہے جنھوں نے دین کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی، اور اس کی آبیاری کے لئے اپنا خون پیش کیا، لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بلاشبہ کم ہے، جنھوں نے قلم اور تلوار دونوں میدانوں میں اپنے جوہر دکھلائے ہوں،

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ انہی معدودے چند لوگوں میں سے ہیں جن کی نظیریں ہر زمانے کی تاریخ میں گنی چنی ہوا کرتی ہیں، انھوں نے اگر ایک طرف عیسائیت کے تابڑ توڑ حملوں کا دفاع کرنے کے لئے اپنی زبان اور قلم کی تمام توانائیاں وقف کردیں، تو دوسری طرف ہندوستان کو مغربی اقتدار سے آزاد کرانے کے لئے تلوار لے کر بھی نکلے اور دونوں میدانوں میں جہد و عمل کی وہ ولولہ انگیز داستانیں چھوڑ گئے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی، اقبالؒ انہی جیسے سرفروشوں کے لئے کہا تھا کہ ؎

نظر آتے ہیں کہ براہ تو سخت می کوشند
ز شاہباز ستانند و خرقہ می پوشند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ جلوت اندر کمندے بہ مہر دمہ پیچند
بہ خلوت اندر زمان و مکاں در آغوشند
بروز بزم سراپا چو پرنیان و حریر
بروز رزم خود آگاہ و تن فراموشند

مولاناؒ کے آباء و اجداد

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کے مشہور و معروف عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں[1]، آپ کے جد امجد شیخ عبدالرحمٰن گاذرونیؒ سلطان محمود غزنویؒ کی فوج میں شرعی حاکم تھے، یہ عہدہ "قاضی عسکر" کے نام سے سلطنت ترکیہ کے زمانے میں بھی ہمیشہ رہا ہے، اور آخری خلیفہ سلطان محمد رشاد خان خامس مرحوم کے زمانے تک اس عہدے پر ممتاز علماء معتمد کئے جاتے تھے، جو فوج کے تمام شرعی معاملات اور مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے، شیخ عبدالرحمٰن گاذرونیؒ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ "قاضی عسکر" کی حیثیت سے ہندوستان آئے، اور جب سلطانؒ نے سومنات پر حملہ کیا تو یہ فوج کے ساتھ جہاد میں شریک تھے، اور پانی پت کی فتح کے بعد یہیں قیام اختیار کر لیا، پانی پت کلہ کے نیچے آپ کا مزار ہے،

شیخ عبدالرحمٰن گاذرونیؒ کی اولاد میں ایک بزرگ حکیم عبدالکریمؒ کے نام سے گذرے ہیں، جو مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کے آٹھویں جد امجد ہیں، یہ دربار اکبری کے مشہور طبیب تھے، اور "حکیم بینا" کے نام سے معروف، ایک مرتبہ شاہ اکبر لاہور کے قریب چاندنی رات میں ہرنوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا، اتفاقاً ایک ہرن نے جھپٹ کر اکبر کی رانوں کے بیچ میں سینگ مار کر اسے زخمی کر دیا، علاج کیا گیا، مگر افاقہ نہ ہوا، تو ابوالفضل کے مشورے سے "حکیم بینا" کو پانی پت سے بلایا گیا، ایک ماہ سات روز کے بعد صحت ہو گئی، اس پر شہنشاہ اکبر نے حکیم بینا صاحبؒ کو "شیخ الزمان" کا شاہی خطاب عطا کیا، حکیم بینا

---

[1] مفصل نسب نامہ کے لئے ملاحظہ ہو "ایک مجاہد معمار" از مولانا محمد سلیم صاحب ... ندوی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صاحبزادے حکیم محمد حسن صاحب مرحوم بھی اپنے والد کے ساتھ بادشاہ کے علاج میں ہمہ تن مصروف رہے تھے، اس لئے انھیں ۱۰۱۵ھ میں قصبہ کیرانہ جاگیر کے طور پر عطا کیا گیا تھا۔ شاہزادہ سلیم نے انھیں نواب مقرب خان کا لقب دیا، بعد میں جہانگیر نے انھیں صوبہ دکن اور گجرات کا اور شاہجہان نے صوبہ بہار کا گورنر معین کیا تھا۔

حکیم محمد حسنؒ کے دوسرے بھائی حکیم عبدالرحیم صاحبؒ (جن کی ساتویں پشت میں مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ آتے ہیں) بھی اپنے بھائی کی طرح صاحب منصب جاگیر اور جہانگیر کے عہد میں دربار کے خاص طبیب رہے ہیں،

جب حکیم محمد حسن صاحبؒ کو کیرانہ بطور جاگیر عطا ہوا تو عثمانی خاندان کا بڑا حصہ آگرہ سے منتقل ہو کر کیرانہ میں آباد ہو گیا تھا، حکیم محمد حسنؒ اور حکیم عبدالرحیمؒ دونوں نے قصبہ سے باہر اپنے محلات، کچہریاں، اور رہائشی مکانات بنائے تھے، ایک سو چالیس بیگہ زمین میں انھوں نے آموں کا ایک باغ لگایا تھا، جسے دیکھنے کے لئے شاہ جہانگیر خود کیرانہ آیا تھا، اس نے اپنے اس سفر کا ذکر تزک جہانگیری میں کیا ہے، اور باغ کی تعریف کی ہے[1]، کہتے ہیں کہ اس میں نولاکھ درخت تھے، اس لئے آج بھی اس باغ کی زمین نولکھا باغ کے نام سے مشہور ہے،

ابتدائی حالات

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، اور اپنے آباء و اجداد کے اعلیٰ کمالات میں جلوہ آرائی کے لئے ۱۲۲۳ھ کو پیدا ہوئے، مولانا نے ۱۲ سال کی عمر تک قرآن کریم بھی ختم کر لیا، اور اس کے

---

[1] شہنشاہ جہانگیر لکھتا ہے "جمعہ ۲۱ ماہ آذر کو مقرب خان کی جاگیر پرگنہ کیرانہ میں نزول اجلال کیا، اس سرزمین پر مقرب خان نے باغ اور عمارات تعمیر کرائی ہیں، ہفتہ ۲۲ ماہ مذکور کو میں اپنی محل کے ساتھ باغ اور عمارات کی سیر کو گیا، اس باغ میں ہر قسم کے پھل دار درختوں کے پودے لگائے گئے ہیں، باغ کی تعمیر سے میں بہت محظوظ ہوا، اور بہت تعریف کی" (تزک جہانگیری، مترجمہ مولوی احمد علی رائپوری ص ۲۹۲ مطبوعہ لاہور ۱۸۶۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ تھ فارسی اور ابتدائی دینیات کی کتابیں اپنے بزرگوں سے پڑھ لیں اس کے بعد علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے دہلی تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ نے ایک مدرسہ قائم کیا ہوا تھا ۱۲۷۳ھ میں آپ کے والد مولوی خلیل اللہ صاحبؒ دہلی میں مہاراجہ ہندو راؤ بہادر کے میر منشی مقرر ہوئے، الور وغیرہ پہاڑی کے قریب قیام اختیار کیا، اس وقت مولانا مدرسے سے اپنے والدؒ کے پاس آ گئے، دن میں تعلیم حاصل کرتے اور رات کو والد ماجد کے پاس رہتے، اور راجہ کو اکبر نامہ سناتے تھے۔ کچھ عرصہ تک اپنے والد کا ہاتھ بٹانے کے لئے آپ نے میر منشی کا کام بھی کیا ہے، لیکن بالآخر اس کام سے حضرت مولاناؒ نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور علم کی طلب شہرت سنکر وہاں تشریف لے گئے، اور حضرت مولانا مفتی سعد اللہؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا، اور ان سے مسلم الثبوت اور میر زاہد کا درس لیا،

اگرچہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ کے ابتدائی اساتذہ مولانا محمد حیاتؒ صاحبؒ اور مولانا مفتی سعد اللہ صاحبؒ تھے، مگر مندرجہ ذیل حضرات سے بھی آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے:

(۱) مولانا احمد علی صاحبؒ محدث سہارنپوری، جو آخر میں ریاست پٹیالہ کے وزیر ہو گئے تھے
(۲) عارف باللہ مولانا حافظ عبد الرحمن صاحبؒ پانی پتی، اپنے استاد شاہ وقت تھے، تمام علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، بستی نظام الدین اولیاءؒ میں ان کا مزار ہے،
(۳) مولانا امام بخش صاحبؒ صہبائی، ان سے فارسی پڑھی،
(۴) حکیم فیض محمد صاحبؒ، ان سے علم طب کی تکمیل کی،
(۵) مصنف لوکارثم سے ریاضی پڑھی،

مدرسی ہندوستان میں حضرت مولانا کیرانویؒ کو تدریس کا بہت کم موقع ملا، ملک میں عیسائیت کا فتنہ اپنے شباب پر تھا، اس کی روک تھام کی فکر نے مولاناؒ کو اتنی مہلت نہ دی، کہ آپ اطمینان کے ساتھ تدریس کا فیض جاری رکھتے، طالب علمی

لہ سرسید احمد خاں نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے "آپ کا علم و فضل قابل مثال اور لائق رشک تھا۔" (آثار الصنادید ص ۲۱۲ تا ۲۱۳ ج ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فراغت کے بعد اور ۱۳۲۰ھ سے قبل مولاناؒ نے قصبہ کیرانہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا اس مدرسہ کے سینکڑوں تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد تسلیم صاحب مدظلہم مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے مندرجہ ذیل نام بطور خاص ذکر فرمائے ہیں:

۱۔ مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری، (مصنف حمد باری)

۲۔ مولانا امتہ الدین صاحب چکوال

۳۔ مولانا نور احمد صاحب امرتسری

۴۔ مولانا شاہ ابوالخیر صاحب

۵۔ مولانا شاہ شرف الحق صاحب صدیقی (مشہور مناظر و عیسائیت و مصنف رد النصاریٰ واستیصال دین عیسوی)

۶۔ مولانا قاری شہاب الدین عثمانی کیرانوی

۷۔ مولانا حافظ الدین صاحب رجانوی

۸۔ مولانا امام علی صاحب عثمانی کیرانوی

۹۔ مولانا عبدالوہاب صاحب دیوبندی بانی مدرسہ الباقیات الصالحات مدراس

۱۰۔ مولانا بدرالاسلام صاحب عثمانی کیرانوی مہتمم محمدیہ کتب خانہ شاہی قسطنطنیہ

پھر جب مولاناؒ ہجرت کر کے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو آپ کا حلقہ درس سینکڑوں طلباء اور علماء وقت پر مشتمل ہوتا تھا، مکہ مکرمہ میں آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، بعض خاص تلامذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ شریف حسین بن علی سابق امیر حجاز و بانی حکومت ہاشمیہ،

۲۔ شیخ احمد النجار[1] سابق قاضی طائف

۳۔ شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب الہ آبادی

۴۔ شیخ محمد حسین الحیاط بانی مدرسہ خیریہ مکہ مکرمہ

---

[1] ایک مجاہد معمار، ص ۱۸ و ۱۹ مطبوعہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ شیخ احمد ابوالخیرؒ مفتی الاحناف مکہ مکرمہ
۶۔ شیخ سعد الدہانؒ، قاضی مکہ و مدرس مسجد حرام
۷۔ شیخ عبدالرحمٰن سراجؒ شیخ الائمہ و مفتی الاحناف بمکۃ المکرمۃ
۸۔ شیخ محمد حامد الجزادیؒ، قاضی جدہ
۹۔ شیخ محمد عابد المالکیؒ مفتی المالکیۃ بمکۃ المکرمۃ و المدرس بالحرم الشریف
۱۰۔ شیخ عبداللہ دحلانؒ، من مشاہیر علماء الحرمؒ

گھریلو حالات

۱۳۵۶ھ میں مولاناؒ کی شادی اپنی خالہ کی صاحبزادی سے ہوئی، شادی کے اگلے سال پھر جارج پنجم شہنشاہ ہند دربار دہلی نے آپ کو اور آپ کے والد ماجد کو اپنے پاس دہلی بارگاہ شہنشاہ دربار میں بلالیا، اور حضرت مولاناؒ کو اپنا پرائیویٹ منشی مقرر کیا، اور آپ کے والد کو جائداد کی نگرانی اور دیکھ بھال کا کام سپرد کیا، اسی دوران ۱۳۵۷ھ میں مولاناؒ کا ایک سالہ لڑکا فوت ہوگیا، اور کچھ ہی عرصہ کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ دق کے عارضہ میں مبتلا ہوکر انتقال فرما گئیں، اعزہ نے دوسری شادی کے لئے اصرار کیا، مگر کافی عرصے تک آپ نے دوسری شادی نہ کی، ابھی اس غم کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا چنانچہ آپ نے اپنی جگہ پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی محمد خلیل صاحب کو ملازم رکھ کر دارجہ کی ملازمت سے علیحدگی اختیار کی، اور کیرانہ بیٹھ کر درس و تدریس کے ساتھ تردید عیسائیت کی خدمت میں مصروف ہوگئے،

ردّ عیسائیت کی خدمات

شاہ عبدالغنی ساکن خانقاہ غلام علی شاہ کی فرمائش پر مولاناؒ نے عیسائیت پر اپنی پہلی تصنیف "ازالۃ الاوہام" فارسی زبان میں لکھنی شروع کی، حضرت مولانا محمد نعیم مدظلہم مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ازالۃ الاوہام زیر ترتیب تھی، کہ حضرت مولانا مرحوم سخت علیل ہوئے، اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے، اشاعت سے شاذ و نادر ہی تھی"

۵؎ تزکیوں کا حال "مصنف جناب ابو رضا بری، ص ۲۰۳ و ۲۲۱، مطبوعہ دہلی ۱۹۳۷ء"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہا، واعزا، تلامذہ اور تیمار دار بیٹھتی ہوئی کمزوری اور شدت مرض سے پریشان تھے، ایک روز نماز فجر کے بعد آپ رونے لگے، تیمار دار بچے کر زندگی سے مایوسی ہے، اعزا نے تسلی و تشفی کرنی چاہی، آپ نے فرمایا "بخدا صحت کی کوئی علامت نہیں، لیکن انشاء اللہ صحت ہوگی رونے کی وجہ یہ ہے کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہیں، حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں "اے جوان! تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری ہے کہ اگر تالیف از آلۂ اوہام مرض کی وجہ ہے تو وہی باعث شفا ہوگی، حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ اس خوشخبری کے بعد مجھے کوئی رنج و ملال نہیں، بلکہ مسرور اور خوش ہوں، اور بشرط مسرت سے یہ آنسو نکل آئے"[1]

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عیسائی مشنریوں نے ہندوستان میں اپنی اسلام دشمن سرگرمیاں تیز کر رکھی تھیں، پادری فانڈر (Rev. C. G. P. Faunder) عیسائیوں کا سرگروہ تھا، وہ جگہ جگہ اسلام کے خلاف دلخراش تقریریں کرتا تھا، اور اس نے "میزان الحق" نامی اپنی کتاب میں جو شبہات و تلبیسات پیدا کئے تھے، ان کی وجہ سے مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا ہو رہا تھا، پادری علماء کی خاموشی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے،

حضرت مولانا کیرانویؒ نے محسوس فرمایا کہ اس سیلاب کا مؤثر مقابلہ اس وقت تک نہ ہو سکے گا جب تک کہ پادری فانڈر کے ساتھ کسی مجمع عام میں ایک فیصلہ کن مناظرہ کر کے عیسائیت کی کمر نہ توڑ دی جائے، تاکہ عوام کے دلوں میں عیسائیت کا جو خوف مسلط ہونے لگا ہے وہ بالکل دور ہو جائے، اور وہ پہچان لیں کہ دلیل و حجت کے میدان میں عیسائیت کے اندر کتنی سکت ہے!

---

[1] ایک مجاہد معمار، ص ۱۹، ۲۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانڈر سے مناظرہ

چنانچہ مولاناؒ اپنے دوست مولوی محمد امیر اللہ صاحب میر مختار راجہ صاحب بنارس کی معرفت پادری فانڈر سے ملنے تشریف لے گئے، تاکہ مناظرہ کے لئے گفتگو کریں، پادری مکان پر نہ ملے، چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۸۵۴ء سے حضرت مولاناؒ نے پادری فانڈر سے خط و کتابت شروع کی، فانڈر شروع میں پہلو تہی کرتا رہا، بالآخر ۲ اپریل ۱۸۵۴ء کے آخری خط میں مناظرہ طے پا گیا[1] فریقین کے اتفاق سے ابتدائی مراحل کی تکمیل کے بعد پیر کے دن ۱۱ رجب ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۸۵۴ء کو علی الصباح بمقام عبد المسیح اکبر آباد آگرہ میں مناظرہ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، حضرت مولاناؒ کے ساتھ جناب ڈاکٹر محمد وزیر خاں صاحب مرحوم معاون تھے، اور فانڈر کے ساتھ پادری فرنچ، مناظرہ کی مجلس میں پہلے دن حاکم صدر دیوانی مسٹر اسمتھ صدر صوبہ بورڈ مسٹر کرچن سیکنڈ، مجسٹریٹ علاقہ فوج مسٹر ولیم، ترجمان حکومت مسٹر لیڈلی، پادری ولیم گلبن، مفتی ریاض الدین صاحب، منشی خادم علی صاحب مہتمم مطبع الاعتبار وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں،

ان کے علاوہ تقریباً چھ سو مسلمان عیسائی، ہندو اور سکھ موجود تھے، مناظرے کے لئے پانچ مسائل طے ہوئے تھے، تحریف بائبل، وقوع نسخ، تثلیث، رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حقانیت قرآن، اور شرط یہ طے پائی تھی کہ اگر مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ غالب آئے تو فانڈر مسلمان ہو جائے گا، اور اگر فانڈر غالب آئے تو مولاناؒ عیسائی ہو جائیں گے،

مناظرے کا پہلا دن

پہلے تین مسائل میں طے یہ ہوا تھا کہ مولاناؒ اعتراضات کریں گے اور فانڈر جواب دے گا، اور آخری دو مسئلوں میں برعکس صورت ہوگی[2] سب سے پہلے نسخ کے مسئلے پر بحث شروع ہوئی، مولاناؒ نے پہلے "نسخ" کی حقیقت واضح

---

[1] یہ پوری خط و کتابت مناظرے کی مطبوعہ روداد میں موجود ہے، اس کا عربی ترجمہ "البحث الشریف" کے نام سے شیخ رفاعی یمنیؒ نے کیا ہے، جو اظہار الحق مطبوعہ مطبع علیہ مصطفائی ۱۳۱۲ھ کے حاشیہ پر چھپا ہے،

[2] البحث الشریف فی مسئلتی النسخ والتحریف علی ہامش اظہار الحق (۲ ج ۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسخ پائی، اور بتایا کہ مسلمانوں کے نزدیک اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بعد مسلمانوں کا دعویٰ معین کیا کہ بعض احکام منسوخ ہیں، اور بعض منسوخ نہیں، فانڈر نے دو قول کی مثالیں پوچھیں، تو آپ نے بتایا کہ مثلاً انجیل میں طلاق کی ممانعت کا جو حکم ہے وہ منسوخ ہو چکا ہے، مگر انجیل مرقس باب ۱۲ میں جو توحید کا حکم دیا گیا ہے وہ منسوخ نہیں ہوا، اس پر فانڈر نے کہا کہ انجیل کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ انجیل لوقا باب ۲۱ آیت ۳۳ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے کہ :-

"آسمان ٹل جائیں گے مگر میری باتیں ہرگز ٹلیں گی"

مولانا نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد اپنی تمام باتوں کے لئے نہیں تھا، بلکہ خاص اُن باتوں کے لئے تھا جو اگلی دو باب میں مذکور ہیں،

فانڈر نے کہا: "لیکن الفاظ تو عام ہیں"

اس پر مولانا نے ڈی آئی اور رچرڈ مینٹ کی تفسیر انجیل کا حوالہ دیا جس میں خود عیسائی علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس قول میں "میری باتیں" سے مراد وہ باتیں ہیں جو اوپر ذکر ہوئیں،

تھوڑی سی گفت و شنید کے بعد فانڈر مولانا کے اس اعتراض کا جواب نہ دے سکا اور اس نے پطرس کے پہلے خط کے باب اول آیت ۲۴ کی یہ عبارت پیش کی :

"کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے ذریعے سے جو زندہ اور قائم ہے"

فانڈر نے کہا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا کلام ہمیشہ قائم رہے گا اور منسوخ نہ ہوگا،

اس پر حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ بعینہٖ اسی قسم کا جملہ توراۃ کی کتاب یسعیاہ میں بھی مذکور ہے کہ :

"گھاس مرجھاتی ہے، پھول کملاتا ہے، پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم رہے گا"[1]

---

[1] یہ یسعیاہ ۴۰ : ۸ کی عبارت ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اگر کلام کے زندہ اور قائم ہونے سے اس کا کبھی منسوخ نہ ہونا لازم آتا ہے تو آپ کو تورات کے بارے میں بھی یہ کہنا چاہیے کہ وہ منسوخ نہیں ہو سکتی، حالانکہ اس کے سینکڑوں احکام کو آپ خود منسوخ کہتے ہیں۔

فانڈر نے لاجواب ہو کر کہا کہ میں اس وقت صرف انجیل کے نسخ سے بحث کرتا ہوں"۔ ——— اس پر ڈاکٹر وزیر خاں صاحب نے کہا کہ حواریوں نے اپنے زمانے میں بتوں کی قربانی، خون، گلا گھونٹے ہوئے جانور اور حرامکاری کے سوا تمام چیزوں کو حلال کر دیا تھا۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ انھوں نے انجیل کے دوسرے احکام بھی منسوخ قرار دیئے تھے۔ اس کے علاوہ اب آپ کے نزدیک ان چیزوں میں سے بھی صرف حرامکاری ناجائز رہ گئی ہے۔

فانڈر نے کہا کہ اصل میں ان اشیاء کی حرمت میں ہمارے علماء کو اختلاف ہے اور ہم بتوں کی قربانی کو اب بھی حرام کہتے ہیں۔

اس پر مولانا نے فرمایا کہ آپ کے مقدس پولس نے رومیوں کے نام خط کے باب ۱۴ آیت ۱۴ میں لکھا ہے کہ،

"مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز ذاتہ حرام نہیں، لیکن جو اس کو حرام سمجھتا ہے اس کے لئے حرام ہے"۔

اور طیطس کے نام خط کے باب اول آیت ۱۵ میں بھی اس قسم کی عبارت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزیں حلال ہیں، پھر آپ انھیں حرام کیوں کہتے ہیں؟

فانڈر نے زچ ہو کر کہا کہ انہی آیات کی بنا پر ہمارے بعض علماء نے ان چیزوں کو حلال کہا ہے۔

اس کے بعد مولانا رحمۃ اللہ اور ڈاکٹر وزیر خاں مرحوم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام سے نسخ کی کچھ اور مثالیں پیش کیں، آخر میں فانڈر نے یہ تسلیم کر لیا کہ انجیل کے احکام

---

[1] حواریوں کا یہ فتویٰ اعمال ۱۵: ۲۹ میں مذکور ہے۔ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا منسوخ ہونا ممکن ہے، البتہ نسخ کے وقوع کو تسلیم نہ کیا، مولانا نے فرمایا کہ فی الحال ہم آپ سے یہی چاہتے تھے کہ آپ نسخ کے امکان کو تسلیم کرلیں رہا اس کا وقوع، سو اس کا اثبات انشاء اللہ اُس وقت ہو جائے گا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بحث آئے گی۔

فانڈر نے کہا: ٹھیک ہے اب آپ دوسرے مسئلہ یعنی تحریف کو لے لیجیے۔

تحریف کی بحث شروع ہوئی تو سب سے پہلے مولانا نے فانڈر سے پوچھا: آپ پہلے یہ بتائیے کہ میں کونسی قسم کی تحریف کے شواہد پیش کروں کہ آپ اُسے تسلیم کرسکیں؟

فانڈر نے اس کا کوئی واضح جواب نہ دیا، تو مولانا نے پوچھا،

یہ بتلائیے کہ بائبل کی کتابوں کے بارے میں آپ کا کیا اعتقاد ہے؟ کیا کتاب پیدائش سے لیکر کتاب مکاشفہ تک ان کا ہر فقرہ اور ہر لفظ الہامی اور اللہ کا کلام ہے؟

فانڈر نے کہا: نہیں! ہم ہر لفظ کے بارے میں کچھ نہیں کہتے، کیونکہ ہمیں بعض مقامات پر کاتب کی غلطی کا اعتراف ہے۔

مولانا نے فرمایا، میں اس وقت کاتب کی غلطیوں سے صرف نظر کرکے ان کے علاوہ دوسرے جملوں اور الفاظ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں؟

فانڈر نے کہا: میں ایک ایک لفظ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اس پر مولانا نے کہا: مورخ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کی چوتھی کتاب کے اٹھارہویں باب میں لکھا ہے کہ جسٹن شہید نے طریفون یہودی کے مقابلے میں بعض بشارتوں کی عبارتیں نقل کرکے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہودیوں نے بائبل کے عہد نامہ قدیم سے یہ بشارتیں ساقط کردی تھیں۔

یہ کہہ کر مولانا نے واٹسن ج ۳، ص ۲۲ اور تفسیر ہوتن ج ۴ ص ۲۱۲ کے حوالے بھی دکھائے کہ اس میں بھی جسٹن کا یہ دعویٰ مذکور ہے، اور آئرینوس، کریسٹ، سلپر جیس، ڈائی ٹیکر اور کلارک نے بھی جسٹن کی تصدیق کی ہے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب بتلایئے کہ جسٹن نے جو یہ بشارتیں ذکر کی تھیں اور ان کے کلام الٰہی ہونے کا دعوے کر کے یہودیوں پر انہیں مٹانے کا الزام لگایا تھا، اس معاملے میں وہ سچا تھا یا جھوٹا؟ اگر سچا تھا تو ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ یہودیوں نے تحریف کی ہے، اور اگر جھوٹا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جسٹن جو آپ کا اتنا بڑا عالم ہے، اپنی طرف سے چند جملے گھڑ کر انہیں خدا کا کلام ثابت کر رہا تھا۔

اس پر فانڈر نے کہا کہ "جسٹن ایک انسان تھا، اس سے بھول ہو گئی"۔

مولانا نے فرمایا "ہنری اور اسکاٹ کی تفسیر کی جلد اول میں تصریح ہے کہ آگسٹائن بھی یہودیوں کو یہ الزام دیا کرتا تھا کہ انہوں نے اکابر کی عمروں میں تحریف کی، اور اس طرح عبرانی نسخے کو بگاڑ دیا، اس کے علاوہ تمام متقدمین اس معاملے میں آگسٹائن کے ہم نوا تھے اور مانتے تھے کہ یہ تحریف ۱۴۰ء میں واقع ہوئی تھی"۔

فانڈر نے جواب دیا: "ہنری اور اسکاٹ کے لکھنے سے کیا ہوتا ہے! یہ دونوں مفسر تھے، اور ان کے علاوہ سینکڑوں نے تفسیریں لکھی ہیں"۔

مولانا نے فرمایا "مگر یہ دونوں اپنی رائے نہیں لکھ رہے، بلکہ جمہور علماء متقدمین کا مذہب بیان کر رہے ہیں"۔

فانڈر نے کہا: "یسوع مسیح نے انجیل یوحنا ۵: ۳۹ و لوقا ۲۴: ۲۷ و ۱۹: ۳۱ میں عہد عتیق کی حقانیت کی شہادت دی ہے، اور یسوع مسیح سے بڑھ کر کس کی شہادت نہیں ہو سکتی"۔

ڈاکٹر وزیر خان نے کہا: "تعجب ہے کہ آپ اسی کتاب سے استدلال کر رہے ہیں جس کی اصلیت میں سارا جھگڑا ہے، جب تک بائبل کی اصلیت ثابت نہ ہو جائے آپ اس کی کسی عبارت سے اس کی اصلیت پر کیسے استدلال کر سکتے ہیں؟ اور اگر فرض کیجئے اس وقت ہم اس پہلو سے قطع نظر بھی کر لیں تو اناجیل کی جو عبارتیں آپ نے پیش کی ہیں ان کے بارے میں محقق پیلی اپنی کتاب مطبوعہ لندن ۱۸۵۰ء کی قسم سوم اور باب سوم میں اقرار کرتا ہے کہ ان عبارتوں سے اس سے زائد کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ عہد قدیم کی یہ کتب یسوع مسیح کے وقت موجود تھیں لہٰذا ان سے کتب عہد قدیم کی حرف بحرف اصلیت ثابت نہیں ہوتی"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانڈر نے کہا: "اس معاملے میں ہم پیلی کی بات نہیں مانتے"

مولانا نے فرمایا: "اگر آپ پیلی کی بات نہیں مانتے تو ہم آپ کی بات نہیں مانتے، ہمارے نزدیک پیلی کا کہنا درست ہے"

تھوڑی سی بحث وتمحیص کے بعد فانڈر نے کہا:

"میں نے تورات کی اصلیت کے لئے انجیل سے استدلال کیا ہے، اگر آپ انجیل کو درست نہیں سمجھتے تو انجیل کی تحریف ثابت کیجئے"

ڈاکٹر وزیر خان نے کہا:

"اگرچہ آپ کی یہ بات اصول کے خلاف ہے، کہ آپ انجیل سے استدلال کریں، تاہم اگر آپ انجیل کی تحریف کے دلائل سننا چاہتے ہیں تو سنئے"

یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب نے انجیل اٹھائی، اور انجیل متی ۱، ۱ پڑھنی شروع کی، جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب نامے کے سلسلے میں کئی فحش غلطیاں ہیں،

فانڈر نے یہ سنکر کہا، "غلطی اور چیز ہے اور تحریف دوسری چیز"

ڈاکٹر صاحب نے کہا، "اگر انجیل پوری الہامی ہے تو اس میں غلطی کی کوئی گنجائش نہ ہونی چاہیے، لہذا اگر اس میں کوئی غلطی پائی جاتی ہے تو لازماً وہ تحریف کا نتیجہ ہوگی"

فانڈر نے کہا، "تحریف صرف اس وقت ثابت ہو سکتی ہے کہ آپ کوئی ایسی عبارت دکھلائیں کہ جو پرانے نسخوں میں نہ ہوں، اور موجودہ نسخوں میں موجود ہو"

اس پر ڈاکٹر صاحب نے یوحنا کے پہلے خط باب ۵ آیت ۷ دکھا دیا،

لہ ان آیات کی عبارت عربی ترجمہ مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس ۱۸۱۱ء، کیتھولک بائبل ناکس، ورژن انگریزی مطبوعہ میکملن لندن ۱۹۴۹ء، کنگس جیمس ورژن مطبوعہ بائبل سوسائٹی نیویارک ۱۸۵۵ء میں اس طرح ہے،

"آسمان میں گواہ تین ہیں، باپ، کلمہ اور روح القدس، اور یہ تین ایک ہیں، اور زمین کے گواہ تین ہیں، روح، پانی اور خون، اور تینوں متفق ہیں"

اس میں خط کشیدہ عبارت تمام علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک الحاقی ہے، یعنی کسی نے اپنی طرف سے بڑھا دی ہے، کمرتیب باخ اور شولز اس کے محرف ہونے پر متفق ہیں، اور ہورن نے اسے کاٹ ڈالنے کا مشورہ دیا ہے، چنانچہ اردو ترجمہ بائبل مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۵۴ء اور جدید انگریزی ترجمہ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۶۵ء میں یہ جملہ ساقط کر دیا گیا ہے، (منہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ نے کہا: "ہاں! اس جگہ تحریف ہوئی ہے، اور اسی طرح دوسرے ایک دو مقامات پر بھی۔"

دیوانی عدالت کا صدر جج استھ جو پادری فرنچ کے برابر میں بیٹھا تھا، جب اس نے یہ سنا تو اس نے پادری فرنچ سے انگریزی میں پوچھا:

"یہ کیا بات ہے؟"

فرنچ نے جواب دیا:

"ان لوگوں نے ہورن وغیرہ کی کتابوں سے چھ سات مقامات نکالے ہیں جن میں تحریف کا اقرار موجود ہے۔"

اس کے بعد فرنچ نے ڈاکٹر وزیر خان صاحب سے کہا:

"پادری فاتحہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ سات آٹھ مقامات پر تحریف ہوئی ہے۔"

اس پر بعض مسلمانوں نے "مطلع الاخبار" کے مہتمم سے کہا کہ آپ کل کے اخبار میں پادری صاحب کا یہ اعتراف شائع کر دیں، تو فاتحہ بولا:

"ہاں! شائع کر دیں، مگر اس قسم کی معمولی تحریفات سے بائبل کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا، خود مسلمان انصاف کے ساتھ اس کا فیصلہ کر لیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ مفتی ریاض الدین صاحب کی طرف دیکھنے لگا، تو مفتی صاحب نے فرمایا:

"اگر کسی دیوانی میں ایک جگہ جعل ثابت ہو جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں رہتا اور آپ تو سات آٹھ جگہ تحریف کا اعتراف کر رہے ہیں، اس بات کو جج صاحبان اچھی طرح سمجھیں گے۔"

یہ کہہ کر مفتی صاحب نے سول جج استھ کی طرف دیکھا، مگر استھ خاموش رہا، تو مفتی صاحب نے فرمایا:

"دیکھئے! مسلمانوں کا دعویٰ یہی تو ہے کہ بائبل کو یقینی طور پر اللہ کا کلام نہیں کہا جا سکتا، اور آپ کے اعتراف سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر فانڈر نے کہا: "اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ زائد ہو چکا ہے باقی بحث کل ہوگی"

مولانا رحمت اللہ صاحبؒ نے فرمایا:

"آپ نے آٹھ جگہ تحریف کا اعتراف کیا ہے، ہم کل انشاء اللہ پچاس ساٹھ مقامات پر تحریف ثابت کریں گے، لیکن تین باتوں کا خیال رکھئے، ایک تو یہ کہ ہم آپ سے بائبل کے بعض صحیفوں کی سند متصل کا مطالبہ کریں گے، وہ آپ کو بیان کرنی ہوگی، دوسرے ہم جن پچاس ساٹھ مقامات پر تحریف ثابت کریں گے، آپ کے ذمے لازم ہوگا کہ یا ان کی تحریف کو تسلیم کریں یا اس میں کوئی تاویل کریں، ہمارے جب تک ان مقامات کی تحریف کی بحث ختم نہ ہو جائے، آپ بائبل کی کسی عبارت سے استدلال نہیں کریں گے"

فانڈر نے کہا: "ہمیں یہ شرطیں منظور ہیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ بھی بتلائیں کہ آپ کے نبی کے زمانے میں انجیل کونسی تھی؟"

مولانا نے فرمایا: "یہ شرط منظور ہے، ہم انشاء اللہ کل بتا دیں گے"

ڈاکٹر وزیر خان بولے، "اگر آپ فرمائیں تو یہ بات مولانا ابھی بتا دیں"

فنڈر نے کہا: "نہیں اب دیر ہو گئی ہے کل ہی سنیں گے"

اس پر پہلے دن کی نشست برخاست ہو گئی"

مناظرے کا دوسرا دن

پہلے دن کے مناظرے کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی، اس لئے دوسرے دن حاضرین کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی، انگریز حکام، عیسائی، ہندو، سکھ، اور مسلمان عوام بھی کافی تعداد میں آئے تھے

اس دن کی بحث میں سب سے پہلے فانڈر نے یہ دلیل پیش کی بعض آیات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک انجیل اپنی اصلی شکل میں محفوظ تھی، اور قرآن نے اسی پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے، لیکن مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ اور ڈاکٹر وزیر خاں صاحب مرحوم نے نہایت معقول اور مدلل جوابات دے کر ان کے تمام دلائل پر پانی پھیر دیا، اور اس کے بعد پہلے دن کی طرح انجیل کے بہت سے مقامات پر تحریف ثابت کی، بالآخر فانڈر اور فرنچ نے کہا کہ یہ تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطیاں کاتب کا سہو ہیں، اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن ان غلطیوں سے "متن" کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حاضرین نے پوچھا: "متن" سے آپ کا کیا مطلب ہے؟

فانڈر نے کہا: "وہ عبارتیں جن میں تثلیث، الوہیت مسیح، کفارہ، اور شفاعت کا بیان ہے۔"

مولانا نے فرمایا، یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جب اتنے سارے مقامات پر آپ تحریف کا اعتراف کر چکے ہیں، تو اب اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہو کہ (بقول آپ کے) "متن" ان تحریفات سے محفوظ رہا ہے۔

فانڈر نے کہا: اس لئے کہ خاص ان عبارتوں کے محرف ہونے پر کوئی دلیل ہونی چاہئے، اور وہ صرف اس وقت ثابت ہو سکتی ہے کہ آپ کوئی قدیم نسخہ دکھلائیں جس میں تثلیث وغیرہ کا عقیدہ مذکور نہ ہو۔

مولانا نے فرمایا: "آپ نے جن تحریفات کا اعتراف کیا ہے اُن سے یہ پوری کتاب مشکوک ہو چکی، اب اگر کسی عبارت کے بارے میں آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ یقیناً اللہ کا کلام ہے، تو اسے اللہ کا کلام ثابت کرنے کی دلیل آپ کے ذمہ ہے۔"

فرنچ نے کہا: آپ نے بائبل کے جن مفسرین کے حوالے سے تحریف ثابت کی ہے، وہی مفسرین یہ کہتے ہیں کہ تثلیث وغیرہ کے عقائد تحریف سے محفوظ رہے ہیں۔

مولانا نے فانڈر سے مخاطب ہو کر فرمایا: "آپ نے ابھی تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی کے حوالے دیئے تھے نا؟"

فانڈر نے کہا: "جی ہاں!"

مولانا نے فرمایا: "انہی مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ انجیل میں تحریف ہوئی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور آپ کے منکر کافر ہیں، کیا آپ کی یہ باتیں بھی آپ مانتے ہیں؟"

فانڈر نے کہا: "نہیں!"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولاناؒ نے فرمایا: اسی طرح ہم آپ کے علماء کی یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ بائبل میں اتنی ساری تحریفات کے باوجود عقیدۂ تثلیث وغیرہ تحریف سے یقینی طور پر محفوظ ہے، اصل بات یہ ہو کہ ہم نے آپ کے علماء کے اقوال الزامی طور سے نقل کئے تھے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم آن کی ہر بات تسلیم کرتے ہیں۔

فانڈر نے کہا: بہرحال عقیدۂ تثلیث وغیرہ میں تحریف نہیں ہوئی، اور اس میں کوئی نقص واقع نہیں ہوا، اس لئے جب تک آپ اس بات کو نہیں مانیں گے میں آگے بحث نہیں کروں گا، کیونکہ تثلیث کے عقیدے میں ہم انجیل ہی سے استدلال کرتے ہیں۔

حاضرین میں سے مولانا فیض احمدؒ نے کہا: یہ عجیب انصاف ہے کہ آپ ایک کتاب کے اتنے بڑے حصے میں تحریف کا اقرار کرتے ہیں اس کے باوجود آپ کو اس پر بھی اصرار ہو کہ اسے بے نقص مانا جائے۔

اس پر بحث ختم ہو گئی، اور فانڈر تیسرے دن مناظرے کے لئے نہیں آیا، اس کے بعد پہلے ڈاکٹر وزیر خاں صاحب مرحوم اور اس کے بعد حضرت مولاناؒ سے اپریل ۱۸۵۴ء تک اس کی کافی طویل خط و کتابت رہی، مگر زبانی مناظرے کی طرح قلمی بحث میں بھی وہ اپنی ہٹ دھرمی پر جما رہا، اور ان حضرات کے اتمام حجت کر دینے کے باوجود اپنی ضد پر قائم رہا، یہ تحریری بحث بھی مناظرے کی مطبوعہ روداد میں موجود ہے جو "مباحثہ مذہبی اور مراسلات مذہبی" کے نام سے سید عبداللہ صاحب اکبر آبادی نے منشی محمد امیر صاحب کے اہتمام سے مطبع منشیہ اکبر آباد ۱۲۷۱ھ میں چھپوایا، پہلا حصہ فارسی میں تقریری مناظرے کی روداد ہے، اور دوسرے حصے میں ڈاکٹر محمد وزیر خاں صاحب مرحوم اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پادری فنڈر کا تحریری مناظرہ اردو میں ہے۔ اور اس کا عربی ترجمہ اظہار الحق کے بہت سے نسخوں میں حاشیے پر چھپا ہوا ہے۔

اس مناظرے کی عالمگیر شہرت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ مکہ مکرمہ کے شیخ رفاعی خول رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"میں نے اس مناظرے کا حال مکہ معظمہ میں اُن بے شمار لوگوں سے سُنا، جو اُس مناظرے کے بعد حج کے لئے آئے، یہاں تک کہ یہ بات تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی کہ پادری فنڈر اس میں مغلوب ہوا تھا۔"[1]

جہاد ۱۸۵۷ء

مناظرے کے بعد تین سال تک مولانا تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ بالآخر ۱۸۵۷ء میں سلطنت مغلیہ کا بجھتا ہوا چراغ گل ہو گیا اور ہندوستان پر انگریزی اقتدار نے اپنے پاؤں پوری طرح جما لئے۔ اُس زمانے کے علماء کی ایک عظیم جماعت اپنے فرائض سے غافل نہ تھی، جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم مقصد کے لئے یہ جماعت میدان میں آئی، اور اپنی بساط و ہمت کے مطابق خدمت دین کا حق ادا کیا۔

۱۸۵۷ء کا جہاد آزادی درحقیقت کسی باضابطہ اسکیم یا لائحہ عمل کے تحت پیش نہیں آیا تھا[2]، بلکہ واقعہ یہ تھا کہ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان پر باضابطہ حکومت کا فیصلہ کر لیا تو اس کے بعد سو سال تک ہندوستانی باشندوں میں اس حکومت کے خلاف نفرت اور بیزاری کے غیر معمولی جذبات پروان چڑھتے رہے، ادھر انگریزوں نے ہندوستانی باشندوں کی شجاعت سے پیش نظر افضلیں اپنی فوج میں اکثریت دیدی، نفرت و بیزاری کی انتہا۔ ان فوجیوں کی بغاوت پر ہوئی، جب

---

[1] البحث الشریف علی ما فی اظہار الحق، ص ۵ ج اول مطبوعہ استنبول۔

[2] ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے اس پہلو پر حضرت مولانا سعید احمد کیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فاضلانہ تصنیف "سوانح قاسمی" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس جہاد میں جس طرح حصہ لیا اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سوانح قاسمی" ص ۴۹ تا ۲۰۸ ج ۱ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج باغی ہوگئی تو ملک کے عام باشندے جو سو سال سے انگریزی حکومت سے تنگ آئے ہوئے تھے، اُن کے سامنے بھی ایک نجات کی صورت آگئی، چنانچہ ملک کے مختلف حصوں میں مختلف جتھے اور جماعتیں بنیں، اور ہر علاقے میں اس چارکا ایک امیر منتخب ہوا، تواریخ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اُن امراء کا آپس میں کوئی رابطہ تھا یا نہیں!

چنانچہ تھانہ بھون اور کیرانہ کا ایک محاذ قائم کیا گیا، مجاہدین کی جماعت مدافعت اور مقابلہ کرتی رہی، تھانہ بھون میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ امیر، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ امیر جہاد، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سپہ سالار اور حضرت مولانا محمد منیر صاحبؒ مولانا نانوتویؒ کے بھائی جرنیل اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وزیر امیر قرار پائے[1]، انہی حضرات نے شاملی میں انگریزی فوج کی ایک گڑھی پر حملہ کرکے تحصیل شاملی کو فتح کرلیا،

دوسری طرف کیرانہ اور اس کے گرد و نواح میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ امیر اور چودھری عظیم الدینؒ صاحب مرحوم سپہ سالار تھے، اُن زمانے میں عصر کی نماز کے بعد مجاہدین کی تنظیم و تربیت کے لئے کیرانہ کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ بجایا جاتا اور اعلان ہوتا کہ:

"ملک خدا کا اور حکم مولوی رحمت اللہ کا"[2]

اس دور کی تواریخ و سیر سے ہمیں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ شاملی کی جنگ میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ فی الواقعہ شامل تھے یا نہیں، لیکن آپ کے سوانح نگاروں نے اتنا ضرور لکھا ہے کہ انگریزوں نے آپ پر بھی تحصیل شاملی پر حملہ کرنے کا الزام لگایا تھا، اور اس کی وجہ بعض ابن الوقت لوگوں کی مخبری تھی، اسی کے نتیجے میں آپ کے نام حکومت

---

[1] سوانح قاسمی، ص ۱۲۰، ج ۲، مطبوعہ دیوبند ۱۳۶۷ھ،

[2] چودھری صاحب مرحوم انقلاب کے بعد حضرت مولانا رحمت اللہؒ کے پاس مکہ معظمہ آگئے تھے وہیں وفات پائی (ایک مجاہد معمار، ص ۲۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا، مخبر نے اطلاع دی تھی کہ مولانا کیرانہ کے محلے دربار میں موجود ہیں اس لئے مولانا کو گرفتار کرنے کے لئے انگریز فوج نے کیرانہ کے محلے دربار کا محاصرہ کر لیا، اسی محلے کے دروازے کے سامنے اس نے توپ خانہ نصب کیا، اور محلے کی تلاشی لینی شروع کر دی، عورتوں اور بچوں کو فرداً فرداً دربار سے باہر نکالا گیا، مولانا بذات خود بے جگری، عزم اور حوصلے کے ساتھ گرفتاری کے لئے تیار تھے، لیکن آپ کے بعض بزرگوں نے روپوش ہو جانے پر اصرار کیا، کیرانہ کے قریب پنجیٹھہ کے نام سے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں مسلمان گوجروں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی، یہاں کے بہت سے مسلمان مولانا کی جماعت مجاہدین میں شامل تھے، انھوں نے پیشکش کی کہ آپ پنجیٹھہ تشریف لے چلیں،

چنانچہ اُن لوگوں کے اصرار پر آپ وہاں تشریف لے گئے، گاؤں کا مکھیا ایک مخلص مسلمان تھا، اُس کی جاں نثاری پر صد آفریں کہ اُس نے اُس وقت آپ کی حفاظت کی جب کسی "باغی" کو پناہ دینا موت کو دعوت دینے کے مرادف تھا،

مولانا پنجیٹھہ میں رہتے ہوئے کیرانہ کے حالات معلوم کرتے اور لوگوں کو تسلی دینے کے لئے چرواہوں کے بھیس میں خود بھی کیرانہ آتے جاتے تھے، اور دوسرے لوگ بھی آپ کو اہم واقعات کی خبریں پہنچا دیتے تھے،

ہجرت

ایک دن انگریزی فوج کو کسی طرح یہ اطلاع مل گئی کہ مولانا پنجیٹھہ گاؤں میں مقیم ہیں، چنانچہ انگریزی فوج کا ایک شہسوار دستہ مولانا کو گرفتار کرنے کے لئے پنجیٹھہ روانہ ہوا، گاؤں کے مکھیا کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے جماعت کو منتشر کر دیا، اور مولانا سے گذارش کی کہ کھرپا لے کر کھیت میں گھاس کاٹنے چلے جائیں، مولانا تشریف لے گئے، اور گھاس کاٹنی شروع کر دی، انگریزی فوج اسی کھیت کی پگڈنڈی سے گذری مولانا خود فرماتے تھے،

"میں گھاس کاٹ رہا تھا، اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو کنکریاں اڑتی تھیں وہ میرے جسم پر لگ رہی تھیں، اور میں اُن کو اپنے پاس سے گذرتا ہوا دیکھ رہا تھا"

فوج نے گاؤں کا محاصرہ کیا، مکھیا کو گرفتار کر لیا گیا، پورے گاؤں کی تلاشی ہوئی مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولاناؒ کا پتہ نہ چلا، مجبوراً یہ فوجی دستہ کیرانہ واپس ہوا، مولاناؒ کی روپوشی کی وجہ سے انگریز نے حالات پر قابو پالیا تھا، مولاناؒ پر فوجداری کا مقدمہ دائر کیا گیا، وارنٹ جاری ہوا اور آپ کو "مفرور باغی" قرار دے کر گرفتاری کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام کا اعلان ہوا،

ہجرت کی سنت پر عمل قسمت میں لکھا تھا، مولاناؒ نے یہ حالات دیکھ کر ہجرت حجاز کا عزم فرمالیا، حجاز پہنچنا اس وقت کوئی ہنسی کھیل نہ تھا، لیکن مولاناؒ کی اولوالعزمی جرأت و حوصلہ مندی اور مجاہدانہ جفاکشی نے تمام مراحل سر کرادیے، مولاناؒ نے اپنا نام بدل کر "فضل الدین" رکھا، اور پیدل دہلی روانہ ہوئے، ایک ایسے وقت میں جبکہ معمولی معمولی شبہات پر مسلمانوں کے لئے دار کے تختے لگے ہوئے تھے، آگ اور خون کے اس دریا کو عبور کرنا کوئی آسان کام نہ تھا، مگر مولاناؒ نے دہلی سے سورت تک بھی پیدل سفر کرنے کا ارادہ کر ہی لیا، چنانچہ چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھ لیا کہ وہ مولانا رحمت اللہ جو ہمیشہ ناز و نعم اور عیش و آرام میں پلے تھے، بچے اور جوروں کے دشت خیز ریگستانوں اور مہیب اور خطرناک راستوں کو نہایت مجاہدانہ عزم و استقامت اور صبر و استقلال کے ساتھ قطع کرتے ہوئے سورت پہونچ گئے،

لیکن سورت کی بندرگاہ سے جہاز کا سفر آسان نہ تھا، اس وقت بادبانی جہاز چلا کرتے تھے، سال بھر میں صرف ایک جہاز ہوا کی موافقت کے زمانے میں سورت سے جدہ جایا کرتا تھا، ایک خط کا محصول چار روپے تھا، جو لوگ ہجرت کے ارادے سے ترک وطن کرتے وہ ساتھ ہی دنیوی تعلقات اور باہمی رشتوں کو زندگی ہی میں ختم کر دیتے تھے، غرض چند در چند آلام و مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہوا یہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنی جان پر کھیل کر اس مقدس سرزمین میں پہنچ گیا جسے قدرت کی طرف سے "مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا" کا شرف عطا ہوا ہے،

جائداد کی ضبطی

ادھر مولاناؒ حجاز روانہ ہوئے، اور ادھر آپ پر غائبانہ فوجداری مقدمہ چلا کر حکومت نے آپ کی اور آپ کے خاندان کی ساری جائیداد ضبط کی، اور اس کا نیلام کرادیا، یہ فیصلہ ڈپٹی کمشنر کرنال کی طرف سے ۳۰ جنوری ۱۸۶۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا، سرکاری کاغذات میں اس نیلام کا عنوان اس طرح درج کیا گیا ہے:

"اندکس مشمولہ مثل فوجداری مقدمہ عرضی کمال الدین ساکن کیرانہ حال پانی پت مولوی رحمت اللہ باغی"

اس طرح مندرجہ ذیل جائیدادیں نیلام ہوئیں:

(۱) سرائے کھجور، جس کی قیمت سرکاری طور پر پانچ سو روپے تھی،

(۲) سرائے چوڑے " " " " " " " "

(۳) سرائے معروف بہ شیخ فضل الٰہی،

(۴) سرائے قصاباں،

(۵) سرائے لوکاباد،

(۶) سرائے عالیان۔

یہ سب سرائیں اور وسیع قطعات زمین اور مکانات ۱۴۲ روپے میں نیلام ہوئے، جن کی اصل قیمت لاکھوں روپے تھی، مزروعہ علاقے جو بھی سرکار ضبط ہوئے اس کے علاوہ ہیں،

بیت اللہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سے پہلے ہی ہجرت فرما کر مکہ معظمہ پہنچ چکے تھے، اور باب العمرہ سے متصل رباط داؤدیہ کے ایک حجرے میں مقیم تھے، صبح صادق کے قریب حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مکہ مکرمہ پہنچے، مطاف میں حضرت حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی، طواف قدوم اور سعی میں حضرت حاجی صاحب ساتھ رہے، اس کے بعد دونوں رباط داؤدیہ میں آگئے، اس زمانے میں سلطان عبدالعزیز خان خلافت عثمانیہ کے خلیفہ تھے، اور عبداللہ بن عون بن محمد شریف مکہ شیخ العلماء حضرت سید احمد دحلان مسجد حرام میں درس دیا کرتے تھے، اور شریف مکہ ان کا بڑا احترام کرتا تھا، مولانا

لہ تاریخ عروج عہد سلطنت انگلشیہ ہند، ص ۱۷۵،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت اللہ صاحب اکثر شیخ العلماءؒ کے درس میں بیٹھ جاتے، شیخ العلماءؒ شافعی المذہب تھے اس لئے ایک روز درس تقریر کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اپنے مذہب کی ترجیح کے ساتھ حنفیہؒ کے دلائل کو کم زور قرار دیا، درس ختم ہونے کے بعد حضرت مولاناؒ نے شیخ سید احمد دحلانؒ سے پہلی بار ملاقات کی، اور اس مسئلہ کے بارے میں طالب علمانہ انداز سے اپنی تشفی چاہی، تھوڑی دیر کے سوال وجواب اور علمی گفتگو سے شیخ العلماء کو اندازہ ہوگیا کہ یہ شخص طالب علم نہیں، اس پر انھوں نے مولاناؒ سے حقیقت حال دریافت کی، مولاناؒ نے اختصار کے ساتھ کچھ حالات بیان فرمائے، دوسرے دن شیخؒ نے مولاناؒ کو اپنے گھر پر مدعو کیا، آپ اپنے رفیق خاص حضرت حاجی صاحبؒ کے ساتھ شیخ کی دعوت میں شریک ہوئے، اسی مجلس میں انقلاب ۱۸۵۷ء کے تمام حالات اور خاص طور سے نصاریٰ کی تسلیطی سرگرمیوں اور ان کی تردید میں مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابیوں کا ذکر آگیا، شیخؒ نے اس پر بیحد مسرت کا اظہار فرمایا، اور حضرت مولاناؒ سے دیر تک بغلگیر ہوئے، اسی مجلس میں انھوں نے آپ کو مسجد حرام میں درس کی باقاعدہ اجازت دی، اور علماء نے مسجد حرام کے دفتر میں آپ کا نام درج کرادیا، مولاناؒ شیخ دحلانؒ سے بہت متاثر تھے، اظہار الحق کے مقدمہ میں آپ نے ان کا ذکر نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ کیا ہے۔

قسطنطنیہ کا پہلا سفر

۱۸۵۷ء کے بعد پادری فنڈر جرمنی، سوئیٹزرلینڈ اور انگلستان میں رہا، اس کے بعد لندن کی چرچ مشنری سوسائٹی نے اسے قسطنطنیہ بھیج دیا، تاکہ وہاں کام کرے، وہاں اس نے سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم سے بیان کیا کہ ہندوستان میں میرا ایک مسلمان عالم سے مذہبی مناظرہ ہوا تھا جس میں عیسائیت کو فتح اور اسلام کو شکست ہوئی، سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم کو دینی معاملات سے کافی شغف تھا انھوں نے تحقیق حال کے لئے شریف مکہ عبداللہ پاشا کے نام فرمان جاری کیا کہ حج کے زمانے میں ہندوستان سے جو باہر حضرات آئیں ان سے پادری فنڈر کے مناظرے اور انقلاب ۱۸۵۷ء کے خاص حالات معلوم کرکے باب خلافت کو مطلع کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف مکہ کو اس مناظرے کی پوری کیفیت شیخ العلماء سید احمد دحلانؒ سے معلوم ہو چکی تھی چنانچہ انھوں نے فوراً خلیفہ کو جواب میں مناظرے کی مختصر کیفیت کے ساتھ اطلاع دی کہ وہ عالم جن سے ہندوستان میں یہ مناظرہ ہوا تھا مکہ مکرمہ میں موجود ہیں، سلطانؒ کو جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے حضرت مولاناؒ کو قسطنطنیہ طلب کرلیا، چنانچہ ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء میں آپ شاہی مہمان کی حیثیت سے قسطنطنیہ پہنچے،

بادی فائنڈر کو جب یہ معلوم ہوا کہ مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ قسطنطنیہ آرہے ہیں تو وہ قسطنطنیہ چھوڑ کر چلا گیا، سلطانؒ نے مولاناؒ کی تشریف آوری پر ایک مجلس ملا منعقد کی جس میں وزراء سلطنت کے علاوہ اہل علم حضرات کو مدعو کیا گیا، اور حضرت مولاناؒ سے ہندوستان میں مذہب عیسوی کی شکست اور انقلاب ۱۸۵۷ء کے حالات سنے، دولت عثمانیہ میں اس قسم کے فساد کو روکنے کے لئے حکومت نے مشنریوں پر مختلف قسم کی پابندیاں لگائیں، اور سخت احکام جاری کئے،

اکثر نماز عشاء کے بعد سلطانؒ پوری توجہ اور اشتیاق کے ساتھ حضرت مولاناؒ کو بلاتے خیر الدین پاشا تونسی صدر اعظم اور شیخ الاسلام وغیرہ بھی شریک مجلس ہوتے، سلطانؒ نے حضرت مولاناؒ کی جلیل القدر دینی خدمات کی قدر افزائی کی، اور خلعت فاخرہ کے ساتھ تمغہ مجیدی درجہ دوم عطا کیا، اور مولاناؒ کے لئے گراں قدر ماہانہ وظیفہ مقرر کیا،

اظہار الحق کی تصنیف

سلطان عبد العزیز خانؒ اور صدر اعظم خیر الدین پاشا کی خواہش تھی کہ مولاناؒ عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف فرمائیں جس میں ان پانچوں مسائل پر محققانہ بحث کی گئی ہو جو اکبر آباد کے مناظرے میں موضوع بحث بنے تھے، چنانچہ ماہ رجب ۱۲۸۱ھ میں حضرت مولاناؒ نے "اظہار الحق" لکھنی شروع کی، اور ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ میں چھ ماہ کے اندر اسے مکمل کر کے سلطانؒ کی خدمت میں پیش کر دیا،

مولاناؒ نے اظہار الحق کے مقدمہ میں تالیف کا سبب شیخ العلماء سید احمد دحلانؒ کے حکم کو قرار دیا تھا، خیر الدین پاشا نے جب یہ دیکھا تو مولاناؒ سے فرمایا کہ آپ نے تو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب امیرالمومنینؒ کی خواہش پر لکھی ہو، اس لئے اس میں امیرالمومنینؒ کا ذکر ہونا چاہئے تھا، اس کے بجائے آپ نے مکہ معظمہ کے شیخ العلماء کا ذکر فرمایا ہے؟ حضرت مولاناؒ نے جواب میں فرمایا:

"اس خالص مذہبی خدمت میں کسی دنیاوی غرض و مقصد کا کوئی شائبہ نہ آنا چاہئے، اس کے علاوہ مکہ معظمہ میں خود شیخ العلماء مجھ سے ان حالات کے قلمبند کرنے کی خواہش کر چکے تھے، اور ابتدائی مواد کی ترتیب کا کام بھی شروع کر دیا تھا، دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا اصل محرک شیخ العلماء ہیں، کسی وجہ سے اگر وہ مجھے ابر مکہ تک پہنچاتے تو میری رسائی یہاں تک نہ ہوتی اور اس خدمت کا موقع نہ ملتا۔"

مولاناؒ کی بیان فرمودہ ان وجوہات کو بنظر استحسان دیکھا گیا۔

قسطنطنیہ میں قیام کے دوران مختلف مذاق و خیال کے اہل علم سے مولاناؒ کی گفتگو رہتی تھی، مغربی تعلیم کے اثرات یہاں بھی رفتہ رفتہ ذہنوں کو ماذیت کی طرف لے جا رہے تھے، اس لئے مولاناؒ نے یہیں رہتے ہوئے "تصحیحات" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں اسلام کے بنیادی عقائد کو خالص عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے، یہ رسالہ اظہار الحق کے بعض نسخوں کے حاشیہ پر چھپا ہوا ہے۔

مدرسہ صولتیہ کا قیام

قسطنطنیہ سے واپس تشریف لانے کے بعد حضرت مولاناؒ نے محسوس فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک ایسے دینی مدرسے کی شدید ضرورت ہے، جو دینی معاملات میں ٹھوس علم و بصیرت رکھنے والے علماء پیدا کرے، اس زمانے میں اگرچہ مسجد حرام میں مختلف علماء کے درس ہوا کرتے تھے، جن کی سرپرستی خلافت عثمانیہ پوری توجہ کے ساتھ کرتی تھی، لیکن اول تو درس کے یہ حلقے کسی جچے تلے نظام اور ضابطے کے ماتحت نہ تھے، یہاں تک کہ کوئی نصاب تعلیم بھی مقرر نہ تھا، دوسرے تدریس کا طریقہ ایسا تھا کہ درس میں شریک ہونے والے ایک وعظ و تقریر کی طرح اس سے مستفید ہوتے تھے، طلباء میں توسع مطالعہ اور ذاتی استعداد پیدا کرنے کے لئے جس طرز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس کی مسند زینت ہوئی ہے وہ مفقود تھا، تمام عمر میں طلباء نحو، فقہ، تفسیر اور حدیث پڑھتے تھے اور وہ بھی نامکمل طریقے سے، اس لئے مولاناؒ نے مکہ معظمہ کے ہندوستانی مہاجرین اور مکی حضرات کو اس طرف متوجہ فرمایا، اور رمضان ۱۳۲۹ھ میں نواب شیخ احمد خاں صاحب مرحوم رئیس متصل علی گڑھ کے رہائشی مکان کے ایک حصے میں مدرسے کی ابتدا کی، پھر ۱۳۲۹ھ کے موسم حج میں ممبئی کی ایک فیاض خاتون "صولت النساء صاحبہ" حج کرنے آئیں، تو حضرت مولاناؒ کے مشورے سے انھوں نے محلہ خندریسہ میں ایک جگہ خریدی، اور اس پر مدرسے کی تعمیر خود اپنی نگرانی میں کروائی اپنی نیک دل خاتون کے نام پر مدرسے کا نام "مدرسہ صولتیہ" رکھا گیا۔

اس مدرسے میں دینی علوم کی تدریس کے علاوہ حضرت مولاناؒ نے ایک صنعتی اسکول بھی قائم فرمایا، جس میں مہاجرین اور اہل عرب کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے انتظام کے ساتھ انھیں صنعت و دستکاری کی تعلیم دی جاتی تھی، تاکہ اگر اہل حجاز اور مہاجرین کی اولاد کو ضروری ابتدائی تعلیم کے بعد مزید پڑھنے کا موقع نہ ملے تو وہ باعزت معاش حاصل کر سکے۔

یہ مدرسہ آج تک بحمداللہ مکہ مکرمہ کے "حارۃ الباب" میں قائم ہے، اور تعلیمی خدمات کے علاوہ تبلیغی جماعتوں اور حجاج و زائرین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ کے بعد آپ کے بھتیجے محمد صدیق صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد سعید صاحبؒ اس کے مہتمم ہوئے، اور پچاس سال کے بعد اپنی زندگی کے

لہ مولانا محمد سعید صاحبؒ کے والد محمد صدیق صاحبؒ انبالہ میں سررشتہ دار تھے، ان کے مکان کے قریب ایک مشن اسکول تھا، محمد صدیق صاحب مرحوم نے اپنے ایک دوست کے مشورے سے اپنے صاحبزادے مولانا محمد سعید صاحبؒ کو اس اسکول میں داخل کرا دیا، جبکہ ان کی عمر دس سال تھی، اس وقت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ مکہ مکرمہ ہجرت فرما چکے تھے، جب آپ کو اس کا علم ہوا تو بے حد رنجیدہ ہوئے، کہ اسلام کے جن دشمنوں سے لڑتے ہوئے میری ساری عمر گذری، آج میرے ہی خاندان کا ایک بچہ اُن سے تعلق جوڑے ہوئے ہے، چنانچہ آپ نے اپنے خاندان کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری ایام میں یہ ذمہ داری اپنے قابل فرزند حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مدظلہم کو سونپ دی، جو بحمداللہ آج تک اسے حسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ بقاء

قسطنطنیہ کا دوسرا سفر

۱۳۹۹ھ میں دولت عثمانیہ نے عثمان نوری پاشا کو حجاز کا گورنر نامزد کیا، انھوں نے نہ جانے کس غلط فہمی کی بنا پر مدرسہ صولتیہ کو ایک اجنبی ملک کی تحریک سمجھا، اور اس سے بدظن ہو گئے، بالآخر معاملہ قسطنطنیہ تک پہنچا، اس وقت سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کی خلافت قائم تھی، انھوں نے مولانا کو طلب فرمایا، چنانچہ مولانا دوسری بار قسطنطنیہ تشریف لے گئے، اس سفر میں حضرت مولانا کے بھتیجے مولانا ہدایت الاسلام صاحبؒ بھی ساتھ تھے، حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ اپنے اس سفر کی روداد خود اس طرح بیان فرماتے ہیں:

(بقیہ صفحہ ۱۸۸) ہر بزرگ کو خط لکھے، اور تاکید کے ساتھ لکھا کہ محمد سعید کو مشن اسکول سے نکال کر فوراً میرے پاس بھیجو، مولانا محمد سعید صاحبؒ کی والدہ بڑی نیک دل اور اولوالعزم خاتون تھیں، انھوں نے اپنے لختِ جگر کو بارہ سال کی عمر میں مکہ معظمہ روانہ کر دیا، حضرت مولاناؒ نے ان کی تعلیم و تربیت خصوصی توجہ کے ساتھ فرمائی، اپنی نواسی سے ان کا نکاح کیا، حج کی مجلس میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے، آپ نے اُن سے فرمایا: میں نے اس بچے کی اس طرح تربیت کی ہے جس طرح سُنار سونے کو بھٹی میں ڈال کر تپاتا ہے۔ حضرت مولانا سعید صاحبؒ نے ۱۳۵۵ھ میں بمقام کیرانہ وفات پائی، اور پچاس سال مدرسہ صولتیہ کے ناظم رہے۔ (ماہنامہ تعمیر نسواں کراچی ستمبر ۱۹۶۲ء مضمون مولانا محمد سعید مرحوم از جناب امداد صابری)

۱؎ مولانا محمد سلیم صاحب مدظلہم مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم حاصل کی، اور پندرہ بیس سال مدرسہ صولتیہ میں تعلیم دی، ۱۳۴۶ھ سے دوسرے کے نائب ناظم اور ۱۳۵۵ھ کے بعد سے اس کے ناظم ہیں، ہم نے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کے تذکرے میں زیادہ تر آپ ہی کے لکھے ہوئے مختصر مگر جامع رسالہ "ایک مجاہد معلم" سے استفادہ کیا ہے۔ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ ہفتہ کے دن مغرب کے وقت مکہ معظمہ سے جدہ کو روانہ ہوئے، آٹھویں کے آگبوٹ میں چلنے کی تجویز موقوف رہی، پھر بابور (جہاز) مصری میں ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ روز بدھ کو سوار ہوئے، اور اس نے جمعرات کے روز صبح کے وقت لنگر اٹھایا، پیر کی رات کو پانچ بجے سویز پہنچے، اور صبح کو پیر کا دن اور ۲۰ ربیع الثانی کی تھی بابور سے اترے، ... وہاں سے منگل کے دن ۲۱ تاریخ اسکندریہ کو ریل پر گئے تین بجے اسکندریہ پہنچے حضرت اللہ بے کے مکان پر اترے ..... پھر آٹھویں دن ..... بابور مصری پر سوار ہوکے ..... جمادی الاولے کی پانچویں تاریخ پیر کے دن استنبول میں پہنچے اور جہاز نے لنگر ڈالا، اسی وقت فی الفور مصطفیٰ وہبی پاشا اور (اے ڈی سی) اور بین باشی حضرت سلطان کے جہاز پر چڑھے، اور عرض کی کہ حضرت سلطان نے بہت بہت سلام فرمایا ہے، اور کشتی خاص اپنی بھیجی ہے، چلئے، وہاں سے چل کر سرائے (محل) قصر شاہی سلطانی تک جو بنائے سلطان مرحوم عبدالمجید خان غازی کی ہے آئے، وہاں کشتی سے اتر کر دو گھوڑوں کی بگی میں سوار ہو محل سرائے سلطانی میں آئے، اور محل سرائے کے ایک کمرے میں اترے اس روز ملاقات کو جناب کمالی پاشا اور جناب عثمان بے اور جناب علی بے اور جناب نسیم بے تینوں قرناء (مشیر) حضرت سلطان کے ہیں، اور جناب سید احمد اسعد مدنی جو مصاحب حضرت سلطان ہیں دن کو اور رات کو نصرت پاشا آئے، اور اگلے دن منگل کو جناب عثمان پاشا غازی اور بدھ کو ساتویں تاریخ جناب شیخ حمزہ ظافر اور جناب سید احمد اسعد مدنی اور جناب کمالی پاشا آئے، اور رات کو جناب علی بے قرناء درجہ دوم نے حضرت سلطان کی طرف سے مزاج پرسی کرکے کلمات عواطف شاہانہ پہنچائے، آٹھویں تاریخ جمعرات کے روز شیخ محمد ظافر صاحب تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے اور جمعہ کو جناب حسنی پاشا داماد سلطان عبدالمجید مرحوم اور جناب صفوت پاشا اور جناب اسماعیل حقی اور جناب سید فضل پاشا آئے اور اسی دن مغرب کے وقت خلعت سلطانی میرے اور بیدر آقا سلام اور مولوی حضرت نور (صدر مدرس مدرسہ صولتیہ) کے لئے آیا۔۔۔۔۔

۷ ار تاریخ ہفتہ کے دن وہبی بے نے حضرت سلطان کی طرف سے حکم پہنچایا کہ "مرضی سلطانی یہ ہو کہ تم اپنے اہل و عیال کو بلوالو، موسم ربیع قریب آپہنچا، اب عرصہ تک آب و ہوائے استنبول بہت اچھی رہیگی" تو میں نے اس میں عذر کیا تھا۔۔۔۔ منگل کے دن کیسۂ مفتاح کعبہ اور ایک تسبیح حقیق العجر کی اور ایک تسبیح سنگ مقصود کی بھجوائی گئی، اور فرمایا کہ "اس کے شکریہ میں میں نے تم کو رتبہ "پایہ حرمین شریفین" کا عطا کیا، اس کا لباس بھی پہنچے گا" اور چھٹی تاریخ رجب کی جمعرات کے دن کو عصر کے بعد سرائے سلطانی (محل) کو جانا ہوا، مغرب کے بعد ملاقات ہوئی، غایت عنایت شاہانہ سے پیش آئے، مسند سے اٹھ کے ایک دو قدم بڑھا کر میرا ہاتھ میرا فوت سے اپنے ہاتھ میں پکڑ کے فرمایا کہ "کثرت شغل کے سبب اب تک میں نے ملاقات نہیں کی تھی، اور تاخیر کا سبب اس کے سوا کوئی دوسرا امر نہیں"۔۔۔۔ میں نے بھی دعا اور کلمات شکریہ مناسبہ کہے۔

اس کے بعد سلطان سے متعدد بار ملاقاتیں رہیں، مختلف مسائل و معاملات پر گفتگو ہوتی تھی، سلطان نے مدرسہ صولتیہ کے لئے معقول ماہانہ امداد مقرر کرنے کے متعلق خیال ظاہر فرمایا جس کے جواب میں شکریہ اور دعا کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا کہ:

"حرمین شریفین میں امیر المؤمنین کے بہت سے جاری کردہ امور خیر ہیں اور بہت سے نیک کام تشنۂ تکمیل، مدرسہ صولتیہ چونکہ ہندوستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دینی اور نیک خیال مسلمانوں کی امداد سے چل رہا ہے، الحمد للہ تم ہر
ان کو اس کارِ خیر میں شرکت و سرپرستی کی سعادت سے محروم نہ فرمایا جائے جو
یقیناً امیر المومنین کے القاب شاہانہ سے بلند ہیں۔

اسی دوران سلطان نے حضرت مولانا کے بھتیجے مولانا بدر الاسلام صاحب کو اپنے شہرۂ آفاق شاہی کتب خانے "حمیدیہ" کا ناظم بنا دیا، یہ آخر وقت تک سلطان کے معتمد علیہ رہے، سلطان عبد الحمید کی معزولی کے پُر خطر وقت میں صرف تین اشخاص سلطان کی خدمت میں باقی رہ گئے تھے، ان میں مولانا بدر الاسلام صاحب بھی تھے، ایک عرصہ نظر بند رہنے کے بعد یہ اپنے وطن کیرانہ واپس آ گئے تھے۔[1]

بالآخر سلطان سے اور اعلیٰ حضرات کے بعد دوسرے دن مصطفیٰ وہبی بے یاور اور نجم الدین پاشا وغیرہ قید ہوئے، اور سلطان کی طرف سے ذاتی ہدیہ ایک مرصع تلوار حضرت مولانا مرحوم کو دی، اور سلطان کے یہ الفاظ نقل کئے کہ،

"ہتھیار ہر مجاہد فی سبیل اللہ کی زینت ہے"

جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو استقبال کرنے والوں میں جہاز کے گورنر عثمان نوری پاشا بھی تھے، جو سب سے پہلے حضرت مولانا سے بغل گیر ہوئے، اور اپنی غلط فہمی کی معافی چاہی،

تیسرا سفر

دوسرے سفر سے واپس آنے کے بعد بھی سلطان اور مختلف وزراء سے مولانا کی خط و کتابت جاری رہی، آخر عمر میں کبر سنی اور کثرت مشاغل سے آپ کو ضعفِ بصر کی شکایت ہو گئی تھی، اور ۱۳۲۰ھ میں حضرت مولاناؒ موتیا بند کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کے قابل نہ رہے، سلطان کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً

---

[1] ایک مجاہد مصلح، ص ۴۰ تا ص ۵۲۔

[2] ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم میں انگریزوں پر دست شبہ کرتے تھے، اس لئے یہ جلا وطن کئے گئے تھے، جہاں نہیں ندوۃ العلماء میں مولوی عربی کا استاد مقرر کیا گیا۔ مولانا طفل مرحوم اُن کے بڑے، ہمیں تعلقات تھے، (زمی زماں شمارہ ۱۹۶۶ء ص ۵۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا کو علاج کے لئے قسطنطنیہ طلب کیا، اس سفر میں آپ کے شاگرد اور خادم مولوی عبداللہ ساتھ تھے۔

۲۰ رمضان ۱۳۰۲ھ کو مولانا پھر استنبول پہنچے، اسی دن دو مرتبہ سلطان سے ملاقات ہوئی، افطار بھی سلطان کے ساتھ ہوا، اور تراویح بھی وہیں پڑھی، اس وقت سلطان نے فرمایا کہ آپ کی آنکھوں کے علاج کے لئے میں کل ڈاکٹروں کو جمع کروں گا، چنانچہ اگلے دن پانچ ممتاز ڈاکٹروں نے مولانا کی آنکھوں کا معائنہ کیا، اور کہا کہ ابھی موتیا پوری طرح نہیں اترا، اس لئے علاج دو ماہ بعد ہوگا، چنانچہ آپ دو تین ماہ قسطنطنیہ میں رہے بالآخر ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا، اس زمانے میں آپریشن ایک نہایت ہیبت ناک چیز تھی، اس لئے حضرت مولانا اس کے لئے تیار نہ ہوئے، سلطان کو آپ کی از حد دلداری مقصود تھی، اس لئے آپ کی مرضی کے خلاف اصرار نہیں کیا، سلطان کی خواہش تھی کہ آپ قسطنطنیہ میں ان کے پاس رہیں، ایک ملاقات میں انھوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا مگر مولانا نے فرمایا:

"اعزہ، اور اقارب کو چھوڑ کر ترک وطن کر کے خدا کی پناہ میں اس کے دروازے پر آکر پڑا ہوں، وہی علاج رکھنے والا ہے، آخری وقت میں امیر المومنین کے دروازے پر دوں تو قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گا؟"

چنانچہ ذی قعدہ کے مہینے میں مولانا واپس مکہ معظمہ تشریف لے آئے۔

سماجی خدمات

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کیرانوی نے وہاں کی بہت سی سماجی اور معاشرتی اصلاحات میں حصہ لیا، جن میں اہم مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حجاز کی نہر زبیدہ، ہارون رشید کی بیوی زبیدہ کا صدقہ جاریہ تھی، لیکن مرور ایام کی وجہ سے اس نہر میں بہت زیادہ نقص واقع ہو گئے تھے، اور پانی کے حصول کے لئے ساکنان حرم کو کافی زحمت اٹھانی پڑتی تھی، عرصے سے اس کی مرمت اور اصلاح کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، اسی زمانے میں سیٹھ عبدالواحد صاحب عرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا کا بیٹھ مکہ مکرمہ آئے، اور اس سلسلے میں مدرسہ صولتیہ کے اندر ایک جلسہ کی
انتظام کیا گیا، حضرت مولانا نے نہر زبیدہ کی اصلاح و مرمت کا بیڑا اٹھایا، حکومت
کی اجازت سے اس کام کے لئے ایک مجلس بنائی گئی، جس میں مہاجرین کے طبقہ
سے ممتاز ذمہ دار کارکن منتخب ہوئے، اس مجلس کی صدارت کے لئے مولانا کو منتخب
کیا گیا، مگر آپ نے اپنے شاگرد رشید مولانا شیخ عبدالرحمن سراج صاحب مرحوم
مفتی الاسلام و شیخ العلماء مکہ معظمہ کو اس کے لئے موزوں سمجھا، اور خود نائب
صدر کی حیثیت اختیار کی، بیٹھ جب آواحد صاحب نہر زبیدہ کے خازن اور نگران
مقرر ہوئے، اور اس طرح نہر زبیدہ کا صدقہ جاریہ ان حضرات کی ہمت سے دوبارہ
زندہ ہوا۔

(۳) جس وقت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مکہ مکرمہ پہنچے، تو وہاں ڈاک تقسیم
کرنے کا کوئی انتظام نہیں تھا، نہ کوئی ڈاک خانہ تھا، اس زمانے میں جو ڈاک
آتی تھی حرم شریف کے دروازے کے سامنے رکھ دی جاتی تھی، جس کا خط ہوتا وہ
تلاش کر کے لیجاتا، حضرت مولانا نے ڈاک کے انتظام کے لئے کوشش فرمائی
زندگی میں تو اس میں کامیابی نہ ہوئی، مگر آپ کے بعد مولانا محمد سعید صاحب نے
اس جدوجہد کو جاری رکھا، اور سلطان عبدالحمید کو توجہ دلا کر باب الوداع پر ڈاک خانہ
تعمیر کرایا۔

(۴) دینی تعلیم کا ایک خاص منہاج اور نظام قائم کیا، اور مکہ مکرمہ میں باضابطہ دینی
تعلیم کی طرح ڈالی،

(۵) مکہ مکرمہ میں ایک صنعتی اسکول قائم فرمایا، جس میں مہاجرین اور مقامی باشندوں
کے بچے ابتدائی تعلیم و تربیت کے بعد ہنرمند بن کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں،

(۶) جب عثمان نوری پاشا نے سلطان عبدالحمید مرحوم کی اجازت سے حرم میں بنے
ہوئے شاہی کتب خانے کو حجاج کی سہولت کے لئے منہدم کرایا، تو مولانا نے اس
کے پتھروں اور سامان تعمیر سے مدرسہ صولتیہ کے قریب ایک مسجد تعمیر کرائی جس کے

---

۱ ملاحظہ ہو، ص ۵۳۔

۲ ماخوذ از انٹرویو حضرت مولانا محمد سعید صاحب از جناب ضیاء الدین صاحب ص ۹۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تینوں گنبد پانی پت ضلع کرنال کے معماروں نے تعمیر کیے، اس مسجد کا تاریخی نام ..... "خانۂ رحمت" ہے، اور یہ مسجد آج تک وہاں موجود ہے،

(۲) مدرسہ صولتیہ اور اس کے طرز پر جو دوسرے مدارس جاری ہوئے ان کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ اپنے خلیفہ ارشد حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"مدرسہ (مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب مدرسہ) جناب مولوی رحمت اللہ صاحب کی شاخ ہے۔ جناب مولانا نام یوم کی ہمت اور توجہ سے یہ مدرسہ قائم ہوا، اور اس کا اہتمام قاری حافظ محمد یحییٰ صاحب موصوف کے ذمہ کیا گیا..... ماشاء اللہ ان مدرسوں نے فائدہ عظیم پہنچایا ہے"[1]

وفات اسلام اور مسلمانوں کی گرانقدر علمی و عملی خدمات کے بعد اس مجاہد فی سبیل اللہ نے پچھتر سال کی عمر میں جمعہ کے دن ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو وفات پائی، اور حرم محترم کی مقدس سرزمین میں مدفن ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب آپ کا مزار ہے، اس چھوٹے سے احاطے میں پانچ قبریں ہیں جن میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ اور مولانا عبدالحی صاحب شیخ الدلائل، مصنف "اکمیل شرح مدارک التنزیل" بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے ممتاز علماء اور اولیاء اللہ کی نگاہوں میں کتنا محبوب مقام رکھتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ جس زمانے میں مولانا استنبول گئے ہوئے تھے، اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ سے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

---

[1] مکتوبات امدادیہ مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ج ۲، ص ۶۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ وغیرہم کے نام اپنے ایک گرامی نامے میں تحریر فرماتے ہیں:

"مولوی رحمت اللہ ہنوز قسطنطنیہ است مستقبول میدارند خدائے تعالیٰ مولوی صاحب را جلد آوردہ"[1]

تصانیف

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی بیشتر تصانیف رد عیسائیت کے موضوع پر ہیں، ان تصانیف کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:۔

۱۔ ازالۃ الاوہام یہ کتاب بڑی تقطیع کے ۵۹۴ صفحات پر ۱۳۰۹ھ میں سید الطابع شاہجہاں آباد میں چھپی، یہ فارسی زبان میں ہے، اور اس میں نصاریٰ کے اکثر مباحث کا جواب ہے، پادری فانڈر نے میزان الحق میں جو اعتراضات کئے تھے اُن کے مدلل مسکت جوابات بھی اس میں موجود ہیں، مسئلہ تثلیث اور رشادات کی بحث اس کتاب کی خصوصیت ہے، ازالۃ الاوہام کے اس نسخے کے حاشیے پر مولانا آلِ حسن صاحب کی استفسارات بھی چھپی ہوئی ہے، احقر نے اپنے کام میں اس کتاب سے کافی مدد لی ہے،

۲۔ ازالۃ الشکوک یہ کتاب اردو زبان میں ہے، اس میں عیسائیوں کے ۳۹ سوالات کا جواب ہے، دونوں جلدوں کے مجموعی صفحات ۱۱۱۶ ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اثبات اور بائبل کی تحریف اس کتاب کے خاص مباحث ہیں، اس کی پہلی جلد مدرسۃ الباقیات الصالحات مدراس کے بانی اور حضرت مولاناؒ کے خاص شاگرد مولانا عبدالوہاب صاحب دلیوردی نے مدراس میں چھپوائی تھی، پھر دوسری جلد مولاناؒ کے فرزند مولانا ضیاء الدین صاحب نے اپنی نگرانی میں طبع کرائی ہے،

---

[1] : مسلک المشتاق، ص ۲۳۱، اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۲۹ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اعجاز عیسوی یہ کتاب بھی اردو میں ہے، اس کا موضوع "تحریف بائبل" ہے اور اپنے موضوع پر بے نظیر تصنیف ہے، متوسط تقطیع کے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے، پہلی بار آگرہ کے مطبع رضوی میں چھپی تھی، سن طباعت ۱۲۷۱ھ ہے، "ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" اس کی تاریخ ہے،

۴۔ اوضح الاحادیث اس کا پورا نام "اوضح الاحادیث فی ابطال التثلیث" ہے، یہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں عقیدۂ تثلیث کو عقلی و نقلی دلائل سے باطل کیا گیا ہے، ۱۲۹۵ھ میں دہلی میں چھپا تھا، یہ رسالہ راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذرا،

۵۔ بروق لامعہ یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مدلل اثبات اور عقیدۂ ختم نبوت پر فاضلانہ گفتگو کی گئی ہے،

۶۔ معدل اعوجاج المیزان یہ کتاب فانڈر کی میزان الحق کا جواب ہے، پادری صفدر علی نے رسالہ "نور افشاں" جلد ۱۲، شمارہ ۳۰ مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۸۸۵ء میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا قلمی نسخہ ان کے پاس ہے،

۷۔ تقلیب المطاعن یہ کتاب پادری لاسمند کی "تحقیق دین حق" کا جواب ہے، جو افسوس ہے کہ زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا،

۸۔ معیار التحقیق یہ پادری صفدر علی کی کتاب "تحقیق الایمان" کا مدلل اور مفصل جواب ہے[1]،

---

[1] تصانیف کی یہ فہرست "قرنگیوں کا جال" از جناب امداد صابری ص ۲۳۷ و ۲۳۸، اور "ایک مجاہد معمار" ص ۲۰ و ۲۱ سے ماخوذ ہے، ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اظہار الحق"

رد عیسائیت پر مولانا کی آخری اور سب سے زیادہ معرکۃ الآرا کتاب اظہار الحق ہے، چھ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں اسلام اور عیسائیت کے بنیادی اختلافی مسائل میں سے ہر ایک پر اس قدر مبسوط، سیر حاصل، مدلل اور فاضلانہ بحثیں کی گئی ہیں کہ شاید کسی بھی زبان میں رد عیسائیت پر اتنا جامع مواد یک جا نہ ہو، یہ کتاب حضرت مولانا نے قسطنطنیہ میں رہتے ہوئے چھ ماہ کے اندر تصنیف فرمائی، اصل کتاب عربی زبان میں تھی، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۲۹۷ھ میں استنبول میں چھپا، پھر ایک ترک عالم نے "ابراز الحق" کے نام سے اس کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا، پھر حکومت عثمانیہ نے یورپ کی متعدد زبانوں فرانسیسی وغیرہ میں اس کے ترجمے شائع کئے، پادریوں نے تمام تر اہتمام سے ان ترجموں کو خرید کر جلایا، مصر میں بار بار طبع ہوئی، مولانا سلیم اللہ صاحب مرحوم نے اردو میں اس کا ترجمہ کیا تھا، مگر چھپ نہ سکا، پھر مولانا غلام محمد صاحب بھاولپوری نے اس کا گجراتی میں ترجمہ کیا، اور اس کے بعض مقامات پر مفید حواشی کا اضافہ کیا، اسی گجراتی ترجمے سے کسی صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا ہے "THE TRUTH REVEALED" کے نام سے چھپا، یہ انگریزی ترجمہ راقم الحروف کے پاس موجود رہا ہے، اور احقر نے اس سے اپنے کام میں کافی استفادہ کیا ہے،

مصر اور استنبول میں متعدد مرتبہ شائع ہونے کے باوجود یہ کتاب عربی زبان میں بھی تقریباً نایاب ہو چکی تھی، اب حال ہی میں مراکش کی وزارت مذہبی امور نے ۱۳۸۲ھ میں اسے عمدہ طریقے پر شائع کیا ہے، ابھی جلد اول ہی راقم الحروف کی نگاہ سے گذری ہے جلد ثانی کا انتظار ہے، مصر کے ایک عالم استاذ عزالدین سوتی نے اس کی تصحیح و ترتیب کی ہے،

اردو زبان میں یہ کتاب پہلی بار منظر عام پر آرہی ہے، اللہ تعالیٰ اسے نافع اور مقبول بنائے، آمین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبصرے کوئی شک نہیں، اظہار الحق جس زبان میں بھی چھپی، اس نے علمی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا، اور ہر طبقے کی طرف سے کسے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ۱۳۰۱ھ کے بعد جو کتاب بھی رد عیسائیت میں لکھی گئی، اظہار الحق اس کا ماخذ بنی، علماء، محققین، اور صحافیوں نے اس کتاب کو جو خراج تحسین پیش کیا کہ ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کہ اس سب کو یک جا کر کے پیش کریں، تاہم مانی قریب کی چند اہم علمی شخصیتوں کے تبصرے ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

لندن ٹائمز "الفضل ماشهدت به الاعداء" کے پیش نظر ہم سب سے پہلے ایک غیر مسلم کی شہادت پیش کرتے ہیں، جب اظہار الحق کا انگریزی ترجمہ شائع ہو کر لندن پہنچا، تو لندن ٹائمز نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

"لوگ اگر اس کتاب کو پڑھتے رہیں گے تو ہندوستان میں مذہب عیسوی کی ترقی بند ہو جائے گی"[1]

نواب حاجی اسمٰعیل خاں صاحب مرحوم رئیس دتاولی ضلع علیگڈھ نے مکہ معظمہ میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کو "ٹائمز" کا یہ ترا شا خاص طور پر دیا تھا۔

شیخ پاچہ جی زادہ مقبرے کے مشہور عالم شیخ عبدالرحمٰن بک پاچہ جی زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۲ھ میں "الفارق بین الخلق والخالق" کے نام سے رد عیسائیت پر ایک معرکۃ الآرا کتاب لکھی جو بلاد عربیہ کے علمی حلقوں میں بہت مشہور ہے، مگر اظہار الحق اس کتاب کا اہم ماخذ ہے، وہ ایک موقع پر لکھتے ہیں:

"ان الاستاذ الفاضل رحمت الله الهندي قد من الله روحه في كتابه اظهار الحق فضح كنيستهم وبين ما فيها من التحريف والمناقضات والكذب وتجاسرهم على الله تعالى وانبيائه الطاهرين فان اردت الوقوف على مساوئهم فراجعه فهو يشفيك ويشفيك"[2]

---

[1] ایک مجاہد مصنف ص ۲۱۔

[2] الفارق بین الخلق والخالق، ص ۳۱۶، مطبعۃ المقدم بمصر ۱۳۲۲ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ استاذ فاضل رحمت اللہ ہندی قدس اللہ روحہ نے اپنی کتاب اظہار الحق میں عیسائیوں کی کتابوں کو رسوا کر کے چھوڑا ہے، اور ان کتابوں میں جو تحریف ہوئی ہے، جو اختلافات اور بھول پائیں ان میں پائی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء طاہرین کے حق میں جو گستاخیاں ان میں کی گئی ہیں ان سب کو کھول کھول کر بیان کیا ہے، لہٰذا اگر آپ ان کے نقائص سے واقف ہونا چاہیں تو اس کتاب کی مراجعت کیجئے، وہ آپ کو بے نیاز کر دے گی اور تشفی بخشے گی۔"

اور اسی کتاب کے مقدمے میں بشارات کی بحث کے ذیل میں لکھتے ہیں،

"ومن أراد زيادة التبيان والاطمئنان فليراجع ما كتبه العلامة والحبر الفهامة الشيخ رحمت الله الهندي رحمه الله تعالى في الجزء الثاني من كتابه المسمى اظهار الحق ففيه غنية الطالب اذ قد اشبع القول في ذكر الدلائل العقلية والبراهين النقلية من كتب علمائهم ورؤسائهم ودينهم"[1]

جو صاحب زیادہ وضاحت اور زیادہ اطمینان حاصل کرنا چاہیں تو وہ علامہ متکلم علامہ شیخ رحمت اللہ ہندی رحمہ اللہ کی کتاب اظہار الحق جلد ثانی کی طرف رجوع فرمائیں، اس میں حاجتمند کو بے نیاز کر دینے والا سامان ہے، اس لئے کہ انھوں نے عقلی دلائل اور خود عیسائیوں کے علماء اور مذہبی پیشواؤں کی کتابوں کے نقل دلائل سے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

شیخ جزیری مصر میں سابق ہیئۃ کبار العلماء کی لجنہ علمیہ کے ایک رکن رکین اور مساجد الاوقاف کے مفتش اول شیخ عبد الرحمن جزیری رحمۃ اللہ علیہ نے پادری فانڈر کی کتاب "میزان الحق" کا ایک جواب

---

[1] الطارق، ص ۶ مقدمہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ادلۃ الیقین" کے نام سے لکھا ہے، اس کے دیباچے میں وہ تحریر فرماتے ہیں،

"اس بلاشبہ استاذ جلیل شیخ رحمت اللہ ہندی مرحوم نے اس کتاب (میزان الحق) کے بعض نظریات کی تردید میں سخت محنت اٹھائی ہے، اور اپنی کتاب اظہار الحق میں تورات و انجیل کی تحریف پر دلائل قاطعہ قائم کئے ہیں[1]"

رشید رضا مصری مصر کے مشہور حدت پسند عالم اور مجلۃ المنار کے ایڈیٹر شیخ رشید رضا لکھتے ہیں،

"شیخ ہندیؒ نے اظہار الحق کے چھٹے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کو کافی وافی طریقے سے بیان فرمایا ہے، اور قاطع دلائل قائم کئے ہیں[2]"

عمر الدسوقی قاہرہ یونیورسٹی کے شعبہ ادب عربی کے صدر جناب عمر الدسوقی اظہار الحق پر اپنے مقدمے میں اظہار الحق کا مفصل تعارف کرانے اور مدح و ستائش کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں،

"اس کتاب کو پڑھتے وقت ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ شخص اپنے دین پر گہرا ایمان رکھتا ہے، دوسرے مذاہب سے پوری طرح باخبر ہے، اپنے موضوع پر اسے پوری گرفت حاصل ہے، دلائل قائم کرنے اور فن مناظرہ میں اس کو زبردست ملکہ حاصل ہے، اپنے مخالفت کی تمام کمزوریوں سے واقف ہے، اس نے جملہ نسخہ قدیم و جدید کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے، اور ان تمام باتوں کا مطالعہ کیا ہے جو بائبل کے بارے میں یہودی اور عیسائی علماء نے

---

[1] ادلۃ الیقین، ص ۹ مطبعۃ الارشاد ۱۳۵۲ھ،

[2] مقدمہ انجیل برناباس، ترجمہ الدکتور خلیل سعادت المسیحی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی ہیں اور اس کی دلیلوں میں سب سے زیادہ زور اسی پر دیا ہے،
جہاں وہ خود عیسائی مفسرین اور مورخین کے اقوال سے استشہاد
پیش کر کے اپنے نظریات کی تائید کرتا ہے[1]۔

اس کے علاوہ ہندوستان کے علماء میں سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے بیان القرآن میں اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے قصص القرآن میں اس کتاب کا ذکر فرما کر اس کی تعریف و توصیف کی ہے اور تقریباً تمام مشاہیر علماء اس پر اپنے اعتماد کا اظہار فرماتے رہے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

محمد تقی عثمانی
یکم شعبان ۱۳۹۶ھ

دار العلوم
کراچی نمبر

---

[1] مقدمہ اظہار الحق، ص ک ج اول، مکتبۃ الوحدۃ العربیۃ الدار البیضاء، المغرب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ کتاب

تمام تعریفوں کے لائق وہ ذات ہے کہ جس کے نہ کوئی اولاد ہے، نہ اس کی سلطنت میں کبھی کوئی شریک ہو سکتا ہے، پھر تمام پاکی اور پاکیزگی اس ہستی کے لئے مخصوص ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی، اور اس کو سمجھ والوں کے لئے بصیرت اور نصیحت کا ذریعہ بنایا، اور جس نے یقین کے چہرہ سے اپنی آیات کے دلائل سے نقاب اٹھا دی، اور یقین کی جلوہ گاہ پر ہدایت کے جھنڈے نصب فرمائے، تاکہ اپنے کلام سے حق کا حق ہونا ثابت کرے، تاکہ اس کی دلیل کے بعد ان اقوام کے دلائل بیکار ہو جائیں جو شبہات کا سہارا لیتے ہیں، اور جو اللہ کی روشنی کو اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں، حالانکہ خدا اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو،

اور رحمت و سلامتی اس ذات اقدس پر نازل ہو جس کی نبوت کے معجزے مبین مطالع پر روشن ہیں، اور جس کی شریعت کے شعائر واضح اور ظاہر ہیں، جس نے تمام دوسرے دینوں اور مذاہب کی نشانیوں کو منسوخ کر دیا، جس کو اس کے مالک نے ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سچا دین دے کر بھیجا، تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب بنائے، اور اس کی تائید ایسی محکم کتاب سے فرمائی، جس نے بڑے بڑے بلغاء کو اس جیسی ایک سورت پیش کرنے سے عاجز کر دیا، یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جن کے ظہور کی خوشخبری توریت اور انجیل نے دی، اور جن کے وجود سے اُن کے باپ ابراہیم خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کا ظہور ہوا، اُن پر اور اُن کی اولاد پر جو آپ کی شریعت کی اتباع کرنے کی وجہ سے کامیاب ہیں، اور صحیح راہ پر چلنے والے ہیں، اور آپ کے اُن صحابہ پر بھی خدا کی رحمت و سلامتی نازل ہو جن کو اللہ نے دولت اسلام عطا فرمائی، جس کے نتیجہ میں وہ کافروں پر نہایت سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں ؛

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ مصنف

امابعد: اپنے محسن خدا کی رحمت کا امیدوار رحمت اللہ بن خلیل الرحمن عفر لہ عرض پرداز ہے کہ جب برٹش حکومت کا ہندوستان پر زبردست تسلط اور غلبہ ہو گیا، اور اس نے امن وامان اور بہترین نظم ونسق کو قائم کر دیا، تو اُن کے آغاز حکومت سے ۴۰ برس تک اُن کے علماء کی طرف سے اپنے مذہب کی دعوت کا کوئی خاص اظہار نہیں ہوا، اس کے بعد آہستہ آہستہ انھوں نے اپنے مذہب کی دعوت دینی شروع کی، اور مسلمانوں کے خلاف رسالے اور کتابیں تالیف کیں، اور مختلف شہروں میں ان کو عوام میں تقسیم کیا، نیز بازاروں اور عام جلسوں، محفلوں اور شاہراہوں پر وعظ کہنا شروع کیا۔

ایک عرصہ تک تو عام مسلمان ان کے وعظ سننے، اور ان کی کتابوں، رسالوں کے مطالعہ سے نفرت کرتے رہے، اس لئے کسی ہندوستانی عالم نے بھی ان رسالوں کی تردید کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، مگر ایک مدت گذرنے پر کچھ لوگوں کی نفرت میں ضعف اور کمزوری پیدا ہونے لگی، اور بعض جاہل عوام کی لغزش کا خطرہ لاحق ہوا، تب کچھ علماء اسلام کو ان کی تردید کی طرف توجہ ہوئی۔

میں اگرچہ گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا، اُدھر میرا شمار بھی کوئی بڑے علماء کی جماعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نہ تھا، اور حقیقت میں ہیں اس عظیم الشان کام کا اہل بھی نہ تھا، مگر جب مجھ کو عیسائی علماء کی تحقیر، بیروں اور کتابوں کا علم ہوا، اور ان کے تالیف کردہ بہت سے رسالے میرے پاس پہنچے، تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی امکانی حد تک میں بھی کوشش کروں، لہذا اس سے پہلے تو میں نے کچھ رسالے اور کتابیں تالیف کیں، تاکہ سمجھدار لوگوں پر حقیقت حال واضح ہو جائے، اس کے بعد عیسائی حضرات کے وہ بڑے پادری جن کا شمار ان عیسائی علماء میں تھا جو ہندوستان میں تحریری اور تقریری دونوں طریقوں سے مذہب اسلام پر اعتراض اور نکتہ چینی و عیب جوئی میں مشغول رہتے تھے، یعنی "میزان الحق" کے مصنف، میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے اور آپ کے درمیان ایک عام جلسہ میں مناظرہ ہو جانا چاہئے تاکہ یہ امر خوب اچھی طرح واضح ہو جائے کہ علمائے اسلام کی بے توجہی کا سبب یہ نہیں کہ وہ حضرات عیسائی پادریوں کے رسالوں کی تردید سے قاصر و عاجز ہیں، جیسا کہ بعض عیسائیوں کا دعویٰ اور خیال تھا،

چنانچہ پادری مذکور سے ان پانچ مسائل میں مناظرہ ہونا طے ہو گیا جو عیسائی اور مسلمانوں کے باہمی نزاعی مسائل کی بنیاد ہیں، یعنی تحریف، نسخ، تثلیث، قرآن کی حقانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا حق ہونا، اور شہر آگرہ میں ماہ رجب ۱۲۷۸ھ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا، میرے ایک محترم دوست (خدا ان کو تا دیر زندہ رکھے) اس جلسہ میں میرے معین[1] و مددگار تھے، اسی طرح بعض پادری صاحبان پادری صاحب کے مددگار تھے

---

[1] یعنی ڈاکٹر وزیر خان صاحب مرحوم، ۱۸۵۳ء میں انگلینڈ سے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے گئے تھے، وہیں سے علوم و موضوع پر کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ جمع کر کے ہندوستان لائے، آپ انگریزی کے ساتھ اپنی مادری زبان بھی جانتے تھے، آپ ہی کے پُرخلوص تعاون نے مولانا رحمت اللہ صاحبؒ کو انگریزی اور یورپین لٹریچر سے واقف کرایا، آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے مجاہدین میں سے ہیں، جنرل بخت خان کے ساتھ دہلی کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے فضل و کرم سے نسخ اور تحریف والے دو مسئلوں میں جو دقیق ترین مسئلے تھے، اور پادریوں کے خیال میں سب سے مقدم تھے (چنانچہ اس پر ان کی ایک عبارت بھی دلالت کرتی ہے جو کتاب حل الاشکال میں موجود ہے) ہم کو کامیابی اور غلبہ حاصل ہوا، جب پادری مذکور نے یہ دلخراش شکست دیکھی تو بائبل میں مسائل میں مناظرہ سے راہ فرار اختیار کی،

پھر مجھ کو مکہ مکرمہ کی حاضری کا اتفاق ہوا، اور میں حضرت الاستاذ علامہ سید احمد بن زینی دحلان امام الشافعیہ کی چوکھٹ پر حاضر ہوا، موصوف نے حکم دیا کہ میں ان پانچوں مباحث کا ان کتابوں سے جو اس سلسلہ میں میں نے تالیف کی ہیں عربی زبان میں ترجمہ کروں، کیونکہ وہ کتابیں یا فارسی زبان میں تھیں، یا اسلامانین ہند کی زبان (اردو) میں، اور دونوں زبانوں میں میری تالیفات کا یہ سبب تھا کہ پہلی زبان تو ہندوستانی مسلمانوں میں بے حد نافذ تھی، اور دوسری زبان خود ان کی اپنی مادری زبان تھی، اور پادری حضرات جو ہندوستان میں مقیم تھے، اور دعظ کہتے پھرتے تھے وہ دوسری زبان میں یقیناً ماہر تھے اور پہلی زبان سے بھی کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے تھے بالخصوص وہ پادری جنہوں نے مجھ سے مناظرہ کیا تھا، وہ تو فارسی زبان میں بہ نسبت اردو کے بہت زیادہ ماہر تھے،

ادھر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل میرے لئے واجب اور ضروری تھی، مجبوراً میں امتثال حکم کے لئے تیار ہو گیا، مجھ کو اپنے لوگوں سے جو انصاف کی راہ پر چلتے اور بے انصافی کی راہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) اس وقت سے مسلسل آزادی کی جدوجہد میں شریک رہے۔ پھر ہجرت کر کے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی خدمت میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، وہیں وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہیں (از فرنگیوں کا جال)، ۱۲ محمد تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اعراض کرتے ہیں لیکن پوری امید ہے کہ وہ میری غلطیوں پر پردہ ڈالیں گے، اور میری ژولیدہ بیانی کی اصلاح فرمائیں گے،

اپنے اس خدا سے جو ہر مشکل کو آسان کر دینے والا ہے دعا و التجا کرتا ہوں کہ مجھے وہ بصیرت و صلاحیت عطا کرے جو حق و صواب کی جانب رہنمائی کرنے والی ہے، اور اس کتاب کو مخلوق میں شرف قبول بخشے، خاص و عام سب اس سے مستفید ہوں، اہل باطل کے شبہات اور منکرین کے اوہام سے اس کو محفوظ رکھے،

وہی توفیق بخشنے والا ہے، اسی کے ہاتھ میں تحقیق کی لگام ہے، اور وہ تو ہر چیز پر قادر ہے، اور قبول کرنے کا اہل ہے،

اور میں نے اس کا نام اظہار الحق رکھا ہے، جو ایک مقدمہ اور چھ بابوں پر تقسیم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

کتاب سے متعلق چند ضروری باتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

کتاب سے متعلق چند ضروری باتیں

(۱)

میں اس کتاب کے کسی حصہ میں اگر کوئی بات بلا کسی تید کے ذکر کروں گا تو سمجھ لیا جائے کہ وہ علماء پروٹسٹنٹ کی کتابوں سے الزامی طور پر منقول ہے۔ اگر کسی صاحب کو وہ بات مسلمانوں کے مذہب کے خلاف نظر آئے تو اس کو شک اور غلط فہمی میں نہ پڑنا چاہئے ہاں اگر کوئی بات میں اسلامی کتابوں سے نقل کروں گا تو ضرور اس کی جانب اشارہ کروں گا، الا یہ کہ وہ بہت زیادہ مشہور ہو،

(۲)

اس کتاب میں جو کچھ نقل کیا گیا ہے، عموماً فرقہ پروٹسٹنٹ[1] کی کتابوں سے ماخوذ ہے،

---

[1] فرقہ پروٹسٹنٹ Protestant عیسائیوں کا مشہور فرقہ جو سولھویں صدی عیسوی میں نمودار ہوا، اور پھر رفتہ رفتہ تمام دنیا میں پھیل گیا، اس کا دعویٰ یہ تھا کہ کلیسا کے پاپاؤں نے عیسائیت کی شکل صورت کو بڑی حد تک بگاڑ دیا ہے، اس میں بہت سی بدعتیں شامل کر دی ہیں، اور بیجا تنگ نظری سے کام لیا ہے، اس لئے کلیسا کے نظام کی از سر نو اصلاح کرنی چاہئے، چنانچہ اس فرقہ نے جو نظریات پیش کئے وہ اپنی منطقیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ تراجم ہوں یا تفسیریں یا تاریخیں، کیونکہ ملک ہندوستان پر اسی فرقہ کے لوگوں کا تسلط ہے، اور انہی کے علماء سے مناظرہ اور مباحثہ کا اتفاق ہوتا ہے، اور انہی کی کتابیں مجھ تک پہنچی ہیں، بہت کم ایسی چیزیں بھی آپ کو ملیں گی جو فرقہ کیتھولک کی کتابوں سے لی گئی ہیں،

تغیر و تبدل اور اصلاح کرتے رہنا، فرقہ پروٹسٹنٹ کے لئے ایک امر لبی بن گیا ہے، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جب کبھی ان کی کوئی کتاب دوسری بار طبع ہوتی ہے، اس میں پہلے کی نسبت بے شمار تغیر و تبدل پایا جاتا ہے، یا تو بعض مضامین بدل دیئے جاتے ہیں، یا گھٹا بڑھا دیئے جاتے ہیں، یا کسی بحث کو مقدم یا مؤخر کر دیا جاتا ہے،

اب اگر کسی ایسی چیز کا جو ان کی کتابوں سے نقل کی گئی تھی اصل کتاب سے مقابلہ کیا جائے تو اگر یہ کتابیں اسی نوع کی ہیں جن سے ناقل نے نقل کیا تھا تب تو نقل مطابق نظر آئے گی، ورنہ عموماً مخالف، لہذا اگر کوئی صاحب ان کی اس عادت سے واقف نہ ہوں تو ان کو یہی غلط فہمی ہوگی کہ ناقل نے غلط کہا ہے، حالانکہ وہ غریب صحیح کہتا ہے، یہ بات

دینیہ عائیہ صلوٰۃ وغیرہ بیشمار چیزوں میں قدیم رومن کیتھولک فرقہ سے مختلف ہیں، اس فرقہ نے چونکہ کتابوں کو بائبل سے نکالا یا بائبل کو لوگوں کی مادری زبان میں پھیلانے کی تحریک چلائی، اور پاپا سے اس کی پیشتر سے اختیارات سلب کر لئے رومن کیتھولک فرقہ نے جو بہت سی رسمیں گھڑ رکھی تھیں انہیں منسوخ کر کے صرف بپتسمہ (Baptism) اور عشاء ربانی (Eucharist) کو باقی رکھا، اور عشاء ربانی کی تفصیلات بھی بدل دیں، ان تمام اختلافات کی تفصیل آگے کتاب میں اپنے اپنے مقام پر آئے گی، مارٹن لوتھر اس فرقہ کا بانی ہے، اور کالون وغیرہ اس کے مشہور لیڈر ہیں، (تفصیل کے لئے دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۳۲ ج ۲۲، ۱۹ء، مقالہ پروٹسٹنٹ)۔

(۱) رومن کیتھولک (Roman Catholic) عیسائیوں کا قدیم ترین فرقہ جس کا دعویٰ ہے کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی تھی، یہ فرقہ حضرت مسیح کے حواری جناب پطرس کو نائب مسیح مانتا ہے، اور کہتا ہے کہ وہ کلیسا کے رئیس تھے، اور جتنے پاپا کلیسا میں منتخب کر جائیں گے وہ سب کے سب جناب پطرس کے خلیفہ ہوں گے، اس لئے تمام دینی امور میں کامل اختیار انہیں حاصل ہوں گے، اس کے مختلف عقائد و نظریات کی تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب ہذا، ص ۲۲۱ ج ۲، ۱۲ محمد تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا ان پادریوں کی عادت بن گئی ہے، میں خود بھی دو بار ان کی اس عادت کے جاننے سے قبل اس قسم کے مغالطہ میں پڑ چکا ہوں، اس لئے ناظرین کو یہ نکتہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے، تاکہ خود بھی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں، نہ دوسرے کو غلطی میں مبتلا کریں، اور نہ ناحق بہتان لگائیں،

کتاب کے اہم مآخذ اب ہم ان کتابوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں جن سے ہم نقل کریں گے وہ کتابیں حسب ذیل ہیں:-

۱۔ موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کتابوں کا عربی ترجمہ، جس کو ولیم واٹسن نے لندن میں طبع کیا ہے، مطبوعہ ۱۸۳۱ء، جو نسخہ جلد دوم ۱۸۳۱ء کے بعد طبع کیا گیا ہے،

۲۔ عہد عتیق و جدید کی تمام کتابوں کا عربی ترجمہ جس کو ولیم واٹسن مذکور نے ۱۸۳۱ء میں طبع کیا اور اس ترجمہ میں زبور ۱۱۳ و ۱۱۴ کو یک جا کر کے ایک کر دیا گیا، اور زبور ۱۱۴ کے دو حصے کر کے دو زبوریں قرار دیں، اس طور پر زبوروں کی تعداد ۱۵۰ کے درمیان بہ نسبت دوسرے تراجم کے بعد ایک کے کم ہو گئی،

۳۔ عہد جدید کا ترجمہ عربی زبان میں بیروت میں ۱۸۶۱ء میں طبع ہوا، میں نے عہد جدید کی عبارت اکثر اسی ترجمے سے نقل کی ہے، کیونکہ اس کی عبارت پہلے ترجمہ کی طبع رکیک نہیں ہے،

۴۔ تفسیر آدم کلارک جو عہد عتیق و جدید پر لندن میں ۱۸۱۰ء میں طبع ہوئی،

۵۔ ہورن کی تفسیر جو ۱۸۲۲ء میں لندن میں تیسری بار طبع کی گئی،

۶۔ ہنری و اسکاٹ کی تفسیر، مطبوعہ لندن،[1]

[1] اصل میں ہنری کی تفسیر الگ تھی، اور اسکاٹ کی الگ، بعد میں بعض جہلاء ملاء دین نے ملا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ لارڈنر کی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۷۳۸ء،

۸۔ بارسلے کی تفسیر،

۹۔ وائسن کی کتاب،

۱۰۔ فرقہ پروٹسٹنٹ کا ترجمہ انگریزی مہر شدہ مطبوعہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۲۳ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۶ء،

۱۱۔ عہد عتیق و جدید کا انگریزی ترجمہ جو رومن کیتھولک کا کیا ہوا ہے، مطبوعہ ڈبلن ۱۹۳۰ء،

اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جن کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئے گا، یہ کتابیں اُن ممالک میں جن پر انگریزوں کا تسلط ہے بڑی کثرت سے ملتی ہیں، جس کسی کو شک ہو نقل کو اصل کے مطابق کر سکتا ہے،

(۲)

اگر کسی جگہ میرے قلم سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے جو عیسائیوں کی کسی مسلمہ کتاب کی نسبت یا اُن کے کسی پیغمبر کے متعلق بے ادبی اور گستاخی کا شبہ پیدا کرتا ہو تو ناظرین اس کو اُس کتاب کی یا نبی کی نسبت میری بد اعتقادی پر محمول نہ فرمائیں کیونکہ میرے نزدیک خدا کی کسی کتاب یا اس کے کسی پیغمبر کی شان میں بے ادبی کرنا بدترین عیب ہے، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے، مگر چونکہ وہ کتابیں جو عیسائیوں کے نزدیک مسلّم اور انبیاء کی جانب منسوب ہیں، ان کا الہامی کتابیں ہونا آج تک ثابت نہیں ہو سکا بلکہ

---

(۱) صفحہ گذشتہ سے دونوں کو ملا کر دیا اور اس کا نام ہنری واسکاٹ کی تفسیر ہو گیا، اسی لئے آپ یہ بھی لکھ گئے کہ مصنف اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تفسیر ہنری واسکاٹ کے جامعین نے یوں کہا" وہ محدث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس ان کا من گھڑت اور مصنوعی ہونا ہی ثابت ہے، اور ان کتابوں کے بعض مضامین کا شدید انکار کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اور یہ بھی ثابت ہے کہ ان کتابوں میں اغلاط و اختلافات اور تناقض و تحریف یقینی طور پر موجود ہے، اس لئے ہم یہ کہنے پر مجبور اور معذور ہوں گے کہ یہ کتابیں خدا کی کتابیں نہیں ہو سکتیں اور بعض واقعات کے قطعی انکار کرنے میں حق بجانب ہوں،

مثلاً یہ کہ حضرت لوط علیہ السلام نے شراب پی کر اپنی دو بیٹیوں سے زنا کیا جن کو حمل رہ گیا، اور داؤد علیہ السلام نے اوریا کی بیوی سے زنا کیا، اور ان سے حاملہ ہو گئیں، پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے امیر لشکر کو اشارہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر کرے جس سے اوریا مارا جائے، اور حیلے سے اس کو مروا دیا، اور اس کی بیوی میں انھوں نے ناجائز تصرف کیا، اسی طرح حضرت ہارون علیہ السلام نے بچھڑا بنایا، اور اس کے لئے قربان گاہ تعمیر کی، اور خود ہارون علیہ السلام نے مع بنی اسرائیل کے اس کی عبادت کی، اور اس کو سجدہ کیا، اس کے سامنے قربانی کی، یا یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آخر عمر میں مرتد ہو گئے تھے، اور بت پرستی کرنے لگے تھے، انھوں نے بت خانے تعمیر کئے، ان کی مقدس کتابوں سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ سلیمان علیہ السلام نے ان افعال سے کبھی توبہ کی ہو، بلکہ اس کے برعکس یہی ثابت ہے کہ ان کی وفات مرتد و مشرک ہونے کی حالت میں ہوئی،

ظاہر ہے کہ اس قسم کے واقعات کا انکار کرنا ہمارے لئے ضروری اور واجب ہے،

لہ نقل کفر کفر نباشد "سوا انھوں نے (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں نے) اس رات اپنے باپ کو شراب پلائی" (پیدائش ۱۹: ۳۳) اور "سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں" (پیدائش ۱۹: ۳۶) ۱۲

کہ (سموئیل دوم ۱۱: ۲ تا ۵) سہ (سموئیل دوم ۱۱: ۱۵-۱۰) کہ (خروج ۳۲: ۲ تا ۶)

ہ (سلاطین اول ۱۱: ۲ تا ۱۳) محمد تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ واقعات یقینی طور پر غلط ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبوت کا مقدس مقام ان شرمناک کاموں سے پاک ہے۔

غرض ہم غلط کو غلط کہنے میں معذور ہیں، اس لئے علماء پروٹسٹنٹ کے لئے زیبا نہیں ہوگا کہ وہ اس سلسلہ میں ہماری شکایت کریں، ان حضرات کو خود اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھنا چاہئے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث نبویؐ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر طعن و اعتراض میں کس قدر حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں، اور کیونکر ان کے قلم سے ناشائستہ الفاظ نکلتے ہیں، اگر انسان اپنے عیب کو خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو نہیں دیکھتا، اور دوسرے کے عیب کے خواہ کتنے ہی معمولی حصوں درپے ہوتا ہے، ہاں وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے جس کی بصیرت کی آنکھیں اللہ نے بھول دی ہیں، حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ:-

"تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے؟ اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا؟ اور جب تیری ہی آنکھ میں شہتیر ہے تو تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ لا تیری آنکھ میں سے تنکا نکال دوں؟ اے ریاکار! پہلے اپنی آنکھ میں سے تو شہتیر نکال لے پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح نکال سکے گا" (متی ۷ - ۳، ۵، اور لوقا ۶ - ۴۲)

(۵)

عیسائی لٹریچر میں مخالفین کے لئے نازیبا الفاظ

کبھی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جو مخالف کو گراں ہوتی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ مسیح علیہ السلام نے کس طرح پر کتبہ[1] اور فریسیوں کے

[1] اظہار الحق کے دونوں نسخوں میں یہ لفظ اسی طرح ہے، جو غالباً کاتب کی غلطی ہے، مگر انجیل متی میں "فریسیوں" کے ساتھ "منافقوں" کا لفظ ہے (متی ۲۳ - ۱۳، ۲۹) اور قوانین شرع کے "عالموں" کا لفظ ہے (۱۵ - ۳۵) مفہوم تقریباً ایک ہی ہے ۱۲ محمد تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے اُن کے منہ پر یہ الفاظ استعمال کئے :۔

اے ریاکار کاتبو اور فریسیو! تم پر افسوس، اور اندھے راہ بتانے والو! اور اے احمقو اور اندھو! تم پر افسوس، اے سانپو اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے ؟

نیز اُن کی بُرائیاں اور عیوب بھرے مجمع میں بیان کئے، یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے شکایت کی کہ آپ ہم کو گالیاں دیتے ہیں جس کی تصریح انجیل متی باب ۲۳ اور انجیل لوقا باب ۱۱ میں موجود ہے۔

اسی طرح کنعانی کافر عورت کے حق میں کس طرح کتوں کا لفظ استعمال کیا، جس کی تصریح انجیل متی باب ۱۵ میں موجود ہے، نیز حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو ان الفاظ کے ساتھ کس طرح خطاب کیا کہ :۔

اے افعی کے بچوں کی اولاد! کس نے تم کو بتایا کہ تم آنے والے غضب سے بھاگ سکو گے ؟

جس کی تصریح انجیل متی باب ۳ میں موجود ہے،

بالخصوص علماء ظاہر کے مناظروں میں اس قسم کے کلمات بشریت کے تقاضے کے ماتحت نکل جاتے ہیں، ذرا ملاحظہ کیجئے فرقہ پروٹسٹنٹ کے مقتدی اور رحمۃ للعالمین یعنی جناب [illegible] کو کہ وہ ایسے شخص کے حق میں جو اپنے زمانہ میں عیسائیوں کا مقتدی اور اس کا معاصر یعنی

لہ آیت ۲۹ و ۳۰ ۔

سلہ اے سانپ کے بچو! تمہیں کس نے جتلایا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔ (متی ۳ ۔ ۷)

سلہ مارٹن لوتھر Martin Luther ۔ جرمنی میں فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی اور اس کا سب سے پہلا لیڈر رہا، اس نے سب سے پہلے یہ آواز اٹھائی کہ ہر عام و خاص انسان کو براہ راست کتب مقدسہ سے استفادہ کا حق حاصل ہے، اس نے کلیسائے روم کی بدعات کے خلاف احتجاج کیا تھا، اس نے اس کے (باقی بقیہ صفحہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاپا سے روم تھا کس قسم کے الفاظ استعمال کرتا ہے،

اسی طرح ملک معظم بزرگ ہشتم شاہ انگلستان کے حق میں کیا کیا لفظ کہتا ہے؟ ہم اس کے بعض اقوال مرجمہ کے طور پر کیتھولک ہیرلڈ جلد ۹ ص ۲۷۷ سے نقل کرتے ہیں، اس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس نے ان اقوال کو جناب رئیس المصلحین مذکور کی سلسلت جلدوں میں سے جلد ۱ و ۲ سے نقل کیا ہے، غرض رئیس مذکور نے جلد ۲ مطبوعہ ۱۵۵۸ء کے صفحہ ۲۶۳ میں پاپا کے حق میں یوں کہا ہے کہ:

میں سب سے پہلا شخص ہوں جس کو خدا نے ان باتوں کے بیان کرنے کے لئے طلب کیا ہے جن کی تم کو بصیرت کرتا ہوں میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ خدا کا مقدس کلام جو تمہارے پاس تھا آہستہ آہستہ نکل گیا، اے حقیر پاپی! اے گدھے اپنے کو گرنے سے بچا، اے میرے گدھے پاپا! اپنے کو بچا، اے ذلیل گدھے آگے مت بڑھ ممکن ہے تو گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ جائے، کیونکہ اس مقام پر ابھی بہت کم ہے یہاں تک کہ برف میں بھی بے شمار پھسلن پائی جاتی ہے، اور اس میں پاؤں پھسل جاتے ہیں پھر اگر تو گر پڑا تو لوگ مذاق اڑائیں گے، کہ یہ کونسا شیطانی کلام ہے، میرے پاس سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فرڈ کو پروٹسٹنٹ کہتے ہیں، اس نے توراۃ کا ترجمہ جرمنی زبان میں کیا جس کو جرمنی نشاۃ کا ایک شاہکار قرار دیا جاتا ہے، پیدائش ۱۴۸۳ء، وفات ۱۵۴۶ء ۱۲

نمبر ۱ پاپا، پاپ نصاریٰ کی اصطلاح میں کلیسا کے رئیس کو کہا جاتا ہے اسے نصاریٰ حضرت مسیح کا خلیفہ سمجھتے ہیں پہلے اسی کو پیرک کہا جاتا تھا بعد میں پاپا کا نام دیا گیا، لغوی اعتبار سے مذہبیہ کے اندر کامل طور پر خود نصاریٰ کے اعتراف ابن خلدون، ص ۱۴۱۸) نوتھر نے اپنے زمانہ کے پاپا سے بغاوت کی تھی ۱۲

نمبر ۲ ہنری ہشتم شاہ انگلستان (۱۵۰۹ء - ۱۵۴۷ء) اس نے سب سے پہلے شروع میں نوتھر کی تحریک بغاوت کا کلیسا کی جانب سے مقابلہ کیا جس پر اسے پاپا نے تحافظ دین کا خطاب دیا، بعد میں یہ کلیسا سے [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُور ہو جاؤ، اے شریر و ناکامل العقل احمقو! ذلیل گدھو! تم اپنے کو گدھوں سے بہتر سمجھتے ہو؟ اے پوپ! بے شک تو گدھا ہے، بلکہ بیوقوف گدھا ہے، اور ہمیشہ گدھا ہی رہے گا۔"

پھر صفحہ ۳۴۲ جلد مذکور میں یوں ہے:۔

"اگر میں حاکم ہوتا تو یہ حکم جاری کرتا کہ مشریر پوپ اور اس کے متعلقین کو باندھ کر دریائے استیا میں جو روم سے تین میل کے فاصلہ پر ایک بڑا دریا ہے ڈبو دیا جائے، کیونکہ وہ پاپا اور پاپ کے جملہ متعلقین کے لئے تمام امراض اور کمزوری سے شفا اور صحت حاصل کرنے کے لئے ایک بہترین حمام ہے، اور میں نہ صرف اپنا قول رکھتا ہوں، بلکہ مسیح کو بھی اس امر کا ضامن بناتا ہوں کہ اگر میں ان کو صرف آدھا گھنٹہ ڈبو دوں تو وہ تمام بیماریوں سے صحتیاب ہو جائیں گے۔"

پھر جلد مذکور کے صفحہ ۳۴۱ پر کہتا ہے کہ:۔

"پوپ اور اس کے متعلقین ایک شریر اور مفسد مکار و فریبی کارگروہ ہے، اور بدقماش لوگوں کی ایسی پناہ گاہ ہے جو بڑے بڑے جنی شیاطین سے بھری ہوئی ہے، کہ اس کے تھوک اور ناک کی ریزش سے بھی شیاطین برآمد ہوتے ہیں۔"

پھر جلد ۲ مطبوعہ ۱۵۶۲ء کے صفحہ ۱۰۹ پر کہتا ہے کہ:۔

"میں پہلے کہا کرتا تھا کہ جان ہس[1] کے بعض مسائل انجیل والوں کے مسائل ہیں،

[1] یہ ایک مقتدر مصنف اور نصاریٰ کا مصلح جس نے ۱۴۱۵ء میں وفات پائی۔ John Huss Wickliff

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب میں اس قول سے ہٹ کر کہتا ہوں کہ صرف بعض مسائل ہی نہیں، بلکہ وہ تمام مسائل جن کی تردید دجال اور اس کے حواریوں نے کونسٹنس کے جلسہ میں کی ہے، وہ سب انجیلی ہیں، اور اب میں میرے منہ پر کہتا ہوں، اے اللہ کے مقدس نائب کہ جان ہس کے تمام مسائل جن کی تردید کی گئی ہے واجب التسلیم ہیں، اور تیرا ہر مسئلہ شیطانی اور کافرانہ ہے، اس لئے میں جان ہس کے تمام رد کئے ہوئے مسائل کو تسلیم کرتا ہوں، اور ان کی تائید کے لئے خدا کے فضل سے کیا رہوں۔

جان ہس کے مسائل میں سے یہ بھی ہے کہ بادشاہ یا پادری اگر کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو پھر وہ بادشاہ یا پادری نہیں رہ سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ جب تمیں اصلیین جناب لوتھر کے نزدیک اس کے تمام مسائل مسلمہ ہیں، تو یہ مسئلہ بھی ضروری ہے کہ مسلم ہو، اس بنا پر اس کے ماننے والوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلے گا جو بادشاہت یا پادری ہونے کا اہل ہو، کیونکہ ان میں کسی کا بھی دامن کبیرہ گناہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵) کی اشاعت میں کلیسا کے خلاف آواز بلند کی، اور اسی کی تعلیمات کی بنیاد پر لوتھر نے اپنا فرقہ قائم کیا، اس زمانہ کے پاپا منفرت نامے فروخت کیا کرتے تھے، اس کی بنیادی تعلیمات میں اس کا بھی احتجاج گناہ کبیرہ کے مرتکبوں کو پادری نہ بنانے کی تجویز اور بائیبل کو ہر شخص کی مادری زبان میں پڑھنے کی آزمائش ہے ۱۴۱۴ء میں جب بخشش ناموں کی تقسیم کا اعلان ہوا تھا اس کی مؤثر تبلیغ سے یہ کام نہ ہو سکا چنانچہ پوپ نے اسے کلیسا سے خارج کر دیا، اور ستایا ۱۴۱۵ء میں اسے گرفتار کیا گیا، اور سات مہینے متواتر محبوس رکھنے کے بعد ۶ جولائی ۱۴۱۵ء کو شہر کانسٹنس میں زندہ جلا دیا گیا (تواریخ کلیسا ۷ روم) ۱۲

(۱) حاشیہ صفحہ ۲۳۵ Conestance Council جس زمانہ میں پاپاؤں اور بادشاہوں میں خانہ جنگی جاری تھی، یکم نومبر ۱۴۱۴ء کو شہر کانسٹنس میں ایک عالمگیر اجلاس بلایا گیا جس میں شرکاء کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی، اس میں پوپ اعظم کی بحالی، کلیسا میں اصلاحات اور غلط تعلیمات کو بدعتیوں (باقی برصفحہ ۲۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پاک نہیں ہے، اور بڑی عجیب بات ہے کہ عصمت و پاک دامنی عیسائیوں کے نزدیک انبیاء اور پیغمبروں کے لئے تو شرط ہی نہیں، چنانچہ جناب لوتھر کے نزدیک یہ حضرات معصوم نہیں ہیں، مگر بادشاہ اور پادری کے لئے شرط ہے، شاید یہ بات ہو کہ نبوت کا منصب اس کے نزدیک پادری کے منصب سے کم ہوگا،

لوتھر صاحب نے جو الفاظ ملک معظم ہنری ہشتم کے حق میں استعمال کئے ہیں مناسب ذیل ہیں، جلد ۲ مطبوعہ ۱۵۵۵ء صفحہ ۲۷۰ پر کہتا ہے کہ:-

(۱) بیشک لوتھر ڈرتا ہے کہ کہیں بادشاہ نے اس قدر اپنا جھوٹ کذب و فجور خرچ کیا ہے،

(۲) میں جھوٹے اور بے حمیت کے ساتھ بات کرتا ہوں، اور چونکہ وہ اپنی بیوقوفی سے اپنے منصب سلطانی کا لحاظ نہیں کرتا تو پھر میں کیوں اس کا جھوٹ اس کے حلق میں نہ ٹھونسوں،

(۳) تے مکڑی کے بنے ہوئے حوض جاہل، تو جھوٹا ہے، اور احمق بادشاہ ہے، جو کفن چور بھی ہے،

(۴) آسی طرح پر احمق بادشاہ کو اس کیا کرتا ہے،

بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے لئے اس قسم کے الفاظ کا استعمال علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک جائز ہے، یا دوسری بات ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ استعمال مقتضائے بشریت کی بناء پر ہوا ہے، اب ہم کہتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوئی ایک لفظ بھی جان بوجھ کر اس

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) عصمت دفع کرنے کی تدابیر پر غور کیا گیا، جان حس کی تعلیمات زیر بحث آئیں تو انھیں یا تو رد کیا گیا، اور اسی کے نتیجہ میں اسے زندہ نذر آتش کیا گیا، دیکھئے شارٹ ہسٹری آف دی چرچ آف اسی ٹلینڈ ص ۲۳۹ و ۲۴۰، ۱۲ محمد علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز کا استعمال نہیں کریں گے جس انداز کے الفاظ ان کے مقتدا نے مسیحی ضمائر کے حق میں استعمال کئے ہیں، ہاں اگر کوئی لفظ بلا ارادہ ایسا نکل گیا جو اُن کے خیال میں اُن کی شان کے مناسب نہیں ہے تب بھی ہم اس سے چشم پوشی اور درگذر کے طالب ہیں،

مسیح علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:-

تم اپنے لعنت کرنے والوں کو برکت کی دعا دو، اپنے ساتھ بغض رکھنے والوں سے بھلائی کرو، جو تمہارے ساتھ بُرائی سے پیش آئیں اور تم کو دُکھ دیں تم اُن کے حق میں دعا کرو،

جس کی تصریح انجیل متی باب میں موجود ہے

(۶)

عیسائی علماء دین کے اقوال نقل کرنے کی وجہ

یہ دونوں ممالک میں ایسے لوگ بڑی کثرت سے موجود ہیں جن کو علماء پروٹسٹنٹ کہا اور بدوین کہتے ہیں، جو نبوت و الہام کے منکر اور مذاہب کا مذاق اڑاتے ہیں، مذہب عیسوی کے پیغمبروں کی بے ادبی کرتے ہیں، بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام کی، ان ممالک میں اُن کی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی ہے، اُن کی کتابیں دنیا کے اطراف میں پھیل چکی ہیں، کچھ تھوڑی مقدار میں اُن کے اقوال ہی اس کتاب میں نقل کئے جائیں گے، اس نقل سے کوئی صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ ہم اُن کے اقوال یا افعال کو اچھا سمجھتے ہیں، حاشا وکلا، کیونکہ ہمارے نزدیک جن پیغمبروں کی نبوت ثابت ہو چکی ہے اُن کا منکر بالخصوص حضرت مسیح کا منکر ایسا ہی ہے جیسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والا، بلکہ اس نقل کا منشاء محض علماء پروٹسٹنٹ کو یہ بتانا ہے کہ انھوں نے مذہب اسلام پر جو اعتراضات کئے ہیں، وہ ان اعتراضات کی نسبت کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے، جو خود اُن کے اہل ملک و جنس لوگوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عیسائی مذہب پر کئے ہیں،

(۷)

علمائے پروٹسٹنٹ کی مسلمانوں پر بہتان طرازیاں

اکثر علماء پروٹسٹنٹ کی عادت مخالفین کے جواب لکھنے کے موقع پر یہ رہتی ہے کہ وہ اس کی کتاب میں عناد اور مخالفت کی نگاہ سے جستجو کرتے ہیں، اگر پوری کتاب میں تھوڑے سے بھی کمزور اقوال ان کو مل گئے تو وہ اُن کو غنیمت سمجھ کر عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے اُن کو نقل کرتے ہیں، پھر دھومیں کرتے ہیں کہ تمام کتاب اسی طرح کی ہے، حالانکہ انھوں نے پوری بھاگ دوڑ کے بعد معدودے چند اقوال کمزور پائے ہیں، پھر مخالف کے ان اقوال کو لے لیتے ہیں جن میں وہ تاویل کر سکتے ہیں، یا ان کا جواب دے سکتے ہیں، اور قوی و مضبوط اقوال کو قلمی ہاتھ نہیں لگاتے، بلکہ ان کی طرف اشارہ بھی نہیں کرتے اور نہ تردید کے لئے اس کی کتاب کی تمام عبارت نقل کرتے ہیں، کہ ناظرین پر فریقین کے کلام کی حقیقت واضح ہو سکے، بلکہ کبھی کبھی تو اُن کی طرف سے نقل کرنے میں بھی خیانت کا ارتکاب ہوتا ہے، یعنی ناظرین کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے اس کے الفاظ اور اصلی غرض میں تحریف اور تغیر و تبدل کر دیتے ہیں، تاکہ دیکھنے والا صرف ان منقول اقوال کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ واقعی مخالف کا تمام کلام اسی نمونہ کا ہوگا جس طرح انھوں نے نقل کیا ہے،

یہ عادت بہت ہی ناپسندیدہ ہے، جو حضرات اُن کی اس عادت سے واقف ہیں اُن کو یقین ہو جاتا ہے کہ ان مصنفین کو مخالف کی کتاب میں اس کے سوا کچھ نہیں ملا ہے، پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ اگر بالفرض نقل درست بھی ہو تو صرف ان اقوال سے پوری کتاب کا کمزور ہونا لازم نہیں آتا، بالخصوص جبکہ کتاب بھی بڑی ہو، کیونکہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہو سکتی جس میں بعض اقوال کمزور نہ ہوں اور پھر اس کمزوری کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اقوال مخالف کے مذہب کے اصول و ارکان سے متعلق ہوں، ورنہ اگر فروعی مسائل میں کمزور اقوال ہوں تو اس سے مذہب کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور ہر مذہب میں ایسے اقوال کا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ ہر مذہب کے ماننے والے اس کے تمام اقوال کو صحیح نہیں سمجھتے، اور ہر مذہب کے ماننے والے اس کے تمام اقوال کو صحیح نہیں سمجھتے،

لہ یہ بعینہٖ مثل کا ترجمہ ہے، اصل الفاظ یہ ہیں "کل سلام نوبۃ، وکل جواد کبوۃ، واول الناس اول ناس" ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرنا لازم ہے، اور سب سے پہلا انسان سب سے پہلا بھولنے والا ہے،

ہمارے نزدیک تو غلطی اور سہو کی پاک ہونا صرف کلام الٰہی کیلئے مخصوص ہے، شاید کسی اور کتاب یا انسانی سعی و جہد کو یہ امتیاز حاصل ہو، تعجب ہے اس مدعی زمانہ کتاب پر کہ اس کی کتاب میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں بتلایا جا سکتا جس کے مضامین میں کوئی غلطی اور کمزوری اگلی تصنیف میں کسی موقع پر نہ ہوئی ہو، اگر کوئی ایسا ہو تو پیش کیجئے، پھر اس کی جواب دہی ہمارے ذمہ ہوگی، کیا پھر اسی طرح ہمارے لئے بھی جائز ہوگا کہ ہم بھی ان کے امام ممدوح یا دوسرے امام کالوِن[1] یا ان کے کسی مشہور محقق کے بعض کمزور اقوال کو نقل کر کے یہ کہیں کہ اس کا باقی کلام بھی اسی طرح باطل ہے، اور اسی قسم کی بکواس ہے، اور اس کو ہم ایک باقی نصیب نہیں تھی، مناسب کہ ہم یہ بات کہیں، کیونکہ یہ قطعی انصاف کے خلاف ہے، اور اگر عیسائیوں کے نزدیک اتنی بات کافی ہے تو ہم کو بڑی راحت حاصل ہو جائے گی، کیونکہ ہم ان کے کسی امام یا محقق کے بعض وہ اقوال جن کے بارے میں خود اُن کے معتقدوں اور اہل مذاہب نے اعتراف کیا ہے کہ یہ کمزور یا غلط ہیں، نقل کرنے کے بعد کہہ دیں گے کہ ان کا باقی کلام بھی اسی نمونہ کا ہے، اور وہ لائق قبول نہیں، اس لئے کہ ہم کو عیسائی علماء سے توقع ہے کہ اگر وہ ہماری کتاب کا جواب لکھیں تو تردید کے لئے میری پوری عبارت کو نقل کریں، اور اس مقدمہ میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں اُن کی پوری پوری رعایت کریں، اس پر اگر یہ لوگ عدم تفرقہ کا بہانہ پیش کریں تو یہ کسی طرح مقبول نہ ہوگا، کیونکہ مصنف مرشد الطالبین نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۴۶ء جزو ۲ فصل ۲۱

---

[1] کالوِن Calvin فرقہ پروٹسٹنٹ کا مشہور مصلح (۱۵۰۹ء تا ۱۵۶۴ء) شروع میں تعلیم کیتھولک عقائد کا تھا، بعد میں لوتھر کے عقائد و نظریات کو قبول کیا، پھر ان نظریات کی تبلیغ میں بڑی قربانیاں دیں، فرانس میں پیدا ہوا تھا، بعد میں بے شمار سفر کر کے جنیوا میں مقیم ہو گیا، جنیوا اور گرد و نواح میں پروٹسٹنٹ نظریات کو پھیلانے میں اس کا بڑا ہاتھ ہے، سیاسیات پر اس کی بہت سی تصانیف ہیں، فرانسیسی زبان میں بائبل کا پہلا ترجمہ اسی نے کیا ہے، اگرچہ موجودہ کلیسا اس کے تمام نظریات کو بتمام کمال قبول نہیں کرتا، مگر اسے اپنا معتمد علیہ تسلیم کرتا ہے (انسائیکلوپیڈیا، ۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تصریح کی ہے کہ:۔

"تقریباً ایک ہزار عیسائی علماء پروٹسٹنٹ دوامی طور سے انجیل کی اشاعت میں مشغول رہتے ہیں، جن کی اعانت اور مدد کرنے کے لئے ایک سو واعظین اور معلمین ہر وقت مستعد رہتے ہیں"

پھر سب کے سب اپنے گھروں سے صرف اس ضروری کام کے لئے نکلے ہوتے ہیں کہ وعظ و نصیحت کریں، اور اپنے مذہب کی لوگوں کو دعوت دیں، ایسی صورت میں اتنی بڑی جماعت کے ہوتے ہوئے عدیم الفرصتی کا عذر کیسے مانا جا سکتا ہے! اپنے بیان کی توضیح کے لئے کچھ حالات علماء جماعت جناب نور حق کے اور کتاب میزان الحق وحل الاشکال و مفتاح الاسرار مصنفہ پادری فنڈر صاحب) کے ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں،

وارڈ کیتھولک اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۲ء میں ترجمہ مذکورہ کے حال میں جو ڈچ زبان میں ہے کہتا ہے:۔

"قدیم عیسیٰ جو علماء پروٹسٹنٹ بڑے پایہ کے عالم تھے، لوتھر کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے لوتھر تو خدا کے کلام کو بگاڑتا ہے، تو بڑا مخرب ہے، اور کتب مقدسہ کو خراب کرنے والا ہے، ہم کو تجھ سے بیحد شرم آتی ہے، کیونکہ ہم تیری بے شمار تعظیم کرتے تھے، اور اب پتہ چلا کہ تو اس قسم کا ہے، اور پھر لوتھر نے لوتکلیس کے ترجمہ کا رد کیا، اور اس کو احمق گدھا، دیوانہ وغیرہ کے خطاب سے یاد کیا، پادری گگر من ترجمہ مذکورہ کے حق میں کہتا ہے کہ "جدید متبنی کی کتابوں کا ترجمہ، بالخصوص کتاب ایوب کا اور انبیاء کی کتابوں کا، عیبوں سے لبریز ہے، اور عہد جدید کا ترجمہ بھی عیب دار ہے، اور اس کا عیب بھی کچھ کم نہیں ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بسروا اسیا ٹڈو کو تھرے کہتا ہے کہ "تیرا ترجمہ غلط ہے، اور سٹا فیلس اور اسپیرس نے فقط عہد جدید کے ترجمہ میں چودہ سو غلطیاں پائی ہیں جو بتاتے ہیں"

پھر جو اغلاط صرف عہد جدید کے ترجمہ میں پائے جاتے ہیں، اُن کی تعداد ۱۴۰۰ ہے، تو غالب یہی ہے کہ پورے ترجمہ میں پانچ ہزار اغلاط سے کم ہرگز نہ ہوں گے، پھر جب اتنی اغلاط پائے جانے کے باوجود ان کے پیشوائے اعظم کی جہل اور عدم تحقیق کی نسبت نہیں کی جاتی، تو ایک منصف مزاج کے نزدیک وہ شخص جس کا کلام پانچ سات مقامات پر اور وہ بھی مخالف کے نزدیک مجروح ہو، تو جہل اور عدم تحقیق کا مجرم کس طرح قرار پا سکتا ہے!

اب عیسائیوں کے پیشوائے اعظم کا حال سننے کے بعد کچھ حالات میزان الحق وغیرہ کتابوں کے بھی سنتے جایئے۔

اس کتاب کے دو نسخے ہیں، ایک وہ نسخہ جو عرصہ دراز تک واعظ پادریوں کے یہاں استفسار کی تالیف سے قبل مروج رہا ہے، مگر جب فاضل محترم علامہ آئی جی نے استفسار تصنیف فرمائی اور نسخہ مذکورہ کے باب نمبر ۱ و ۳ کی تردید لکھی، اور اس کتاب کے چھپنے کے بعد پادری فنڈر کو اپنی کتاب کا حال معلوم ہوا، تو انھوں نے مناسب سمجھا کہ دوبارہ اس کو کاٹ تراش کر اور کچھ حذف و اضافہ کر کے شائع کیا جائے، چنانچہ پادری صاحب نے ایک جدید نسخہ کامل اصلاح کے بعد مرتب کر کے اس کو فارسی زبان میں ۱۸۴۳ء میں آگرہ میں طبع کرایا، پھر ۱۸۵۴ء میں اردو زبان میں طبع کیا، گویا وہ قدیم نسخہ اس جدید نسخہ کے مقابلہ میں قانونِ منسوخ کی حیثیت سے عیسائیوں کے یہاں غیر معتبر قرار دیا گیا، اس لئے ہم اس قدیم نسخہ سے ایک قول کے علاوہ اور کچھ نقل نہیں کریں گے، اگرچہ اس سلسلہ میں کافی گفتگو کی گنجائش ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرکیف اہم اس جدید فارسی نسخہ سے نمونہ کے طور پر ۲۴ اقوال نقل کریں گے، اسی طرح حل الاشکال مطبوعہ ۱۳۲۵ھ سے ۹ اقوال اور صرف دو قول کتاب مفتاح الاسرار قدیم وجدید سے بطور ترجمہ عربی زبان میں نقل کریں گے، ساتھ ساتھ ہم باب اور فصل اور صفحات کے حوالے بھی دیتے جائیں گے،

"میزان الحق" کے اقوال

پہلا قول میزان الحق صفحہ ۱ باب اول میں یوں لکھا گیا ہے کہ:۔

اس نسخ کے مسئلہ میں قرآن اور مفسرین دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح زبور کے نزول سے توریت اور انجیل کے نزول سے زبور منسوخ ہو گئی، اسی طرح قرآن کے نازل ہونے پر انجیل منسوخ ہو گئی۔

ملاحظہ کیجئے کہ زبور کے نزول سے توریت اور انجیل کے نزول سے زبور کا منسوخ ہو جانا، اس کی نسبت قرآن کی طرف کرنا سراسر بہتان اور افترا ہے، قرآن کریم میں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں بلکہ مسلمانوں کی کوئی معتبر کتاب بھی اس کا دعویٰ نہیں ہے، بلکہ زبور توریت اور انجیل منسوخ ہے، بلکہ اس کے برعکس داؤد علیہ السلام پورے طور پر شریعت موسوی کے متبع تھے، اور زبور تو صرف چند دعاؤں کا مجموعہ ہے جس کے ناسخ و منسوخ ہونے کا سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ پادری موصوف نے کسی جاہل عامی سے مغالطہ قیاس کیا ہو گا کہ یہ بات قرآن اور تفسیروں میں ہو گی، اس لئے اس کو قرآن اور مفسرین کی جانب منسوب کر دیا، یہ شان ہے اُن محقق صاحب کے دعاوی کی، ایسے طعن و اعتراض کے سلسلہ میں جو عیسائیوں کا اوّلین اور بہت بڑا اعتراض ہے۔

دوسرا قول فصل مذکور صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے اس دعوے کی کوئی اصل نہیں ہے کہ زبور توریت کی ناسخ ہے اور انجیل دونوں کی ؛

یہ بھی پہلے کی طرح غلط ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ زبور نہ تو توریت کی ناسخ ہے نہ انجیل سے منسوخ ہے، میں نے جب اس مشہور مناظرہ میں جو میرے اور پادری منکوک کے درمیان مجمع عام میں ہوا تھا، ان دونوں قولوں کی نقل کی تصحیح کا مطالبہ کیا تو پادری صاحب کے لئے کوئی پناہ کی جگہ اس کے سوا نہیں مل سکی کہ اپنی غلطی کا اقرار کرنے پر مجبور ہوئے جس کی تصریح ان مناظرہ کے کتابوں میں موجود ہے جو عربی اور فارسی اور اردو میں کئی بار طبع ہو چکے ہیں، جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں،

تیسرا قول فصل مذکور صفحہ ۲۵ میں یوں ہے کہ :-

قانون نسخ سے یہ تصور لازم آتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جان بوجھ کر محض اپنی مصلحتوں اور ارادہ کے پیش نظر، چاہا کہ ایک ایسی ناقص چیز جو مطلوب تک پہنچانے والی نہیں ہے عطا کرے اور پھر اس کی توضیح کرے، مگر اس قسم کے ناقص اور باطل تصورات اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کی نسبت جو قدیم اور کامل الصفات ہو کوئی شخص بھی نہیں کر سکتا ؛

یہ اعتراض مسلمانوں پر ان کے اصطلاحی نسخ کے پیش نظر کسی طرح بھی نہیں پڑ سکتا، چنانچہ باب میں آپ کو معلوم ہو جائے گا، ہاں عیسائیوں کے مقدس جناب پولس[1] پر یہ اعتراض

---

[1] پولس (لام کے پیش کے ساتھ) Paul نصاریٰ کا ایک مقدس پیشوا ہے، جس کے خطوط بائبل کے موجودہ مجموعہ عہد نامہ جدید میں موجود ہیں، بزعم نصاریٰ نصرانی مذہب کی تبلیغ میں اس کا بڑا اہم کردار رہا ہے، شروع میں عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق اس کا نام ساؤل تھا اور یہ یہودی تھا اس نے بڑا ظلم عیسائیوں پر بڑا ظلم وستم ڈھائے، بعد میں دمشق گیا، تو ایک غیر معمولی واقعہ سے مرعوب ہو کر عیسائی ہو گیا، باقی پڑھئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور وارد ہوگا کیونکہ یہ بندگ اسی ناقص و باطل تصور میں مبتلا نظر آتے ہیں، جو پادری فنڈر کے نزدیک ناممکن ہے، ہم اس کی عبارت عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۶۱ء سے نقل کرتے ہیں، عبرانیوں کے نام خط کے باب آیت ۱۸ میں یوں فرماتے ہیں کہ :-

غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب منسوخ ہوگیا (کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا)،

نیز اسی خط کے باب ۸ آیت ۷ میں یوں ہے کہ :-

کیونکہ اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لئے موقع نہ ڈھونڈا جاتا ؟

اور تیرھویں آیت میں ہے :-

جب اس نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا، اور جو چیز پرانی اور مدت کی ہو جاتی ہے وہ مٹنے کے قریب ہوتی ہے،

اور اسی خط کے باب ۱۰ آیت ۹ میں ہے کہ :-

تو بھی وہ پہلے کو موقوف کرتا ہے تاکہ دوسرے کو قائم کرے،

دیکھئے! عیسائیوں کے مقدس نے توریت پر یہ اطلاق کیا کہ وہ باطل اور منسوخ ہوگئی اور وہ بیکار محض اور کمزور تھی، اور کسی چیز کو مکمل نہ کر سکتی تھی، عیب دار تھی اور اس کو مضمحل اور باطل ہونے کے لائق شمار کیا،

بلکہ اس پادری کے قول کے موافق تو یہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خود باری تعالیٰ بھی ایسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴) اور عیسائیوں کا زبردست مبلغ بنا، (ب) واقعات کتاب اعمال باب ۱۳ و ۱۴ میں دیکھے جا سکتے ہیں، وہ شمالی جزیرہ عرب اور ایشیائے کوچک Asia Minor کے مختلف شہر مقدونیہ وغیرہ اس کی تبلیغ کا اہم مرکز بنے ہیں، اسے بیت المقدس میں دو مرتبہ قید کیا گیا، پھر وہاں لیجا کر ۶۲ء میں قتل کر دیا گیا تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ باب مرتبہ احقر ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے اس باطل ناقص تصور میں مبتلا ہوا، کیونکہ اس نے حزقیل[1] کی زبانی یہ فرمایا کہ:

"تو میں نے ان کو بُرے آئین اور ایسے احکام دیئے جن سے وہ زندہ نہ رہیں" (حزقی ایل ۲۰/۲۵)

ہم کو اس محقق کے انصاف پر بڑا ہی تعجب ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں پر وہ الزام قائم کرتا ہے جو خود اس کے مذہب پر عائد ہوتا ہے، نہ کہ مسلمانوں کے مذہب پر۔

چوتھا قول فصل مذکور صفحہ ۲۹ میں یوں کہا گیا ہے کہ:

"ان آیات کا مقتضا یہ ہے کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابوں کے احکام رہتی دنیا تک قائم اور باقی رہیں"

حالانکہ یہ چیز اس لئے غلط ہے کہ اگر آیت کا مقتضی یہ ہوتا... کہ دونوں کے احکام باقی رہیں گے، تو لازم آتا ہے کہ تمام پادری واجب القتل ہوں، اس لئے کہ یہ لوگ سنیچر کے دن کی تعظیم نہیں کرتے، اور توریت کے حکم کے مطابق اس کی تعظیم کو ترک کرنے والا واجب القتل ہے، اس کے علاوہ پادری صاحب نے اسی فصل میں صفحہ پر اقرار کیا ہے کہ:

"توریت کے ظاہری احکام مسیح کے ظہور پر پورے ہو چکے، اور اس معنی کے اعتبار سے منسوخ ہو گئے کہ ان کی پابندی اب ضروری نہیں رہی"

یعنی یہ احکام ظاہری پادری صاحب کے اقرار کے مطابق قیامت تک باقی رہنے والے نہیں ہیں، اب بتایا جائے کہ اس معنی کے لحاظ سے ان احکام کی تکمیل و تنسیخ میں اور ہمارے

---

[1] حزقیل بن بوزی آپ کہاں انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں، آپ کا نام بائبل کی عام کتابوں میں حزقیل حربی کی بائبل میں حزقیال اور اردو ترجمہ میں حزقی ایل مذکور ہے، آپ لاوی (Levi) بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، جب ۵۹۸ ق م میں بنوکد نضر (Kabuchodenosor) نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو آپ نے اہل شہر کے ساتھ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، عہد قدیم کے موجودہ مجموعہ میں ایک کتاب "کتاب حزقی ایل" کے نام سے آپ کی طرف منسوب ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی نسخ میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے،

حضرت مسیح علیہ السلام اپنے حواریوں کو روانہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں[1]۔

غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔

یعنی مسیح علیہ السلام نے حواریوں کو دوسری قوموں اور سامریوں کو دعوت دینے سے منع کیا اور اپنی پیغام رسانی کو بنی اسرائیل تک محدود و مخصوص رکھا، پھر آسمان پر چڑھنے کے وقت فرمایا کہ[2]

تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔

یہاں سارے عالم کو دعوت دینے کا حکم کر رہے ہیں، اور اپنے پیغام کے عموم کا ارشاد فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا، پھر حواریوں نے مشورہ کے بعد توریت میں کہے ہوئے سارے ہی عمل احکام کو استثناء چار احکام کے منسوخ کر ڈالا،

بتوں کے ذبیحہ کی حرمت، خون کی حرمت، گلا گھونٹے ہوئے جانور کی حرمت، زنا کی حرمت، اس سلسلہ میں تمام گرجوں کے نام ہدایت نامہ جاری کیا گیا جس کی تصریح کتاب اللہ اعمال باب ۱۵ میں موجود ہے[3]،

پھر مقدس پولس نے ان چار استثنائی احکام میں سے پہلے تین احکام کو اباحت عام

---

[1] (متی ۱۰-۱-۶،۷)

[2] (مرقس ۱۶-۱۵)

[3] روح القدس نے اور ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں کہ تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کرو، اگر تم اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے، والسلام (اعمال ۱۵-۲۸ و ۲۹) ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فتوے کے ذریعہ (جو اس کے رسالہ اہل روما کے باب ۱۴ آیت ۱۴ میں اور رسالہ ططس کے نام کے باب ۱ آیت ۱۵ میں درج ہے[1]) منسوخ کر ڈالا، غرض حواریوں نے توریت کے احکام کو منسوخ کیا، اور مقدس پولس نے حواریوں کے احکام کو لہٰذا ہمارے بیان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نسخ جس طرح توریت کے احکام میں واقع ہوا، اسی طرح انجیل کے احکام میں بھی واقع ہوا ہے، اور دونوں کے احکام منسوخہ قیامت تک باقی رہنے والے نہیں ہو سکے، ان چیزوں کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو باب میں معلوم ہو جائے گی،

وہ آیتیں جن سے پادری مذکور نے استدلال کیا ہے چار ہیں، جن کو فصل مذکور صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں نقل کیا ہے۔

۱۔ انجیل لوقا، باب ۲۱ آیت ۳۳ میں ہے کہ،

"آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی"

۲۔ انجیل متی باب ۵ آیت ۱۸ میں یوں ہے کہ،

"پس بے شک میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے"

---

[1] "مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں، لیکن جو اس کو حرام سمجھتا ہے اس کے لئے حرام ہے" (رومیوں کے نام ۱۴-۱۴) اور "پاک لوگوں کے لئے سب چیزیں پاک ہیں، مگر گناہ آلود لوگوں اور بے ایمان لوگوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں" (ططس کے نام، ۱-۱۵)

ان فقروں سے پہلی تین چیزیں منسوخ ہوئی ہیں، کیونکہ یہاں کھانے پینے کی اشیاء کا ذکر ہے، زنا کی حرمت اس سے منسوخ نہیں ہوئی، اس لئے مصنف نے فرمایا کہ تمہارا استثنائی احکام میں سے پہلے تین احکام کو الخ ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ پطرس[1] کے پہلے خط باب ۱ آیت ۲۳ میں اس طرح ہے کہ،

"کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں، بلکہ غیر فانی خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم رہنے والا ہے پیدا ہوئے ہو"

۴۔ کتاب اشعیاہ کے باب ۴۰ آیت ۸ میں ہے کہ،

"گھاس مرجھاتی ہے، پھول کملاتا ہے، پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے"

عیسائیوں کا دوسری اور چوتھی آیت سے اس امر پر استدلال کرنا کہ توریت کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا — ہرگز درست نہیں کیونکہ اس کے جملہ عملی احکام شریعت عیسوی میں منسوخ ہو چکے ہیں، اسی طرح پہلی اور تیسری آیت سے اس امر پر استدلال کرنا بھی غلط ہے کہ انجیل کا کوئی حکم بھی منسوخ نہیں ہے کیونکہ انجیل کے احکام میں بھی نسخ ثابت ہے۔

ناظرین کو اس کا کچھ علم ہو بھی چکا ہے اور مزید تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ باب ۳ میں ہو جائے گا۔ سچ بات یہ ہے کہ پہلی آیت میں جو تیسری باتیں کہا گیا ہے اس میں اضافت جنسی کی ہے، جس سے مراد وہ پیشگوئیاں ہیں جو پیش آنے والے واقعات کی نسبت انھوں نے کی ہیں، چنانچہ مسٹر ڈی آئلی اور چرڈ مینٹ نے پادریوں اور ڈین سلسلہ

---

[1] پطرس (پیطر) اور (Peter) معلوم ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، ان کا اصلی نام سمعان تھا، مچھلیوں کے شکار پر گزارہ کرتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تو آپ نے ان کا نام سمعان کو بدل کر ان کا نام پطرس رکھا، جس کے معنی چٹان کے ہیں، شروع میں یہ انطاکیہ میں رہے پھر انھیں رومہ بلایا گیا، اور وہیں پھانسی دی گئی، عہد نامہ جدید کے موجودہ مجموعہ میں ان کے دو خط شامل ہیں (پیدائش تقریباً ۱ سنہ ق م، وفات سنہ ۶۴ء)

[2] یہی اس سے مراد ہے ایک بات نہیں، بلکہ چند خصوصی باتیں مراد ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اختیار کردہ تفسیر کے مطابق یہی مطلب لیا ہے، چنانچہ اس باب میں عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا، غرض یہ اضافت کسی طرح بھی استغراق کے لئے نہیں ہے کہ یہ مراد لیا جا سکے کہ میری ہر بات قیامت تک باقی رہے گی خواہ وہ حکم ہو یا اور کچھ، اس طرح میرا کوئی حکم منسوخ نہ ہو سکے گا، ورنہ احکام منسوخہ کی بابت اُن کی انجیل کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا،

اس کے علاوہ یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ دوسری آیت میں نہ مٹنا کمال کی قید کے ساتھ مقید ہے، اور پادری ذکور کے خیال کے مطابق توریت کے احکام کی تکمیل شریعت عیسوی میں ہو چکی، اس کے بعد ان کے مٹ جانے کے لئے کوئی مانع نہیں رہا،

نیز تیسری آیت میں الی الابد، ابد تک کا لفظ محرف اور الحاقی ہے، جس کا پتہ کسی قدیم اور صحیح نسخہ میں نہیں ہے، اسی لئے اس کی دونوں جانب تحسین اور طرح لکھے ہوئے ہیں، (الی الابد) نسخہ عربی مطبوعہ ۱۸۶۰ء بیروت اور اس کے طبع کرنے والوں اور تصحیح کرنے والوں نے دیباچہ میں جو نوٹ دیا ہے اس میں کہا ہے کہ یہ دونوں ہلالی نشان اس کی دلیل ہیں کہ جو الفاظ اُن کے درمیان ہیں اُن کا وجود قدیم اور صحیح نسخوں میں نہیں ہے،

پطرس حواری کے الفاظ خدا کے کلام کے وسیلے سے جو زندہ اور قائم ہے، اشعیاہ کے الفاظ کی طرح ہیں، انھوں نے کہا ہے کہ "پھر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے" لہذا جس طرح اشعیاہ کا کلام توریت کے احکام کے منسوخ نہ ہونے کا فائدہ نہیں دیتا، اسی طرح پطرس کا قول انجیل کے منسوخ نہ ہونے کے لئے مفید نہیں ہے، اور جو بھی تاویل اشعیاہ کے قول میں چل سکتی ہے وہی بعینہ پطرس کے قول میں بھی ممکن ہے،

غرض یہ چاروں آیتیں مسلمانوں کے مقابلہ میں اُن کے نسخ اصطلاحی کے ابطال کے لئے بطور استدلال پیش نہیں کی جا سکتیں، اسی لئے پادری صاحب نے اس مناظرہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران جو میرے اور ان کے درمیان ہوا تھا، ان آیات سے استدلال کرنے میں بہت ہلکی باتیں کی ہیں، جن کا علم تمام لوگوں کو خوب ہے جنھوں نے اس مناظرہ کی مطبوعہ روئیداد ملاحظہ کی ہوگی، جو دہلی اور آگرہ میں بارہا شائع ہو چکی ہے۔

پانچواں قول پادری ٹی مرسوت نے شیعہ اثنا عشریہ کا مسلک قرآن مجید کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فانی کا قول اس کی کتاب دبستان سے میزان الحق کے باب فصل ۳ صفحہ ۲۹ میں نقل کیا ہے، مگر اس کے الفاظ کو کاٹ تراش کر بدل ڈالا، کیونکہ اس کی عبارت یوں تھی کہ "ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عثمان نے قرآن کو جلا دیا تھا، مگر پادری مذکور نے یوں نقل کیا ہے کہ "وہ کہتے ہیں" یعنی "ان میں سے کچھ لوگ" اڑا دیا، اور لفظ تھی[1] بڑھا دیا، تاکہ اس قول کی نسبت تمام شیعوں کی طرف ہو جائے۔

اسی طرح پادری مذکور نے استفسار کی اپنی کتاب حل الاشکال کے ص ۱۰۳ پر اس طرح نقل کی ہے کہ:

صرفی، نحوی اور معانی و بیان اور جملہ فنون کے قواعد و اصول اسلامی عہد سے پہلے کسی یہودی یا مسیحی کے یہاں نظر نہ آئیں گے۔

حالانکہ استفسار کی عبارت میں لفظ "جملہ فنون" موجود نہیں ہے، بلکہ اس کے عوض میں "مفردات لغت" پایا جاتا ہے، اور مصنف استفسار کا مطلب یہ تھا کہ جن فنون کا تعلق توریت و انجیل کی اصلی زبان سے ہے وہ اسلامی عہد سے قبل کسی یہودی یا نصرانی کے پاس نہ تھے پادری صاحب نے لفظ مفردات لغت کو جملہ فنون سے بدل کر پھر اس پر اعتراض کر دیا۔

فرقہ کیتھولک والے کہتے ہیں کہ اس قسم کی باتوں میں تحریف اور تغیر کر دینا فرقہ پروٹسٹنٹ

[1] فارسی زبان کا لفظ "تھی" حرف ہے جو تسلسل کی عادت پر دلالت کرتا ہے۔ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کی طبیعت ثانیہ بن گئی ہے، چنانچہ وارڈ کیتھولک اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ:۔

"فرقہ پروٹسٹنٹ کی ایک رپورٹ بادشاہ جمیس اوّل کے حضور میں پیش ہوئی کہ جو زبوریں ہماری کتاب صلوٰۃ میں داخل ہیں وہ اندازاً دو سو مقامات میں کسی بیش کے اور تغیر و تبدل کے لحاظ سے جبرائی کی مخالف ہیں"

تھامس انگلس کیتھولک اپنی کتاب مرآۃ الصدق میں جو اردو زبان میں ۱۸۵۰ء میں طبع ہوئی ہے، صفحہ ۱۷۲ و ۱۷۳ پر یوں کہتا ہے کہ:۔

"اگر تم فقط چوسویں زبور کو دیکھو جو کتاب الصلوات میں موجود ہے اور اس پر علماء پروٹسٹنٹ کی رضامندی حلف اور قسم کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے، پھر اس زبور کا مطالعہ کرو جو علماء پروٹسٹنٹ کی کتاب مقدس میں ہے تو تم کو معلوم ہوگا کہ کتاب الصلوٰۃ میں چار آیتیں کتاب مقدس کی نسبت کم ہیں، اب یہ آیتیں اگر کلام اللہ کی ہیں تو ان کو چھوڑنے کا کیا موجب ہوا اور اگر خدا کے کلام کی نہیں ہیں تو کتاب الصلوٰۃ میں ان کا جانا ہوا کیوں انہیں ظاہر کیا گیا، صاف یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ پروٹسٹنٹ والوں نے خدا کے کلام میں تحریف کی، اور یہ پیشگوئی جو آئندہ واقعات کی نسبت تھی، اس میں پوری ہوئی"

ظاہر ہے کہ فانی کی عبارت میں سے صرف لفظ "ان میں سے کچھ لوگ" اڑا دینا بہت خفیف اور معمولی بات ہے، بہ نسبت اس کے کہ ایک زبور سے اکثر چار آیات کا صفایا کر دیا جائے اسی طرح لفظ "مفردات لغت" کو بدل ڈالنا کتاب زبور کے دو سو مقامات میں تحریف کر دینے کے مقابلہ میں نہایت آسان اور خفیف ہے،

چھٹا قول | میزان الحق کے باب فصل ۳ صفحہ ۵۳ میں یوں کہا گیا ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا عقیدہ نبی کی نسبت یہ ہے کہ پیغمبر اور حواریوں سے اگرچہ تمام کاموں میں بھول چوک اور سہو و نسیان واقع ہو سکتا ہے، مگر تبلیغ و تحریر کے دائرے میں معصوم ہیں لیکن یہ بھی غلط ہے، چنانچہ باب اول کی فصل سوم میں ناظرین کو معلوم ہو جائے گا، کتاب سلاطین اول باب ۱۲ میں اس نبی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو خدا کا حکم لے کر یہودا سے یربعام کے پاس آیا تھا، پھر جب یہ معلوم ہوا کہ یربعام کی نسبت یہ گمان گاہ کو داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے سلطان ہو سیاہ گرا دیگا، تو یہودا واپس پہنچا، اس میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"اور بیت ایل میں ایک بڈھا نبی رہتا تھا، اس کے بیٹوں میں سے ایک نے آکر وہ سب کام جو اس مرد خدا نے اس روز بیت ایل میں کئے اُسے بتائے، اور جو باتیں اس بادشاہ سے کہی تھیں ان کو بھی اپنے باپ سے بیان کیا، اور ان کے باپ نے ان سے کہا وہ کس راہ سے گیا؟ انہیں کے بیٹوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ مرد خدا جو یہودا سے آیا تھا، کس راہ سے گیا ہے، سو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے لئے گدھے پر زین کسو، سو انہوں نے اس کے لئے گدھے پر زین کس دیا اور وہ اس پر سوار ہوا اور مرد خدا کے پیچھے چلا، اور اسے بلوط کے ایک درخت

---

[1] یہودا یا یہودیہ Judah، بحر میت اور بحر شور نطہ کے درمیان ایک ملک کا نام ہے، جس میں حضرت داؤد بن سلیمان علیہما السلام نے تقریباً ۱۰۰۳ ق م میں اپنی سلطنت قائم کی تھی جس کا پایہ تخت یروشلم تھا ۱۲

[2] یربعام بن نباط Jeroboam، شروع میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا خادم تھا، بعد میں ان کے خلاف بغاوت کی، اور ان کے انتقال کے بعد جب آن کا بیٹا رحبعام تخت پر بیٹھا تو اس نے اکثر بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ ملا کر الگ سلطنت قائم کر لی، اور اس میں ایک قربان گاہ بنائی، رحبعام اور یربعام میں ہمیشہ جنگیں رہیں، اس نے بائیس سال بنی اسرائیل پر حکومت کی، اس کے تفصیلی حالات کتاب سلاطین باب ۱۱ آیات ۱۲ اور کتاب تواریخ باب ۱۲ و ۱۳ میں دیکھے جا سکتے ہیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نیچے بیٹھے پایا، تب اس نے اس سے کہا کیا تو ہی مرد خدا ہے جو یہوداہ سے آیا تھا؟ اس نے کہا ہاں، تب اس نے اُس سے کہا میرے ساتھ گھر چل، اور روٹی کھا، اس نے کہا میں تیرے ساتھ لوٹ نہیں سکتا اور نہ تیرے گھر جا سکتا ہوں ..... اور میں تیرے ساتھ اس جگہ نہ روٹی کھاؤں نہ پانی پیوں، کیونکہ خداوند کا کلمہ کو یوں حکم ہوا ہے کہ تو وہاں نہ روٹی کھانا، نہ پانی پینا، اور نہ اس راستے سے ہو کر لوٹنا، جس سے تو جائے، تب اس نے اس سے کہا کہ میں بھی تیری طرح نبی ہوں اور خداوند کے حکم سے ایک فرشتہ نے مجھ سے یہ کہا کہ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر میں لوٹا کر لے آ، تاکہ وہ روٹی کھائے اور پانی پیئے، لیکن اس نے اس سے جھوٹ کہا، سو وہ اس کے ساتھ لوٹ گیا، اور اس کے گھر میں روٹی کھائی، اور پانی پیا، اور جب وہ دسترخوان پر بیٹھے تھے تو خداوند کا کلام اس نبی پر جو اسے لوٹا لایا تھا نازل ہوا، اور اس نے اس مرد خدا سے جو یہوداہ سے آیا تھا پکار کر کہا، خداوند یوں فرماتا ہے، اس لئے کہ تو نے خداوند کے کلام سے نافرمانی کی، اور اس حکم کو نہیں مانا جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دیا تھا، بلکہ لوٹ آیا اور تو نے اس جگہ میں کی بابت خداوند نے تجھے فرمایا تھا کہ نہ روٹی کھانا نہ پانی پینا، روٹی بھی کھائی اور پانی بھی پیا، سو تیری لاش تیرے باپ دادا کی قبر تک نہیں پہنچے گی، اور جب وہ روٹی کھا چکا اور پانی پی چکا تو اس نے اُس کے لئے یعنی اُس نبی کے لئے جسے وہ لوٹا لایا تھا گدھے پر زین کس دیا، اور جب وہ روانہ ہوا تو راہ میں اسے ایک شیر ملا جس نے اُسے مار ڈالا، سو اس کی لاش راہ میں پڑی رہی، اور گدھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پاس کھڑا رہا، اور شیر بھی اس لاش کے پاس کھڑا رہا، اور لوگ ادھر سے گذرے، اور دیکھا کہ لاش راہ میں پڑی ہے، اور شیر لاش کے پاس کھڑا ہے، سو انھوں نے اس شہر میں جہاں وہ بڈھا نبی رہتا تھا، یہ بتایا، اور جب اس نبی نے جو اسے راہ سے لوٹا لایا تھا، یہ سنا تو کہا، یہ وہی مرد خدا ہے جس نے خداوند کے کلام کی نافرمانی کی، اسی لئے خداوند نے اس کو شیر کے حوالہ کر دیا، اور اس نے خداوند کے اس سخن کے مطابق جو اس نے اس سے کہا تھا اُسے پھاڑ ڈالا اور مار ڈالا۔ پھر اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے لئے گدھے پر زین کس دو، سو انھوں نے زین کس دیا، تب وہ گیا اور اس نے اس کی لاش راہ میں پڑی ہوئی اور گدھے اور شیر کو لاش کے پاس کھڑے پایا، کیونکہ شیر نے نہ لاش کو کھایا اور نہ گدھے کو پھاڑا تھا، سو اس نبی نے اس مرد خدا کی لاش اٹھا کر اُسے گدھے پر رکھا، اور لے آیا اور وہ بڈھا نبی اس پر ماتم کرنے اور اسے دفن کرنے کو اپنے شہر میں... آیا۔" (سلاطین اوّل۔ ۱۳: ۱۱ تا ۲۹)

اس عبارت میں بوڑھے پیغمبر کے لئے پانچ مقامات پر نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، نیز آیت نمبر ۲۰ میں ان کی جانب سے بھی پیغمبری کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے، اور آیت ۳۲ میں اس کی بھی رسالت کی تصدیق بھی ثابت ہو چکی ہے، اب غور کیجئے اس بوڑھے پیغمبر کی حرکت پر جو صادق النبوت ہے، کہ خدا پر بہتان لگایا، اور تبلیغ کے سلسلہ میں جھوٹ بھی بولا، اور اللہ کے مسکین بندے کو سخت فریب دیا، اور اس کو خداوند کے قہر و غضب میں مبتلا کر دیا، اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ کے دائرہ میں بھی معصوم نہیں ہیں،

ممکن ہے کہ کوئی صاحب پھر نکتہ پیدا کریں کہ انبیاء کی خدا پر بہتان طرازی اور تبلیغ میں دروغ بیانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصداً ہوئی ہے نہ کہ سہو و نسیان کے طور پر اور پادری صاحب کا کہنا سہو و نسیان والی صورت کے متعلق ہے،

جواباً گذارش ہے کہ پادری مذکور کی عبارت کی توجیہ کا جہاں تک تعلق ہے اس میں شک نہیں، یہ توجیہ ان کی عبارت کے مناسب ہے، مگر اس میں سہو و نسیان سے زیادہ ایک شدید خرابی لازم آئے گی، پھر اس کے علاوہ یہ واقعہ کے بھی تو خلاف ہے، چنانچہ عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا، اس کے بعد پادری صاحب فرماتے ہیں کہ،

"اگر کسی شخص کو ان کی تحریروں میں کسی مقام پر کوئی اختلاف یا عقل استعمال نظر آئے تو اس کی عقل اس کے ناقص ہونے کی دلیل ہے"

ہم کہتے ہیں کہ یہ نہ صرف غلط بلکہ دھوکہ بازی اور فریب کاری اور بائبل کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اور نہ صرف علماء یہود کے بلکہ فرقہ پروٹسٹنٹ کے مشہور مفسر آدم کلارک کی تصریح کے بھی مخالف ہے، اسی طرح اس فرقہ کے دوسرے محقق لوگوں کی تصریحات کے خلاف ہے، چنانچہ باب اول کی فصل ۳ و ۴ اور باب دوم، مقصد کے شاہد نمبر ۱۱ میں عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا،

اگر پادری صاحب کو اپنے دعوے کی صداقت پر اصرار ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام اختلافات اور اغلاط کی معقول توجیہ فرمائیں، جن کو ہم نے فصل ۳ میں نقل کیا ہے، تاکہ صحیح کیفیت منکشف ہو جائے، مگر یہ ضروری ہے کہ تمام اغلاط و اختلاف کی توجیہ کرنا ہوگی، صرف بعض کی توجیہ کافی نہ ہوگی، اور یہ بھی ضروری ہوگا کہ اس کا جواب میری عبارت اور تقریر کے نقل کرنے کے بعد ذکر کیا جائے، تاکہ ناظرین فریقین کی باتوں کو پیش نظر رکھیں، اور اگر بعض چیزوں کی جن کی تاویل ممکن ہو توجیہ کی گئی، خواہ وہ کتنی ہی بعید ہو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری عمارت کو چھوڑ دیا گیا تو پھر اُن کا دعویٰ قابلِ سماعت نہ ہوگا۔

ساتواں قول میزان الحق کے باب ۲ کے مقدمہ میں صفحہ ۱۰ پر یوں ہے کہ:۔

خدا نے یہودیوں کو اولیاء سے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق ستر سال مقرر کرنے پر رہائی دیدی اور ان کو ان کے وطن پہنچا دیا۔

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ اُن کے قیام کی مدت بابل[1] میں ۶۲ سال ہے، نہ کہ ستر سال، چنانچہ باب ۱ فصل ۳ میں آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

آٹھواں قول باب ۱ فصل ۳ صفحہ ۱۵ میں فرماتے ہیں کہ:۔

اور ستر اسبوع جن سے مراد ۴۹۰ سال کی مدت ہے، بطور صحیح پورے ہو گئے جس طرح دانیال پیغمبر نے خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کی بابل سے واپسی اور مسیح کی آمد کے درمیان مذکورہ مدت ہوگی۔

یہ بھی غلط ہے، چنانچہ باب ۱ فصل ۳ میں آپ کو معلوم ہوا جاتا ہے، نیز یہ قول اپنی حیثیت اور واقعیت کے لحاظ سے صحیح نہیں ہو سکتا، اگرچہ ہم یہ بات مان لیں کہ یہودیوں نے بابل میں ستر سال قیام کیا تھا، پھر ان کو آزاد کر دیا گیا تھا، کیونکہ صفحہ ۱۰ پر تصریح کی گئی ہے:۔

---

[1] بابل (Babylon) دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ہے، جو تباہ ہو چکے ہیں، یہ دریائے فرات کے کنارے بغداد سے ۶۰ کیلو میٹر جنوب مشرق میں واقع تھا، یہاں سومو ایام اقتدار نے ۲۱۵۰ ق م میں ایک نسل آباد کی تھی، جس کا چھٹا بادشاہ مشہور حمورابی (یعنی نقاش حمورابی) انسانوں میں سب سے پہلا انسان واضح قانون دانیوں صدی قبل مسیح میں گذرا ہے، سلطنت جنوا کے خاتمے کے بعد ۱۲۶۰ ق م میں بنوکد نضر (Nabu-kudurri-usur I) نے اسے پایۂ تخت بنا کر دنیا کے اہم ترین شہروں میں داخل کر دیا، پھر سکندر مقدونی نے اسے مشرق کا مرکزی شہر بنایا، اس زمانہ میں اس شہر کی تہذیب دنیا کی سب سے ترقی یافتہ تہذیب تھی، پھر سلوقیین کے زمانہ (تیسری صدی قبل مسیح) میں اسے انحطاط ہوا۔ ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیوں کا فیدی بنایا جانا ولادت مسیح سے ۶۰۰ سال پیشتر ہوا ہے ؟

اگر ہم اس میں سے ستر سال کم بھی کر دیں تب بھی ۵۳۰ باقی رہتے ہیں، تو رہائی سے مجبور مسیح تک کی مدت اس قدر ہوگی نہ کہ ۴۹۰ سال،

نواں قول | باب فصل ۳ صفحہ ۱۰۰ میں ارشاد ہے کہ:۔

خدا نے داؤد پیغمبر کو خبر دی تھی کہ یہ خاص تیری نسل سے پیدا ہوگا، اور اس کی سلطنت ہمیشہ باقی رہے گی ؛

چنانچہ اس کی تصریح سفر صموئیل ثانی فصل ۷ آیت ۱۲ میں موجود ہے، اور ان دونوں آیتوں سے استدلال کرنا غلط ہے، چنانچہ باب فصل ۳ میں آپ کو تفصیل سے معلوم ہوگا،

دسواں قول | باب فصل ۳ صفحہ ۱۰۰ میں یوں کہا گیا ہے کہ:۔

اس خاص کی پیدائش کا مقام کتاب پیدائش کے باب ۵ آیت ۲ میں یوں بتایا گیا ہے کہ اے بیت لحم افراتاہ، اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا اور میرے لئے اسرائیل کا حاکم ہوگا، اور اس کا مصدر زمانہ سابق یا قدیم الایام سے ہے (میکاہ ۵ ـ ۲) ؛

اس عبارت میں تحریف کی گئی ہے، جیسا کہ بیسائیوں کے مشہور محقق ہیرون کی تحقیق ہے

لہ اور جب تیرے دن پورے ہو جائیں گے تو اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جائے گا تو میں تیرے بعد تیری نسل کو جو تیری صلب سے ہوگی کھڑا کر کے اس کی سلطنت کو قائم کروں گا، وہی میرے نام کا ایک گھر بنائے گا اور میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ کے لئے قائم کروں گا (سموئیل ثانی، ۷ ـ ۱۲ و ۱۳)

سلہ بیت اللحم Bethlehem فلسطین کا ایک شہر جو بیت المقدس سے ۸ کیلو میٹر جنوب میں واقع ہے، کہتے ہیں کہ اسی میں حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پیدا ہوئے اور اس میں ایک چوتھی صدی عیسوی کی عمارت اب تک موجود ہے، واللہ اعلم ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بابت مقصد (۱) شاہد ۲۳ میں آپ کو معلوم ہوگا۔

نیز یہ انجیل متی باب ۲ آیت ۱۵ کے قطعی مخالف ہے، اس لئے پادری صاحب کو ہر دو باتوں میں سے ایک کو قبول کرنا ہوگا،

یا تو متی کی عبارت میں تحریف واقع ہونے کا اقرار کریں جس طرح اُن کے مشہور محقق نے اعتراف کر لیا ہے، یا پھر انجیل کی عبارت کو محرف تسلیم کریں، مگر وہ عوام کے سامنے اس کے اظہار سے پناہ مانگتے ہیں، کیونکہ اقرار کی شکل میں پہلی صورت میں اُن پر یہ الزام آتا ہے کہ انھوں نے دیدہ و دانستہ محرف عبارت سے استدلال کرنے کی جرأت کس طرح کی؟ اور ہر دونوں صورتوں میں اُن پر واجب ہے کہ وہ بتلائیں کہ کس نے اور کب اور کس مقصد کے ماتحت یہ تحریف کی؟ کیا اس کو کچھ دنیوی عہدے مل گئے؟ یا پھر کچھ آخرت کا ثواب ملا؟ جس طرح وہ خود مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صحیح مسلمانوں کے ذمہ قرض ہے، اور ہم خدا کے فضل سے اس قرض سے پاک ہیں، چنانچہ کتاب اعجاز عیسوی، ازالۃ الشکوک اور معراج المیزان اور اس کتاب میں کافی تفصیل کے ساتھ اس حقیقت کو واشگاف کیا گیا ہے۔

گیارہواں قول مذکورہ صفحہ پر کہا گیا ہے کہ :۔

یہ مخلص ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوگا، جیسا کہ اشعیاہ نے فصل ۷ آیت ۱۴ میں کہا ہے :۔

لہ آیت کم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں، کیونکہ تجھ میں ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا، دنیا کے بادشاہ یہوداہ کو چھوٹا گنا ہوا اور رتی میں اس کے چھوٹا ہونے کی نفی کی گئی ہے ۱۲ منہ

لہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا، اور وہ اس کا نام عمانوایل، رکھے گی (یسعیاہ ۷ : ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے استدلال کرنا بھی بلاشبہ غلط ہے، چنانچہ باب ۱ فصل ۳ غلطی ۵۰ کے بیان میں آپ کو معلوم ہوگا، اور وہاں سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ جناب پادری صاحب نے اپنی کتاب حل الاشکال کے صفحہ ۱۲۰ پر جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ "لفظ علماء[1] کے معنی صرف کنواری کے ہیں" یہ بھی غلط ہے،

بارہواں قول | پادری صاحب نے زبور ۲۲[2] کی ایک عبارت باب ۲ فصل ۳ صفحہ ۱۰۱ پر نقل کی ہے، اور اس عبارت میں یہ جملہ بھی ہے کہ:-

"وہ کتے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں"

یہ جملہ عبرانی نسخہ میں موجود نہیں ہے، بلکہ اس میں اس کے بجائے یہ جملہ ہے "میرے دونوں ہاتھ شیر کی طرح ہیں" البتہ عیسائیوں کے ترجمہ میں خواہ قدیم ہوں یا جدید یہ جملہ پایا جاتا ہے،

اب پادری صاحب سے پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ کے خیال میں عبرانی نسخہ اس مقام پر محرف ہے یا نہیں؟ اگر محرف نہیں تھا تو آپ نے محض اس لئے کہ آپ کے خیال کے مطابق مسیح پر صادق آجائے، اس میں تحریف کیوں کی؟ اور اگر محرف تھا تو آپ پر اس کی تحریف کا اقرار و اظہار کرنا واجب ہے، پھر اُن سے سوال کیا جائے کہ کس نے کب تحریف کی؟ کس غرض سے کی؟ کیا اس کو کچھ دنیوی عہدے ملے؟ یا اخروی ثواب حاصل ہوا؟

تیرھواں، چودھواں اور پندرھواں قول | باب ۲، فصل ۶ صفحہ ۱۲۵ پر پادری صاحب نے منجملہ اُن پیشینگوئیوں کے جن کے وقوع سے اس امر پر استدلال

---

[1] اظہار الحق کے دونوں نسخوں میں یہ لفظ اسی طرح ہے مگر باب ۲ فصل ۳ غلطی ۵۰ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ سہو ہے جو عبرانی لفظ ہوا اور اس کا ترجمہ "کنواری" سے کیا گیا ہے، اور مصنف کو اس پر اعتراض ہے، اصول سے ثابت کیا ہے کہ اس کے معنی جوان عورت کے ہیں خواہ وہ کنواری ہو یا شادی شدہ تفصیل کیلئے آپ موقع پر مراجعت کریں۔

[2] زبور ۲۲، ۱۶۔

www.KitaboSunnat.com

کیا جا سکتا ہے کہ کتب مقدسہ خدائی کتابیں ہیں اُس پیشینگوئی کو بھی شمار کیا ہے جو کتاب دانیال کی فصل ۸ و ۱۱ میں درج ہے، نیز اُس پیشینگوئی کو جو انجیل متی آیت ۱۹ الغایۃ ۲۲ باب ۱ میں درج ہے شمار کیا ہے، حالانکہ یہ تینوں پیشینگوئیاں صحیح نہیں ہیں، جیسا کہ ہم انشاء اللہ باب ۳ فصل ۳ میں غلطی ۳۰ و ۳۱ و ۹۸ میں بیان کریں گے،

سولہواں قول باب ۳ فصل ۳ صفحہ ۲۲۰ میں یوں کہا گیا ہے کہ:۔

"ان میں سے ہر ایک یوں کہتا ہے کہ متعدد منسوخ آیتیں قرآن میں موجود ہیں، اور جو شخص بھی ذرا غور کرے گا اور تھوڑی سی باریک بینی کو کام میں لائے گا وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ اصول بنا بیت ناقص اور عیب والا ہے"

جواباً عرض ہے کہ اگر یہ بات کوئی عیب کی ہے تو توریت و انجیل بدرجۂ اولیٰ ناقص اور عیب والی ہوں گی، کیونکہ ان دونوں میں بھی منسوخ آیتیں پائی جاتی ہیں، جیسا کہ آپ کو قول نمبر ۴ میں معلوم ہی ہو چکا ہے[1]، اور تفصیل سے انشاء اللہ باب ۳ میں معلوم ہو جائے گا، ہمیں ان محقق صاحب پر انتہائی حیرت ہوتی ہے کہ وہ قرآن کی مخالفت میں وہ الزام عائد کرتے ہیں جو اس سے زیادہ بدترین طور پر توریت و انجیل پر عائد ہوتا ہے،

سترھواں قول پادری صاحب نے باب ۳ فصل ۳ صفحہ ۲۲۶ میں اُس معجزہ کا انکار فرمایا ہے جو کلام الٰہی کی آیت وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ[2] سے مفہوم ہوتا ہے اور اپنے زعم میں اُس پر عیب لگانے کے بعد یوں کہا ہے کہ:۔

---

[1] ان کی اصل عبارتیں بھی وہیں پر ملاحظہ ہوں، کتاب ہذا ص ۲۶۰ و ۳۰۱ و ۳۲۵ و ۳۲۶ (طبع اول) [2] الانفال پ ۹ ع ۲ "اور جب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں (تو درحقیقت) وہ آپ نے نہیں پھینکیں، بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں" (الانفال ع ۲) اس آیت میں ایک معجزہ کا ذکر کیا گیا ہے جو غزوۂ بدر کے موقع پر پیش آیا تھا، تفسیر بیضاوی کے الفاظ میں یہ معجزہ چند سطروں کے بعد آرہا ہے، ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ وہ حدیث جس کو مفسرین نے ذکر کیا ہے صحیح ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی مٹی کی ایک مٹھی بھر کر دشمن کے لشکر کی جانب پھینکی تھی تب بھی اس سے معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

گذارش یہ ہے کہ جس حدیث کو مفسرین نے ذکر کیا ہے وہ اس طرح ہے۔

منقول ہے کہ قریش جس وقت ٹیلہ سے نمودار ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قریش ہیں جو اپنی بڑائی اور فخر کرتے کرتے آئے ہیں، تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں، اے اللہ میں آپ سے اس چیز کی درخواست کرتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے پھر آپ کے پاس جبرئیل آئے اور آپ سے کہا کہ ایک مٹھی مٹی کی لے کر ان پر پھینک دیجئے، پھر جب دونوں لشکر آپس میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر ان کے اوپر پھینکی اور فرمایا چہرے بدنما ہو جائیں، پھر یہ ہوا کہ کوئی بھی مشرک ایسا نہ رہا کہ اپنی آنکھوں کو نہ ملتا ہو، پھر انہوں نے شکست کھائی پھر مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، اور ان کو قتل کیا، اور قید کیا، پھر جب واپس ہونے لگے تو فخر کرنے لگے، اور کہنے والا کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا اور میں نے قید کیا۔

بیضاوی میں اسی طرح منقول ہے، اس میں یہ الفاظ کہ آپ کے پاس جبرئیل آئے اور آپ سے کہا کہ ایک مٹھی مٹی کی لے لیجئے" واضح طور پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوا ہے، اور یہ الفاظ "کوئی مشرک باقی نہ رہا جو اپنی آنکھوں کی فکر میں نہ لگ رہا ہو" یہ بھی وضاحت سے اس امر پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ بات خلاف عادت ہوئی۔ ..... پھر حدیث کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے معجزہ ہونے کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کی غرض ہی عناد اور مخالفت ہو اور حق بات کا انکار کرنا اس کی طبعی عادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی بن گئی ہو۔

اٹھارہواں قول تیسرے باب کی فصل ۵ صفحہ ۲۰ میں یوں کہا گیا ہے کہ:

"بات سمجھنے کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی کل تعداد تین سال کی مدت میں صرف دس یا بارہ اشخاص ہیں، اور تیرھویں سال میں جو ہجرت کا پہلا سال ہوگا کے باشندوں میں سے ایمان لانے والے صرف ایک سو افراد اور اہل مدینہ میں سے صرف ستر افراد تھے۔"

یہ بھی غلط ہے، اس کی تردید کے لئے ہم خود ہادری صاحب کا قول نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۰ء سے نقل کرتے ہیں:

"ہجرت سے قبل مدینہ کے گھرانوں میں شاید ہی کوئی ایسا گھر ملے گا جس میں کوئی مسلمان نہ ہو اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام فقط تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کا قول سراسر بہتان ہے، اس لئے کہ بہت سے شہر اور ممالک ایسے ہیں جہاں تلوار کا ذکر بھی نہیں تھا اور وہاں اسلام خوب پھیلا۔"

نیز ابوذرؓ اور ان کے بھائی انیسؓ اور ان دونوں کی والدہ ابتدائی دور کے ایمان لانیوالوں میں سے ہیں، پھر جب یہ واپس ہوئے تو غفار کا آدھا قبیلہ ابوذرؓ کی دعوت سے متاثر ہو کر ایمان لے آیا۔

نیز سنہ نبوی میں مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں تھیں، ان کے علاوہ کافی تعداد مسلمانوں کی مکہ میں موجود تھی، نیز نجرانؓ کے عیسائیوں میں سے

لہ نجران، حجاز اور یمن کے درمیان ایک شہر ہے، جاہلیت میں یہاں عیسائی بہت بڑی تعداد میں آباد تھے، سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آن سے صلح فرمائی تھی، بعد میں ان میں سے اکثر مسلمان ہو گئے تھے ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیس افراد اسلام قبول کر چکے تھے، اسی طرح ضماد ازدی ؓ سنہ نبوی سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے، طفیل بن عمرو الدوسی ؓ بھی جو اپنی قوم کے سربراہ اور شریف ترین فرد تھے، اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے، اپنی قوم کی طرف واپس ہونے کے بعد ان کی دعوت پر اُن کے والدین بھی مسلمان ہو گئے تھے، ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں قبیلہ عبدالاشہل پورا کا پورا صرف ایک دن میں حضرت مصعب بن عمیر ؓ کے وعظ کی برکت سے مشرف باسلام ہو گیا تھا، پورے قبیلہ میں صرف ایک شخص عمرو بن ثابت ؓ ایسے تھے جنھوں نے اسلام لانے میں تاخیر کی اور غزوۂ احد کے موقع پر مسلمان ہوئے، اس قبیلہ کے اسلام قبول کر لینے کے بعد تو حضرت مصعب ؓ نے اپنی دعوت مدینہ کے باشندوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ جاری کی، یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جس میں متعدد مرد و عورت مسلمان نہ ہوں، البتہ مدینہ کی بالائی جانب کی آبادیاں جو نجد کی طرف آباد تھیں، انھوں نے اس وقت اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت فرما ہونے کے راستہ ہی میں بریدہ اسلمی ؓ اپنی قوم کے ستر اشخاص پر مشتمل جماعت میں مسلمان ہو گئے، نیز حبشہ کے بادشاہ نجاشی ہجرت سے قبل اسلام قبول کر چکے تھے، شامی لوگوں میں سے ابوہند ؓ، تمیم ؓ، نعیم ؓ اور چار دوسرے افراد ہجرت سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے، اسی طرح اور لوگ بھی،

اُنیسواں قول باب ۳ فصل ۵ صفحہ ۲۰۹ میں پادری مذکور نے پہلے تو یہ کہا کہ:۔

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے لشکر پر ۱۲ امیر مقرر کر کے ہر ایک کو احکامات کی ایک ایک کتاب دی تاکہ کافروں کے سامنے پڑھی جائے،

اس کے بعد کتاب مذکور کے احکام میں یہ حکم بھی نقل کیا ہے کہ:۔

اُمیران لشکر کو پیٹھ موڑنے والوں پر ذرہ برابر رحم نہ کرنا چاہیے، بلکہ ان کو آگ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلا دیا جائے، اور ہر صورت سے قتل کیا جائے۔

یہ بھی غلط ہے، کتاب روضۃ الصفا میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت یوں بیان کی گئی ہے کہ:

"لشکر کے سردار کو حکم دیا کہ خیانت مت کرنا، اور بد عہدی کے پاس نہ جانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل مت کرنا، پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا اور اُن راہبوں جو گرجوں اور عبادت خانوں میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں تعرض نہ کرنا"

پادری صاحب کے لئے لازم ہے کہ مسلمانوں کی کسی معتبر و مستند تاریخ کے حوالے سے ثابت کریں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ کافروں کو آگ میں جلائیں۔

بیسواں قول باب ۲، فصل ۵، صفحہ ۲۸۰ میں کہتا ہے کہ:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے تو آپ نے عربوں کا ایک لشکر ایران کی طرف بھیجا، اور یہ حکم دیا کہ اگر ایرانی لوگ دین محمدی کو بخوشی قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر اُن کو جبراً بزور و قوت قرآن کا معتقد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع بنایا جائے۔

یہ الزام بھی قطعی غلط اور دروغ بیانی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی اس قسم کا حکم جاری نہیں کیا، کیا پادری صاحب کو یہ بات معلوم نہیں کہ خود وہ بیت المقدس کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لشکر کے ہمراہ بذات خود موجود تھے، مگر بیت المقدس کے فتح ہونے پر کسی عیسائی باشندہ پر آپ نے یہ جبر نہیں کیا کہ وہ مذہب اسلام قبول کرے، بلکہ ان کو نہایت باعزت شرطیں پیش کیں، اُن کے کسی گرجا کو نہیں توڑا، بلکہ اُن کے ساتھ وہ شریفانہ برتاؤ کیا ہو جس کی نظیر نہیں ملتی، یہاں تک کہ مفسر طامس لیونٹن نے اس موقع پر حضرت عمرؓ کو خراج تحسین پیش کیا ہے، چنانچہ باب ۱، فصل ۳ میں اس کے الفاظ آپ کے سامنے آئیں گے۔

اکیسواں قول باب ۲، فصل ۳، صفحہ ۲۱۰ میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل شام کا پہلا سفر اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ کیا
اس کے بعد خود تنہا متعدد سفر آپ نے شام کے کئے ؛

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا سفر نو عمری میں جبکہ آپ نو سال کے تھے اپنے چچا کے ہمراہ کیا تھا، پھر دوبارہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ ۲۵ سال کی عمر میں تشریف لے گئے، نبوت سے قبل ان دو سفروں کے علاوہ اور کوئی شام کا سفر کرنا آپ سے ثابت نہیں ہے، پادری صاحب نے ایک مرتبہ تنہا سفر کرنے کو متعدد سفروں سے تبدیل کر دیا،

بائیسواں قول باب ۱۲، فصل ۴، صفحہ ۲۴۳ میں ہے کہ :-

"وہ یہ آیت یعنی یونس پیغمبر کا معجزہ جس کا مسیح نے یہودیوں سے وعدہ کیا تھا اور جو انجیل متی باب ۱۲ میں مذکور ہے، یہودیوں نے مسیح کے اٹھنے کے وقت پائی"

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ موعودہ معجزہ مطلقاً مرنے کے بعد کھڑے ہونے کے ساتھ نہ تھا، بلکہ اس طرح موعود تھا کہ مسیح تین شب و روز قلب ارض میں رہ کر پھر کھڑے ہوں گے، یہ معجزہ یہودیوں نے ہرگز نہیں دیکھا، جیسا کہ عنقریب آپ کو باب ۱ فصل ۳ میں غلطی نمبر ۱۰ کے ضمن میں معلوم ہو جائے گا،

تیئیسواں قول باب ۱۲، فصل ۴، صفحہ ۲۵۲ میں اس طرح ہے کہ :-

لہ مشہور پیغمبر ہیں، آپ کے تعارف کی حاجت نہیں، بائبل کے عربی ترجمہ میں آپ کا نام یونان، اردو ترجمہ میں یونا، اور انگریزی ترجمہ میں Jonah مذکور ہے، عہد نامہ قدیم کے مجموعہ میں آپ کی ایک کتاب اسی نام سے موجود ہے ۱۲

سے جیسے یونان تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا (متی ۱۲: ۴۰)

تلہ دیکھئے کتاب ہذا صفحہ ۵۰۳ جلد اول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مسیح کے معجزات کو اُن حواریوں نے کہا ہے جو ہر وقت مسیح کے ساتھ رہتے تھے اور جنھوں نے اُن معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا"

یہ بھی غلط اور خود اپنی کے اس بیان کے خلاف ہے جو حل الاشکال میں نقل کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ کو حل الاشکال کے قول نمبر ۴ و ۵ میں معلوم ہو جائے گا۔

چوبیسواں قول | باب فصل ۵ صفحہ ۲۸۴ میں پادری مذکور نے دعویٰ کیا ہے کہ:

"جو شخص مذہب اسلام سے پھر جاتا تھا مسلمان اس کو قرآنی حکم کی تعمیل میں قتل کر دیتے تھے، یہ امر قطعی واضح ہے کہ سچائی اور حقیقت تلوار کے زور سے ثابت نہیں کیا جا سکتا، اور یہ بات محال ہے کہ انسان جبر و اکراہ سے ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ خدا کو دل سے مان لے اور اس سے محبت کرنے لگے، اور اپنے ہاتھوں کو بُرے کاموں سے روک لے، بلکہ اس کے برعکس مجبور و اکراہ خدا پر ایمان لانے اور اس کی فرمانبرداری کرنے سے مانع بنتے ہیں"

ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض اس سے زیادہ بدترین طور پر توریت پر واقع ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے کتاب الخروج باب ۲۲ آیت ۲۰ میں ہے کہ:

"جو بتوں کے لئے قربانی کرے وہ واجب القتل ہے"

نیز کتاب الخروج باب ۳۲ میں ہے کہ:

"موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بنی لاوی کو حکم دیا کہ گوسالہ پرستوں کو قتل کریں، چنانچہ انھوں نے تقریباً تین ہزار آدمی قتل کئے"

لہ اور جو کوئی دوسرے معبود کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کر دیا جائے (خروج ۲۲: ۲۰)

گ بنی لاوی کے بیٹوں میں ۲۳ (تئیس) ہزار کا لفظ ہے مگر کتاب خروج میں تین ہزار مذکور ہے، اور بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق عمل کیا چنانچہ اُس دن لوگوں میں سے تقریباً تین ہزار مرد کھیت آئے (خروج ۳۲: ۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز کتاب الخروج باب ۳۵ آیت ۲ میں سبت[1] کے حکم کے ذیل میں یوں کہا گیا ہے کہ:

"جو کوئی اس میں کچھ کام کرے وہ مار ڈالا جائے۔"

"ایک مرتبہ ایک بنی اسرائیلی سنیچر کے دن لکڑیاں اکٹھی کرتا ہوا پکڑا گیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے خدائی فرمان کے مطابق حکم دیا کہ اس کو سنگسار کیا جائے، چنانچہ بنی اسرائیل نے اس کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا، جس کی تصریح کتاب گنتی کے باب ۱۵ میں موجود ہے۔[2]

نیز کتاب استثناء باب ۱۳ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی نبی غیر اللہ کی دعوت دے اس کو قتل کیا جائے خواہ وہ کتنے ہی بڑے معجزے رکھتا ہو۔[3] اسی طرح اگر کوئی افتی غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دے تو اس کو سنگسار کیا جائے[4] خواہ یہ دعوت دینے والا رشتہ دار ہو یا دوست[5]، اپنے شخص پر قطعی رحم نہ کیا جائے، اسی طرح اگر کسی بستی کے لوگ مرتد ہو جائیں تو تمام باشندوں کو قتل کرنا واجب ہے، ان کے ساتھ ان کے جانور بھی قتل کر دیئے جائیں، اور بستی کو اور تمام اموال و اسباب کو آگ لگا دی جائے، اور اس کو ملبہ کا ڈھیر کر دیا جائے، جو قیامت تک آباد نہ ہو سکے۔[6]

(بقیہ صفحہ ۲۹) انگریزی ترجمہ میں ہیں (about three thousand men) کے الفاظ ہیں، یعنی تین ہزار۔

[1] سبت سنیچر کے دن کو کہتے ہیں، یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے چھ دن میں کائنات پیدا کر کے اس دن آرام کیا تھا اس لئے انسانوں کے لئے بھی کوئی کام کاج جائز نہیں (خروج ۲۰: ۸ ت)

[2] تلوار جماعت نے اسے لشکر گاہ کے باہر لیجا کر سنگسار کیا اور وہ مر گیا (گنتی ۱۵: ۳۶)

[3] مفہوم آیت ۱ و ۵، [4] مفہوم آیت ۸ و ۹،

[5] مفہوم آیت ۶، [6] مفہوم آیات ۱۲ تا ۱۷،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ سفر استثناء ہی کے باب ۱۳ میں ہے کہ اگر کسی پر غیر اللہ کی عبادت کا الزام ثابت ہو جائے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت[1]۔

اس قسم کے سخت احکام قرآن میں موجود نہیں ہیں، ہم کو پادری صاحب کے اس تعجب پر حیرت ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک ان سخت احکام کے باوجود توریت میں کوئی عیب نظر نہیں آتا اور قرآن عیب دار دکھائی دیتا ہے،

کتاب سلاطین اول باب ۱۸ میں ہے کہ ایلیاہ[2] نے وادی قیشون میں ایسے چار سو پچاس آدمیوں کو قتل کر دیا جنھوں نے بعل کی طرف سے بھیجے ہوئے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا،

لہٰذا پادری صاحب کے دعوے کے بموجب موسیٰ علیہ السلام اور ایلیاء علیہ السلام بلکہ خود اللہ تعالیٰ کو ایسی واضح بات کا قطعی کوئی علم نہ تھا، اور نعوذ باللہ یہ سب

---

[1] ملاحظہ ہو استثناء باب ۱۷ کی آیات ۲ تا ۷،

[2] بعل (Baal) کے لغوی معنی شوہر یا آقا کے ہیں، بنی اسرائیل میں جب بتوں پرستی اور بت پرستی کا رواج ہوا تو انھوں نے سورج یا مشتری کا نام بعل رکھا اور اس کی پرستش شروع کر دی، بعد میں لوگوں نے بتوں کے نام بھی بعل رکھے، مگر یہاں آسمانی دیوتا ہی مراد ہے، بائبل کی روایت کے مطابق حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانہ میں بہو داہ کے بادشاہ اخی اب نے بعل پرستی کو فروغ دیا، تو بہت سے لوگوں نے یہ دعویٰ کر دیا کہ ہم اسی کے بھیجے ہوئے نبی ہیں، اس پر حضرت الیاس علیہ السلام نے معجزات کے ذریعہ سب جھوٹوں کا پردہ فاش کر دیا، یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سفر استثناء کے باب ۱۸ میں دیکھا جا سکتا ہے،

[2] ایلیا علیہ السلام آپ کا قرآنی نام الیاس علیہ السلام ہے، توراۃ میں ایلیا کے نام سے یاد کیا گیا ہے، پیدائش تقریباً ۹۱۰ ق م، وفات ۸۹۲ ق م،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمق اور غبی تھے، کہ جو بات اس پادری کے نزدیک نہایت واضح اور کھلی ہوئی ہے ان کے لئے وہ مخفی رہی، معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان حضرات کا عقیدہ کچھ اس قسم کا ہے کیونکہ عیسائیوں کا مقدس پولس قورنتھوس[1] والوں کے نام پہلے خط میں .... باب آیت ۲۵ پر یوں کہتا ہے

"خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے، اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے"

یعنی مقدس پولس کے نزدیک نعوذ باللہ خدا کی حماقت اس پادری کی رائے سے جو اس نے قائم کی ہے زیادہ محکم ہے اس لئے اس کی رائے خدا کے حکم کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں۔

یہ اقوال نمونہ کے طور پر ہم نے جدید نسخہ سے نقل کئے ہیں، باقی اقوال ہم اپنی کتاب کے ہر مناسب موقع پر ذکر کریں گے۔

پادری صاحب نے میزان الحق کے قدیم نسخہ میں صفحہ ۲۵۲ پر (جو اب منسوخ ہو چکا ہے) کہا ہے کہ:-

"بعض مفسرین مثلاً قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ آیت شریفہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں لفظ انشق، سینشق کے معنی میں ہے"

یہ بات غلط ہے، اس لئے کہ درحقیقت قاضی بیضاوی اور صاحب کشاف نے بعض

---

[1] قورنتھوس جنوبی یونان کے ایک شہر کا نام ہے جسے بائبل کے اردو ترجمہ میں کرنتھس کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور انگریزی میں (Corinth) کہا جاتا ہے، یہ بڑا اور گنجان شہر تھا، اب تک اس کے بعض آثار پائے جاتے ہیں عہد نامہ جدید کے موجودہ مجموعہ میں پولس کے دو خط اس شہر کے گرجاؤں کے نام ہیں ۱۲

[2] یعنی یہ کہ فعل مزعنا جائز ہونا چاہیے ۱۲

[3] آیت شریفہ کے معنی ہیں "قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا" اور اگر انشق کو سینشق کے معنی میں لیا جائے تو معنی ہوں گے "قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہونے والا ہے" ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے اس قول کو نقل کر کے اس کی تردید کی ہے۔ اس وجہ سے فاضل محترم آل حسن نے استفسار میں پادری صاحب پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یا تو خود پادری صاحب نے غلط سمجھا ہے، یا عوام کو فریب دینا چاہا ہے، چنانچہ پادری صاحب نے اپنی عبارت کو چوتھے نسخہ میں بدل ڈالا۔

"حل الاشکال" کے اقوال

اب آپ "حل الاشکال" کی بعض عبارتیں ملاحظہ فرمائیے، اس کتاب کے دو قول تو آپ میزان الحق کے پانچویں اور گیارہویں قول کے ضمن میں ملاحظہ فرما چکے، اب سات اقوال جن کو ہم نے بطور نمونہ بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے باقی ہیں۔

تیسرا قول چنانچہ تیسرا قول جو صفحہ ۵ میں مذکور ہے یہ ہے[1]

ہم یہ نہیں کہتے کہ خدا تین اشخاص ہیں یا ایک شخص ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ تینوں اقنوم[2] وحدت میں ہیں، اور تین اقنوم اور تین اشخاص میں اتنا ہی فرق ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

یہ خالص مغالطہ ہے، کیوں کہ وجود بغیر تشخص کے نہیں پایا جا سکتا، پھر جب یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اقنوم موجود اور متمیز ہیں اور امتیاز بھی حقیقی ہے، جس کی تصریح خود پادری صاحب نے اپنی کتابوں میں کی ہے، اس لئے تین اقنوم کے وجود کا دعویٰ بعینہٖ تین اشخاص کا دعویٰ کرنا ہے۔

---

[1] ملاحظہ فرمائیے کتاب ہذا، ص ۲۵۱ و ۲۱۰۔

[2] "اقنوم" عبرانی زبان کا لفظ ہے جو بعد میں عربی میں بھی مستعمل ہوا ہے، اس کے معنی "اصل" اور "عنصر" کے ہیں، عیسائیوں کا مشہور عقیدہ یہ ہے کہ خدا تین اقنوم ہیں، اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس، اقنوم کی جمع "اقانیم" ہے، چوتھے باب میں اس مسئلہ کی تفصیلات آپ کے سامنے آئیں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ کتاب الصلوات وجو انگریزی میں گرجوں میں مروج ہے، اور جس کی طرف اس پادری نے لوتھرین گرجا کے طریقہ پر عرصۂ دراز تک رہنے کے بعد آخر عمر میں رجوع کیا ہے، اور جو لندن میں اردو زبان میں چھپ کر ۱۸۱۹ء میں طبع ہوئی ہے، اس کے ص۲۹ پر ہے کہ:۔

"اے مقدس اور مبارک اور عالی شان تینوں جو ایک ہو، یعنی تین شخص اور ایک خدا ہم پریشان گنہگاروں پر رحم کر"

اس تین اشخاص کی تصریح موجود ہے۔

چوتھا قول

متی ۱۲ میں یوں ہے:

"بے شک بعض علماء کا خیال صرف انجیل متی کے متعلق یہ ہے کہ شاید وہ عبرانی[1] یا عراقی[2] زبان میں تھی، پھر اس کا ترجمہ یونانی میں کیا گیا، لیکن غالب یہی ہے کہ متی[3] حواری نے اس کو بھی یونانی زبان میں لکھا ہے"

اس میں یہ کہنا کہ بعض علماء کا خیال ہے، اور یہ کہنا کہ غالب یہی ہے، دونوں باہم قطعاً غلط ہیں، چنانچہ باب۲، مقصد۳ کے شاید۱۲ میں عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا، اس کی عبارت

---

[1] اصل میں عبرانی یہودیوں کو کہتے ہیں اور یہ عابر کی طرف نسبت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب تھا، اور جو تسمیہ میں علماء لغت و تاریخ کا اختلاف ہے، انگریزی میں انھیں Hebrews کہتے ہیں ۱۲

[2] عراقی یا ارامی، زبان کا ذکر کتاب دائرۃ المعارف (۲-۱۰) میں موجود ہے جس کے بارے میں Oxford Bible Concordance میں لکھا ہے کہ یہ سوریا کی زبان تھی، انگریزی میں اسے Syriack کہا گیا ہے۔

[3] متی، الف مقصورہ کے ساتھ، Maththew حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۱۲ حواریوں میں سے ایک ہیں، آپ کفرناحوم Capharnaum میں جو فلسطین کا ایک شہر تھا، عشر وصول کرنے پر مامور تھے، آپ کو شہید کیا گیا مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کب اور کہاں؟ اناجیل اربعہ میں سے ایک انجیل آپ ہی کی طرف منسوب ہے اور اسے عیسائی حضرات قدیم ترین انجیل مانتے ہیں اگرچہ وہ درحقیقت ان کی ہرگز نہیں ہے ۱۲

[4] ملاحظہ ہو کتاب ہذا، ص ۴۱۳ (جلد۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تین الفاظ ضرور قابلِ غور ہیں، اوّل لفظ "بعض علما" کا خیال ہے" دوسرے "شاید" کا لفظ، تیسرے "قائل" کا لفظ، یہ تینوں مجموعی طور پر اس امر پر دلالت کر رہے ہیں کہ اس دعوے پر آگے پاس کوئی بھی سند متصل نہیں ہے، بلکہ جو کچھ کہتے ہیں وہ محض قیاس و تخمینہ ہے،

پانچواں قول صفحہ ۱۴۵ پر کہا گیا ہے:۔

"یہ بات واقعی اور صحیح ہے کہ دوسری اور تیسری انجیل (یعنی مرقس اور لوقا حواریوں کی نہیں ہیں"

پھر صفحہ ۱۴۶ پر فرماتے ہیں:۔

"تمام قدیم عیسائی کتابوں میں متعدد مواقع پر بیان کیا گیا ہے، اور اسناد کی کتابوں میں بہت سے دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ موجودہ انجیل یعنی عہد جدید کے مجموعہ کو حواریوں نے لکھا ہے اور وہ بعینہٖ وہی ہے جو اوّل میں تھی، اور ان کے سوا کسی زمانہ میں کوئی دوسری انجیل نہیں تھی"

ملاحظہ کیجئے کہ وہ تینوں اقوال جن کو ہم گذشتہ قول میں نقل کر چکے ہیں، اخیر یہ قول کس طرح آپس میں ایک دوسرے کی تردید کر رہے ہیں، کیونکہ اقوالِ سابقہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی کوئی سند متصل موجود نہیں، کہ فلاں شخص نے لکھا ہے اور وہ فلاں زبان میں تھی، اور فلاں شخص نے اس کا ترجمہ کیا ہے،

اور تیسرا قول یہ بتا رہا ہے کہ عہد جدید کے مجموعہ کو حواریوں نے لکھا ہے، اور یہ چیز کتبِ اسناد میں بے شمار دلائل سے ثابت اور تمام قدیم عیسائی کتابوں میں مذکور ہے، اس کے علاوہ خود انھوں نے دوسرے قول میں یہ اقرار کیا تھا کہ دوسری اور تیسری انجیل کو حواریوں نے نہیں لکھا، اور تیسرے قول میں پھر اس کے خلاف دعویٰ فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ عہد جدید کے مجموعہ کو حواریوں نے لکھا ہے،

نیز انھوں نے گذشتہ قول میں یہ اقرار کیا تھا کہ بعض علماء کا انجیل متی کی نسبت یہ خیال ہے کہ شاید وہ عبرانی یا عبرانی زبان میں تھی، اور پھر آخری قول میں اس کے برعکس یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ مجموعہ بعینہٖ وہی ہے جو ابتداء میں تھا، اسی طرح عنقریب باب فصل ۲ میں ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ رسالہ لیعقوب اور رسالہ یہوداہ اور رسالہ عبرانیہ اور پطرس کا دوسرا رسالہ، نیز یوحنا[1] کا دوسرا اور تیسرا رسالہ ان کی نسبت حواریوں کی جانب بلا حجت و سند تھی، اور ۳۱۹ء تک مشکوک رہی، اسی طرح یوحنا کے مشاہدات ۳۹۷ء تک مشکوک النسبۃ تھے، یہاں تک کہ ناٹس[2] کے جلسے اور لوذیشا[3] کے اجلاس نے بھی ان کی مشکوکیت باقی رکھی، اور اس کو مردود قرار دیا، اور سریانی گرجے تو ابتداء سے آج تک پطرس کے دوسرے

---

[1] یوحنا (مفتوح ہی) (John) یعقوب بن زبدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اناجیل اربعہ میں سے چوتھی انجیل آپ ہی کی طرف منسوب ہے، اور عہد نامہ جدید کے مجموعہ میں تین خطوط اور ایک کتاب مکاشفہ بھی آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے، آپ نے عمر پائی، یہودیوں کے ظلم و ستم برداشت کئے، اور پہلی صدی عیسوی ہی میں آپ کا انتقال ہوا، یاد رہے کہ عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی یوحنا کہتے ہیں، مگر اس کے ساتھ "المسمّد" کی قید ہے یہاں وہ مراد نہیں ۱۲

[2] ناٹس، روما کے ایک شہر کا نام تھا، جہاں ۳۲۵ء میں شاہ قسطنطین نے عیسائی علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع بلایا تھا، تاکہ مشکوک کتابوں کے بارے میں کوئی صحیح بات تحقیق ہو جائے، اس اجلاس نے کتاب یہودیت کے سوا سب کو بدستور مشکوک قرار دیا تھا ۱۲

[3] لوذیشا کی مجلس بھی ۳۶۴ء میں اسی مقصد کے لئے منعقد ہوئی تھی، اور اس میں کتاب یہودیت کے علاوہ سات کتابیں بھی واجب التسلیم قرار دی گئی تھیں ۱۲

[4] سریانی دراصل ایک زبان تھی، پھر زبان بولنے والے عیسائی چونکہ (تقریباً پانچویں صدی عیسوی) میں الملاکیہ کے گرجا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارکچھ نسطوری مباحث میں) اختلاف کر کے الگ ہو گئے تھے، لہٰذا ان کے قائم مقام کئے ہوئے گرجوں کو سریانی گرجے کہا جاتا ہے۔ اس فرقہ کا نام مونوفیسی (Mono physites)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ اور یہوداہ کے رسالہ اور پطرس کے دونوں رسالوں اور کتاب مشاہدات یوحنا کو رد کرتے آئے ہیں، اور عرب کے تمام گرجوں نے بھی ان کو رد کیا ہے، اور خود پادری مذکور نے مباحثہ محرفہ[1] مطبوعہ ۱۸۵۵ء کے صفحہ ۳۸ و ۳۹ میں مذکورہ صحیفوں کے حق میں یہ اقرار کیا ہے کہ یہ تمام صحیفے پہلے زمانہ میں انجیل میں شامل نہ تھے، اور سریانی ترجمہ میں پطرس کا رسالہ نمبر ۲ اور یہوداہ کا رسالہ، یوحنا کے دونوں رسالے اور کتاب مشاہدات یوحنا موجود نہیں ہیں، اور انجیل یوحنا کے باب ۵ کی آیت نمبر ۴ تا ۱۱ اور یوحنا کے پہلے خط باب ۵ آیت ۷ موجود نہیں ہیں، اسی لئے ہمارے دوست مصنف استفسار نے یہ اقوال نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ:۔

"ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ پادری دیوانہ معلوم ہوتا ہے"

چھٹا قول صفحہ ۱۳۱ میں لکھا گیا ہے کہ:۔

"سلسوس دوسری صدی کے بت پرست علماء میں سے تھا جس نے عیسائی مذہب کی تردید میں ایک کتاب لکھی تھی، اس کے بعض اقوال آج تک موجود ہیں، مگر اس نے کسی مقام پر بھی یہ نہیں لکھا کہ انجیل حواریوں کی نہیں ہے"

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات دو لحاظ سے غلط اور کمزور ہے، اوّل تو اس لئے کہ وہ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ اس کی کتاب آج موجود نہیں ہے، صرف اس کے بعض اقوال موجود ہیں پھر انھوں نے یہ کیسے مان لیا کہ اس نے کسی جگہ ایسا نہیں لکھا! ہمارے خیال میں یہ بات قریب قریب یقین ہے کہ:

پروٹسٹنٹ جس طرح اس زمانہ میں اپنے مخالف کے اقوال نقل کرتے ہیں، اسی طرح

---

[1] پادری فنڈر کے ساتھ مصنف کا جو مناظرہ ہوا تھا، اس کا حال خود فنڈر نے بعد میں شائع کیا، مگر اس میں بہت کچھ تحریف کر دی تھی، مصنف نے اپنی کتاب "مباحثہ محرفہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری صدی اور اس کے بعد کے مسیحی بھی اپنے مخالفین کے اقوال کو نقل کرتے تھے، آریجن نے اپنی تصانیف میں سلسوس کے بھی اقوال کو نقل کیا ہے، اس کے زمانہ میں عیسائی فرقہ میں جھوٹ اور فریب کا ارتکاب مذہبی لحاظ سے مستحب سمجھا جاتا تھا، چنانچہ آپ کو مقریب باب ہدایت نمبر ۲ قول نمبر ۱ میں معلوم ہوگا، اور یہ آریجن صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے جھوٹی کتابیں گھڑ کر ان کو حواریوں اور تابعیوں کی طرف یا کسی مشہور پادری کی جانب منسوب کرنا جائز قرار دیا تھا جس کی تصریح تاریخ کلیسا اردو مطبوعہ ۱۸۴۸ء مصنفہ ولیم میور کے باب ۳ حصہ ۳ میں موجود ہے، ایسی شکل میں اس شخص کی نقل پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے، میں نے خود وہ جھوٹے اقوال اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جو میری جانب اس مباحثہ میں منسوب کئے گئے تھے جن کو پادری صاحب نے تحریف کر کے شائع کیا ہے، اسی لئے سید عبداللہ کو جو انگریزی حکومت سے متعلق بھی تھے، اور محفل مناظرہ میں شریک تھے، اور انھوں نے پورے مناظرہ کو پہلے اردو میں پھر فارسی میں ضبط بھی کیا تھا، اور دونوں کو آگرہ آباد میں طبع بھی کرایا تھا، انھیں ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک محضر لکھا کر اس پر معتبر اشخاص کی مہریں اور شہادتیں کرائیں، منشی (قاضی القضاۃ محداسد اللہ، مفتی ریاض الدین اور قاضل احمد علی وغیرہ جو شہر کے سربرآوردہ اور حکومت انگریزی کے ارکان تھے)۔

دوسرے اس لئے کہ یہ بات حقیقت اور واقعہ کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہے، کیونکہ سلسوس دوسری صدی میں بیانگ دہل یوں کہہ رہا ہے:-

---

۱؎ Origen "متقدمین علماء عیسائیت میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے، پیدائش ۱۸۵ء وفات ۲۵۴ء، عیسائی حضرات کہتے ہیں کہ اس نے چھ ہزار کتابیں لکھی ہیں، مگر محققین نے اسے بے بنیاد قرار دیا ہے، تاہم اس کی بیشمار تصانیف ہیں جن میں سے اکثر و بیشتر متعلق ہیں بائبل کے علوم کا اسے بطور خاص ماہر سمجھا جاتا ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں نے انجیلوں کو تین یا چار مرتبہ تبدیل کیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور ایسی تبدیلی کی کہ اس کے مضامین بھی بدل گئے۔

اسی طرح فرقہ مانی نیکرکان کا زبردست عالم فاسٹس چوتھی صدی میں آواز بلند اعلان کرتا ہے:۔

یہ بات محقق ہے کہ اس عہد جدید کو خود مسیح یا حواریوں نے تصنیف نہیں کیا تھا، بلکہ ایک ایسے شخص نے تصنیف کیا جس کا نام معلوم نہیں اور حواریوں اور ان کے ساتھیوں کی جانب اسی اندیشہ سے منسوب کر دیا کہ لوگ اس کی تحریر کا اس لئے اعتبار نہیں کریں گے کہ وہ خود کئے ہوئے حالات کی خبر براہ راست نہیں رکھتا، اور اس نے معتقدین عیسیٰ کو بڑی سخت اذیت دی کہ ایسی کتاب تالیف کر دی جس میں اغلاط و تناقضات پائے جاتے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو باب کی ہدایت ۲ سے معلوم ہوگا۔

ساتواں قول صفحہ ۵، اپر کہتا ہے:۔

کسی پیغمبر نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی۔ صرف ہارون علیہ السلام نے ایک مرتبہ یہودیوں کے خوف سے کی تھی، اور وہ پیغمبر نہیں تھے، بلکہ صرف کاہن اعظم موسیٰ کے نائب و قائم مقام تھے۔

اس پر دو طرح سے اشکال پیش آتا ہے، اول تو اس لئے کہ یہ جواب مکمل نہیں ہے کیونکہ استفسار کے مصنف نے گوسالہ پرستی اور بت پرستی دونوں چیزوں پر اجتماعی اعتراض کیا تھا، مگر پادری صاحب نے بت پرستی کے جواب سے خاموشی اختیار کی، اور اس سلسلہ میں ایک لفظ بھی نہیں کہا، کیونکہ اس معاملہ میں وہ یقیناً عاجز ہیں، اور کیسے نہ ہوں جبکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان علیہ السلام کے متعلق توریت میں کہا گیا ہے کہ انھوں نے آخر عمر میں مرتد ہو کر بت پرستی اختیار کر لی تھی، اور بت خانوں کی تعمیر کرائی تھی، جس کی تصریح کتاب سلاطین الاول کے باب ۱۱ میں موجود ہے،

دوسرے اس لئے کہ ان کا یہ دعویٰ کہ ہارون نبی نہ تھے قطعی باطل ہے، چنانچہ ان شاء اللہ تعالیٰ باب میں ہارون علیہ السلام کے حالات کے بیان میں یہ بات آپ کے سامنے آجائے گی،

آٹھواں قول پادری صاحب موصوف صفحہ ۱۵۲ پر آگسٹائن[۲] کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں کہ:-

"کتب مقدسہ کی تحریف کسی زمانہ میں بھی ممکن نہیں تھی، کیونکہ بالفرض کوئی شخص اگر اس حرکت کا قصد کرتا تو چونکہ کتب مقدسہ کے نسخے قدیم زمانہ سے موجود تھے اس لئے اس وقت اس کا پتہ چل جاتا"

اس پر بھی دو اشکال ہیں، اول تو یہ کہ ہنری ڈاسکاٹ کی تفسیر جلد ۱ میں آگسٹائن کا قول یوں بیان کیا گیا ہے:-

"بعض یہودیوں نے توریت کے عبرانی نسخوں کو ان اکابر کے زمانہ کے حالت میں قطعی محرف کر دیا جو طوفان سے پہلے گذر چکے تھے، یا طوفان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک ہوئے ہیں، اور یہ تحریف و تغیر اس لئے کی تاکہ یونانی ترجمہ غیر معتبر ہو جائے، اور مسیحی

---

[۱] آیت ۲ تا آیت ۱۳ :

[۲] آگسٹائن (St. Augustine) عیسائیوں کا مشہور پیشوا اور خلاصہ افریقہ میں ۳۵۴ء کو پیدا ہوا، ۳۷۰ء میں پیشہ کا بشپ مقرر ہوا، اور ۴۳۰ء میں انتقال کر گیا، لاطینی زبان میں اس کی بہت سی تصانیف ہیں، حال ہی میں اس کی اہم تصانیف کا انگریزی ترجمہ نیو یارک سے "بیسک رائٹنگس آف سینٹ آگسٹین" کے نام سے

شائع ہو گیا ہے، فرقہ پروٹسٹنٹ کے لیڈروں نے بہت حد تک اس کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے عناد و دشمنی نے ان سے یہ حرکت کرائی، قدماء مسیحیین کا نظریہ بھی اسی قسم کا تھا، وہ کہتے تھے کہ یہودیوں نے توریت میں سنہ ۱۳ء میں تحریف کی تھی ؟

اس سے معلوم ہوا کہ اگسٹائن اور قدماء مسیحیین توریت کی تحریف کا اعتراف کرتے تھے، اور ان کا دعویٰ تھا کہ یہ تحریف سنہ ۱۳ء میں ہوئی ہے، تفسیر مذکور کا بیان پادری صاحب کے بیان کے سراسر خلاف ہے، مگر چونکہ علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک یہ تفسیر بہت ہی معتبر ہے، اس لئے اس کے مقابلہ میں پادری صاحب کا بیان قطعی مردود ہے، ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پادری صاحب کا بیان کسی ایسی کتاب سے منقول ہے جو تفسیر مذکور سے زیادہ معتبر ہو، ایسی صورت میں ہم ان سے نقل کی تصحیح کا مطالبہ کریں گے، اور ان پر یہ بتلانا واجب ہوگا کہ انہوں نے کس معتبر کتاب سے اس کو نقل کیا ہے !

دوسرے یہ کہ دوسری صدی عیسوی سے موافق و مخالف سب ہی بیانگ دہل کہتے آئے ہیں کہ تحریف واقع ہوئی ہے، محققین مذہب عیسوی تحریف کی تینوں قسموں کا عہد جدید کی کتابوں کے بہت سے مقامات میں واقع ہونا تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ باب میں آپ کو معلوم ہوگا، اس سے زیادہ واضح چیز اور کونسی ہو سکتی ہے، اظہار بشارت کے مصنف نے تعجب اور تعریض کرتے ہوئے کہا ہے :-

"معلوم نہیں کہ پادری صاحب کے نزدیک تحریف ثابت ہونے کا مصداق کیا ہے، شاید ان کے نزدیک تحریف ثابت ہونے کی صورت صرف یہ ہوگی کہ تحریف کرنے والا انگریزی عدالت میں گرفتار ہو کر کئے اور جعلسازی کے جرم میں دو سال جیل کی سزا پائے "

ضروری نوٹ :- پادری صاحب تحریف کو مستبعد ثابت کرنے کے لئے وہ احتمالات بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں، جن کو ایک جاہل بھی معمولی سے تجاوز خیال کرتا ہے، مثلاً یہ فرماتے ہیں۔

"کس نے تحریف کی؟ کس زمانہ میں کی؟ کس غرض سے کی؟ تحریف شدہ الفاظ کیا ہیں؟"

الحمد للہ! اُن کے بزرگوں نے اس سلسلہ میں ہماری یہ مشکل بھی آسان کر دی، اور بتا دیا کہ یہودیوں نے توریت میں تحریف کی، اور تحریف کا زمانہ ۱۳۲ھ ہے، اور تحریف کا سبب دین مسیحی کی عداوت اور دشمنی اور یونانی ترجمہ کو غیر معتبر ثابت کرنا ہے، اور تحریف کردہ الفاظ میں سے وہ الفاظ ہیں جن میں اکابر کے زمانہ کے واقعات بیان کئے گئے تھے، عیسائیوں کا دعویٰ کرنا کہ یہود نے توریت کے جن میں شہادت دی ہے اس کے تسلیم کرنے کے بعد بھی مضر نہیں، کیونکہ یہ دعویٰ عروج مسیح کے عرصہ دراز بعد کیا گیا ہے، اور یہ لوگ تین چار نہیں تھے بلکہ جمہور قدماء مسیحیین ہیں،

نواں قول صفحہ ۱۳۱ پر فرماتے ہیں:

"انجیل بواسطہ حواریین کے الہام کے ظہور پذیر ہوئی، یہ بات خود انجیل سے اور قدیم مسیحی کتابوں سے ثابت اور ظاہر ہے"

پھر کہتا ہے:۔

"حواریوں نے مسیح کے اقوال، اُن کی تعلیمات اور حالات بذریعہ الہام کے لکھے ہیں"

یہ بھی اُن وجوہ کی بناء پر جو ہم نے حل الاشکال کے قول نمبر ۳ و ۵ کے بیان میں ذکر کی ہیں، مردود باطل ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ جس شخص نے بھی انجیل کو پڑھا ہوگا اس کو اس امر کا یقین آجائے گا کہ پادری صاحب کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس سے قطعی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ فلاں انجیل کو فلاں حواری نے بذریعہ الہام یونانی زبان میں لکھا ہے، بے شک انجیل کا نام اناجیل کے ہر صفحہ پر چھاپنے والوں اور کاتبوں کی طرف سے ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہوتا ہے، لیکن یہ نہ کوئی حجت ہے نہ دلیل، کیونکہ یہ لوگ جس طرح انجیل کا نام لکھ دیتے ہیں، اسی طرح لفظ قضاۃ، راعوت، استیر اور ایوب پر بھی کتاب القضاۃ، کتاب راعوت، کتاب استیر اور کتاب ایوب کے ہر صفحہ کی پیشانی پر لکھتے ہیں،

پھر جس طرح دوسری صورت میں یہ لکھنا اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ کتابیں انہی لوگوں کی تصانیف ہیں جن کی طرف منسوب کی جارہی ہیں، اسی طرح پہلی خبر بھی انجیل ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی، اس قسم کے نکات کا بیان پادری صاحب کی جانب سے علماء اسلام کے نزدیک موجب تعجب ہے اور بعض اوقات کچھ لوگوں کے قلم سے تنگدل ہوجانے کی بناء پر کوئی ایسا لفظ نکل بھی جاتا ہے، جو پادری صاحب کی شان کے مناسب نہیں ہے، جیسا کہ استبشار کے مصنف نے اس موقع پر پادری کے قول کی تردید کرنے کے بعد کہا ہے کہ،

"ہم نے کوئی پادری اتنا جھوٹا اور بیحد درجہ جھوٹ بولنے والا نہیں دیکھا جیسا کہ پادری فنڈر ہے"

اور چونکہ اس کے اقوال کو نقل کرنا تطویل کا موجب ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس مقدار پر اکتفا کریں،

اب جب کہ ہم عیسائیوں کی اس عادت کی نشان دہی کرچکے تو مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کی دوسری دو عادتیں بھی بیان کردیں تاکہ ناظرین کے لئے موجب بصیرت ہو،

عیسائی علماء کی دوسری عادت

پادری صاحب کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ اُن الفاظ کو پکڑ لیتے ہیں جو مخالف کے قلم سے بشریت کے تقاضہ سے اُن کے حق میں یا اُن کے اہل مذہب کے حق میں محل گفتگو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اتفاق سے وہ ان کے زعم میں اُن کے منصب و شان کے مناسب نہیں ہیں، اس پر شکر پٹ ادا کرتے ہیں، اور رائی کا پہاڑ بنا کر کھڑا کر دیتے ہیں، اور ان الفاظ کی جانب قطعی توجہ نہیں کرتے، جو خود اُن کے قلم سے مخالف کے حق میں نکلتے رہتے ہیں،

میں حیران ہوں کہ اس کا سبب کیا ہے؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لفظ بھی اچھا ہو یا بُرا ان کی زبان و قلم سے نکلے تو وہ اچھا، بہتر اور برمحل بھی ہے، لیکن اگر وہی الفاظ مخالف کی جانب سے نکل جائیں تو وہ بُرے بھی ہیں اور بے محل بھی، چنانچہ ہم اُن کے بعض اقوال نقل کرتے ہیں،

پادری صاحب کشف الاستار (جو مفتاح الاسرار کا جواب ہے) کے مصنف فاضل ہادی علی کے حق میں حل الاشکال کے صفحہ ۱ پر کہتے ہیں۔

"اس مصنف کے حق میں پولس کا قول صادق آتا ہے"

پھر پولس کے قول کو نقل کرتے ہیں جس میں یہ جملہ بھی ہے۔

"اس زمانہ کے خدا نے کافروں کے ذہنوں کو اندھا کر دیا ہے"

اس عبارت میں انھوں نے اپنے مخالف پر کافر کا اطلاق کیا، پھر صفحہ ۲ پر کہتے ہیں۔

"مصنف نے تعصب کی بناء پر قصداً انصاف سے آنکھ بند کر لی"

اور صفحہ ۳ پر کہتے ہیں۔

"اس کا مقصد محض جھگڑا، بحث اور خالی تعصب ہے"

پھر صفحہ ۴ پر رقمطراز ہیں۔

"پادری کی کتاب باطل اعتراضات، جہل دعووں اور نامناسب مطاعن سے لبریز ہے"

لہ یعنی طنزاً ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اسی صفحہ پر کہتے ہیں:۔

"کتاب مذکور خلاف اور باطل سے بھری ہوئی ہے"

صفحہ ۱۹ پر ارشاد ہے کہ:۔

"مصنف نے تکبر کی وجہ سے گمان کیا"

پھر صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ خالص تکبر ہے اور تکفیر ہے، اللہ اس پر رحم کرے اور اس کو فہم کی گمراہی کے جال سے نکالے"

صفحہ ۲۵ پر کہتے ہیں کہ:۔

"یہ فقط اس کی جہالت اور کم علمی ہی کی دلیل نہیں بلکہ اس کی کم فہمی اور تعصب کی بھی دلیل ہے"

پھر اسی صفحہ پر کہتے ہیں کہ:۔

"ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکبر اور تعصب نے مصنف کو سمجھ سے محروم کر دیا ہے، اور عقل و انصاف کی آنکھ کو بند کر دیا ہے"

صفحہ ۳۸ پر ہے کہ:۔

"دوسرے باطل باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے"

صفحہ ۴۲ پر ہے کہ:۔

"یہ قول باطل اور بیکار ہے"

صفحہ ۵۰ پر:۔

"یہ بیہودہ تکبر اور کفر ہے"

پھر اسی صفحہ پر ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف کا دل تکبر اور عجب سے اسی طرح بھرا ہوا ہے؟

پھر اس صفحہ پر ہے کہ:۔

"یہ لعینہ جہالت اور انتہائی تکبر ہے"

صفحہ ۵۵ پر ہے کہ:۔

"یہ اس کی قطعی ناواقفیت اور تعصب پر دلالت کرتا ہے"

صفحہ ۵۹ پر ہے کہ:۔

"اس کا بیان اعتبار کے درجہ سے گرا ہوا ہے، اور محض باطل اور بیکار ہے"

پھر اس صفحہ پر ہے کہ:۔

"یہ انتہائی تعصب اور کفر ہے"

صفحہ ۸۰ پر ہے کہ:۔

"وہ بات جو عقل کو فیصلہ کن قرار دے محض نامعقول اور حیلہ حوالہ ہے"

یہ تمام الفاظ سید ہادی علی کی شان میں کہے گئے ہیں۔ جن کی لکھنؤ کا بادشاہ بھی تعظیم کرتا تھا۔ باقی جو الفاظ فاضل ذکی آل حسن مصنف استفسار کے حق میں کہے ہیں ان کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو، حل الاشکال کے صفحہ ۱۱۷ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ شخص لیم ہیں بت پرست سے بھی گیا گزرا، اور کفر میں ان ہندوؤں سے بڑھ کر ہے"

پھر صفحہ ۱۱۸ پر ہے کہ:۔

"پھر جناب فاضل صفحہ ۵۹۲ پر انتہائی کافرانہ انداز میں لاپرواہی سے کہتے ہیں"

پھر صفحہ ۱۲۰ پر ہے کہ:۔

"انصاف اور ایمان دونوں جناب فاضل کے قلب سے رخصت ہو چکے ہیں"

اپنے آخری خط میں فاضل موصوف کے حق میں انھوں نے "قرار" کا لفظ بھی استعمال کیا ہے، حالانکہ یہ لفظ اُن کے نزدیک بہت قبیح ہے کہ اگر کسی دوسرے سے اُن کے حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نکل جائے، تو شکریہ ادا فرماتے ہیں، اور اگر پادری صاحب یہ کہیں کہ میں نے یہ الفاظ فاضل ممدوح کے حق میں اس لئے کہے ہیں کہ ان کے قلم سے اسرائیلی پیغمبروں کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال ہوئے ہیں، تو یہ محض فریب دہی اور مغالطہ ہے، کیونکہ فاضل ممدوح نے اپنی کتاب کے بہت سے مقامات پر تصریح کی ہے کہ انھوں نے یہ الفاظ الزامی دلائل میں پادریوں کی تقریروں اور ان کے الزامی اعتراضات کے مقابلہ میں استعمال کئے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اوپر یہ بات لازم آئے گی، حالانکہ میں انبیاء علیہم السلام کے حق میں ہر گناہ سے پاک ہوں، جو صاحب چاہیں وہ کتاب کے صفحہ ۸ و صفحہ ۱۷۷، صفحہ ۵۰۸ و ۵۹۴ و ۶۰۳ ملاحظہ فرمالیں، انھیں ہمارے بیان کی تائید ملے گی،

کتاب حل الاشکال کے صفحہ ۹۴ پر تمام مسلمانوں کے حق میں یوں کہتے ہیں کہ:۔

"مسلمان بڑے وسوسوں اور بیشمار باطل باتوں کے معتقد ہیں"

میرے دہلی واپس ہونے کے بعد پادری صاحب اور ڈاکٹر وزیر خاں صاحب کے درمیان ایک تحریری مناظرہ ہوا، جو ۱۸۵۴ء میں آگرہ میں طبع ہو چکا ہے، اس میں پادری صاحب نے دوسرے خط مورخہ ۲۹ مارچ ۱۸۵۴ء میں یوں لکھا ہے کہ:۔

"شاید جناب بھی ان کے ہی زمرہ میں داخل ہیں، (یعنی دہریوں اور لامذہبوں کے) جس طرح مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو ظاہر میں مسلمان اور باطن میں لامذہب ہیں"

ڈاکٹر وزیر خان نے اس کے جواب میں چند باتیں لکھی ہیں جن میں یہ دو باتیں بھی ذکر کی ہیں کہ

"تم نے عام مجمع میں اقرار کیا ہے کہ توریت کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں، اور تم نے اس مجمع میں یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ سات یا آٹھ جگہ پر تحریف ہوئی ہے، اور متعدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخوں کے تیس یا چالیس ہزار مقامات پر سہو کاتب کی وجہ سے حاشیہ کے فقروں اور جملوں کا متن میں داخل ہو جانا، اور بہت سے جملوں کا نکل جانا، اور بدل جانا بھی تم نے مان لیا ہے، پھر اس بات کے کہنے میں کوئی بھی رکاوٹ باقی رہ گئی ہے کہ تم لوگ دل میں تو سمجھتے ہو کہ مذہب عیسوی باطل ہے، اور اس بات کا بھی یقین رکھتے ہو کہ کتب مقدسہ منسوخ اور محرف ہیں، اور ان کا تمہارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے مگر تم لوگ محض دنیوی طمع کے باعث مصنوعی طور پر ظاہر میں اس مذہب کو تھامے ہوئے ہو، اور ان محرف کتابوں کو چمٹے ہوئے ہو، یا پھر چونکہ تمام عمر لوٹ تہرین کے گرد کے مرید بنے رہے اور چند ماہ سے انگریز کی کلیسا کے آگے سر خم کر دیا ہے، تو یہی سمجھنا چاہئے کہ اس کا سبب بھی وہی دنیوی طمع ہے، کیونکہ اب تمہارا ارادہ جیسا کہ تم کو تمہارے ایک قلبی دلبر کی دوست (یعنی پادری مسٹر ایچ) سے معلوم ہوا ہے انگلستان کو وطن بنانے کا ہے، یا پھر اس کا سبب کوئی گھریلو معاملہ ہے (یعنی پادری مذکور کی میم صاحب انگلش چرچ سے تعلق رکھتی ہیں، اس لئے پادری صاحب نے اُن کی خوشنودی مزاج کے لئے اپنا مذہب تبدیل کر ڈالا، جیسا کہ مجھ کو ڈاکٹر صدوح کے بیان سے معلوم ہوا کہ گھریلو معاملے سے یہی مراد ہے)۔

اب ملاحظہ فرمالیجئے کہ کس طرح پادری صاحب نے ایک بات کہہ کر دس باتیں تبدیلی مذہب کی جو ردّ و جرحیات ڈاکٹر موصوف نے لکھی ہیں، میں جواب میں ان کا انکار نہیں کرتا، اور اگر تبدیلی مذہب کا سبب ان میں سے کوئی بھی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت ہی قبیح ہے، اور دوسری بات ان دونوں کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی، مگر یہ موضوع ہماری بحث سے خارج ہے، اس لئے اس کو چھوڑ کر ان کی عادت کے بیان کا سلسلہ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری کرتے ہیں،

یہ الفاظ تو وہ تھے جو پادری مذکور نے ہندوستان کے دو بڑے عالموں کی شان میں استعمال کئے تھے، اور وہ ناپاک الفاظ جو اس نے حل الاشکال صفحہ ۱۳۹ میں اور اپنے آخری خطوط میں، نیز میزان الحق، اور طریق الحیات میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث کی شان میں استعمال کئے ہیں، انھیں نقل کرنے کے لئے میرا قلم اور دل کسی طرح آمادہ نہیں ہوتا، اگرچہ نقل کفر کفر نباشد۔

جب ۱۸۴۴ء میں پادری صاحب اور مصنف استفسار کے درمیان تحریری مناظرہ ہوا تھا، تو صاحب استفسار نے اپنے دوسرے خط میں مناظرہ کے لئے چار شرائط کے قبول کرنے کی پیشکش کی تھی، جن میں پہلی شرط یہ تھی کہ:۔

"ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا لقب کو تعظیمی الفاظ سے ذکر کیا جائے اور اگر تم کو یہ بات منظور نہ ہو تو تمھارے پیغمبر یا تمھارے مسلمانوں کے پیغمبر کا لفظ استعمال کر سکتے ہو اور ان افعال کے صیغے یا ضمیریں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوں وہ جمع کے صیغے کے ساتھ ہونی چاہئیں، جیسا کہ اردو زبان والوں کی عادت ہے ورنہ ہم گفتگو نہیں کر سکیں گے۔ اور ہم کو انتہائی کوفت ہوگی"۔

اس پادری نے اس کے جواب میں اپنے خط مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۴۴ء میں یہ لکھا ہے:۔

خوب سمجھ لو ہم تمھارے نبی کا ذکر تعظیم کے ساتھ کریں گے، افعال اور ضمیروں کو جمع کے صیغوں کے ساتھ لانے سے معذور ہیں، یہ بات ہمارے لئے قطعی ناممکن ہے، ہاں ہم بے ادبی کے الفاظ بھی استعمال نہیں کریں گے، بلکہ یہ لکھیں گے تمھارے پیغمبر یا ملاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مثلاً ہم کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، اور کسی ایسی جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں کلام کا مقتضیٰ ہو گا یہ بھی کہوں گا کہ محمدؐ رسول نہیں ہیں" یا جھوٹے ہیں"۔ لیکن تم ان الفاظ سے یہ گمان مت کرنا کہ ہمارا مقصد تم کو ایذا دینا ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ ہمارے نزدیک محمدؐ سچے نبی نہیں ہیں اس لئے اس کا اظہار ضروری ہے۔

پھر اس خط میں جو ۳۱ جولائی ۱۸۶۳ء میں لکھا تھا یہ لکھتا ہے:۔

"یہ بات محال ہے کہ ہم محمدؐ کا نام ذکر کرتے ہوئے افعال اور ضمیروں کو جن کے صیغے ہیں ساتھ نہ لائیں"۔

خود میں نے بھی اپنے خط مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۵۴ء میں اس سے یہی مطالبہ کیا تھا، اس نے اس کے جواب مورخہ ۸ اپریل ۱۸۵۴ء میں وہی لکھا جو مصنف استفسار کو لکھا تھا،

ان باتوں کو جانتے کے بعد اب ہم کہتے ہیں کہ علماء اسلام اس کے حق میں وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو وہ اس کے حق میں رکھتا ہے، اور خود اس کے اور اس کے مذہبی علماء کے حق میں اس سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں جس قدر وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں رکھتا ہے، پھر اگر مسلمان تمام ان کے حق میں خود انہی کی بات نقل کر کے کہہ دیں کہ اس کے حق میں پولس کا قول صادق آتا ہے کہ "اس زمانہ کے خدا نے کافروں کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے" اور اس نے قصداً تعصب کی وجہ سے انصاف سے آنکھوں کو بند کر لیا ہے"۔ اور اس کی غرض و مقصد محض جھگڑا اور بحث و تعصب ہے، اور اس نے تکبر سے یوں سمجھا ہے، اور ظاہر ہی ہے کہ تعصب اور تکبر نے اس کی عقل سلب کر لی ہے، اور عقل کی آنکھوں کو بند کر دیا ہے، اور قباح نظر کرتے ہوئے دوسری باطل باتوں کے اس نے ایسا بھی کہا ہے، اس کا قلب تکبر و تعصب سے لبریز اور بغض میں بت پرست سے کم ہے، اور کفر میں یہودیوں سے بڑھا ہوا ہے، اور وہ ہدایت لایزالی اور کفر کی بنا پر لکھتا ہے، اور ایمان و انصاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں اس کے دل سے رخصت ہو چکے ہیں، اور وہ لامذہبوں کے گروہ میں داخل ہے، اور وہ بھگوڑا ہے"

اسی طرح اگر اس کتاب میزان الحق کی شان میں یوں کہیں کہ وہ خالص مغالطوں اور محض فریب اور غلط دعاوی اور کمزور دلائل پر مشتمل ہے یہ الفاظ صادر ہو جائیں کہ "وہ پوری کی پوری باطل اعتراضوں سے لبریز ہے، اور خلاف و باطل اور مہمل دعووں اور نامناسب مطاعن سے بھری ہوئی ہے"

اسی طرح اس کی اس تحریر کے حق میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث کے حق میں صادر ہوئی ہے یہ الفاظ استعمال کئے جائیں کہ "یہ خالص تکبر ہے، اور یہ محض اس کی جہالت اور قلت علم ہی کی دلیل نہیں ہے، بلکہ یہ اس کی بد فہمی اور تعصب کی دلیل ہے، اور یہ سب باطل و بیکار ہے، اور یہ بجائے خود تکبر اور کفر ہے، اور یہ عین جہالت اور انتہائی تکبر ہے، اور یہ اس کی علمی ناواقفیت و تعصب کی دلیل ہے، اور ہر اعتبار سے ساقط اور باطل محض اور بیکار انتہائی تعصب اور کفر اور غیر مقبول حیلہ حوالہ ہے"

تو کیا پادری صاحب کے نزدیک ان الفاظ کا استعمال کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو پھر پادری صاحب کو اس قسم کے الفاظ کا کوئی شکوہ نہیں کرنا چاہئے، اور اگر ناجائز ہے تو وہ خود کیوں ان الفاظ کو زبان پر لاتے ہیں؟ اُن کے اس انصاف پر تعجب ہے کہ وہ ان الفاظ کے لکھنے سے معذور ہیں، اور مسلمان عالم لائق ملامت اور غیر معذور ہو، اس لئے ہم کو امید ہے کہ وہ سمجھ لیں گے کہ وہ عالم جس کے قلم سے کوئی لفظ اس کی یا

لہ یہ سب پادری صاحب کے الفاظ ہیں جو انھوں نے مسلمان علماء کی شان میں استعمال کئے ہیں، مصنف انھیں الفاظ کا نقل کر رہے ہیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس کے علماء کی نسبت کسی مقام پر مقتضائے کلام کی وجہ سے صادر ہو جائے تو اس کا مقصود پادری یا اس کے اہل مذہب کو ایذا دینا نہیں ہوگا، بلکہ اس کی وجہ محض یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس عالم کے نزدیک یہی حق ہے، یا پھر اس کے قول یا اس کے علماء کے اقوال کا انتقام ہے جیسا کہ مشہور ہے ہر شخص اپنا بویا ہوا کاٹتا ہے، اور جیسا کرتا ہے بھرتا ہے،

تیسری عادت

پادری صاحب قرآن مجید کی آیتوں کا ترجمہ اور تفسیر اپنی رائے کے مطابق کرتے ہیں، تاکہ اپنے زعم میں اس پر اعتراض کریں، اور دعوے کرتے ہیں کہ صحیح ترجمہ اور تفسیر وہی ہے جو میں نے کی ہے، نہ کہ وہ جو علماء اسلام یا مفسرین قرآن نے کی ہے، اور عوام کے سامنے اپنے اظہار کمال کے لئے بعض تفسیری قاعدے بھی بیان فرماتے ہیں،

(۱) مثلاً میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۴ء بزبان فارسی باب ۳ فصل ۱ صفحہ ۲۳۷ و ۲۳۸، اور حل الاشکال مطبوعہ ۱۸۶۴ء باب ۴ صفحہ ۱۰ پر کئی تفسیری قاعدے بیان فرماتے ہیں، یہاں ہم دو قاعدے نقل کرتے ہیں، پادری صاحب فرماتے ہیں کہ:-

مفسر کے لئے ضروری ہے کہ کتاب کے مطالب اس طرح سمجھے جس طرح مصنف کے دل میں ہیں، اس لئے ہر مطالعہ کرنے والے اور مفسر کے لئے لازم ہے کہ وہ مصنف کے زمانہ کے حالات اور اس قوم کی عادات سے پورا باخبر اور واقف ہو جس میں مصنف کی تربیت ہوئی ہے، اور ان کے مذہب کا علم رکھتا ہو، مصنف کی صفات اور اس کے احوال سے واقفیت رکھتا ہو، یہ نہ ہو کہ محض زبان دانی کے بل بوتے پر کتاب کے ترجمہ اور تفسیر کرنے کی جرأت کرے، دوسرے ضروری ہے کہ مضامین کے ربط و تسلسل کا خیال رکھے گذشتہ اقوال اور آنے والے اقوال کے درمیان ربط و علاقہ کو نہ توڑے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ خود پادری صاحب عربی زبان ہی سے پورے طور پر واقف نہیں، چہ جائیکہ ان کی بیان کردہ دوسری شہادتیں ان میں پائی جائیں، آپ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ موصوف محرم مضمون کے تسلسل کو کس طرح توڑ دیتے ہیں، اور مربوط باتوں کو کس صفائی کے ساتھ ایک دوسرے سے بالکل جدا فرما دیتے ہیں،

اس کے بعد ان کے اس قسم کے دعووں کو کس چیز پر محمول کیا جائے، اب اگر ہم ان کے حق میں وہی بات کہہ دیں جو انھوں نے فاضل پادری علی کے حق میں کہی ہے کہ "تعصب اور جہالت انسان کی عقل سلب کر لیتے ہیں" اور اس کی عقل و انصاف کی آنکھیں بند کر دیتے ہیں" یا یہ کہہ دیں کہ "یہ محض جہالت اور تکبر ہے" تو ہمارا یہ کہنا صحیح و واجب الرد ہوگا، مگر چونکہ اس قسم کے الفاظ ناشائستہ ہیں، اس لئے میں اُن کے حق میں کبھی استعمال نہیں کروں گا، خواہ وہ ایسے الفاظ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ علماء اسلام کی شان میں کتنے ہی استعمال فرماتے رہیں،

پادری صاحب نے میزان الحق باب ۳، فصل ۳ میں یوں کہا ہے کہ "جو شخص کجروی کو چھوڑ کر انصاف کی راہ اختیار کرے گا، اور قرآنی آیات کے معانی کو ملحوظ رکھے گا، وہ یقینی طور پر سمجھ لے گا کہ اس کے معانی و مطالب صحیح تفسیر کے مطابق اور قوانین تفسیر کے مطابق وہی ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں"

ناظرین نے پادری صاحب کا بلند بانگ دعویٰ سن لیا ہے، اب ہم اُن کے علم و فضل کے تین نمونے (تثلیث کے عدد کی رعایت سے) پیش کرتے ہیں، تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ پادری صاحب اپنے ان دعووں میں کس حد تک حق بجانب ہیں؟

پہلا شاہد پادری صاحب نے اس مناظرہ کی دوسری مجلس میں جو میرے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے درمیان ہوا تھا، کھڑے ہو کر میزان الحق ہاتھ میں لیتے ہوئے اُن آیاتِ قرآنیہ کو پڑھنا شروع کیا، جو میں نے اب اوّل کی فصل اوّل میں نقل کی ہیں، یہ آیات بہت ہی خوب صورت تحریر میں لکھی ہوئی اور اعراب شدہ تھیں، مگر وہ الفاظ کو بھی غلط پڑھتے تھے اعراب کی تو بات ہی کیا ہے، مسلمانوں کے لئے یہ مرحلہ بڑا صبر آزما تھا، آخر قاضی القضاۃ محمد اسد اللہ سے نہ رہا گیا، انھوں نے پادری صاحب سے کہا کہ صرف ترجمہ پر اکتفا کیجئے اور الفاظ چھوڑ دیجئے، کیونکہ الفاظ کی تبدیلی سے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں، تب پادری صاحب نے کہا کہ آپ لوگ ہم کو معاف کریں، اس کا سبب ہماری زبان کا قصور ہے، یہ نقش قرآن کی زبان دانی کا تقریر میں آپ نے دیکھ لیا، اب تحریری قابلیت کا بھی ایک نمونہ ملاحظہ ہو

دُوسرا شاہد

پادری صاحب نے محض اپنی فضیلت و کمال کے اظہار کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ میں عربی زبان سے واقف ہوں، میزان الحق فارسی مطبوعہ ۱۸۴۹ء کے آخر میں اور میزان الحق اردو مطبوعہ ۱۸۵۴ء کے آخر میں ایک عربی عبارت لکھی ہے۔

تمت هذه الرسالة فی سنة ثمانیة ملتو ثلاثون والثلاث بعد الالف مسیحی بالمطابق مائتان واربعین ثمانیة بعد الالف هجری

اسی طرح مفتاح الاسرار فارسی مطبوعہ ۱۸۵۴ء کے آخر میں یوں فرمایا کہ۔

تمت هذه الاوراق فی سنة ثمانیة مائة وثلاثون السابعة بعد الالف مسیحی وفی سنة مائتان اثنا وخمسین بعد الالف من هجرة المصطفیٰ[1]۔

---

[1] افسوس ہو کہ ان عبارتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے دینی گرامر سے واقفیت ضروری ہے، اس کے بغیر ان کی دلچسپ غلطیوں کو سمجھا نہیں جا سکتا، اس لئے ہم ان کی تشریح کرنے سے معذور ہیں۔ عربی داں حضرات کی تفریح طبع کے لئے یہ عبارتیں بغیر کسی تبصرہ کے حاضر ہیں ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اس نسخہ میں جو اردو زبان میں ہے یہ عبارت بعینہ موجود ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ لفظ ہجرت فارسی نسخہ میں بغیر الف لام کے ہے، اور اس نسخہ میں مع الف ولام ہے، غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ فارسی نسخہ کی جانب پادری صاحب کی توجہ زیادہ تھی، اس لئے اس میں اس کی تصحیح زیادہ ضروری تھی، اُدھر پادری صاحب موصوف کی کمال تحقیق کا پنجہ یہ ہے کہ موصوف وصفت دونوں کو معرف باللام نہیں ہونا چاہئے، اس لئے موصوف سے الف لام کو ساقط کر دیا، یہ اُن کی تحریری فضیلت وکمال کا عکس ہے[1]۔

تیسرا شاہد قدیم مفتاح الاسرار مطبوعہ ۱۸۲۳ء صفحہ ۳ پر انھوں نے پہلے سورۂ تحریم کی یہ آیت نقل فرمائی ہے کہ:۔

"ومریم ابنۃ عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا"

پھر سورۂ نساء کی آیت:۔

"انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ"

نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

جب ان دونوں آیتوں کے فیصلہ کے مطابق مسیح خدا کی روح ہیں تو ضرور ہی بات ہو کہ وہ الوہیت کے درجہ میں ہوں، کیونکہ خدا کی روح خدا سے کم نہیں ہو سکتی، مگر بعض مسلمان کہتے ہیں کہ اس روح سے مراد جو دونوں آیتوں میں مذکور ہے جبرئیل فرشتہ ہو، حالانکہ اس قول کا منشاء محض بغض وعداوت ہے، کیونکہ منہ کی ضمیر جو دوسری آیت میں ہو اور لفظ روحنا کی ضمیر متصل جو پہلی آیت میں ہے صرفی قاعدہ کے موجب

---

[1] قیاس کن زگلستان من بہار مرا

www.KitaboSunnat.com

فرشتہ کی طرف راجع نہیں ہو سکتیں، بلکہ اللہ کی طرف راجع ہیں۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اس پر چند وجوہ سے اشکال ہے، اول تو ہم یہ معلوم کر کے ان کی معلومات سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کونسا صرفی قاعدہ ہے جس کے مطابق دو ضمیریں فرشتہ کی طرف راجع نہیں ہو سکتیں، بلکہ خدا کی طرف ہوں گی، ہم نے تو کم از کم ایسا کوئی صرفی قاعدہ نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مترجم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ علم صرف کو نسا علم ہے؟ اور ان میں کن چیزوں سے بحث کی جاتی ہے! محض اس کا نام سن لیا ہے، اور یہاں اس لئے اس کا ذکر کر دیا تاکہ جہلاء یہ سمجھیں کہ یہ شخص عربی علوم کا ماہر ہے،

دوسرے کسی بھی معتبر عالم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ آیت شریفہ "بالامین روح" کے مصداق جبرئیل ہیں، یہ ایسا بہتان ہے جس کا منشاء محض عداوت و بغض ہے،

تیسرے سورۂ نساء کی آیت یوں ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

ترجمہ: اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور مت کہو اللہ پر مگر حق بات، بلا شبہ مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ[1] ہیں، جس کو اللہ نے مریم پر

[1] کلمہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کے کُن سے پیدا ہوئے تھے، ان کی پیدائش میں (باقی صفحہ ۲۹۵ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا کلمہ ہے، اور اس کی روح ہیں، پس تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور مت کہو کہ (اللہ) تین ہیں، باز آؤ، اور اس بات کو مانو جو تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ تو ایک ہی معبود ہے، وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ہے، اور اللہ کارساز ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

اس آیت میں دو جملوں سے قبل یہ الفاظ فرمائے گئے ہیں یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق "یعنی اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ پر حق بات کے سوا کوئی بات نہ کہو" یہ الفاظ عیسائیوں کو مسیح کے بارہ میں اعتقادی غلو پر ملامت کرتے ہیں،

پھر اس کے بعد یہ ارشاد ہے: "اور مت کہو کہ (اللہ) تین ہیں، باز آجاؤ اور اس بات کو مانو جو تمہارے لئے بہتر ہے" چنانچہ ان کو تثلیث کا عقیدہ رکھنے اور مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھنے پر ملامت کرتے ہیں، قرآن کریم نے اسی عقیدہ پر متعدد مقامات پر ملامت کی ہے، مثلاً۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ (مائدہ، رکوع ۱۲)	"بلاشبہ وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے"

اور

ما المسیح بن مریم الا رسول (مائدہ، رکوع ۱۰)	"نہیں ہیں مسیح بن مریم مگر ایک رسول"

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ظاہری اسباب کا کوئی دخل نہ تھا، چونکہ یہودیوں کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش میں کچھ شبہ ہوا اس لئے قرآن نے یہاں تصریح فرمائی ہو، عیسائی حضرات قرآن کے اس لفظ سے بھی اپنے مذہب پر استدلال کیا کرتے ہیں، مگر مصنف اظہار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک دوسری کتاب "ازالۃ الشک عن صفۃ مولانا عیسیٰ" جلد اول میں اس مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے جس میں کلمۃ اللہ کے معنی قرآن اقحت و انجیل کتب مقدسہ کی رو سے واضح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ پادری صاحب قواعد تفسیر کے کس قدر ماہر اور متبحر ہیں، اور ان کی باریک بینی کتنی لاجواب ہے! مصنف کی مراد اور مقصود کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں، اور مضامین کے تسلسل کو کس طرح ملحوظ رکھتے ہیں، گذشتہ اور آئندہ اقوال میں باہمی ربط و تعلق کی کس قدر رعایت فرماتے ہیں؛ مگر ہم کو اس کا بڑا افسوس ہے کہ ایسے عدیم النظیر اور یکتائے روزگار عالم اور بے مثل مفسر نے عہد عتیق و جدید کی کوئی ایسی تفسیر نہ لکھی جو اس قسم کی انوکھی اور عجیب و غریب تحقیقات پر حاوی ہوتی، اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوتا کہ عیسائیوں کے یہاں یہ ایک یادگار چیز ہوتی، دوسرے عہد عتیق و عہد جدید کی وہ باریکیاں جو آج تک منظر عام پر نہ آسکی تھیں وہ نمایاں ہو کر سامنے آجاتیں،

سچی بات تو یہ ہے کہ ایسا بے مثل مفسر اگر پورے غور و تامل کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہیں، تو اس کی باریک بینی اور درستی رائے سے کچھ بھی بعید نہ ہوگا، یہ نمونہ ہے پادری صاحب کی قوت فہم کا اور اس تحریری و تقریری سرمایہ اور دقیقہ فہمی کے باوجود ان کو اپنی ذات سے اتنا حسن ظن ہے کہ ان کے خیال میں ان کا اردو ترجمہ اور رکیک تفسیر علماء اسلام کے ترجموں اور ان کی تفسیروں کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہوں گے ایسے چیزیں تکبر اور خود رائی کا ثمرہ ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں۔

چوتھے اس کا یہ دعویٰ کہ خدا کی روح خدا سے کم نہیں ہو سکتی، مردود و باطل ہے، اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے سورۂ سجدہ میں آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے ؎

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ،	"یعنی پھر اس کو درست اور مکمل کیا اور اپنی روح اس میں پھونک دی"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سورۂ حجر اور سورۂ ص میں بھی ان کے حق میں یوں کہا :-

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ	اور جب میں اسے درست کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا

اس میں حق تعالیٰ شانہٗ نے آدم کے نفس ناطقہ پر اپنی رُوح کا اطلاق کیا ہے، اور سورۂ مریم میں جبرئیل کے حق میں یہ اطلاق فرمایا :-

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا	پس ہم نے اس (یعنی مریم) کی طرف بھیجا (یعنی روح کو سو وہ اس کے سامنے پوری آدمی شکل ظاہر ہوا[1])

یہاں پر لفظ "ہماری رُوح" سے مراد جبرئیل ہیں، کتاب حزقیال کے باب ۳۷ آیت ۱۰ میں ان ہزاروں انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے جن کو خدا نے حزقیال کے معجزہ سے زندہ کر دیا تھا، خدا تعالیٰ کا ارشاد اس طرح مذکور ہے "اور میں اپنی رُوح تم میں ڈالوں گا" اس میں بھی خدا نے انسان کے نفس ناطقہ[1] پر لفظ "اپنی روح" کا اطلاق کیا ہے جس سے پادری صاحب کی تحقیق کے مطابق لازم آئے گا کہ کتاب حزقیال کے فیصلہ کے مطابق ہزاروں انسان بھی معبود ہوں، اور قرآنی فیصلہ کی بناء پر جبرئیل و آدم بھی معبود ہوں، لہٰذا سچی بات یہ ہے کہ "روح منہ" میں "روح" سے مراد نفس ناطقہ ہی ہے، اور مضاف محذوف[2] ہے، یعنی ذو روح منہ (جلالین میں ایسا ہی لکھا ہے) اس میں

---

[1] "نفس ناطقہ" فلاسفہ کی اصطلاح ہے، انسان کی جان کو کہتے ہیں ۱۲

[2] یعنی اللہ کی جانب سے رُوح والا ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ ہے، اور بیضاوی میں کہا گیا ہے کہ (روح) ای ذو روح (منہ) (صدر منہ لا بتوسط یا یجری مجری الاصل والمادۃ) یعنی ایسی روح والا جو اس سے بغیر کسی واسطہ اور اصل کے صادر ہوئی۔

اور چونکہ یہ پادری صاحب کی نہایت بچکانہ عبارت تھی۔ اور بعض فضلاء کے اعتراض کرنے پر پادری صاحب اس کی خرابی اور عیب پر مطلع ہوئے، اس لئے جدید نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۰ء میں اس کو بدل ڈالا، اور ایک دوسری فریب آمیز عبارت استعمال کی، جس کو نقل کر کے میں نے اپنی کتاب ازالۃ الشکوک میں اس کا رد کیا ہے، جو صاحب چاہیں وہاں دیکھ لیں، ہم اس موقع پر وہ قصے جو پادری صاحب کی حکایت کے مناسب ہیں ذکر کرتے ہیں۔

لہ یعنی بعض اوقات باری تعالیٰ کسی چیز کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اپنی جانب منسوب فرماتے ہیں، مثلاً کعبہ کو اپنا گھر بتلا دیا، اور فرمایا "طہر بیتی" یعنی میرے گھر کو پاک کرو، یہ نسبت ظاہر ہے کہ محض گھر کی فضیلت بتلانے کے لئے ہے، ورنہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ خدا اس میں رہتا ہے، اس اضافت کو اضافت تشریفی کہتے ہیں۔ اور مقصود یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو "روح اللہ" کا اطلاق کیا گیا ہے، وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ کعبہ کو "بیت اللہ" کہا گیا، اس کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ بعض اوقات کسی چیز کی پیدائش خلاف عادت عجیب طریقہ سے ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی جانب منسوب فرماتے ہیں، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو سورۂ شمس میں "ناقۃ اللہ" (اللہ کی اونٹنی) فرمایا، یعنی وہ اونٹنی جو اللہ نے خلاف عادت طریقہ پر پیدا فرمائی، اسی طرح "روح اللہ" کے معنی ہوں گے وہ روح جو اللہ نے عجیب طریقہ سے بغیر واسطہ اور اصل کے پیدا فرمائی، اس سلسلہ میں مصنفؒ نے اپنی بہترین کتاب ازالۃ الشکوک ص ۳۱ تا ۳۴ میں بڑی بسوط اور قابل قدر بحث کی ہے جس میں "روح" کے متعلقہ معنی قرآن کریم اور کتب مقدسہ سے ثابت کئے ہیں ۱۲ منہ

لہ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا، ان کا روح اللہ ہونا اور کلمۃ اللہ ہونا بیان کیا ہے، یہ تینوں اوصاف انبیاء میں سے کسی اور کے لئے بیان نہیں کئے، لہٰذا قرآن نے بھی مسیح علیہ السلام کو سب آدمیوں اور سارے پیغمبروں پر فوقیت دی ہے، اور ان کی الوہیت کے مرتبہ کا اقرار کیا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ استدلال کتنا کمزور ہے، چنانچہ مصنفؒ نے اس کے ایک ایک جزء کی دھجیاں

(باقی بقیہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک واقعہ طیبیؒ نے مشکوٰۃ کی شرح میں نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان قرآن کی تلاوت کر رہا تھا کہ کسی پادری نے اس کی زبان سے یہ الفاظ سنے، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا الٰی تَرْجَمَةِ وَرُوْحٌ مِّنْهُ،

کہنے لگا کہ یہ الفاظ ہمارے دین کی تصدیق اور مذہب اسلام کی تردید کر رہے ہیں، اس لئے کہ اس میں یہ اعتراف پایا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایسی روح ہیں جو خدا کا جزو ہے اتفاق سے اس موقع پر علی بن حسین واقدؒ مصنف کتاب النظیر موجود تھے، انھوں نے جواب دیا کہ خدا نے اس قسم کے الفاظ ساری مخلوق کے حق میں استعمال کئے ہیں مثلاً۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ، اب اگر رُوْحٌ مِّنْهُ کے معنی اس کے جزو کے لئے جائیں تو جَمِيْعًا مِّنْهُ کے معنی بھی آپ کے قول کے مطابق یہی ہوں گے، تو لازم آئے گا کہ ساری مخلوق خدا ہے، اس موقع پر پادری نے انصاف پسندی سے کام لیا اور ایمان لے آیا۔

دوسرا واقعہ عیسائی فرقہ کے کچھ لوگوں نے دلیل میں تثلیث کے اثبات کے لئے اللہ کے اس ارشاد سے استدلال کیا تھا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس میں تین نام استعمال کئے گئے ہیں جو تثلیث پر دال ہیں، ایک طبیب نے فوراً جواب دیا کہ تم نے خود کو اس کا پابند بنا دیا کہ قرآن سے صفات خداوندی کے وجود پر

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کبیر دی ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان تینوں اوصاف میں سے کوئی آیت پر کسی طرح دلالت نہیں کرتا، یہ بحث ازالۃ الشکوک کے صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۵ پر موجود ہے اور اس کی ایک ایک سطر میں قیمتی مواد ہے ۱۲

لہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم پر نازل کیا، اور اس کی روح ہیں" ۱۲

کہ یعنی اور اللہ نے تمہارے لئے وہ سب مسخر کر دیا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اسی کی طرف سے ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال کرو، ان سات خداؤں کا وجود سورۂ مومن کے شروع میں اس طرح ثابت ہے:۔

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تمہارے لئے ضروری ہوگا کہ قرآن کریم کی سورۂ حشر کی آخری آیات سے جس میں خدا تعالیٰ کے سترہ اسماء ذاتی وصفاتی مسلسل بیان کئے گئے ہیں، سترہ خداؤں کے وجود کو تسلیم کرو،

ہمارے اس بیان سے آپ کو پادری صاحب کے ۳۶ اقوال سے واقفیت ہوگئی، ہم اس کتاب کے اکثر مقامات پر اس کے چیدہ چیدہ دوسرے اقوال نقل کریں گے،

اب ہم پادری صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ ہم نے جو اقوال ان کے نقل کئے ہیں کیا ان کے پیش نظر مجھ کو خود ان کی عادت کے مطابق یہ کہنا جائز ہے کہ یہ سوداجس کی کوئی بنیاد نہیں واضح طور پر پادری صاحب کے قلت علم اور باریک بین نہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے، اس لئے کہ اگر ان میں ذرا بھی باریک بینی اور علم کی شمّہ بدہوتی تو وہ ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتے تھے، یا پھر مجھ کو ایسا کہنا جائز نہیں ہے!

دوسری صورت میں فرق بتانا مزاری ہوگا کہ پادری صاحب کے لئے تو یہ بات جائز ہو کہ انھیں اپنے مخالف کلام میں پانچ چھ اقوال ایسے مل جائیں جن کے الفاظ میں رجوع اور کرد رجوع مخالف کے حق میں ہو وہ ایسا کہہ سکتے ہیں لیکن اگر مخالف کے کلام میں قطعی دلائل اس سے کچھ زیادہ بھی پائیں تو اس کو پادری صاحب کے حق میں ایسا کہنا جائز نہیں ہوگا، پہلی صورت میں پادری صاحب کو اپنے حال پر نظر کر کے اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ جواب میزان الحق اور مفتاح الاسرار اور حل الاشکال وغیرہ کے بارہ میں شافی اور کافی جواب ہے، کیونکہ ان کا بقیہ کلام مذکورہ صورت میں ایسا ہی سمجھا جائے گا، کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ "وہ دروازہ مت کھول جس کے بند کرنے سے تجھ کو عیب لاحق ہو، اور وہ تیر مت مار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے واپس لوٹانے سے تو عاجز ہو[1]

اس ساتویں امر میں جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کا مقصد اصلی یہ ہے کہ جو بھی میری اس کتاب کا جواب دینے کا ارادہ کرے اس سے یہ توقع ہو جائے کہ پہلے میری عبارت کو نقل کرے گا پھر جواب دے گا، تاکہ ناظرین میرے اور اس کے دونوں کے کلام کا احاطہ کر سکیں، اور اگر تطویل کا اندیشہ ہو تو جواب میں سے کسی ایک کے جواب پر اکتفا کرے، اور جواب دینے میں ان باتوں کو بھی ملحوظ رکھے جو میں نے اس مقصد میں ذکر کی ہیں، اور علماء پروٹسٹنٹ فریب کاروں کی راہ نہ اختیار کرے، کیونکہ یہ طریقہ انصاف کی راہ سے دور اور حق سے بعید ہے۔

اور اگر پادری فنڈر صاحب میری اس کتاب کے جواب کا ارادہ کریں تو ان سے بھی کو مقدمہ میں بیان کردہ امور کے لحاظ رکھنے کی اس طرح امید کرنا چاہئے جیسی دوسروں سے توقع ہے۔

اور ایک مزید بات کی بھی توقع رکھتا ہوں، وہ یہ کہ پہلے اپنے کلام میں ان ۳۶ اقوال کی توجیہ کریں، تاکہ ان کی توجیہات میری توجیہات کے لئے معیار بن سکیں جو میں جواب الجواب میں ذکر کروں گا، میرا خیال تو ایسا ہی ہے کہ انشاء اللہ وہ جواب نہیں لکھ سکیں گے، اور اگر جواب لکھا بھی تو بھی امور مذکورہ کی یقیناً رعایت نہیں کریں گے، اور کمزور اور بودے بہانے بنائیں گے، ان کا جواب بھی کچھ اس قسم کا ہوگا کہ میرے اقوال میں سے بعض وہ اقوال لے لیں گے جن میں کچھ کہنے کی گنجائش نکلے، اور قوی اقوال

[1] دل کے الفاظ یہ ہیں "لا تقنع بما یعجبک سدیدا ولا تلزم بھما یعجز ردہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف کچھ بھی اشارہ نہیں کریں گے، نہ اقرار کے ساتھ نہ انکار کے طور پر بالبتہ عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے یہ باطل دعویٰ ضرور کریں گے کہ اس کا باقی کلام بھی اس کا نمونہ ہے، اور شاید اُن کے ٹڈی کا کل جسم اس مدعا تک نہیں پہونچ سکے گا کہ اس کا وزن میری کتاب کے ہر جزو کا مقابل ہو سکے، اس لئے میں پیشگی کہے دیتا ہوں کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو یہ اُن کی شکست کی دلیل ہوگی۔

کچھ کتاب کے حوالوں کے بارے میں

میں نے جن علماء اور کتابوں کے نام نقل کئے ہیں وہ ان انگریزی کتابوں سے لئے ہیں جو مجھ تک پہونچ سکتی ہیں یا پھر فرقہ پروٹسٹنٹ کے ترجموں سے، یا اُن کے فارسی، عربی یا اردو کے رسائل سے، اور ان زبانوں کی گڑبڑ دوسری حالات سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے، جیسا کہ ان کی کتابوں کے ناظرین سے یہ بات مخفی نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی کسی نام کو دوسری زبان میں مشہور نام کے مخالف پائیں تو اس سلسلہ میں میری عیب جوئی نہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

بائبل کیا ہے؟

- بائبل کی کتابیں اور اُن کا درجۂ استناد
- اُن کے باہمی اختلافات
- اُن کی فحش غلطیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کچھ نہیں

مگر چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔

اللہ نے

ان کی کوئی دلیل
نازل نہیں کی ہے

(النجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

عہدِ قدیم و جدید کی کتابیں

پہلی فصل

کتابوں کے نام اور ان کی تعداد

عیسائی حضرات ان کتابوں کی دو قسمیں کرتے ہیں، ایک وہ کتابیں جن کی نسبت ان کا دعویٰ ہے کہ یہ اُن پیغمبروں کے واسطہ سے ہمارے پاس پہنچی ہیں، جو عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے گذر چکے ہیں،

دوسری وہ کتابیں جن کی نسبت وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد الہام کے ذریعہ لکھی گئی ہیں، پہلی قسم کی کتابوں کے مجموعہ کو عہد عتیق[1] اور دوسری قسم کے مجموعہ کو عہد جدید کہتے ہیں، اور دونوں عہدوں کے مجموعہ کا نام بائبل[2] رکھتے ہیں، یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی کتاب کے ہیں،

---

[1] عہد عتیق کے پرانا عہد نامہ Old Testament اور عہد جدید کو نیا عہد نامہ New Testament کہتے ہیں راقم

[2] Bible

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر دونوں عہدوں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ قسم ہے جس کی صحت پر تمام علماء مسیحیین متفق ہیں، دوسری قسم وہ جس کی صحت میں اختلاف ہے،

عہد قدیم کی پہلی قسم

(اس مجموعہ میں ۳۹ کتابیں ہیں (۱) سفر تکوین[1] اس کا دوسرا نام سفر الخلیقہ بھی ہے، (۲) سفر خروج[2]، (۳) سفر احبار (۴) سفر عدد (۵)[3] سفر استثناء[4]،

الف پانچوں کتابوں کے مجموعہ کا نام توریت ہے، یہ عبرانی لفظ ہے، اور جس کے معنی شریعت اور تعلیم ہیں، کبھی کبھی مجازاً یہ لفظ عہد عتیق کے مجموعہ پر بھی بولا جاتا ہے،

---

[1] یہ لفظ سین کے کسرہ اور فا کے سکون کے ساتھ سفر ہے جس کے معنی عربی زبان میں صحیفہ اور کتاب کے آتے ہیں،

[2] اردو ترجمہ میں اس کا نام پیدائش ہے اور انگریزی میں Genesis ہے، اس میں زمین و آسمان کی تخلیق سے لے کر حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یوسف علیہم السلام کے زمانہ کی تاریخ ہے، اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات پر ختم ہو گئی ہے، اس کے ۵۰ باب ہیں ۱۲

[3] اردو میں اس کا نام خروج ہے اور انگریزی میں Exodus اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر ان کی دعوت اسلام، فرعون کے غرق اور کوہ سینا پر اللہ سے ہمکلامی کے واقعات اور توراۃ کے احکام مذکور ہیں، اور یہ بنی اسرائیل کے صحرائے سینا میں فروکش ہونے کے واقعات پر ختم ہو گیا ہے، اسے خروج اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا واقعہ مذکور ہے، اس میں ۴۰ باب ہیں ۱۲ ت

[4] اردو میں بھی اس کا نام "احبار" ہی ہے اور انگریزی میں Leviticus اس میں وہ احکام مذکور ہیں جو بنی اسرائیل کے صحرائے سینا میں خیمہ زن ہونے کے دوران انہیں دیئے گئے، اس کے ۲۷ باب ہیں ۱۲

[5] اردو میں "گنتی" کہتے ہیں اور انگریزی میں Numbers اس میں بنی اسرائیل کی مردم شماری سے لیکر ان کے کنعان جانے سے پہلے تک کے احوال اور وہ احکام مذکور ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریائے اردن کے کنارے دیئے گئے، اس کے کل باب ۳۶ ہیں ۱۲

[6] اردو میں بھی "استثناء" اور انگریزی میں Deuteronomy کہا جاتا ہے اور اس میں وہ احکام اور واقعات مذکور ہیں جو "گنتی" کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات تک پیش آئے، اس کے کل ۳۴ باب ہیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) کتاب یوشع بن نون (۷) کتاب القضاۃ (۸) کتاب راعوت (۹) سفر صموئیل اول (۱۰) سفر صموئیل ثانی (۱۱) سفر ملوک الاول .....

۱؎ اس کا نام اردو ترجمہ میں "یشوع" اور انگریزی میں Jnshux رکھا گیا ہے، یہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، جو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے، ان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے پیشوا ہوئے اور بنی اسرائیل کو لیکر عمالقہ سے جہاد کیا، جس میں فتحیاب ہوئے، اس کتاب میں اُن کے واقعات ان کی وفات تک مرقوم ہیں، اس میں ۲۴ باب ہیں ۱۲

۲؎ اسے اردو میں بھی "قضاۃ" اور انگریزی میں Judges کہا گیا ہے، اس میں حضرت یوشع علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی حالت زار کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس میں ان کا کوئی بادشاہ نہ تھا، اُن کی سخت پرستی اور بدکاریوں کی بناء پر باربار اللہ تعالیٰ اُن پر کوئی اجنبی بادشاہ مقرر کر دیتا جو اُن پر ظلم کرتا، پھر جب وہ خدا سے فریاد کرتے تو اُن کے لئے کوئی قائد بھیجا جاتا، جو انھیں اس مصیبت سے نجات دلاتا، مگر وہ پھر بدکاریاں کرتے اور کوئی اور بادشاہ اُن پر مسلط ہو جاتا، اور چونکہ اُس زمانہ میں جو قائد ہوتا اسے وہ "قاضی" کہتے تھے، اور اس زمانہ کو قاضیوں کا زمانہ کہتے ہیں، اس لئے اس کتاب کا نام قضاۃ ہے، اور اس میں ۲۱ باب ہیں ۱۲

۳؎ اس کا نام اردو میں "روت" اور انگریزی میں Ruth ہے، اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کے دادا عوبید کی والدہ جناب راعوت کے احوال مذکور ہیں، جو ایک موآبی خاتون تھیں، پھر بیت اللحم میں آکر بیس اور وہاں بوعز سے شادی کی جن سے عوبید پیدا ہوئے اور ان سے حضرت داؤد پیدا ہوئے، اس میں ۴ باب ہیں ۱۲

۴؎ اس کا نام اردو میں "سموئیل" Samnel مذکور ہوا یہ حضرت سموئیل علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جو حضرت کالب علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے، اور بنی اسرائیل کے آخری قاضی تھے، انہی کے عہد میں طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا، کتاب سموئیل اول میں آپ کی نبوت، طالوت (جس کو بائبل میں ساؤل کہا گیا ہے) کی بادشاہی، حضرت داؤد کا جالوت کو قتل کرنا اور طالوت کی وفات تک کے واقعات مذکور ہیں، اور اس میں کل ۳۱ باب ہیں ۱۲

۵؎ اس کتاب میں طالوت کی وفات کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت اور طالوت کے بیٹوں سے ان کی لڑائی کے احوال مذکور ہیں اور اس میں ۲۴ باب ہیں ۱۲

۶؎ اسے اردو میں "سلاطین" اور انگریزی میں Kings کا نام دیا گیا ہے، اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بڑھاپے، وفات، حضرت سلیمان علیہ السلام کی تخت نشینی، اُن کے دور حکومت، انکی وفات اور ان کے بعد اُن کے بیٹوں کے احوال، شاہ آخی اب کی وفات تک مذکور ہیں، حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر بھی اس میں آیا ہے، اس کے کل ۲۲ باب ہیں ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) سفر الملوک الثانی (۱۳) السفر الاول من اخبار الایام (۱۴) السفر الثانی من اخبار الایام، (۱۵) السفر الاول لعزرا۔ (۱۶) السفر الثانی لعزرا۔ اس کا دوسرا نام سفر نحمیا بھی ہے،

۱؎ اس میں اخی اب کی وفات سے صدقیاہ کی سلطنت تک کے احوال مرقوم ہیں، اس میں حضرت الیسع علیہ السلام اور حضرت الیسع علیہ السلام کے احوال بھی آگئے ہیں، اس کے کل ۲۵ باب ہیں ۱۲ ت

۲؎ اس کو اردو میں تواریخ اور انگریزی میں Chronicles کہا جاتا ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام تک کا شجرۂ نسب، حضرت داؤد تک اجمالی حالات اور حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت کے قدرے تفصیلی حالات مذکور ہیں، اور اس میں ۲۹ باب ہیں ۱۲ تقی

۳؎ اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت اور ان کے بعد مختلف بادشاہوں کے احوال صدقیاہ تک مرقوم ہیں، اور بخوکد نصر کے یروشلم پر چڑھائی کرنے کا واقعہ آخر میں ذکر کیا گیا ہے اس کے کل ۳۶ باب ہیں ۱۲ تقی

۴؎ اس کا نام اردو میں عزرا، اور انگریزی میں Ezra ہے، فائدہ یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت عزیر علیہ السلام ہیں، اس کتاب میں خسرو Cyrus شاہ فارس (جسے توراۃ میں خورس کہا گیا ہے) کا بخوکد نصر کے حملے کے بعد یروشلم کو دوبارہ تعمیر کرنا اور پھر حضرت عزیر علیہ السلام کا بلاد طن بیٹیوں کو یہودیوں کے ساتھ واپس بھیجنا اور ان کا اپنے گناہوں سے استغفار کرنا مذکور ہے، اسی ضمن میں حضرت زکریا اور حضرت حجی علیہما السلام کا ذکر بھی آیا ہے، اس میں کل ۱۰ باب ہیں ۱۲ ت

۵؎ نحمیاہ Nehemiah شروع میں یہ آرتخشستا Artaxerxes شاہ فارس کے خادم تھے، جب انھیں بخوکد نصر کے ہاتھوں بیت المقدس کے اجڑنے کی خبر ملی تو یہ بادشاہ سے اجازت لے کر یروشلم پہنچے، اور وہاں حضرت عزیر علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس کی دوبارہ تعمیر کی، اس کتاب میں یہ تمام واقعات مفصل ذکر کیے گئے ہیں، نیز اس میں جن لوگوں نے یروشلم کی تعمیر میں حصہ لیا ان کے نام مذکور ہیں، یہ واقعات تقریباً ۴۴۵ ق م میں پیش آئے، اس کتاب کے کل ۱۳ باب ہیں، محمد تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) کتاب ایوب (۱۸) زبور (۱۹) امثال سلیمان (۲۰) کتاب الجامعہ (۲۱) کتاب نشید الانشاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہ یہ کتاب حضرت ایوب علیہ السلام Job کی جانب منسوب ہے جن کے صبر وضبط کی تعریف قرآن نے بیان کی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں ایک شہر عوض کے نام سے تھا، آپ وہاں پیدا ہوئے، اور وہیں آپ کے ساتھ آزمائشیں پیش آئیں، قرآن نے ان آزمائشوں کی تفصیل نہیں بتائی، تورات میں کہا گیا ہے کہ آپ کو جلدی امراض ہوگئے تھے، اس کتاب میں انہی آزمائشوں کی کہانی ہے اور اس کا زیادہ حصہ حضرت ایوب کے تین دوستوں تیمانی، الیفز، سوخی بلدد، اور نعماتی ضوفر کے ساتھ مکالموں پر مشتمل ہے، یہ تینوں دوست یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ حضرت ایوب پر یہ بلائیں ان کی کسی خطا کے سبب آئی ہیں، اور آپ انکار کرتے تھے، آخر میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ مذکور ہے، اس کتاب میں ۴۲ باب ہیں، اور یہ اپنی شاعری اور ادبیت کے اعتبار سے بہت بلند سمجھی جاتی ہے ۱۲ تقی

لہ اسے عربی میں "سفر مزامیر" بھی کہا جاتا ہے، اور انگریزی میں اس کا نام Psalms ہے، یہ اسی کتاب کی محرف شکل ہے جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے کہ "ہم نے داؤد کو زبور عطا کی" یہ زیادہ تر حمد و ثنا، اور نصیحت کے مقامات پر مشتمل ہے، اس میں ۱۵۰ نغمے (مزامیر) ہیں۔

لہ اسے اردو میں امثال اور انگریزی میں Proverbs کہتے ہیں، یہ امثال اور حکمتوں کا مجموعہ ہے، اور نصرانی حضرات کا دعویٰ ہے کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مرتب فرمایا تھا، چنانچہ سلاطین اول (۴: ۳۲) میں ہے کہ "اس نے تین ہزار مثلیں کہی ہیں"، اس میں ۳۱ باب ہیں۔

لہ اسے آجکل اردو میں "واعظ" اور انگریزی میں Ecclesiastes کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام جامعہ یا واعظ تھا، اور اس کتاب میں اسی کی نصیحتیں مذکور ہیں، اس کے کل ۱۲ باب ہیں ۱۲

ھ اس کا نام اردو میں "غزل الغزلات" اور انگریزی میں Songs of Solomon ہے اور یہ بقول نصاریٰ ان گیتوں کا مجموعہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہے تھے، اور جن کا ذکر کتاب سلاطین اوّل میں ہے کہ "اور اس نے تین ہزار مثلیں کہیں اور اس کے ایک ہزار پانچ گیت تھے" (۴: ۳۲) اس کے ۸ باب ہیں ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) کتاب[1] اشعیاء (۲۳) کتاب[2] ارمیاہ (۲۴) مراثی ارمیاہ[3] .....

[1] اس کا نام اردو میں یسعیاہ اور انگریزی میں Isaiah ہے، یہ حضرت اشعیاء بن آموص علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، جو آٹھویں صدی قبل مسیح میں یہوداہ کے بادشاہ حزقیاہ کے خاص مشیر تھے، اور جب شاہ اسور سنحریب نے یروشلم پر حملہ کیا تو حضرت اشعیاء علیہ السلام نے حزقیاہ کی بہت مدد فرمائی، جس کا ذکر کتاب سلاطین دوم (باب ۱۸) اور کتاب تواریخ (باب ۳۲) میں موجود ہے کتاب یسعیاہ میں ان الہامات کا ذکر ہے جو حضرت اشعیاہ کو آئندہ حالات کے بارے میں ہوئے، یہ پیشگوئیاں (بقول نصاریٰ) آپ نے شاہ عزیاہ، یوتام، آحز اور حزقیاہ کے زمانوں میں فرمائی ہیں، اس کے کل ۶۶ باب ہیں، اور یہ بھی اپنی ادبیت کے لحاظ سے بہت بلند سمجھی جاتی ہے ۱۲

[2] اردو میں اس کا نام یرمیاہ اور انگریزی میں Jermiah ہے، اور یہ حضرت ارمیا علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، جو حضرت اشعیاہ کے خلیفہ تھے، اور یوسیاہ اور صدقیاہ کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کو روکنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، مگر جب وہ باز نہ آئے تو آپ کو بذریعہ وحی علم ہو گیا کہ اس قوم پر بخت نصر کا عذاب آنے والا ہے، آپ نے اس بات کو ظاہر فرمادیا، اور توراۃ کے مطابق انھیں مشورہ دیا کہ وہ بابل کے بادشاہ کے آگے ہتھیار ڈال دیں، مگر قوم نے آپ کو بند خانہ میں ڈالا آخر جو کہ نصر (جسے بخت نصر بھی کہا جاتا ہے) نے یروشلم پر حملہ کر دیا، اور یہ شہر بیت المقدس ویران ہو گیا، تو آپ مصر تشریف لے گئے، قرآن کریم نے آیت کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ الخ میں جو واقعہ ذکر فرمایا ہے، وہ ایک قول کے مطابق آپ ہی کا ہے، کتاب ارمیاہ میں مندرجہ بالا واقعات ہی کا ذکر ہے، اور بنی اسرائیل کو بداعمالیوں سے روکا گیا ہے، اس کے کل ۵۲ باب ہیں ۱۲

[3] اسے اردو میں نوحہ اور انگریزی میں Lamentations کہا گیا ہے، بخت نصر کے حملہ کے بعد جب یروشلم تباہ ہو گیا اور بنی اسرائیل پر سخت عذاب آیا، تو کسی نے یہ مرثیے اور نوحے کہے ہیں، جن کو نصاریٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے، اس میں کل ۵ باب ہیں ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۵) کتاب حزقیال (۲۶) کتاب دانیال (۲۷) کتاب ہوشع (۲۸) کتاب یوایل (۲۹) کتاب عاموس

حزقیل: اس کا نام اردو میں "حزقی ایل" اور انگریزی میں Ezekiel ہے یہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، (جن کا تعارف پیچھے گذر چکا ہے) اور اس میں اُن کی زبانی اللہ کا (مبینہ) کلام بیان کیا گیا ہے، جو پیشگوئیوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہے ۱۲ ت

دانیال: اردو میں اس کا نام "دانی ایل" Daniel ہے، یہ حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جن کے بارے میں توریت کی یہ روایت ہے کہ بخت نصر جن بنی اسرائیل کو یہوداہ سے جلا وطن کر کے بابل لے گیا تھا اُن میں یہ بھی تھے، اور بادشاہ کے بعض خوابوں کی صحیح تعبیر بتانے پر انھیں صوبہ بابل کا حاکم بنا دیا گیا تھا، اس کتاب کے شروع میں بابل کے بادشاہوں کے خواب جو اُن کے مستقبل سے متعلق ہیں مذکور ہیں، پھر خود حضرت دانیال کے خواب ہیں، جو بنی اسرائیل کے مستقبل سے متعلق ہیں اور ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہے، اس کے ۱۲ باب ہیں ۱۲

ہوشع: اس کا نام اردو میں "ہوسیع" اور انگریزی میں Hosea ہے، توراۃ کی روایت کے مطابق یہ ہوسیع بن بیری نبی ہیں (اسلامی کتب میں ان کا ذکر ہمیں نہیں ملا) جو یہوداہ کے بادشاہ عزیاہ، یوتام، آحز، اور حزقیاہ کے زمانوں (نویں صدی قبل مسیح) میں رہے ہیں، اس زمانہ میں یہ کلام اُن پر نازل ہوا جس میں زیادہ تر بنی اسرائیل کی بداعمالیوں پر تنبیہ و توبیخ، توبہ کی ترغیب اور نیکی کے اجر کا ذکر ہے، اور یہ ذکر زیادہ تر تمثیلات اور رموز میں بیان کیا گیا ہے، اس کے ۱۴ باب ہیں ۱۲ ت

یوایل: کتاب یوایل، اردو میں بھی اس کا نام یوایل اور انگریزی Joel ہے، یہ بقول توراۃ نبی ہیں، اور اس تین بابوں پر مشتمل کتاب میں ان پر نازل شدہ کلام مذکور ہے، جس میں بداعمالیوں سے باز آنے اور روزہ رکھنے کا حکم اور اس کے اچھے نتائج بتائے گئے ہیں ۱۲ ت

عاموس: اس کا نام اردو میں بھی "عاموس" Amos ہے، یہ بھی بقول توراۃ نبی تھے، شروع میں تقوع شہر Teko'a میں چرواہے تھے، پھر تقریباً ۷۸۷ ق م میں نبی ہوئے، اور عزیاہ کے زمانہ میں یہ ۹ بابوں کی کتاب اُن پر نازل ہوئی جس میں بنی اسرائیل کو بدکاریوں پر دھمکایا گیا ہے اور ان کی سزا میں ان پر شاہ اسور Assyria کے اس حملہ کی پیشگوئی کی گئی، جس کا ذکر سلاطین دوم (۱۵: ۲۹) میں ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۳۰) کتاب[1] عبدیاہ (۳۱) کتاب[2] یونان (۳۲) کتاب[3] میکا (۳۳) کتاب[4] ناحوم (۳۴) کتاب[5] حبقوق (۳۵) صفونیاہ[6] ....

---

[1] عبدیاہ Obadiah یہ ۲۱ آیتوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا صحیفہ ہے جس میں بقول نصاریٰ حضرت عبدیاہ علیہ السلام کا ایک خواب ہے، اس خواب میں شہر ادوم Adom کے متعلق کچھ پیشگوئیاں کی گئی ہیں ۱۲ ب

[2] اس کا اردو نام یوناہ اور انگریزی Jonah ہے، یہ حضرت یونس علیہ السلام کی جانب منسوب ہے جو مشہور پیغمبر ہیں، اس چار بابوں کے صحیفے میں ان کے نینوا کی جانب مبعوث ہونے کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے یہاں معروف قصے سے قدرے مختلف ہے ۱۲

[3] اسے اردو میں میکاہ اور انگریزی میں Micah کہا گیا ہے، اور یہ حضرت میکاہ مورشتی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جو تقریباً آٹھویں صدی ق م میں شاہ حزقیاہ کے زمانہ میں مبعوث ہوئے اور بنی اسرائیل کو ان کی بداعمالیوں سے ڈرایا اور عذاب کی دھمکی دی، چنانچہ حزقیاہ نے اسے تسلیم کر کے نیکی اختیار کی اور عذاب ٹل گیا، جیسا کہ سلاطین ۲ ص ۱۸ میں اور یرمیاہ ۲۶: ۱۸ میں مذکور ہے، اس کتاب میں ۷ باب ہیں اور وہ اسی دعوت و تبلیغ پر مشتمل ہیں ۱۲

[4] ناحوم Nahum بقول تورات یہ بھی نبی ہیں، ان کے زمانہ اور سوانح کا کچھ سراغ نہیں لگا، اور ان کی کتاب میں جس کے تین باب ہیں اُن کا ایک خواب مذکور ہے، جس میں نینوا کی تباہی کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں ۱۲ ت

[5] حبقوق Habakkuk یہ بھی بقول تورات نبی ہیں اور ان کا زمانہ بعثت مشکوک ہے، تورات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بخت نصر کے حملہ یروشلم سے قبل تھے، کتاب حبقوق میں ان کا ایک خواب مذکور ہے جس میں بنی اسرائیل کو ان کی بداعمالیوں پر توبیخ اور حملۂ بخت نصر کی پیشگوئی ہے اس کے ۳ باب ہیں ۱۲

[6] اردو میں صفنیاہ اور انگریزی Zephaniah یہ بھی بقول تورات نبی ہیں، اور یہوداہ کے بادشاہ یوسیاہ بن امون Josiah کے زمانہ میں مبعوث ہوئے اور اس صحیفے کے ذریعہ جو تین بابوں پر مشتمل ہے بنی اسرائیل کو عذاب بخت نصر سے ڈرایا ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۶) کتاب حجی[1] (۳۷) کتاب زکریا[2] (۳۸) کتاب ملاخیا[3] یہ ملاخیا پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۴۲۰ سال قبل گذرے ہیں،

یہ تمام ۳۸ کتابیں جمہور قدماء مسیحیین کے نزدیک معتمد اور معتبر تسلیم شدہ تھیں البتہ سامری فرقہ[4] کے نزدیک صرف سات کتابیں مسلم ہیں، باقی کتابیں وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

---

[1] حجی، الف مقصورہ کے ساتھ Haggai یہ حضرت حجی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، جو بخت نصر کے ہاتھوں یروشلم کی تباہی کے بعد شاہ فارس داریا Darius کے زمانہ (تقریباً ۵۲۲ ق م) میں مبعوث ہوئے تھے، اور انھوں نے یروشلم کی دوبارہ تعمیر کرنے پر قوم کو ابھارا، جیسا کہ کتاب عزرا (۵) میں مذکور ہے، اس دو باب کے صحیفہ میں یروشلم کو دوبارہ تعمیر کرنے کی ترغیب اور اس میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو توبیخ ہے ۱۲ ت

[2] زکریاہ Zechariah یہ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، بقول تورات یروشلم کی تعمیر میں حضرت حجی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھے، اس کتاب میں زیادہ تر خواب مذکور ہیں، جن میں بنی اسرائیل کے مستقبل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی رب رب ۹ پیشگوئیاں ہیں، اس میں ۱۴ باب ہیں خلاصہ یہ کہ زکریا علیہ السلام نہیں ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے

[3] اس کا نام اردو میں ملاکی Malachi ہے یہ حضرت ملاخیا علیہ السلام کی جانب منسوب ہے، جو عہد قدیم کے آخری پیغمبر ہیں، اس کتاب میں بنی اسرائیل کی نافرمانی اور حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی (باب ۳) مذکور ہے، اس کے ۴ باب ہیں ۱۲ ت

[4] سامری یہودیوں کا ایک فرقہ ہے، یہ فلسطین کے شہر سامرہ Somaria کی طرف منسوب ہے جو تباہ ہونے کے بعد وہاں نابلس کے نام سے مشہور ہوا، یہاں کے باشندے عام یہودیوں سے بنیادی طور پر دو امور میں اختلاف کرتے ہیں، ایک تسلہ کتب کی تعداد، جیسا کہ مصنف نے بیان فرمایا ہے، دوسرے عبادت گاہ، یعنی وہ عام یہودیوں کے برخلاف یروشلم کے ہیکل کو جبر یروشلم پر عبادت کرتے ہیں، جو نابلس کے جنوب میں ایک پہاڑ ہے، اور وہاں چوتھی صدی قبل مسیح میں منشی نے جس کا ذکر عزرا (۱۰) میں ہے، ایک ہیکل تعمیر کیا تھا ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف منسوب ہیں، اور کتاب یوشع بن نون اور کتاب القضاۃ، ان کی توریت کا نسخہ عام یہودیوں کی تورات کے نسخے کے خلاف ہے،

عہد عتیق کی دوسری قسم

یعنی وہ کتابیں جن کی صحت میں اختلاف ہے، یہ کل ۹ کتابیں ہیں:-

(۱) کتاب[1] آستر (۲) کتاب[2] باروخ (۳) کتاب دانیال کا ایک جزو (۴) کتاب[3] طوبیا (۵) کتاب[4] یہودیت (۶) کتاب[5] دانش

---

[1] اردو میں "آستر" Esther کہتے ہیں، یہ ایک یہودی عورت تھی، جو بخت نصر کے حملہ کے بعد بابل جلاوطن کئے جانے والوں میں شامل تھی، ایران کے بادشاہ اخسویرس Ahasuerus نے اپنی پہلی بیوی سے ناراض ہو کر اس سے شادی کر لی، ہامان کے وزیر بابان نے آستر کے باپ مردکے سے ناراض ہو کر تمام جلاوطن یہودیوں پر ظلم ڈھانے کا ارادہ کیا، ہامان نے بادشاہ کے ذریعہ اس کو ذکوایا بھی واقعہ اس کتاب میں مذکور ہے جو ۱۰ ابواب پر مشتمل ہے ۱۲

[2] اس کا نام اردو میں "باروک" Baruch ہے، اور یہ حضرت ارمیاہ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، جو حضرت ارمیاہ علیہ السلام کے شاگرد اور ان کے کاتب بھی تھے، ہر دکھ دردمیں ان کے ساتھ رہے، جیسا کہ کتاب ارمیاہ ۳۲: ۱۲ و ۱۶ اور ۳۶: ۴ و ۳۲ اور ۴۳: ۳ و ۶ اور ۴۵: ۱ و ۳ سے معلوم ہوتا ہے، یہ کتاب فرقہ پروٹسٹنٹ کی بائبل میں (جو آجکل زیادہ رائج ہے) موجود نہیں کیتھولک بائبل میں ہے

[3] طوبیا Tobit نفتالی نسل کا ایک یہودی جو جلاوطنی کے ایام میں اشور چلا گیا تھا، اس کا لقب "ابار" (نیک) ہے، کتاب طوبیا میں اس کے اور اس کے بیٹے کے ایک طویل اور پرخطر سفر اور اس کی عشقیہ داستان کا تذکرہ ہے، اور توکل علی اللہ کی ترغیب دی گئی ہے، یہ کتاب ادبی اعتبار سے بہت بلند ہے، اور یہ بھی پروٹسٹنٹ بائبل میں موجود نہیں،

[4] "یہودیت" Judith ایک یہودی عورت کی طرف منسوب ہے، جس نے اپنی بہادری سے اپنی قوم کو شاہ اسور کے مظالم سے رہائی دلوائی، اس کا ایک عشقیہ قصہ اس کتاب میں مذکور ہے

[5] اسے دانش سلیمان Wisdom of Solomon بھی کہتے ہیں، یہ بالکل کتاب امثال کی طرح ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) کلیسائی پند و نصائح (۸) کتاب المکابیین الاول (۹) کتاب المکابیین الثانی

عہد جدید کی کتابیں یہ کل بیس ہیں

وہ کتابیں جن کی صحت پر اتفاق ہے یہ کل ۴ کتابیں ہیں (۱) انجیل متی (۲) انجیل مرقس (۳) انجیل لوقا ــــــــــ

۱ کلیسائی پند و نصائح Ecclesiasticus یا واعظ، یہ عبرانی قسم کے ایک شخص مسمی ابن سیراخ کے پوتے کی طرف منسوب ہے، اور اس میں ابن سیراخ کی کچھ تعلیمیں درج ہیں، اور ادبی اعتبار سے اس کا پایہ بلند ہے ۱۲

۲ مکابیوں کی پہلی کتاب ہے، اور اس میں ان کی بغاوت کی سرگذشت ہے ۱۲ ت

۳ مکابیوں کی دوسری کتاب میں چند سالوں کی تاریخ اور نہایت بیہودہ قسم کی روایات ہیں، ان کتابوں کے علاوہ پہلا اور دوسرا اسڈرس تین بچوں کا گیت، بعل اور اژدہا، اور منسی کی دعا، پانچ کتابیں ہیں جو مختلف فرقوں اور اہل چودہ کتابوں کے مجموعہ کو اپاکرفا Apocrypha کہا جاتا ہے، اور فرقہ پروٹسٹنٹ انھیں الہامی تسلیم نہیں کرتا ۱۲ ت

۴ یہ متی حواری کی طرف منسوب ہے (تعارف کے لئے دیکھئے ص ۲۰۰ کا حاشیہ ۳) اور اس میں حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ سے لیکر عروج سماوی تک کے واقعات درج ہیں، مضامین کے اعتبار سے یہ کتاب بھی اچھی ہے، اس کے کل باب ۲۸ ہیں ۱۲ ت

۵ یہ مرقس رومی الاصل تھا، یہ حضرت عیسیٰ کے حواری بطرس (دیکھئے حاشیہ ۳۳۹ ص) کے شاگرد ہیں، چنانچہ حضرات کہتے ہیں کہ اسکندریہ کا کلیسا انھوں نے ہی قائم کیا تھا، انھیں ۶۸ء میں قتل کیا گیا، اس کی انجیل سابقہ انبیاء کی بشارتوں سے شروع ہوتی ہے جو حضرت مسیح کی تشریف آوری پر ختم ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ کے عروج آسمانی پر ختم ہو جاتی ہے، اس میں ۱۶ باب ہیں ۱۲ انگریزی میں اسے Mark کہا جاتا ہے ۱۲

۶ لوقا Luke اپنے زمانہ میں ایک بڑے عالم تھے، پولس کے سفروں میں اس کے ساتھ رہے جیسا کہ (کلسیوں کے نام ۴: ۱۴) اور (اعمال ۱۶) سے معلوم ہوتا ہے، تقریباً ۶۰ء میں انتقال ہوا، ان کی انجیل حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے واقعہ سے شروع ہوتی ہے، اور ۲۴ بابوں میں عروج آسمانی تک کے واقعات و احکام درج ہیں ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) انجیل یوحنا، ان چاروں کو اناجیل اربعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور لفظ انجیل انہی چاروں کے ساتھ مخصوص ہے، اور کبھی کبھی مجازاً تمام عہد جدید کی کتابوں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے، یہ لفظ معرب ہے، اصل یونانی لفظ انگلیون تھا جس کے معنی بشارت اور تعلیم ہیں،

(۵) کتاب اعمال حواریین (۶) پولس کا خط رومیوں کی جانب (۷) پولس کا خط

لہ دیکھئے حاشیہ ص ۵۶۰ ان کی انجیل میں حضرت یحییٰ علیہ السلام جن کو بائبل میں یوحنا John کہا ہے انکی تبشیر آدرسی کے بعد کے حالات ہے حضرت مسیح کے عروج آسمانی تک کے حالات درج ہیں، اور اس کے ۲۱ باب ہیں ۱۲

لہ اردو میں اس کا نام رسولوں کے اعمال Acts of Apostles ہے اور کہتے ہیں کہ لوقا نے اپنے شاگرد تھیفلس کو یہ صحیفہ لکھا تھا، جس میں حضرت مسیح کے بعد حواریین کی کارگذاریاں، بالخصوص پولس کے تبلیغی سفروں کا حال اس کے روما پہنچنے تک (قریباً ۶۳ء) مذکور ہے، اس میں ۲۸ باب ہیں ۱۲ ت

لہ The Epistle of Paul to Romans پولس کے حالات (ص ۲۹ پر) گذر چکے، اس خط میں اس نے روم کے باشندوں کو خطاب کیا ہے جو آجکل اٹلی کا دارالسلطنت ہے اور دریائے ٹیبر Tiber کے مخرج سے پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں یہودی بڑی تعداد میں آباد تھے (اعمال ۱۸: ۲) اس خط میں اولاً تبشیر ہے، پھر کائنات کا مقصد تخلیق اور عیسائیوں کو ہدایات ہیں ۱۲ ت

لہ Corinthians یہ کرنتھس (دیکھئے ص ۵۲ کا حاشیہ) باشندوں کے نام خط ہے اس میں اوّل تو انھیں اتحاد پیدا کرنے کی تلقین ہے، کیونکہ اس زمانہ میں وہ آپس کے جھگڑوں میں مبتلا تھے پھر باب میں کچھ عائلی احکام دیئے گئے ہیں، باب سے بت پرستی کی برائیاں، اور بت پرست ماحول میں عیسائیوں کا طرز عمل متعین کیا گیا ہے، پھر باب ۱۱ سے انھیں خدا کی روحانی نعمتوں پر متوجہ کیا گیا ہے، باب ۱۳ میں سے آخر تک اور مسئلہ کفارہ پر گفتگو ہے، اور باب ۱۶ میں خیرات اور عیسائیت کے لئے چندہ دینے پر ابھارا گیا ہے ۱۲ نقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قورنتھس کی جانب (۸)، دوسرا خط انہی کی طرف (۹) پولس کا خط غلاطیہ والوں کیطرف (۱۰) پولس کا خط افسس والوں کی طرف (۱۱) پولس کا خط فیلپس والوں کی طرف (۱۲) پولس کا خط قولاسائس والوں کی طرف (۱۳) اس کا پہلا خط تسالونیقی والوں کی جانب،

---

۱ شروع کے ۹ ابواب میں مختلف مذہبی ہدایات ہیں، پھر کلیسا کی تنظیم سے متعلق کچھ باتیں ہیں، پھر بائبل کے آخر تک اپنے تبلیغی سفر سے متعلق کچھ پیش بندیاں ہیں ۱۲ منہ

۲ گلتیوں کے نام یہ گلتیہ (Galatia) Galatians کے باشندوں کے نام ایک خط ہے، جو شمال ایشیائے کوچک میں ایک رومی صوبہ تھا، جس کا صدر مقام انقرہ تھا، یہاں کے کلیسا کو جس کے نام یہ خط تقریباً ۵۲ء میں لکھا گیا ہے، جبکہ پولس کو یہ خبر ملی تھی کہ یہاں کے لوگ کسی اور مذہب سے متاثر ہو چلے ہیں، اس خط میں اس نے انھیں ارتداد سے روکنے اور اپنے مذہب پر ثابت قدم رکھنے کی کوشش کی ہے ۱۲ ت

۳ افسس Ephesus - ایشیائے کوچک کا ایک اہم تجارتی شہر تھا، اور یہاں ڈیانا Diana کے نام سے ایک عظیم عبادت گاہ تھی، پولس نے تین سال کی تبلیغ کے ذریعہ سے اسے عیسائیت کا ایک اہم مرکز بنا دیا تھا (دیکھئے اعمال ۱۹: ۱۰) ان کے نام خط میں جو ۶ باب پر مشتمل ہے، انھیں کچھ اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں ۱۲

۴ یہ فلپی Philippi کے باشندوں کے نام خط ہے، یہ صوبہ مقدونیہ کا ایک شہر تھا، اور یہ یورپ کا پہلا شہر ہے، جہاں پولس نے انجیل کی تعلیم دی اور گرفتار ہوا (دیکھو اعمال ۱۶: ۲۰) اس خط میں اتحاد اور دوسری اخلاقی ہدایات ہیں اور اس میں ۴ باب ہیں ۱۲

۵ اس کا نام اردو میں کلسی ہے، یہ بھی ایشیائے کوچک کا ایک شہر تھا، اس خط میں مسیحیت پر لوگوں کی ہمت افزائی اور بد اخلاقیوں سے بچنے کی ترغیب ہے اور اس میں بھی ۴ باب ہیں ۱۲ منہ

۶ تسلنیکی Thessalonica مقدونیہ کا ایک شہر جو آجکل ترکی میں ہے اس کے باشندوں کے نام پہلے خط میں اس نے خدا کی پسندیدہ زندگی اور دوسرے موضوعات پر گفتگو کی ہے جو ۵ ابواب پر مشتمل ہے ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) پولس کا دوسرا رسالہ ان کی جانب (۱۵) پولس کا پہلا رسالہ تیمتھیس کی طرف (۱۶) اس کا دوسرا رسالہ اسی کی طرف (۱۷) پولس کا رسالہ تیطوس کی طرف (۱۸) پولس کا رسالہ فلیمون کی جانب (۱۹) پطرس کا پہلا رسالہ (۲۰) یوحنا کا پہلا رسالہ، سوائے بعض جملوں کے،

عہد جدید کی دوسری قسم

یعنی جن کی صحت میں اختلاف ہے یہ کل سات کتابیں ہیں، اور بعض جملہ یوحنا کے رسالہ اول کے۔

(۱) پولس کا رسالہ جو عبرانیوں کی جانب ہے ----------

لہ اس میں عبرانیوں کی نیکیوں پر کی ہیکل انزل کر دیا کے طور عمل سے متعلق بحثیں ہیں، اس کے کل ۱۳ باب ہیں ۱۲ منہ

سے تیمتھیس کے نام Timothy یہ پولس کا شاگرد اور بعض سفروں میں اس کا ساتھی تھا (اعمال ۱۹: ۲۲، ۲۰: ۴) (۱ کرنتھیوں ۴: ۱۷) پولس اس پر اعتماد کرتا اور لوگوں سے اس کی عزت کراتا تھا (۱ کرنتھیوں ۱۶: ۱۰) (فلپیوں ۲: ۱۹) اس میں عبادات و اخلاق سے متعلق ہدایات ہیں، ۶ باب ہیں ۱۲ منہ

سے اس میں بعض لوگوں کے مرتد ہونے کا ذکر ہے، اور تیمتھیس کو تبلیغ سے متعلق ہدایات اور آخر زمانے سے متعلق پیشگوئیاں ہیں، جو ۴ بابوں پر مشتمل ہیں ۱۲ منہ

سے ططس Titus یہ بھی پولس کے سفروں میں اس کے ساتھ رہا ہے (گلتیوں ۲: ۱) پولس اس سے محبت کرتا تھا (۲ کرنتھیوں ۲: ۱۳) پولس نے اسے کریت شہر Crete میں چھوڑا تھا تاکہ وہ تبلیغ کرے (ططس ۱: ۵) اس خط میں تبلیغ کے طریقے اور بشپوں کی صفات مذکور ہیں، ۳ باب ہیں ۱۲ منہ

سے فلیمون Philemon پولس کا ہمسفر اور ساتھی تھا، اسی کے لئے پولس نے اس کے پاس بھیجتے وقت یہ خط لکھا ہے ۱۲ منہ

لہ پطرس Peter تعارف کرایا جا چکا ہے (حاشیہ ص ۲۱) یہ اُن کا عام خطبہ ہے، اور اس کے مخاطب پنطس، گلتیہ، کپدکیہ، آسیہ، اور بتھنیہ کے لوگ ہیں اور اس میں مختلف مذہبی و اخلاقی ہدایتیں ہیں، اس کے ۵ باب ہیں ۱۲ منہ

سے اس میں مختلف مذہبی و اخلاقی ہدایات ہیں ۱۲ منہ سے اس میں بھی مختلف اخلاقی و مذہبی ہدایتیں ہیں، عبرانیوں کا تعارف گذر چکا (دیکھئے صفحہ ۲۰۱ حاشیہ) ۱۲ تنقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) پطرس کا دوسرا رسالہ (۳) یوحنا کا دوسرا رسالہ (۴) یوحنا کا تیسرا رسالہ (۵) یعقوب کا رسالہ (۶) یہوداہ کا رسالہ (۷) مشاہدات یوحنا،

کتابوں کی تحقیق کے لئے عیسائی علماء کی مجلسیں

اس کے بعد ناظرین کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ۳۲۵ء میں بادشاہ قسطنطین کے حکم سے عیسائی علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع شہر نائس میں ہوا، تاکہ مشکوک

شہ اس میں جھوٹے نبیوں اور ان کے دل سے متعلق ہدایات اور مستقبل کی کچھ پیشگوئیاں ہیں ۱۲ منہ

شہ یہ خط ایک خاتون کے نام ہے جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا، اور اس میں ۱۳ آیتیں ہیں ۱۲ نقی

شہ یہ خط گیس Gaius کے نام ہے جو یوحنا کا شاگرد تھا، اس میں ۱۴ آیتیں ہیں، اور زیادہ تر مخاطب کی تعریف محبت انسانی پر ہے ۱۲ نقی

شہ یہ یعقوب James یوسف نجار نہیں، جو ان حواریوں میں سے نہیں ... اور اور کتاب اعمال میں آپ کا ذکر کثرت آیا ہے آپ کو شہید کیا گیا، اور یہ وہ حواریین میں سے ایک یعقوب ہیں جو زبدی یوحنا کے بھائی ہیں، وہ یہاں مراد نہیں، (جنہیں یعقوب الاکبر کہتے ہیں) اس عام خط میں انہوں نے مختلف اخلاقی ہدایات دی ہیں ۱۲

شہ یہود اور تداؤس Jude Thaddaeus یعقوب کے بھائی اور بارہ حواریوں میں سے ایک ہیں، ان کا ذکر یوحنا (۱۴: ۲۲) میں ہے، اس خط میں جھوٹے واعظوں سے اجتناب اور دوسری مذہبی ہدایتیں ہیں، (یاد رہے کہ وہ یہود اسی نے بقول نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرایا تھا، یہ وہ یہود اسکریوتی ہے، ۱۲

شہ یہ ایک مکاشفہ ہے جو بقول نصاریٰ یوحنا کو ہوا تھا، اور اس میں کچھ پیشگوئیاں ہیں، اس کا انگریزی نام Revelation ہے ۱۲ منہ

شہ یہ قسطنطین اوّل Constantine I ہے، جس کے نام پر یہ نظیہ کو قسطنطنیہ کہا گیا، کیونکہ اس نے اسے اپنا پایہ تخت بنایا تھا، وفات ۳۳۷ء میں ہوئی ۱۲ منہ

شہ شہر نائس، اس شہر کا مشہور نام نیقیہ Nicaea ہے، یہاں یہ عیسائیوں کی کونسل ہوئی تھی اسے نیقاوی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کے بارے میں مشورہ کے ذریعہ کوئی بات محقق ہو جائے، بڑی تحقیق اور مشورہ کے بعد ان علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ کتاب یہودیت واجب التسلیم ہے، اس کے علاوہ باقی کتابوں کو بدستور مشکوک رکھا، یہ بات اس مقدمہ سے خوب واضح ہو جاتی ہے جو جیروم نے اس کتاب پر لکھا ہے،

اس کے بعد ایک دوسری مجلس ۳۹۷ء منعقد ہوئی جو لوڈیشیا کی مجلس کے نام سے مشہور ہے، اس مجلس کے علماء نے بھی پہلی مجلس کے علماء کا فیصلہ کتاب یہودیت کی نسبت برقرار رکھا، اور اس فیصلہ میں اس پر سات دیگر کتابوں کا اضافہ کر کے ان کو واجب التسلیم قرار دیا،

(۱) کتاب استیر (۲) یعقوب کا رسالہ (۳) یہوداہ کا رسالہ (۴ و ۵) یوحنا کا دوسرا اور تیسرا رسالہ (۶) پطرس کا دوسرا رسالہ (۷) پولس کا رسالہ عبرانیوں کی جانب۔

اس مجلس نے اپنے فیصلہ کو عام پیغام کے ذریعہ مؤکد کر دیا، اور کتاب مشاہدات ان دونوں مجلسوں میں بدستور فہرست مسلمہ سے خارج اور مشکوک ہی باقی رہی،

اس کے بعد ۳۹۷ء میں ایک اور بڑی مجلس جو کارتھیج کی مجلس کے نام سے مشہور ہے، منعقد ہوئی، اس مجلس کے شرکاء میں عیسائیوں کا مشہور فاضل آگسٹائن اور ایک سو بیس دوسرے مشہور علماء تھے، اس مجلس کے اراکین نے پہلی دونوں مجلسوں کے فیصلہ کو

ف۱ عیسائیوں کا مشہور عالم اور فلاسفر ۳۴۳ء میں پیدا ہوا، St Jerome اسی نے بائبل کا لاطینی میں ترجمہ کیا، اور بائبل کے علوم میں معروف ہوا، اسی سلسلہ میں اس کی بہت سی تصانیف ہیں ۴۲۰ء میں انتقال ہوا، (یہ پورا پیراگراف مرزا صاحب کا نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ ظاہر ہے کہ ان کو جیروم سے ۱۳۱۱ سال بعد پیدا ہونا تھا)

ف۲ Carthage

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدستور برقرار رکھتے ہوئے اس پر مزید حسب ذیل کتابوں کا اضافہ کیا:۔

(۱) کتاب داتش (۲) کتاب طوبیاہ (۳) کتاب باروخ (۴) کتاب کلیسائی پند و نصائح (۵،۶) مقابین کی دونوں کتابیں (۷) کتاب مشاہدات یوحنا،

مگر اس جلسہ کے شرکا نے کتاب باروخ کو کتاب ارمیاہ کا تتمہ یا جزو قرار دیا، اس لئے کہ باروخ علیہ السلام ارمیاہ علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے، اسی لئے ان لوگوں نے اسماء کتب کی فہرست میں کتاب باروخ کا نام علیحدہ نہیں لکھا،

اس کے بعد تین مجلسیں منعقد ہوئیں، مجلس ٹرلو اور مجلس فلورنس اور مجلس ٹرنٹ، ان تینوں مجالس کے علماء نے بھی پہلی کارتھیج کی مجلس کے فیصلہ کو قائم اور باقی رکھا، صرف آخری دو مجلسوں نے کتاب باروخ کا نام ان کتابوں کی فہرست میں علیحدہ لکھ دیا،

ان مجالس کے منعقد ہونے کے بعد وہ تمام کتابیں جو شک کی چلی آتی تھیں تمام مسیحیوں کے نزدیک تسلیم شدہ قرار پائیں،

ان اسلاف کے فیصلوں سے فرقہ پروٹسٹنٹ کی بغاوت

ان کتابوں کی یہ پوزیشن ۱۵۴۶ء تک بدستور قائم رہی، یہاں تک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ نمودار ہوا، جنھوں نے اپنے بزرگوں کے فیصلہ کے خلاف کتاب باروخ، کتاب طوبیاہ، کتاب یہودیت، کتاب داتش، کتاب کلیسا اور مقابین کی دونوں کتابوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ یہ سب واجب الرد اور غیر مسلم ہیں،

اسی طرح اس فرقہ نے کتاب استر کے بعض ابواب کی نسبت اسلاف کے فیصلہ کو رد کیا، اور بعض ابواب کے سلسلہ میں اُن کے فیصلہ کو تسلیم کیا، کیونکہ یہ کتاب سولہ ابواب پر مشتمل ہے، جس کے شروع کے ۱۰ ابواب اور باب کی تین آیتوں کے سلسلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کہا کہ یہ واجب التسلیم ہیں اور باقی چھ ابواب واجب الرد ہیں، اس انکار اور رد کے سلسلہ میں انھوں نے چھ دلائل پیش کئے :۔

۱۔ یہ کتابیں اپنی اصل زبانوں عبرانی اور جالدی میں جھوٹی ہیں، اور اس زمانہ میں ان زبانوں میں یہ کتابیں موجود بھی نہیں ہیں،

۲۔ یہودی ان کتابوں کو الہامی تسلیم نہیں کرتے،

۳۔ تمام عیسائیوں نے ان کتابوں کو تسلیم نہیں کیا،

۴۔ جیروم کہتا ہے کہ یہ کتابیں دینی مسائل کی تقریر و اثبات کے لئے کافی نہیں ہیں،

۵۔ کلیمنس نے تصریح کی ہے کہ یہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں لیکن ہر مقام پر نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ تمام عیسائیوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا۔ یعنی اس کا اور دلیل نمبر ۳ کا حاصل ایک ہی ہوا،

۶۔ یوسی بیس نے کتاب الجع کے باب میں تصریح کی ہے کہ یہ کتابیں محرف ہو چکی ہیں خصوصاً مقابین کی دوسری کتاب،

ملاحظہ کیجئے دلیل نمبر ۱ و ۲ و ۶ کو کہ ان لوگوں نے کس طرح اپنے اسلاف اور بزرگوں کی اس بددیانتی کا دعویٰ کیا کہ ہزاروں اشخاص کا ان کتابوں کے واجب التسلیم ہونے پر اتفاق کرنا غلط تھا جن کی اصل اور ماخذ ناپید ہو چکے ہوں، ان کے صرف تراجم باقی ہیں، اور جو یہودیوں کے نزدیک محرف ہو چکی ہیں، بالخصوص مقابین کی دوسری کتاب۔ اب بتایئے کہ ایسی حالت میں اپنے کسی مخالف کے حق میں اُن کے اجماع یا اتفاق کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ اس کے برعکس فرقہ کیتھلک والے آج تک ان کتابوں کو اپنے اسلاف کی اتباع میں تسلیم کرتے آئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کتابوں میں سے کوئی مستند نہیں

کسی کتاب کے آسمانی اور واجب التسلیم ہونے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پہلے تو ٹھوس اور پختہ دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب فلاں پیغمبر کے واسطہ سے لکھی گئی، اس کے بعد ہمارے پاس سند متصل کے ساتھ بغیر کمی بیشی اور تغیر و تبدل کے پہونچی ہے، اور کسی صاحب الہام کی جانب محض گمان و وہم کی بنیاد پر نسبت کر دینا اس بات کے لئے کافی نہیں کہ وہ منسوب الیہ کی تصنیف کردہ ہے۔

اسی طرح اس سلسلہ میں کسی ایک یا چند فقروں کا محض دعویٰ کر دینا کافی نہیں ہو سکتا، دیکھئے کتاب الشاہدات اور تکوین کی سفر صغیر، کتاب المعراج، کتاب اسرار، کتاب تثنیث اور کتاب الاقرار موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں، اسی طرح سفر رابع عزرا کا عزرا کی جانب منسوب ہے، اور کتاب معراج اشعیاء اور کتاب مشاہدات اشعیاء ان کی جانب منسوب ہیں، اور ارمیاء علیہ السلام کی مشہور کتاب کے علاوہ ایک دوسری کتاب ہے جو ان کی جانب منسوب ہے، اور متعدد ملفوظات ہیں جو حقوق علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں، اور بہت سی زبوریں ہیں جو سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں، اور عہد جدید کی کتابوں میں سے علاوہ کتب مذکورہ کے کچھ کتابیں ہیں جو سترہ سے متجاوز ہیں، اور عیسیٰ و مریم اور حواریوں کی اور ان کے تابعین کی جانب منسوب ہیں،

اس زمانہ کے عیسائی مدعی ہیں کہ یہ تمام کتابیں من گھڑت اور جھوٹ ہیں، آج اس دعویٰ پر گریک کنیسہ اور کیتھولک و پروٹسٹنٹ کے تمام کلیسا متفق ہیں اسی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزرا کی تیسری کتاب جو اُن کی طرف منسوب ہے، گریک کے گرجے کے نزدیک جزو مقدس و واجب التسلیم ہے، اور کیتھولک و پروٹسٹنٹ گرجوں کے نزدیک من گھڑت جھوٹ ہے، جس کی تفصیل آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ باب ہٰذا میں ملے گی، اور پہلی فصل میں آپ کچھ معلوم ہو چکا ہے کہ کتاب باروخ اور کتاب طوبیا و کتاب یہودیت اور کتاب دانش و کتاب پند کلیسا اور مقابین کی دونوں کتابیں اور ایک جزو کتاب استیر کا کیتھولک کے نزدیک واجب التسلیم ہے اور پروٹسٹنٹ کے نزدیک واجب الرد ہے،

پھر جب ایسی صورت ہے تو ہم محض کسی کتاب کی نسبت کسی حواری یا نبی کی جانب کرنے سے یہ کیونکر مان لیں کہ یہ کتاب الہامی اور واجب التسلیم ہو گئی اسی طرح ہم محض ان کے دعوی بلا دلیل کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتے، اسی لئے ہم نے بارہا اُن کے بڑے بڑے علماء سے سند متصل کا مطالبہ کیا، جس پر وہ قادر نہ ہو سکے، اور ایک پادری نے تو اس مناظرہ میں جو میرا اور اُن کے درمیان ہوا تھا، یہ عذر پیش کیا کہ ہمارے پاس سند موجود نہ ہونے کا سبب وہ فتنے اور مصائب ہیں جن سے عیسائیوں کو تیرہ سو سال تک اطمینان کا سانس لینا نصیب نہیں ہوا، ہم نے اُن کی اسناد کی کتابوں میں بہت کچھ کھود کر دیکھا، مگر سوائے ظن و تخمینہ کے اور کچھ نہ مل سکا، جو کچھ بھی کہتے ہیں اس کی بنیاد محض ظن اور بعض قرائن پر ہوتی ہے، حالانکہ ہم بتا چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں محض گمان کی کوئی بھی قیمت نہیں، اور نہ وہ کارآمد ہو سکتا ہے، لہٰذا جب تک وہ لوگ کوئی شافی دلیل اور سند متصل پیش نہ کریں، تو ہمارے لئے محض انکار کرنا کافی ہوگا، دلیل پیش کرنا اصولاً اُن کی ذمہ داری ہے نہ کہ ہماری، مگر ہم تبرع کے درجہ میں گفتگو کرتے ہیں، لیکن ہر کتاب کی سند پر گفتگو کرنا چونکہ موجب تطویل ہے۔ ہم صرف بعض کتابوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سند پر کلام کریں گے، ملاحظہ ہو۔

جس تورات کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی نسبت کوئی ایسی سند موجود نہیں ہے کہ یہ ان کی تصانیف میں سے ہے، جس کے چند دلائل ہمارے پاس موجود ہیں۔

موجودہ تورات حضرت موسیٰ کی کتاب نہیں

اس کے دلائل

پہلی دلیل باب ۲ مغالطہ نمبر ۲ کے جواب میں بسلسلہ بیان نمبر ۱ و ۲ و ۳ ہم نے ان کتابوں میں تحریف کے مستبعد نہ ہونے کے دلائل بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ یوسیاہ[1] بن آمون سے پہلے تورات کا تواتر منقطع ہے اور وہ نسخہ جو اس کے تخت نشین ہونے کے ۱۸ سال بعد ملا ہے، اس پر یقین کے ساتھ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا پھر غیر معتبر ہونے کے علاوہ وہ نسخہ بھی نادر[2]

---

[1] یوسیاہ Josiah یہوداہ کا بادشاہ جو حضرت ارمیاہ علیہ السلام اور حضرت صفنیاہ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا ہے ۱۲ تقی

[2] ۲ ملاطین کے باب ۲۲ و ۲۳ میں پوری تفصیل سے اس نسخہ کے ملنے کا واقعہ مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسیاہ سے بہت پہلے توریت کا کوئی وجود نہ تھا، پھر ایک کاہن خلقیاہ کو ہیکل صاف کرتے وقت یہ کتاب مل گئی، اور بادشاہ نے اسے اپنا دستور العمل بنا لیا، ۲۳/۲۴ میں تصریح ہے کہ قاضیوں کے زمانہ کے بعد سے تجدید فسح (دیکھئے حاشیہ ص ۳۰۴) اس کتاب کے مطابق نہیں منائی گئی تھی، اس کتاب کے ملنے پر منائی گئی، غور فرمائیے کہ صرف ایک کاہن کے قول کو ایک خدائی صحیفہ کی بنیاد قرار دیا جا رہا ہے، جس کا ماننے والا سالہا سال تک کوئی نہیں رہا ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخت نصر کے حادثہ سے پہلے ضائع ہو چکا، اس حادثہ میں نہ صرف توریت معدوم ہو گئی بلکہ عہد عتیق کی تمام کتابیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں، اور پھر جب عزرا نے عیسائیوں کے نظریہ کے مطابق ان کتابوں کو لکھا تو وہ نسخہ بھی اور اس کی تمام نقول انطیوکس کے حادثہ میں ضائع ہو گئیں،

دوسری دلیل تمام اہل کتاب کا مسلک یہ ہے کہ تواریخ کی پہلی اور دوسری کتاب عزرا علیہ السلام نے لکھی اور زکریا پیغمبروں کی اعانت سے لکھی ہے،

لہ بخت نصر جسے بنوکد نصر Nabuthodonosor بھی کہتے ہیں (توراۃ میں یہی نام مذکور ہے) بابل کا بادشاہ تھا جس نے یروشلم پر حملہ کر کے اسے بری طرح تاخت و تاراج کیا، یہ ایک عذاب تھا جو بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کی بنا پر بھیجا گیا تھا، اور جس کی پیشینگوئیاں کئی انبیاء علیہم السلام نے کی تھی ۱۲

لہ دیکھئے ۲۔ ایسڈریس ۱۴ جس میں ان کتابوں کے نذر آتش ہونے کا واقعہ لکھا ہے، کنیسہ کا فرقہ اس کتاب کو اب بھی تسلیم کرتا ہے، اگرچہ پروٹسٹنٹ سرے سے اس واقعہ ہی کا منکر ہے (بہاری کتب مقدسہ ص ۳۴۵) لیکن نجمیاہ کے باب میں جو واقعہ مذکور ہوا ایسڈریس کی تائید کرتا ہے، اس سے یہ وضاحت معلوم ہوتا ہے کہ کتاب توریت ضائع ہو گئی تھی اور حضرت عزرا نے لکھ کر پھر سب لوگوں کے سامنے اسے پڑھا، عجیب بات ہے کہ کیتھولک بائبل Knox Version مطبوعہ ۱۹۴۹ء میں بھی ایسڈریس کے وہ باب ہی حذف کر دیا گیا ہے جس میں یہ واقعہ مذکور ہے، اس نسخہ میں ایسڈریس کی دوسری کتاب تیرھویں باب پر ختم ہو گئی ہے، ہمارے پاس اگرچہ ایسڈریس کا اس کے سوا کوئی نسخہ نہیں ہے جس سے وہ عبارت نقل کی جائے لیکن خود عیسائی حضرات کی کتابوں میں اس کا اعتراف کیا گیا ہے کہ ایسڈریس میں یہ واقعہ موجود ہے، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ہے: تخمینی طور پر ۲ھ۔ ایسڈریس ۱۴: ۲۰ تا ۲۱ میں یہ روایت پڑھتے ہیں کہ توریت چونکہ جل چکی تھی، اس لئے عزرا نے اُسے دوبارہ لکھا" (ص ۱۰۵، ج ۳، مقالہ بائبل بحث عہد قدیم فہرست مسلمہ) پادری جی ٹی مینلی نے بھی بائبل ہینڈ بک میں ایسڈریس کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے (ص ۱۶۵)

لہ انتیوکس اپی فینس Antiochus ایشیائے قریکا کا شہنشاہ (بادشاہ) جس نے ۱۶۸ء قبل مسیح میں یروشلم پر قبضہ کر کے اس کو تباہ کر دیا تھا، اور ایک مرتبہ پھر بخت نصر کی یاد تازہ ہو گئی تھی، مکابیوں کی پہلی کتاب میں اسکے حملہ کی داستان اور توراۃ کے جلائے جانے کا واقعہ تفصیل سے مذکور ہے (دیکھئے ۱۔ مکابیوں ۱: ۱۶، تا ۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر تینوں پیغمبروں کا کلام سفر اوّل کے باب ۱۰ و ۱۱ میں بنیامین کی اولاد بیان کرتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف اور متناقض ہے، نیز انھوں نے اس بیان میں اس مشہور توریت کی بھی دو اعتبار سے مخالفت کی ہے، اوّل تو ناموں کے سلسلہ میں، دوسرے شمار اور گنتی میں، کیونکہ باب[1] سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین کے تین بیٹے تھے، اور باب[2] سے پتہ چلتا ہے کہ بیٹے پانچ ہیں، اور تورات[3] سے ظاہر ہوتا ہے کہ دس ہیں، نیز علماء اہل کتاب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ سفر اوّل کا بیان غلط ہے، اور غلطی میں پڑنے کا منشاء یہ بیان کیا ہے کہ عزرا نے بیٹوں اور پوتوں میں امتیاز نہیں کیا، اور نسب کے وہ اوراق جن سے انھوں نے نقل کیا ہے وہ ناقص تھے،

اور ظاہر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر توریت کے متبع تھے، اب اگر موسیٰؑ والی تورات یہی مشہور توریت مانی جائے تو یہ تینوں پیغمبر نہ تو اس کی مخالفت کرتے اور نہ غلطی میں مبتلا ہوتے، اور نہ عزرا کے لئے یہ بات ممکن تھی کہ وہ توریت کو متروک کر کے ناقص اوراق پر بھروسہ کرتے،

اسی طرح اگر وہ توریت جس کو عزرا نے دوبارہ الہام سے لکھا تھا عیسائیوں کے خیال کے مطابق یہی مشہور توریت ہوتی تو وہ اس کی مخالفت نہ کرتے، معلوم ہوا کہ مشہور

---

[1] بنی بنیامین یہ ہیں، بالع اور بکر اور اشبیل، یہ تینوں (۱۔ تواریخ ۷: ۶)،

[2] اور بنیامین سے اس کا پہلوٹھا بالع پیدا ہوا، دوسرا اشبیل، تیسرا اخرح، چوتھا نوحہ اور پانچواں رفا (۱: ۸)،

[3] بنی بنیامین یہ ہیں، بالع اور بکر اور اشبیل اور جیرا اور نعمان، اخی، اور روس، مفیم اور حفیم اور ارد (پیدائش ۴۶: ۲۱)، تعق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توریت وہ توریت ہرگز نہیں ہے جس کو موسیٰ نے تصنیف کیا تھا، اور نہ وہ تورات ہے جس کو عزرا نے لکھا تھا، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ وہ ان قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ ہے جو یہودیوں میں مشہور تھیں، اور ان کے علماء نے ان کو اس مجموعہ میں روایات کی تنقید کئے بغیر جمع کر دیا تھا، ان تمہیدوں سے پیغمبروں کے غلطی میں مبتلا ہونے سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ اہل کتاب کے نزدیک پیغمبر جس طرح کبائر کے صدور سے معصوم نہیں ہیں، اسی طرح تحریر و تبلیغ میں غلطی کرنے سے بھی پاک نہیں ہیں، مزید تفصیل آپ کو باب نمبر ۲ کے مقصد اول کے شاہد نمبر ۱۴ میں معلوم ہوگی،

تیسری دلیل جو شخص بھی کتاب حزقیال کے باب ۴۵ و ۴۶ کا مقابلہ کتاب گنتی کے باب ۲۸ و ۲۹ کے ساتھ کرے گا تو دونوں کو احکام میں ایک دوسرے کے مخالف پائے گا، اور یہ بات موٹی سی ہے کہ حزقیال تورات کے تابع تھے اب اگر حزقیال کے زمانہ میں یہی مشہور تورات تھی تو وہ اس کی احکام میں مخالفت کیونکر کر سکتے تھے؟

اسی طرح توریت کے اکثر مقامات پر یہ مضمون پایا جاتا ہے، کہ بیٹے اپنے بڑوں کے گناہوں میں چوتھی پشتوں تک ماخوذ ہوں گے، اور کتاب حزقیال کے باب ۱۸ آیۃ ۲۰ میں یوں کہا گیا ہے کہ "جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا، اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ، صادق کی صداقت اپنے لئے ہوگی، اور شریر کی شرارت شریر کے لئے ہوگی"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں ماخوذ نہ ہوگا، اور

لہ ان دونوں مقامات پر قربانی کے احکام کا تذکرہ ہے، اور اس کی تفصیلات میں اختلاف ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی حق بات ہے چنانچہ قرآن نے کہا ہے:۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (نجم)	اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۔

چوتھی دلیل جو شخص کتاب زبور اور کتاب حزقیال کا مطالعہ کرے گا اس کو اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ گذشتہ دور میں تصنیف کا طریقہ وہی تھا جو آج مسلمانوں کے یہاں رائج ہے، کہ اگر مصنف خود اپنے ذاتی حالات اور اپنے چشم دید واقعات لکھتا تو دیکھنے والے کو پتہ چل جاتا تھا کہ وہ اپنے حالات یا دیکھے ہوئے واقعات بیان کر رہا ہے اور یہ بات توریت کے کسی بھی مقام پر نظر نہیں آتی۔ بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا لکھنے والا موسیٰؑ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے، جس نے یہودیوں میں پھیلے ہوئے قصے کہانیوں کو اس کتاب میں جمع کر کے ان اقوال میں یہ امتیاز قائم کر دیا کہ اس کے خیال میں جو خدا یا موسیٰؑ کا قول تھا، اس کو قال اللہ اور قال موسیٰؑ کے تحت میں درج کر دیا، اور موسیٰؑ کو تمام مقامات پر غائب کے صیغہ سے تعبیر کرتا ہے،

اور اگر توریت موسیٰؑ کی تصنیف ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام اپنی ذات کے لئے متکلم کا صیغہ استعمال کرتے، اور کچھ نہیں تو کم از کم کسی ایک ہی جگہ ایسا ہوتا کیونکہ متکلم کے صیغہ سے تعبیر کرنا اس کتاب کا پایۂ اعتبار بڑھا دیتا، اور جس بات کی شہادت ظاہر حال دیتا ہو اس کا اعتبار کرنے کے سوا چارہ نہیں، جب تک اس کے خلاف کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو، اور جو شخص ظاہر کے خلاف دعویٰ کرے گا اس کے ثبوت کی ذمہ داری اسی پر ہوگی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں دلیل بعض جملوں اور بعض ابواب کی نسبت یہ دعویٰ کرنے کی مجال کسی شخص کو نہیں ہو سکتی کہ یہ موسیٰؑ کا کلام ہے، بلکہ بعض جملے تو بڑی وضاحت سے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کتاب کا مؤلف یقیناً داؤد علیہ السلام سے پہلے نہیں ہو سکتا، بلکہ یا ان کا معصر ہو سکتا ہے: یا اُن کے بعد میں ہونے والا عنقریب آپ کے سامنے وہ جملے اور ابواب باب ۲ کے مقصد ۲ میں انشاء اللہ تفصیل سے آنیوالے ہیں۔ بعض علماء محض ظن و قیاس سے کہتے ہیں کہ یہ جملے بعد میں کسی پیغمبر نے بڑھا دیئے ہیں مگر یہ بات قطعی باطل ہے، کیونکہ انکی کے پاس اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں، کسی نبی نے بھی اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے فلاں کتاب کے فلاں باب میں فلاں جملہ بڑھایا ہے، یا یہ کہ فلاں پیغمبر نے اضافہ کیا ہے، یہ بات کسی دوسری قطعی دلیل سے بھی ثابت نہیں ہے، اور صرف ظن و قیاس اس سلسلہ میں مفید اور کارآمد نہیں، تو اب جب تک ان جملوں اور ابواب کے الحاقی ہونے کی کوئی دلیل قطعی نہ ہو یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ کتاب موسیٰؑ کی تصنیف نہیں ہے۔

چھٹی دلیل علامہ سیف الدین کے مصنف نے انسائیکلوپیڈیا بینی جملہ سے نقل کیا ہے:۔

"ڈاکٹر سکندر رکیدس نے جو معتبر عیسائی فاضل ہے، جدید بائبل کے دیباچہ میں کہا ہے کہ:"

مجھکو تحقیقی دلائل کے ذریعہ تین باتیں قطعی طور پر معلوم ہوئی ہیں (۱) موجودہ تورات موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہے (۲) یہ کتاب کنعان یا اور شلیم میں لکھی گئی ہو، یعنی عہد موسوی میں، جب کہ بنی اسرائیل صحرائی زندگی گذار رہے تھے نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی گئی، اس کی تالیف داؤد علیہ السلام سے پہلے اور حزقیاہ کے بعد ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی تالیف کا زیادہ موزوں زمانہ سلیمان علیہ السلام کا زمانہ یعنی ولادت مسیح سے ایک ہزار سال قبل یا اس کا قریبی زمانہ، یعنی وہ دور جس میں ہومر شاعر بھی موجود تھا، غرض اس کی تالیف موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ۵۰۰ سال بعد ہی ثابت ہوتی ہے۔

ساتویں دلیل فاضل ٹورٹین جو ایک عیسائی عالم ہے کہتا ہے کہ:۔

"توریت کے محاورات میں اور عہد عتیق کی ان دوسری کتابوں کے محاورات میں، جو اس زمانہ میں لکھی گئی ہیں جب کہ بنی اسرائیل بابل کی قید سے آزاد ہو چکے تھے، کوئی معتدبہ اور کافی فرق اور تفاوت نظر نہیں آتا، حالانکہ دونوں کے زمانہ میں ۵۰۰ سال کا طویل فصل ہے اور یہ چیز بہ شہادت دیتا ہے کہ زمانہ کے اختلاف سے زبان میں تفاوت ہو جاتا ہے، مثلاً انگریزی زبان کو لیجئے، موجودہ زمانہ کی انگریزی کا موازنہ اگر آپ اس انگریزی سے کریں جو ۵۰۰ سال قبل رائج تھی تو بڑا زبردست فرق نظر آئے گا، ان کتابوں کے محاورات کے درمیان کوئی معتدبہ فرق نہ ہونے کی وجہ سے فاضل لیوسن نے جن کو عبرانی زبان میں مہارت تامہ ہے قیاس کیا ہے کہ یہ سب کتابیں ایک ہی دور میں لکھی گئی ہیں۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ زمانہ کے اختلاف سے زبان کا مختلف ہو جانا ایسا بدیہی اور ظاہر ہے کہ ٹورٹین اور لیوسن کے فیصلہ کی تائید کرنے کے سوا چارہ نہیں۔

آٹھویں دلیل کتاب استثناء باب ۲۷ آیت ۵ میں ہے کہ:۔

"اور وہیں خداوند اپنے خدا کے لئے پتھروں کا ایک مذبح بنانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوہے کا کوئی آوزار اُن پر نہ لگانا۔

پھر آیت ۸ میں ہے۔

تو ان پتھروں پر اس شریعت کی سب باتیں صاف صاف لکھنا۔

یہ آٹھویں آیت فارسی تراجم نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں یوں ہے کہ۔

دبراں سنگہا تمامی کلمات ہیں تورۃ بخوبی وضاحت تحریر نما۔

"تو ان پتھروں پر اس تورات کے تمام کلمات کو بخوبی وضاحت سے لکھ"

اور ۱۸۳۵ء کے فارسی ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں۔

دبراں سنگہا تمامی کلمات ہیں توراۃ را بخط روشن بنویس۔

"تو ان پتھروں پر اس تورات کے تمام کلمات کو بخط روشن لکھ"

اور کتاب یہوشع کے آٹھویں باب میں مذکور ہے کہ۔

"اس نے حضرت موسیٰ کے حکم کے مطابق ایک مذبح بنایا، اور اس پر توراۃ لکھی"

چنانچہ اسی باب کی بتیسویں آیت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں اس طرح ہے۔

دانجا تورات را براں سنگہا نقل نمود کہ آں را پیش روئی بنی اسرائیل بہ تحریر آورد۔

"اس جگہ موسیٰ کی تورات کو ان پتھروں پر نقل کیا تاکہ اس کو بنی اسرائیل کے سامنے تحریر میں لائے"

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں یہ الفاظ ہیں۔

ورانجا براں سنگہا نسخہ تورات موسیٰ واکہ در حضور بنی اسرائیل نوشتہ بود نوشت۔

"اس جگہ ان پتھروں پر موسیٰ کی تورات کے نسخہ کو جو بنی اسرائیل کی موجودگی میں لکھا گیا تھا، لکھا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ توریت کا حجم ایسا تھا کہ اگر اس کو قربان گاہ کے پتھر پر لکھا جاتا تو اس کے لئے قربان گاہ کافی ہوتی، اب اگر توریت کا مصداق یہ پانچوں کتابیں ہیں تو ایسا ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے بقول ردی باتہ (جو ہم نمبر ۴ میں بیان کر چکے ہیں)

نویں دلیل پادری ٹورٹن کہتا ہے کہ:۔

"موسیٰ کے زمانہ میں کتابت اور لکھنے کا رواج نہیں تھا"

اس دلیل سے اس کا مقصود یہ ہے کہ جب اس عہد میں لکھنے کا رواج نہیں تھا، تو موسیٰ ان پانچوں کتابوں کے کاتب نہ ہوئے، اگر تاریخ کی معتبر کتابیں اس کی موافقت کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دلیل بڑی وزن دار اور قوی ہے، اس کی تائید وہ مضمون کرتا ہے جو تاریخ انگریزی مطبوعہ ۱۸۵۰ء مطبع چارلس ڈیلین لندن میں اس طرح ہے کہ:۔

"گذشتہ زمانہ میں لوگ لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے تانبے یا لکڑی یا موم پر نقش کیا کرتے تھے، پھر مصریوں نے ان تختیوں کے عوض درخت پیپرس کے پتے استعمال کرنے شروع کئے، پھر شہر برگمن میں دسلی ایجاد کی گئی (دوسری صدی میں روئی اور ریشم سے کاغذ تیار کیا گیا، پھر تیرھویں صدی عیسوی میں کپڑے سے کاغذ بنا، اور قلم کی ایجاد ساتویں صدی کی ہے"

اس مورخ کی تحقیق اگر عیسائیوں کے نزدیک صحیح ہو تو ٹورٹن کی کلام کی تائید میں کوئی بھی شک نہیں رہتا،

دسویں دلیل اس میں بکثرت اغلاط موجود ہیں، اور موسیٰ علیہ السلام کا کلام اس عیب سے بلند و بالا ہونا چاہئے، جیسا کہ پیدائش باب ۲، آیت ۱۰ میں ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُس یہ دینا کے وہ بیٹے ہیں جو اس کے پیٹ سے شہر سوریہ کے درمیان پیدا ہوئے
اور دینا اس کی بیٹی بھی۔ لہٰذا اس کے کل بیٹا بیٹی ملاکر ۳۳ نفوس تھے ؛
اس میں ۳۳ کا بیان غلط ہے، صحیح ۳۴ ہے، اس کے غلط ہونے کا اعتراف اُن کے مشہور
مفسر ہارسلے نے بھی کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ :-
"اگر تم ناموں کو شمار کرو اور دینا کو شامل کرو تو ۳۴ ہو جائیں گے، اور اس کا
شامل کرنا ضروری ہے جیسا کہ زلفا کی اولاد کی تعداد سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ
سارا بنت آشیر منجملہ ۱۶ کے ایک ہے ؛
اسی طرح کتاب استثناء کے باب ۲۳ آیت ۳ میں یوں کہا گیا ہے کہ :-
"کوئی حرام زادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو، دسویں پشت تک اس
کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں آنے نہ پائے"
یہ بھی غلط ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ داؤد علیہ السلام اور ان کے تمام آباء و اجداد فارص[2] تک

---

[1] یہ اصل عربی نسخہ کا ترجمہ ہے، موجودہ اردو اور انگریزی نسخوں میں اس طرح ہے "یہ سب یعقوب کے
اُن بیٹوں کی اولاد ہیں جو فدان ارام میں لیاہ سے پیدا ہوئے، اسی کے بطن سے اس کی بیٹی دینہ تھی، یہاں تک تو اس
کے سب بیٹے بیٹیوں کا شمار ۳۳ ہوا (پیدائش ۴۶: ۱۵) ۱۲

[2] یعنی لیا کی اولاد بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں زلفہ (جو حضرت یعقوب کی باندی تھیں) کی اولاد کا
ذکر ہو جن کی تعداد ۱۶ بیان کی گئی ہے، یہ سودا کی تعداد اس وقت پوری ہوتی ہے جب کہ لڑکیوں کے ساتھ ایک
لڑکی سارا کو شمار کیا جائے، اور جب یہاں لڑکی کو شمار کیا گیا تو لیا کی اولاد میں بھی شمار کیا جانا چاہیے۔۔۔۔ اس کے
علاوہ خود توریت کے الفاظ یہ ہیں :- "اس کے سب بیٹے بیٹیوں کا شمار ۳۳ ہوا" اس میں تصریح ہے کہ بیٹیوں کو
شامل کیا گیا ہے ۱۲

[3] فارص حضرت داؤد کے نویں باپ دادا (تواریخ ۲: ۴ تا ۱۶) ۱۲ منقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی جماعت میں داخل نہ ہوں، اس لئے کہ فارض ولد الزنا ہے، جس کی تصریح پیدائش کے باب ۳۸ میں موجود ہے، اور داؤد علیہ السلام اس کی دسویں پشت میں ہیں، جیسا کہ انجیل متی و لوقا میں مسیح کے نسب نامہ میں مذکور ہے حالانکہ داؤد علیہ السلام اپنی جماعت کے رئیس اور زبور کے مطابق خدا کے نوجوان پیغمبر ہیں،

اسی طرح جو کچھ سفر خروج باب ۱۲ آیت ۴۰ میں مذکور ہے، باب ۲ مقصد ۲ شاہد نمبر ۱ میں آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ بھی یقیناً غلط ہے،

بنی اسرائیل کی مردم شماری میں غلطی،

گنتی کے باب ۱ میں ہے کہ:-

تمو بنی اسرائیل میں سے جتنے آدمی بیس برس یا اس سے اوپر کی عمر کے اور جنگ کرنے کے قابل تھے وہ سب گنے گئے، اور ان سبھوں کا شمار چھ لاکھ تین ہزار پانچ سو پچاس تھا، پر لاوی اپنے قبیلہ کے مطابق ان کے ساتھ نہیں گنے گئے، (۱۱ ۴۵ تا ۴۷)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے لائق لوگوں کی تعداد چھ لاکھ سے زیادہ تھی اور لاوی کی اولاد مطلق مرد ہوں یا عورت، اسی طرح اپنی تمام خاندانوں کی عورتیں اور وہ مرد جن کی عمریں بیس سال سے کم تھیں وہ اس شمار سے خارج ہیں، اگر ہم شریک نہ کئے جانے والے مردوں عورتوں کو شریک ہونے والوں کے ساتھ ملالیں تو مجموعی تعداد پچیس لاکھ سے

لہ آیات ۱۹۶۵ و ۲۷ تا ۲۹، ت

تلہ تمام نسخوں میں ایسا ہی ہے، مگر یہ بظاہر مصنف کا تسامح ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ اس کی گیارہویں پشت میں ہیں، جیسا کہ متی (۱:۱) اور لوقا (۳:۲۳) اور ا۔ تواریخ (۲:۱۰) سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم نہ ہوگی، حالانکہ یہ چند وجود سے غلط ہے،

پہلی وجہ بنی اسرائیل کے مردوں عورتوں کی مجموعی تعداد مصر میں آنے کے وقت کل ۷۰ تھی، جس کی تصریح کتاب پیدائش باب ۴۶ آیت ۲۷ میں اور سفر خروج باب ۱ آیت ۵ میں، اور سفر استثناء باب ۱۰ آیت ۲۲ میں موجود ہے، اور عنقریب آپ کو باب ۲ مقصد ۲ شاہد ۱ میں یہ بات معلوم ہو جائے گی، کہ بنی اسرائیل کے مصر کے قیام کی مدت کل ۲۱۵ سال ہیں، اس سے زیادہ قطعی نہیں ہے، ادھر سفر خروج باب ۱ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ اُن کے مصر سے نکلنے سے ۸۰ سال قبل اُن کے بیٹے قتل کئے جاتے تھے، اور لڑکیاں چھوڑ دی جاتی تھیں،

ان تین باتوں کے جان لینے کے بعد ہر تعلیم دار مصر کے وقت کی تعداد، اُن کی مدت قیام مصر اور اُن کے بیٹوں کا قتل کیا جانا طلب ہے کہ اگر قتل کے واقعہ سے قطع نظر بھی کر لی جائے، اور یہ بات فرض کر لی جائے کہ وہ ہر پچیس برس میں دوگنے ہو جاتے تھے تب بھی

لہ چنانچہ بعض لوگوں نے اس کی قلت کو تسلیم کیا ہے، وینر Winer کہتا ہے کہ مشاہدہ کاتبوں اور نقیبوں نے ان اعداد کو نقل کیا تو کچھ غلطی واقع ہو گئی، جس کی تعدیل کے لئے یہ قول کو زیادہ قابل قبول قرار دیا، مگر یہ محض ہی تعصب ہے، کیونکہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہاں بنی اسرائیل کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی مخلوط حالت میں مجرا نہ طور سے شامل ہو گئے تھے، اس لئے یہ تعداد کچھ بعید نہیں، (بائبل ہینڈ بک جنرل کتاب استثناء) لیکن مصنف نے آگے جو دلائل دیئے ہیں اُن سے (بالخصوص پانچویں وجہ کے پیش نظر) اس تاویل کی کوئی گنجائش نہیں پھر تاہم سے باہر ہے کہ اگر معجزانہ طور سے بنی اسرائیل کی تعداد بڑھانی تھی تو اس کی ضرورت قیام مصر کے دوران زیادہ تھی، اُس وقت تو تعداد بڑھائی نہ گئی، اور مصر سے نکلنے کے بعد جب کوئی دشمن سامنے نہ تھا اس وقت بڑھائی گئی، جبکہ کثرت تعداد ایک قابل برداشت بوجھ بننے کے سوا کچھ فائدہ مند نہ تھی ۱۲ منہ

لہ کتاب ہذا، ص ۶۹۷، ۶۹۸ ، لہ آیت ۱۶ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عرصہ میں چالیس ہزار تک نہیں پہونچ سکتے، چہ جائے کہ پچیس لاکھ بن جائیں، اور اگر قتل کے واقعہ کا بھی لحاظ کیا جائے تب تو اس کا عقلاً ممتنع ہونا نہایت واضح ہے،

دوسری وجہ یہ بات قطعی بعید تر ہے کہ اُن کی تعداد ۷۰ سے بڑھکر اتنی زیادہ ہو جائے اور ان کے مقابل قبطی لوگ باوجود اپنے راحت و آرام و بے فکری کے ان کی طرح نہ بڑھیں، یہاں تک کہ مصر کا بادشاہ اُن پر بدترین ظلم کرتا ہے، حالانکہ وہ سب یکجا گروہ کی صورت میں موجود ہیں، نہ ان کی جانب سے بغاوت واقع ہوتی ہے، اور نہ وہ جلاوطنی اختیار کرتے ہیں، جب کہ چوپائے بھی اپنی اولاد کی حمایت کے لئے تیار اور مستعد ہو جاتے ہیں،

تیسری وجہ سفر خروج باب ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہمراہ بے شمار جانور گائے، بکری بھی تھے، اس کے باوجود اسی کتاب میں تصریح کی گئی ہے کہ انھوں نے ایک شب میں دریا کو پار کر لیا تھا، اور یہ لوگ روزانہ سفر کرتے تھے، اور کوچ کرنے کے لئے اُن کو موسیٰ علیہ السلام کا زبانی حکم کافی ہوتا تھا،

چوتھی وجہ یہ بات ضرور ہے کہ ان کی قیامگاہ کافی بڑی اور کشادہ ہو جو اُن کی اور اُن کے جانوروں کی کثرت کے لحاظ سے کافی ہو، حالانکہ طور سینا کے ارد گرد کا علاقہ، اسی طرح ایلیم میں بارہ چشموں کا مقام اس قدر وسیع نہیں ہے، پھر یہ دونوں تنگ مقامات اُن کی کثرت کے لئے کیونکر کافی ہو گئے؟

لہ آیت ۳۹ لہ لہ لہ لہ لہ

لہ ایلیم Elim بحر احمر کے کنارے ایک مقام یہاں پانی کے ۱۲ چشمے اور کھجور کے ستر درخت تھے اور بقول تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے نجات پاکر پڑاؤ ڈالا تھا، خروج ۱۵/۲۷ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں وجہ کتاب استثناء باب ۷ آیت ۲۲ میں ہے کہ:

"اور خداوند تیرا خدا ان قوموں کو تیرے آگے سے تھوڑا تھوڑا کر کے دفع کرے گا، تو ایک ہی دم اُن کو ہلاک نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ جنگل درندے بڑھ کر تجھ پر حملہ کرنے لگیں۔"

اور تحریر ثابت ہے کہ فلسطین کا طول تخمیناً دو سو میل اور چوڑائی تقریباً نوّے میل تھی، جس کی تصریح ارشاد الطالبین کے مصنف نے اپنی کتاب کی فصل ۱۰ ص ۱۰ مطبوعہ ۱۸۴۰ء شہر غالشیں کی ہے، اب اگر واقعی بنی اسرائیل کی تعداد پچیس لاکھ تھی، اور یہ لوگ وہاں کے باشندوں کی ہلاکت کے بعد ایک دم فلسطین پر مسلط اور قابض بھی ہو گئے تھے، تو بھی یہ نہیں آتا کہ جانوروں کی تعداد بڑھ کر ہو سکتی ہے[1]، کیونکہ اگر پچیس لاکھ سے بھی کم آبادی ہو تو وہ اتنے چھوٹے حصہ کو آباد کرنے کے لئے (جس کی پیمائش مذکور ہو چکی) کافی ہو سکتی ہے، چنانچہ ابن خلدون نے بھی اپنے مقدمہ تاریخ میں اس تعداد کا انکار کیا ہے، اور یہ بھی

---

[1] عربی اور انگریزی ترجموں میں مذکورہ عبارت کے "تعدّ جنگلی درندے بڑھ کر تجھ پر حملہ کرنے لگیں" کے بجائے جنگلی درندے تجھ پر زیادہ ہو جائیں (لفظ بہ لفظ ترجمہ عربی اور انگریزی) "Lest the beasts of the field increase upon thee" کے الفاظ ہیں، جس سے عبارت مذکورہ کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اگر تمام دشمنوں کو یکدم ہلاک کر دیا گیا، تو فلسطین کی آبادی تھوڑی رہ جائے گی، اور درندوں کی [illegible] ان کو نقصان پہنچے گا، اندیشہ ہوگا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اگر یہ پچیس لاکھ انسان ایک دم فلسطین پر قابض ہو گئے تھے تو درندوں سے اُن کو کیسے خطرہ پیش آسکتا ہے! ۱۲ ق

[1] صفحہ ۱۲ طبع بیروت ذکر مغالطۃ المورخین و علامہ ابن خلدون نے اس پر اور بھی دلائل دیئے ہیں، ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ اس قدر زبردست لشکر (قدیم طریق جنگ کے مطابق) جنگ کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا، کیونکہ ایک صف کو دوسری صف کا علم نہ رہیگا، ایرانیوں کی سلطنت بنی اسرائیل سے زیادہ عظیم تھی، جیسے کہ اُن پر بخت نصر کے حملہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے اُن کے علاقے بھی وسیع تھے، مگر کبھی ایرانیوں کا لشکر اس تعداد کو نہیں پہنچا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے کہ تحقیقی کے قول کے مطابق موسیٰ اور اسرائیل میں صرف تین پشت کا فاصلہ ہے، اور یہ بات بعید ہے کہ صرف چار پشتوں میں ان کی نسل اس قدر پھیل جائے کہ اس تعداد کو پہونچ جائے،

لہذا سچی بات یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد اُسی قدر تھی جس قدر ۲۱۵ سال کی مدت میں بڑھ سکتی ہے، بالخصوص اس حالت میں کہ شاہ مصر اُن پر بے پناہ مظالم کر رہا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا زبانی حکم روزانہ ان کی روانگی کے لئے کافی ہوتا تھا، اور طور سینا کے ارد گرد کا علاقہ اور ایلیم کا علاقہ اُن کے اور ان کے جانوروں کے قیام کے لئے کافی اور وسیع تھا، اور اگر ان کا تسلط اور قبضہ فلسطین پر یکدم تسلیم کر لیا جائے تو ان کی تعداد فلسطین کی آبادی کے لئے ناکافی ماننا پڑے گی۔

ان مذکورہ دلائل سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل کتاب کے پاس اس بات کی کوئی سند نہیں ہے کہ پانچوں کتابیں موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف کردہ ہیں، پھر جب تک اُن کی طرف سے کوئی سند پیش نہیں کی جاتی ہم پر اُن کتابوں کو تسلیم کرنا واجب واجب نہیں، بلکہ ہمارے لئے انکار اور رد کر دینے کی پوری گنجائش ہے،

کتاب یوشع کی حیثیت

توریت جو اسرائیلی مذہب کی اصل اور جڑ ہے، جب اُس کا یہ حال ہے تو کتاب یوشع جو توریت کے بعد دوسرے نمبر پر شمار ہوتی ہے، اب اس کا حال سنئے کہ آجتک

لہ سب نسخوں میں "خلاثہ" کا لفظ ہے، مگر مقدمہ ابن خلدون میں چار پشتوں کا ذکر ہے، موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب، اور چار ہی صحیح ہے ۔ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین کے ساتھ اس کے مصنف ہی کا پتہ نہیں چلتا، نہ تصنیف کا زمانہ معلوم ہوتا ہے، اس سلسلہ میں عیسائیوں کے پانچ قول ہیں، جیرارڈ مرڈوک ہیوروڈ سپیرک اور ٹاملائن اور ڈاکٹر کری کی رائے یہ ہے کہ یہ یوشع علیہ السلام کی تصنیف ہے،

ڈاکٹر لائٹ فٹ کہتا ہے کہ یہ فینحاس[1] کی تصنیف ہے،

کالون کا یہ خیال ہے کہ یہ عازار کی تصنیف کردہ ہے،

واٹکن کہتا ہے کہ یہ سموئیل علیہ السلام کی تصنیف ہے،

ہنری کا بیان ہے کہ یہ ارمیاء علیہ السلام کی تصنیف ہے،

ملاحظہ کیجئے، کس قدر شدید اختلاف ہے، حالانکہ یوشع علیہ السلام اور ارمیاء کے درمیان تخمیناً ۸۵۰ سال کا فاصلہ ہے، اس سنگین اختلاف کا پایا جانا اس امر کی بین دلیل ہے کہ یہ کتاب اُن کے نزدیک مستند نہیں ہے، اور ہر کہنے والا اس کے سلسلہ میں اٹکل پچو اور محض قیاسی باتیں کرتا ہے، جس کی بنیاد اس خیال پر ہوتی ہے کہ بعض قرائن اس کے پاس ایسے جمع ہو گئے جن سے پتہ چلا کہ اس کا مصنف فلاں شخص ہو سکتا ہے، بس اتنی چیز اُن کے نزدیک سند بن جاتی ہے،

اور اگر ہم اسی کتاب کے باب ۱۵، آیت ۶۳ کے ساتھ سفر صموئیل ثانی کے باب

---

[1] انسائیکلوپیڈیا میں ہے "اس کتاب کا مصنف کوئی ایسا شخص ہو جو اس کتاب میں بیان کردہ واقعات کا عینی شاہد ہو اور وہ شہر اڈیسہ Edessa کا باشندہ ہے اور اس زمانہ میں زندہ ہونا چاہئے، جبکہ اس شہر کو ایرانی جنگ سے سابقہ پڑا (برٹانیکا، ص ۱۵۲، ج ۱۳)

[2] فینحاس Phinehas حضرت ہارون علیہ السلام کے پوتے ہیں، جن کا ذکر گنتی ۲۵، ۲۶، زبور ۱۰۶، یشوع ۲۲، قضاۃ ۲۰ میں آیا ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱، ۷، ۸ پر غور کریں، تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب داؤد علیہ السلام کی تخت نشینی کے ساتویں سال سے قبل لکھی گئی ہے[1]، اسی لئے تفسیر ہنری واسکاٹ کے جامعین نے آیت ۱۳ مذکورہ کی شرح میں یہ کہا ہے کہ "اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب یوشع جلوس داؤد علیہ السلام کے ساتویں سال سے قبل لکھی گئی ہے[2]"

اس کے علاوہ اسی کتاب کے باب کی آیت ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف بعض واقعات ایسی کتاب سے نقل کرتا ہے جس کے نام کے بارہ میں ترجموں میں اختلاف ہے، بعض ترجموں میں اس کا نام کتاب الیسر اور بعض میں کتاب یاسار اور کسی میں کتاب یاشر، اور عربی ترجموں مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں سفر الابرار اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۱ء میں سفر المستقیم بتایا گیا ہے، پھر اس منقول عنہ کتاب کا بھی کوئی حال

---

[1] اس لئے کہ سموئیل ۱۲/۱۲ میں مذکور ہے کہ یبوسیوں کو جو یروشلیم کے باشندے تھے، بنی یہوداہ نکال نہ سکے، سو یبوسی بنی یہوداہ کے ساتھ آج کے دن تک یروشلیم میں بسے ہوئے ہیں" اور کتاب سموئیل سے اسلام ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تخت نشینی کے ساتویں سال تک یبوسی یروشلیم میں بسے ہوئے تھے، کتاب یوشع کا مصنف اسے آج کے دن تک قرار دیتا ہے، تو معلوم ہوا کہ وہ اس زمانہ کا ہے۔

[2] اس کے علاوہ اسی کتاب کے ۱۵/۱۲ میں مذکور ہے کہ کنعانی "آج تک" جزر میں بسے ہوئے ہیں، اور ۹/۱۰ میں ہے کہ فرعون نے حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں کنعانیوں کو جزر سے نکال دیا تھا، تو معلوم ہوا کہ کتاب یوشع حضرت سلیمانؑ سے پہلے لکھی گئی ہے، چنانچہ جی بی میتلی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "۱۵/۱۲ کا ۲ سموئیل ۵/۶ اور ۱۶/۱۰ کا ۱ سلاطین ۹/۲۰ سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب رحبعام کے زمانہ سے پیشتر لکھی گئی تھی" (بہاری کتب مقدسہ، ص ۱۷۶)

[3] ایک واقعہ ذکر کر کے لکھا ہے "کیا یہ آشر کی کتاب میں نہیں لکھا ہوا" اس کتاب کا نام یہاں تو آشر مذکور ہے، اور ۲ سموئیل ۱/۱۸ میں یاشر ہے، اور انگریزی میں Jasher ۱۲ تقی

www.KitaboSunnat.com

معلوم نہیں، نہ اس کے مصنف کا پتہ نشان ملتا ہے، نہ تصنیف کا زمانہ ہی کچھ معلوم ہوتا ہے سوائے اس کے کہ سفر صموئیل ثانی، باب آیت ۱۸ سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف داؤد علیہ السلام کا ہمعصر ہے، یا اُن کے بعد ہوا ہے، اس بنا پر غالب قیاس یہی ہے کہ کتاب یوشع کا مؤلف داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے، اور چونکہ اکثریت کا قول معتبر ہوتا ہے، اور وہ بلا دلیل یہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ یوشع علیہ السلام کی تصنیف ہے، اس لئے ہم دوسرے لوگوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اکثریت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ[2] چند وجوہ سے باطل ہے،

پہلی اور دوسری وجہ پہلی وجہ تو یہی ہے جو پہلی دلیل کے تحت توریت کے حالات میں بیان ہو چکی ہے اور دوسری وجہ وہ جو چوتھی دلیل کے تحت توریت کے حالات میں مذکور ہوئی،

تیسری وجہ اس میں بکثرت ایسی آیتیں موجود ہیں جو یقینی طور پر یوشع علیہ السلام کا کلام نہیں ہو سکتا، بلکہ بعض جملے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کا مؤلف یا تو داؤد علیہ السلام کا ہمعصر ہے یا پھر اُن کے بعد ہوا ہے، پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو باب ۲ مقصد ۲ میں یہ آیات نظر آئیں گی، بسا اوقات علماء محض تخمینہ اور اندازہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ یہ کسی نبی کے ملحقات[3] میں سے ہے، یہ دعویٰ

---

[1] اس میں بھی کتاب یاشر کا حوالہ دے کر ایک مرثیہ ذکر کیا گیا ہے، جو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ ۱۲ نقی

[2] یعنی اکثریت کا دعویٰ کہ یہ حضرت یوشع علیہ السلام کی طرف منسوب ہے ۱۲ ات

[3] یعنی اصل کتاب تو یوشع علیہ السلام کی تھی، بعد میں ایک دو آیتیں کسی نبی نے بڑھا دیں ۱۲ ات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعی غلط اور بلا دلیل ہے، اس کے لئے جب تک کوئی دلیل الحاق کی موجود نہ ہو قابل سماعت نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ چلئے اس امر کی کافی اور پوری دلیل ہوں گے کہ یہ یوشع کی تصنیف نہیں ہے،

چوتھی وجہ اس کتاب کے باب ۱۳ آیت ۲۴ و ۲۵ میں یوں کہا گیا ہے:۔

"اور موسیٰ علیہ السلام نے جد کے قبیلہ یعنی بنی جاد کو اُن کے گھرانوں کے مطابق میراث دی، اور اُن کی سرحد یہ تھی، یعزیر اور جلعاد کے سب شہر اور بنی عمون کا آدھا ملک عروعیر تک جو ربہ کے سامنے ہے"

اور استثناء باب ۳ میں ہے کہ:

خداوند نے مجھ سے کہا ... اور جب تو بنی عمون کے قریب جا پہنچے تو اُن کو مت ستانا، اور نہ اُن کو چھیڑنا کیونکہ میں بنی عمون کی زمین کا کوئی حصہ تجھے میراث کے طور پر نہیں دوں گا اس لئے کہ میں نے اسے بنی لوط کو میراث میں دیا ہے"

پھر اسی باب میں ہے کہ:

خداوند ہمارے خدا نے سب کو ہمارے قبضہ میں کر دیا، لیکن بنی عمون کے ملک کے نزدیک[1] غور کیجئے دونوں کتابوں کے بیان میں کس قدر تناقض اور اختلاف پایا جا رہا ہے!

اگر یہ مشہور توریت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو یہ امر کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ یوشع اس کی مخالفت کریں، اور ایسے معاملہ میں غلط بیانی کریں جو اُن کی موجودگی میں پیش آیا تھا، بلکہ یہ بات کسی دوسرے الہامی پیغمبر کی جانب سے بھی ممکن نہیں ہے،

---

[1] کیونکہ پہلی کتاب میں تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی عمون کا آدھا ملک تقسیم کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک حضرت موسیٰ کے پاس تھا، اور دوسری کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کو حوالہ نہ کیا گیا تھا ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب القضاۃ کی حیثیت

اب کتاب القضاۃ جو تیسرے درجہ کی کتاب شمار ہوتی ہے اس کا حال سنئے، کہ اس میں بڑا زبردست اختلاف موجود ہے، نہ تو اس کے مصنف کا کوئی پتہ نشان ملتا ہے، نہ اس کی تصنیف کا زمانہ ہی معلوم ہوتا ہے، کچھ عیسائیوں کا خیال تو یہ ہے کہ وہ فینحاس کی تصنیف ہے، بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ حزقیاہ کی تصنیف ہے، ان دونوں صورتوں میں یہ کتاب الہامی نہیں ہو سکتی[1]، کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ارمیاہ کی تصنیف ہے، کچھ کی رائے یہ ہے کہ عزرا کی تصنیف ہے، اور عزرا اور فینحاس کے درمیان ۹۰۰ سال سے بھی زیادہ فصل پایا جاتا ہے۔

اسی لئے اگر عیسائیوں کے پاس اس کی کوئی سند موجود ہوتی تو اس قدر شدید اختلاف پیدا نہ ہوتا، یہودیوں کے نزدیک یہ سب اقوال غلط ہیں، مگر وہ بھی انکی بعض قیاس کی بنیاد پر اس کو سموئیل علیہ السلام کی جانب منسوب کرتے ہیں، اس طریقہ سے اُس کے بارے میں چار رائیں پیدا ہو گئیں[2]۔

کتاب راعوت کا حال

اس کے بعد کتاب راعوت جو چوتھے درجہ کی کتاب ہے اس میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کا خیال ہے کہ وہ حزقیاہ کی تصنیف ہے، اس صورت میں الہامی نہ ہوگی، بعض کے نزدیک عزرا کی تصنیف ہے، یہودی اور تمام یہی کہتے ہیں کہ یہ سموئیل کی تصنیف ہے[3]،

---

[1] کیونکہ فینحاس اور حزقیاہ میں سے کوئی نبی نہیں، مؤخر الذکر سیدہ کا بادشاہ تھا، اس کے زمانہ میں حضرت شعیاہ علیہ السلام ہوئے ہیں (۲ سلاطین ب ۱۸ و تواریخ ب ۳۲، ۳۳ ات

[2] ہماری کتب مقدسہ از میتقی، ص ۱۷۹،

[3] ہماری کتب مقدسہ، ص ۱۸۳، ۱۸۴ ات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کیتھولک ہیرلڈ مطبوعہ ۱۸۴۳ء جلد ۱، صفحہ ۲۰۵ میں ہے کہ:۔

"بائبل کے مقدمہ میں جو ۱۸۱۹ء میں اسٹاربرگ میں طبع ہوا ہے لکھا ہے کہ کتاب راعوت گھڑلیو قصے اور لغو کہانیاں ہیں، اور کتاب یونس قصوں کی کتاب ہے"

یعنی ایک غیر معتبر قصہ ہے اور غیر صحیح کہانی ہے،

کتاب نحمیا کا حال اس کے بعد کتاب نحمیا کو لیجئے، کہ اس میں بھی اسی قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے، اکثر لوگوں کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ نحمیا کی تصنیف ہے، اپیفانیس[1] اور اپی فانیس کریزاسٹم وغیرہ کی رائے ہے کہ یہ عزرا کی تصنیف ہے، پہلی صورت میں یہ کتاب الہامی نہیں ہو سکتی، اسی طرح باب ۱۲ کی ابتدائی ۲۶ آیات نحمیا کی تصنیف کی طرح نہیں ہو سکتیں، اور نہ آیات کا کوئی بہترین ربط اس مقام کے قصے سے پایا جاتا ہے،

نیز اس کتاب کی آیت ۲۲ میں دارا شاہ ایران کا بھی ذکر کیا گیا ہے، حالانکہ وہ نحمیا کی وفات سے ایک سو سال بعد گذرا ہے، فقصہ ۲ میں آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ عیسائیوں کے مفسرین مجبور ہو کر اس کے الحاقی ہونے کا تسلیم کرتے ہیں، عربی مترجم نے تو اس کو ساقط ہی کر دیا ہے،

کتاب ایوب اس کے بعد کتاب ایوب کا حال سننے کے لائق ہے، اس کی حالت تو دوسری تمام کتابوں کی بہ نسبت نہایت بدتر ہے، اس میں [illegible]

---

[1] St. Epiphanius ایپ ۳۱۵ء م ۴۰۳ء مشہور بشپ سلامیس، اور اسے بائبل کا بڑا عالم مانا جاتا ہے۔ اس کی کچھ تصانیف تا حال پائی جاتی ہیں ۱۲ منہ

[2] کیونکہ پہلے گیارہ بابوں میں تو حکم کا صیغہ تھا اس میں تمنا کے لئے غائب کا صیغہ ہے، اور نحمیا حاکم اور عزرا کاہن کے دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے اختلاف پایا جاتا ہے، اور ربّ[1] کمالی وہ جو علماء یہود میں زبردست شخصیت کا مالک ہو، اور میکائلس ولیکلرک اور صلمر واستناک وغیرہ عیسائی علماء کا تو یہ اصرار ہے کہ ایوب ایک فرضی نام ہے، اور اس کی کتاب باطل کہانی اور جھوٹے قصہ سے لبریز ہے، انجیو ڈور نے بھی اس کی بڑی مذمت کی ہے، فرقۂ پروٹسٹنٹ کا مقتدیٰ توتھر کہتا ہے کہ یہ کتاب[2] خالص افسانہ اور کہانی ہے"

یہ اقوال تو موافقین کے تھے، مخالفین کا کہنا ہے کہ اس کا مصنف متعین نہیں ہے مختلف اشخاص کی جانب بر بناء قیاس منسوب کی جاتی ہے، اور اگر ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ یہ ایلیہو[3] کی یا کسی مجہول الاسم شخص کی تصنیف ہے، جو موسیٰ کا معاصر تھا، تب بھی اس کا الہامی ہونا ثابت نہیں ہوتا، یہ کافی اور کامل دلیل ہے اس امر کی کہ اہل کتاب کے پاس کوئی سند متصل اپنی کسی کتاب کی موجود نہیں ہے، غرض کہ دعوے کی تمام تر بنیاد محض تخمینہ اور قیاس ہے"

کتاب زبور اب زبور کا حال سنئے، تو اس کی کیفیت بھی کتاب ایوب کی سی ہے، کسی مکمل سند سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا مصنف فلاں شخص ہے، اور نہ تمام زبوروں کے یکجا کئے جانے کا زمانہ معلوم ہوتا ہے اور

---

[1] ربّ اور ربی Ribbi یہودی علماء کو کہتے ہیں ۱۲

[2] سب نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے مگر جی ٹی بیسٹی لکھتا ہے توتھر کا خیال ہے کہ یہ حقیقی تاریخ پر مبنی ہے (ہماری کتب مقدسہ ص۲۰۰) اور چونکہ فرقۂ پروٹسٹنٹ اس کتاب کو اناجیل میں شمار کرتا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک کتاب درست ہے۔ ہمیں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی بنیاد معلوم نہیں ہو سکی ۱۲

[3] ایلیہو Elihu ابن برکیل بوزی ان لوگوں میں سے ہے جن کا مکالمہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ اس کتاب میں مذکور ہے (ملاحظہ ہو حاشیہ ص۹۱) اس کا ذکر استثناء باب ۱۰ میں بھی ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تحقیق ہوتی ہے کہ اس کے نام الہامی ہیں یا غیر الہامی، قدماء مسیحیین نے اس کے مصنف کے ..... بارہ میں اختلاف کیا ہے، آرجن کریزاسٹم، اگستائن، انبروس اور یونتھی میس وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ یہ پوری کی پوری داؤد علیہ السلام کی تصنیف ہے، ہلیری ابتانی شیس جیروم یوسی بیس وغیرہ نے اس کا سختی سے انکار کیا ہے، اور تردید کی ہے،

ہورن کہتا ہے کہ پہلا قول قطعاً غلط ہے، بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ بعض زبوریں مقابین کے زمانہ میں تصنیف کی گئی ہیں،

مگر یہ قول بھی مگذر ہے، دوسرے فریق کی رائے کی بناء پر ہمیں زبوروں سے زیادہ ایسی ہیں جن کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہے، اور دس زبوریں ۹۰ مقابلہ ۹۹ موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف کردہ ہیں، اور ۱۲ زبوریں داؤد علیہ السلام کی تصنیف ہیں اور زبور نمبر ۸۸ ہیمان کی تصنیف ہے، اور زبور نمبر ۸۹ ایتھان کی مستفیض ہیں، اور زبور نمبر ۷۲ اور نمبر ۱۲۷ سلیمان کی تصنیف ہے، اور تین زبوریں ہیمان یدوتھن کی تصنیف ہیں ۱۲ زبوریں آساف کی تصنیف کردہ ہیں، مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ زبور نمبر ۷۳ ۔ ۹، اس کی تصنیف

لہ Eusebius قیصریہ کا بشپ تھا ۳۲۰ء میں پیدا ہوا اور اپنی تاریخ کلیسا History of the Christian Church کی وجہ سے مشہور ہے ۳۴۰ء میں انتقال ہوا،

لہ ہیمان Heman the Ezrahite اپنے زمانہ میں مشہور حکیم تھا

جیسا کہ ۱ سلاطین ۴ سے معلوم ہوتا ہے ۱۲

لہ ایتھان ازراحی یہ بھی ہیمان کی طرح حکیم تھا، ۱ سلاطین ۴ ۳۱

لہ اس کا نام ۱ تواریخ ۲۵ میں یدوتھون Jeduthun زبور ۳۹ کے عنوان میں یدوتھا اس کا ذکر ۲ تواریخ ۵ و ۲۹ میں آیا ہے، زبور نمبر ۳۹، ۶۲، ۷۷ ان کی طرف منسوب ہے ۱۲

لہ اس کا نام اردو میں آسف Asaph ۱ تواریخ ۱۶ کی روایت ہے کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں، اور ۱۵ زبوریں قورح کے تین بیٹوں کی تصنیف ہیں، بعض کا خیال ہے کہ ان کا مصنف ایک دوسرا ہی شخص تھا جس نے ان زبوروں کو ان کی جانب منسوب کر دیا، اور بعض زبوریں دوسرے شخص کی تصنیف کی ہوئی ہیں،

کاتھ کہتا ہے کہ وہ زبوریں جو داؤد علیہ السلام کی تصنیف ہیں وہ صرف ۴۵ ہیں، باقی زبوریں دوسروں کی تصانیف ہیں،

متقدمین علماء یہود کا بیان یہ ہے کہ یہ زبوریں مندرجہ ذیل اشخاص کی تصنیف ہیں آدم، ابراہیم، موسیٰ، آصف، ہیمان، جدوتھن، قورح کے تینوں بیٹے، داؤد نے صرف ان کو ایک جگہ جمع کر دیا، گویا ان کے نزدیک داؤد کی حیثیت صرف جامع کی ہے، وہ کسی زبور کے مصنف نہیں ہیں،

ہورن کہتا ہے کہ متاخرین علماء یہود اور جملہ عیسائی مفسرین کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ کتب مندرجہ ذیل اشخاص کی تصنیف ہے، موسیٰ، داؤد، سلیمان، آصف، ہیمان، اتھان، جدوتھن، قورح کے تین بیٹے،

یہی اختلاف زبوروں کے یک جا جمع کئے جانے میں پایا جاتا ہے، بعض کا خیال ہے کہ داؤد کے عہد میں جمع کی گئیں، اور کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ حزقیاہ کے زمانہ میں ان کے احباب نے جمع کیا تھا، بعض کی رائے یہ ہے کہ مختلف زمانوں میں جمع کی گئی ہیں،

اسی طرح زبوروں کے ناموں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کے نزدیک الہامی ہیں، بعض کا قول ہے کہ کسی شخص نے جو نبی نہیں تھا اس کو ان ناموں کے ساتھ موسوم کیا،

لہ ۲۲ تا ۲۹ و ۸۲ و ۸۵ و ۸۷ ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ زبور نمبر ۷۲ آیت نمبر ۲۰ ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۲۵ء میں یوں ہے کہ داؤد بن یسی کی دعائیں تمام ہوئیں۔ اور یہ زبور عربی تراجم میں زبور نمبر ۷۱ ہے، جس کی وجہ مفصلہ میں معلوم ہو چکی ہے۔ اور یہ آیت اس میں حذف کر دی گئی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مترجمین نے اس کو قصداً ساقط کر دیا ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ کتاب زبور پوری کی پوری داؤد علیہ السلام کی تصنیف ہے، جیسا کہ پہلے فرقہ کی رائے ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آیت دوسرے فرقہ کی جانب الحاق کی گئی ہو۔ بہر صورت تحریف ضرور کی گئی ہے، خواہ کمی کر کے یا اضافہ کی صورت میں۔

امثالِ سلیمان کتاب امثال سلیمانؑ کی حالت بھی بڑی سقیم ہے، کچھ لوگوں نے تو دعویٰ کیا ہے کہ تمام کتاب سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہے، مگر یہ دعویٰ اس لئے باطل ہے کہ مختلف عبارات کا موجود ہونا اور جملوں کا مکرر اس کی تردید کر رہا ہے، اسی طرح باب ۳۰ و ۳۱ کی آیت ۱ بھی اس کا انکار کرتی ہے۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس کا کچھ حصہ سلیمان علیہ السلام کا تصنیف کردہ ہے، تو بظاہر صرف ۹ باب اس کی تصنیف شمار کئے جا سکتے ہیں، اور یہ ابواب بھی ان کے زمانہ میں جمع نہیں کئے گئے، اس لئے کہ ان میں سے پانچ باب یعنی نمبر ۲۵ الغایۃ ۲۹ حزقیاہ کے درباریوں نے جمع کئے تھے، جیسا کہ باب نمبر ۲۵ کی آیت ۱ اس پر دلالت کرتی ہے، اور یہ تدوین سلیمان علیہ السلام کی وفات سے ۲۷۰ سال بعد ہوئی ہے۔

لہ سفر ۱۱ ع ۱ ۔ لہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۶۵ء میں یہ عبارت زبور نمبر ۷۲ میں موجود ہے ۱۲

سلہ باب ۳۰ کا عنوان "اقور کے بیٹے آجور کے پیغام کی باتیں" اور باب ۳۱ کا عنوان ہے "لموائل بادشاہ کے پیغام کی باتیں جو اس کی ماں نے اسے سکھائیں" ۱۲

کلہ عنوان "یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں جن کی شاہ یہوداہ حزقیاہ کے لوگوں نے نقل کی تھی" ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب کے ابتدائی ۹ باب سلیمان علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہیں، جیسا کہ عنقریب آپ کو مغالطہ نمبر ۲ کے جواب میں مفسر آدم کلارک کے حوالہ سے معلوم ہو جائے گا، اور باب ۳۰ آجور کی تصنیف ہے، اور باب ۳۱ لموئیل کا تصنیف کردہ ہے لیکن مفسرین کو آج تک یہ تحقیق نہ ہو سکا کہ یہ دونوں صاحب کون تھے کب تھے؟ نہ ان دونوں[1] کی نبوت متفق ہے، مگر یہ لوگ اپنی عادت کے مطابق محض قیاس کہتے ہیں کہ وہ نبی تھے، مگر محض ان کا قیاس مخالف کے لئے حجت نہیں ہو سکتا،

بعض کا خیال یہ ہے کہ لموئیل، سلیمان علیہ السلام ہی کا نام ہے، مگر یہ غلط ہے، اس لئے کہ ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے یوں کہا ہے کہ:۔

ہولڈن نے اس قیاس کی تردید کی ہے کہ لموئیل سلیمان علیہ السلام کا نام تھا اور ثابت کیا ہے کہ یہ کوئی دوسرا شخص ہے شاید ان کو کوئی ایسی کافی دلیل مل گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب لموئیل اور کتاب آبرو بھی ہیں، ورنہ وہ قانونی کتابوں میں کیسے داخل ہو سکتی ہیں؟

اس میں یہ کہنا کہ شاید اُن کو کوئی کافی دلیل مل گئی ہو مردود و باطل ہے، کیوں کہ اُن کے متقدمین نے بہت سی ایسی کتابوں کو قانونی کتابوں میں داخل کیا ہے جو اُن کے نزدیک مردود و باطل ہیں، اس لئے ان کا کوئی فعل حجت نہیں ہو سکتا، جیسا کہ اس فصل کے آخر میں آپ کو معلوم ہوگا۔

آدم کلارک اپنی تفسیر جلد ۲، صفحہ ۲۱ و ۲۵ میں کہتا ہے کہ:۔

---

[1] پادری میتھیو ہنری لکھتے ہیں "ہیں آجور اور لموئیل کے بارے میں جنہوں نے اُن کی تدوین کی کچھ بھی معلوم نہیں" (دیباچہ کتب مقدس، ص ۲۱۸) ۱۲ ث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دعوے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو کہ لموئیل سے مراد سلیمان علیہ السلام ہی ہیں اور یہ باب اُن کے زمانہ کے عرصہ دراز بعد لاحق کیا گیا، اور اکثر چالدی[1] زبان کے محاورات جو اس کے شروع میں پائے جاتے ہیں، وہ اس دعوے کی دلیل نہیں ہو سکتے۔

نیز باب ۳۱ کی نسبت یوں کہتا ہے،

"یہ باب یقینی طور پر سلیمان کی تصنیف نہیں ہو سکتا"

باب ۲۵ کی آیت یوں ہے کہ،

"یہ بھی سلیمان علیہ السلام کی امثال ہیں جن کی شاہ حزقیاہ کے لوگوں نے نقل کی تھی"

باب ۳ آیت ۱۔ تراجم فارسی نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں یوں ہے کہ،

"این ست کلمات آجور بن یاقہ یعنی مقالات کہ او برائے ایتیل بلک برائے ایتیل و اوکال بر زبان آورد"

نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں یہ الفاظ ہیں،

"کلمات اکور پسر یاقہ یعنی وحی کہ آں مرد بہ ایتیل و اوکال بیان کرد"

اور اکثر ترجمے مختلف زبانوں کے اس کے موافق پائے جاتے ہیں، عربی ترجمے اس سلسلہ میں مختلف ہیں، ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۱۱ء کے مترجم نے اس کو حذف کر دیا ہے اور ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء کے دونوں مترجموں نے یوں ترجمہ کیا ہے،

"ھذہ اقوال الجامع بن القای الرویا التی تکلم بھا الرجل الذی اللہ معہ واذا کان اللہ معہ ایل"

---

[1] Chaldee کسدیان کے باشندے جو زبان بولتے تھے، اور بائبل میں اسے کسدی زبان کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اردو میں کلدانی کے نام سے مشہور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تیرا جامع کے اقوال میں جو اتفاقی کا بیٹا ہے، وہ خواب جو اس شخص نے بیان کیا جس کے ساتھ اللہ ہے اور جب اس کے ساتھ اللہ ہے تو اس نے اس کی مدد کی ہے۔

ملاحظہ کیجیے عربی تراجم کس قدر مختلف ہیں،

نیز باب ۱۳ آیت ۱ میں یوں ہے کہ:۔

"توئیل کے خواب کے وہ کلمات جن کے ذریعہ اس کی ماں نے اس کو تعلیم دی"[1]

ہمارے بیان کو سمجھ لینے ..... کے بعد یہ بات آپ کے ذہن نشین ہو گئی ہوگی کہ کتاب امثال سلیمان کی نسبت یہ دعویٰ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ یہ پوری کتاب سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہے، اور نہ یہ کہ وہ اس کے جامع تھے، اس لئے جمہور نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ بہت سے اشخاص نے جیسے حزقیاہ، اشعیاہ اور شاید عورا نے بھی اس کو جمع کیا ہے،

کتاب واعظ جہاں تک کتاب واعظ کا تعلق ہے اس میں بھی شدید ترین اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہے اور رب تجی جو بڑا مشہور یہودی عالم ہے اس کا قول یہ ہے کہ یہ اشعیاء علیہ السلام کی

---

[1] یہ عبارت اپنی نشست کے اعتبار سے عجیب قسم کی ہے، اندازہ سے ترجمہ کیا گیا ہے جس سے اختلاف بہرحال ظاہر ہو جاتا ہے ۱۲

[2] اس کے عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۶۵ء کے الفاظ عام ترجموں کے کچھ مطابق ہیں کہ کلام ایوبن متقیہ مساوی ہذا الرجل الی اشتیل والی ایتیل واکال" اس میں متقیہ کا لفظ عام ترجموں کے خلاف اور تما کا لفظ ان سے زائد ہے ۱۲

[3] یہ عربی بائبل سے ترجمہ ہے، مطبوعہ اردو ترجمہ کی عبارت ہم لکھ چکے ہیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف کردہ ہے، تالمود کے علما کہتے ہیں کہ یہ حزقیاہ کی تصنیف ہی کردہ ہیں کہتا ہے کہ ایک شخص زروبابل نے یہ کتاب اپنے بیٹے کے لئے جس کا نام ابی ہود ہے تصنیف کی تھی۔ مسیحی عالم جہان اور بعض جرمنی علماء کہتے ہیں کہ یہ کتاب یہودیوں کی بابل کی قید سے آزاد ہونے کے بعد تصنیف کی گئی ہے،

زرتبیل کا دعویٰ ہے کہ یہ انتیوکس ایپی فینس کے عہد میں لکھی گئی ہے، اور یہودیوں نے بابل کی قید سے رہا ہونے کے بعد اس کو الہامی کتابوں سے خارج کر دیا تھا، مگر بعد میں وہ پھر ان کتابوں میں شامل کر لی گئی،

غزل الغزلات

اس کی حالت تو بہت ہی ابتر ہے، بعض کا خیال اس کی نسبت ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہے بعض کسی معاصر کی ڈالر کی کہتا اور بعض متاخرین کی کہ یہ کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی تصنیف ہے تھی اور ملیں کیونکہ یہ کتاب بعد میں لکھی گئی ہے، بادری تھیوڈورجیہ پانچویں صدی کے مفسر ہیں اس کتاب کی اور کتاب ایوب کی شدید مذمت کرتا ہے، تھیوڈور اور سکلرک اس کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، ورشتن کہتا ہے کہ یہ ناجائز گانا بجانا ہے، کتب مقدسہ سے اس کا خارج کیا جانا ضروری ہے، بعض متاخرین نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے، سمارکا قول ہے کہ یہ کتاب جعلی ہے، وارڈ کیتھولک کہتا ہے کہ کاسلی یوس نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کتاب کو عہد عتیق کی کتابوں سے خارج کر دیا جائے، کیونکہ یہ ناپاک گانا ہے،

کتاب دانی ایل

تھیوڈوشن کے یونانی ترجمہ، اسی طرح لاطینی ترجمہ اور روزن کیتھولک کے تمام ترجموں میں تیسرے باب کے اندر تین بچوں کا گانا ہے اور

لہ تالمود Talmud یہودیوں کی مشہور کتاب ہے جس میں یہ تمام تر سے مستنبط احکام و قوانین ہیں ۱۲

سے دیکھئے حاشیہ نمبر ۳۲۶، سے تھیوڈوشن Theodotion ایک مشہور عبرانی مسیحی عالم جس نے دوسری صدی عیسوی میں ایک یونانی ترجمہ تیار کیا تھا۔ ۱۲ عہد عتیق مقدسہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۳ و باب ۱۴ بھی موجود ہے، اور فرقہ کیتھولک اس گنتی اور دونوں مذکورہ ابواب کو تسلیم کرتا ہے، مگر فرقہ پروٹسٹنٹ اس کی تردید و تکذیب[1] کرتا ہے۔

کتاب آستر اس کے مصنف کا کوئی حال معلوم نہیں ہوتا، اور نہ تصنیف کے زمانہ کا پتہ چلتا ہے۔ بعض عیسائیوں کا خیال ہے کہ یہ اُن علماء کی تصنیف ہو جو عزرا[2] کے عہد سے سیمن کے زمانہ تک ہوئے ہیں۔

فلو یہودی[3] کا قول یہ ہے کہ یہ یہویاکین کی تصنیف کردہ ہے، جو یسوع[4] کا بیٹا تھا، اور بابل کی قید سے آزاد ہو کر آیا تھا۔

آگسٹائن کہتا ہے کہ یہ عزرا کی تصنیف ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ نحمیاہ اور استیر کی مصنف ہے۔ اس کے بقیہ حالات باب مقصد شاہد میں انشاء اللہ معلوم ہونگے۔

کتاب یرمیاہ اس کتاب کا باب ۵۲ یقینی طور پر ارمیاہ علیہ السلام کی تصنیف نہیں ہو سکتا، اسی طرح باب ۵۱ کی آیت ۶۴ تک بھی اُن کی نہیں ہو سکتی۔ پہلے تو اس لئے کہ باب ۵۱ کی آیت ۶۴ ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں یوں کہا گیا ہے۔

"کلمات یرمیاہ تا بدیں جا اتمام پذیرفت"

اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۸ء کے الفاظ یہ ہیں۔ "کلمات یرمیاہ تا بدینجا ست" ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۴۴ء میں ہے کہ "یہاں تک ارمیاء کا کلام تھا"[5]

---

[1] چنانچہ پروٹسٹنٹ بائبل میں یہ کتاب صرف ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے ۱۲

[2] یہ یہودی علماء میں سے ہے جو ۴۵۷ ق م سنہ ۱۸ء اور نحمیاہ کا معاصر ہے (بائبل ہینڈ بک ۱۲

[3] تمام نسخوں میں ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہویاکین یہویاقیم کا بیٹا تھا یسوع کا نہیں۔ یہ بابل کی جلاوطنی کے وقت بادشاہ ہوا تھا، اور تین مہینے سلطنت کر سکا۔ (دیکھئے ۲ سلاطین ۲۴ : ۸، ۱۲)

[4] مطبوعہ اردو ترجمہ کا لفظ یرمیاہ کی باتیں یہاں تک ہیں چنانچہ باب ۵۲ کی پہلی آیت میں ہے "اسکی ماں کا نام حموطل تھا جو لبنا سی یرمیاہ کی بیٹی تھی" ظاہر ہے کہ یہ الفاظ خود حضرت ارمیاہ کے نہیں ہو سکتے ۱۲ ست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری یعنی باب ۱۰ کی آیت ۱۱ اس لئے کہ یہ آیت خصوصیت کے ساتھ کسدی[1] زبان میں ہے اور باقی تمام کتاب عبرانی زبان میں ہے، یہ پتہ نہیں چلتا کہ کس شخص نے ان دونوں کو لاحق کیا ہے؟ یہی مفسرین محض ظن و قیاس کی بنیاد پر دعویٰ کرتے ہیں کہ شاید فلاں فلاں اشخاص نے لاحق کیا ہوگا، ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین اس باب کی نسبت کہتے ہیں کہ۔

"معلوم ہوتا ہے کہ عزرا یا کسی دوسرے شخص نے اس باب کو ان پیش آنے والے واقعات کی پیشینگوئیوں کی توضیح کے لئے جو گذشتہ باب میں بیان ہوئی ہیں اور ان کے مرتب کی وضاحت کے لئے لاحق کیا ہے"

ہوسان جلد ۴ صفحہ ۱۹۵ پر کہتا ہے کہ۔

"یہ باب اور یسیاہ کی وفات کے بعد اور بابل کی قید سے آزادی کے بعد لاحق کیا گیا، جس کا ذکر تھوڑا سا اس باب میں بھی موجود ہے"

پھر اسی جلد میں کہتا ہے کہ۔

"اس رسول کے تمام ملفوظات سوائے باب ۱۰ کی آیت ۱۱ کے عبرانی زبان میں ہیں، اور یہ آیت کسدیوں کی زبان میں ہے"

پادری وٹا کہتا ہے کہ۔ "یہ آیت الحاقی ہے"

کتاب اشعیاہ

فرقہ کیتھولک کے پیشوا کارکرن اور علماء پروٹسٹنٹ میں سے وارن کے درمیان مناظرہ ہوا، یہ مناظرہ ۱۸۵۲ء میں آگرہ میں طبع بھی ہو چکا ہے، کارکرن اپنے تیسرے خط میں لکھتا ہے۔

"مشہور فاضل جرمنی ہٹا ہلن کہتا ہے کہ کتاب اشعیاہ کے باب ۴۰ اور اس کے بعد

[1] کسدستان کے رہنے والوں کو کسدی کہا جاتا ہے اور انہی کی طرف یہ زبان منسوب ہے۔ بخت نصر اسی قوم کا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواب نمبر ۶۶ تک ان کی تصنیف نہیں ہے "

اس سے معلوم ہوا کہ ۲۷ ابواب اُن کی تصنیف نہیں ہیں[1]،

اناجیلِ اربعہ کی اصلیت

انجیل متی لوقا مرقس آپ کو عنقریب مقدمہ، شاہد ۸ میں معلوم ہوگا کہ قدماء مسیحیوں سب کے سب اور بے شمار متاخرین اتفاق رائے کے ساتھ کہتے تھے کہ انجیل متی عبرانی زبان میں تھی، مگر عیسائی فرقوں کی کثرت کی وجہ سے وہ ناپید ہوگئی، موجودہ انجیل صرف اس کا ترجمہ ہے، مگر اس ترجمہ کی اسناد بھی اُن کے پاس موجود نہیں، یہاں تک کہ یقینی طور پر اس کے مترجم کا نام بھی آج تک نہیں معلوم ہوسکا صرف اندازہ اور قیاس سے کہتے ہیں، کہ بخیال فلاں فلاں اشخاص نے اس کا ترجمہ کیا ہے، جو مخالف کے لئے حجت نہیں ہوسکتا، اور اس قسم کے قیاس سے مصنف تک اس کی سند ثابت نہیں کی جاسکتی، مقدمہ کے نمبر ۱ میں آپ کو معلوم ہوچکا ہے کہ میزان الحق کا مصنف

---

[1] یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، کہ عہد قدیم کی کتابیں پروٹسٹنٹ فرقہ کے نزدیک ۳۹ ہیں، اور مشہور مؤرخ یوسیفس تقریباً ۹۰ء میں لکھتا ہے "ہمارے پاس صرف ۲۲ کتابیں ہیں جن میں تمام ماضی کے تمام حالات مندرج ہیں اور الہامی تسلیم کی جاتی ہیں" دیکھو "ہماری کتب مقدسہ از پادری مینلی ص ۴۷، عیسائی حضرات تین کو ایک تو قرار دینے ہی تھے، اب ۳۹ کو ۲۲ بھی قرار دینے لگے، اور دلائل از نمبر ۱ کو بائیبل ثابت کرنے کے لئے عجیب تاویلات کرتے ہیں کہ "انبیاء صغیر کی بارہ کتب کو ایک، عزرا اور نحمیاہ کو ملا کر ایک، روت اور قضاۃ کو ملا کر ایک، اور یرمیاہ اور نوحہ کو ملا کر ایک شمار کیا جائے تو ۲۲ ہو جاتے ہیں، اس مضحکہ خیز حرکت کو دیکھ کر ہم اس کے سوا کیا لکھ سکتے ہیں کہ اللہ انہیں ہدایت فرمائے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی باوجود اپنے پورے تعصب کے اس انجیل کی نسبت کسی سند کے بیان کرنے پر قادر نہ ہو سکا، بلکہ محض قیاس سے یہ کہا کہ "غالب یہی ہے کہ متی نے اس کو یونانی زبان میں لکھا تھا" مگر غیر دلیل اس کا ظن و قیاس مردود ہے، اس لئے یہ ترجمہ واجب التسلیم نہیں ہے، بلکہ قابل رد ہے۔

انسائیکلوپیڈیا میں انجیل متی کے بارہ میں یوں کہا گیا ہے کہ:۔

یہ انجیل ۶۰ء میں عبرانی زبان میں، اور اس زبان میں جو آرامی اور سریانی کے درمیان تھی لکھی گئی، لیکن باوجود صرف یونانی ترجمہ اور عبرانی زبان میں جو آج نسخہ موجود ہے وہ اسی یونانی کا ترجمہ ہے۔

وارڈ کیتھولک اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ:۔

تیرتولین نے اپنے خط میں صاف صاف لکھا ہے کہ قدیم علماء متقدمین انجیل فرقس کے آخری باب میں شک کرتے تھے اور بعض متقدمین کو انجیل یوحنا کی بعض آیات میں شک تھا اور بعض متقدمین کو انجیل کے پہلے دو باروں میں شک تھا یہ دونوں ابواب ذرہ ماتھیو کی نسخہ

محقق لوزٹن اپنی کتاب مطبوعہ بوسٹن ۱۸۴۷ء کے صفحہ ۲۰ پر انجیل مرقس کی نسبت لکھتا ہے۔

"اس انجیل میں ایک عبارت قابل تحقیق ہے، جو آیت ۹ سے آخری باب کے ختم تک پائی جاتی ہے، اور کریساخ سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ اس نے اس متن میں عبارت

ملہ عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے جو عہد نامہ قدیم کی کتابوں کو واجب التسلیم قرار نہیں دیتا اور روح خدا اور کا قائل ہے، ایک خالق خیر اور ایک خالق شر اور عہد قدیم کی کتابیں دوسرے خدا کی بھیجی ہوئی ہیں، عہد جدید کے جن ابواب میں عہد قدیم کا تذکرہ ہے اُسے یا تو رد کر دیتا تھا یا اس میں تحریف کرتا تھا، اس فرقہ کا بانی مارسیون تھا، اس کی نسبت سے اسے مارسیونی کہتے ہیں، (ملخص از اظہار الحق الشکوک صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳ بحوالہ لارڈ فرڈیرین دبی میں اسے مرقیون بھی کہا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر شک و تردد کا کوئی علامتی نشان بھی نہیں لگایا، حالانکہ اس کی شرح میں اس کے الحاقی ہونے کے بے شمار دلائل پیش کرتے ہیں۔

اس کے بعد دلائل نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ عبارت مشتبہ ہے، بالخصوص جب کہ ہم کاتبوں کی فطری عادت کو بھی پیش نظر رکھیں کہ وہ عبارت کو خارج کرنے کے مقابلہ میں داخل کرنے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

اور کریسباخ فرقہ پروٹسٹنٹ کے معتبر علماء میں سے ہے، اگرچہ نورٹن ان کے نزدیک اس پایہ کا شخص نہیں ہے، مگر کریسباخ کا قول کوئی پر تعصب ناجحت ہے،

انجیل یوحنا مستند نہیں اس کے دلائل

اسی طرح پوری طرح سند سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ جو انجیل یوحنا کی جانب منسوب ہے، وہ اسی کی تصنیف ہے، بلکہ بعض چیزیں ایسی موجود ہیں جو اس کی تردید کرتی ہیں،

پہلی دلیل گذشتہ دور میں یعنی مسیح علیہ السلام سے قبل اور ان کے بعد تصنیف کا طریقہ وہی تھا جو آج مسلمانوں کے یہاں رائج ہے۔ جیسا کہ آپ کو توریت کے احوال میں کے اندر معلوم ہو چکا ہے۔ اور مزید باب مقصد شاھد میں معلوم ہوگا اسی انجیل سے قطعی بظاہر نہیں ہوتا کہ یوحنا اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہے ہیں، اور جس چیز کی شہادت ظاہر دیتا ہو اس کے خلاف کوئی بات نہیں مانی جا سکتی، تاوقتیکہ اس پر کوئی مضبوط اور قوی دلیل نہ ہو،

دوسری دلیل اس انجیل کے باب ۲۱ آیت ۲۴ میں اس طرح ہے کہ:۔

یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو لکھا ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے ؟

یہاں لکھنے والا یوحنا کے حق میں یہ الفاظ کہتا ہے، کہ "یہ وہ شاگرد ہے جو یہ شہادت دے رہا ہے، اور اس کی شہادت" ضمیر غائب کے ساتھ، اور اس کے حق میں "علم ہم جانتے ہیں" کے الفاظ صیغہ متکلم کے ساتھ کا استعمال بتاتا ہے کہ اس کا کاتب یوحنا نہیں ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دوسرے شخص کو یوحنا کی لکھی ہوئی کچھ چیزیں مل گئی ہیں، جن کو اپنی طرف سے اس نے کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے، واللہ اعلم،

تیسری دلیل دوسری صدی عیسوی میں جب اس انجیل کا انکار کیا گیا، کہ یہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے، اس زمانہ میں آرینوس[1] جو یوحنا کے شاگرد پولیکارپ[2] کا شاگرد موجود تھا، اس نے منکرین کے جواب میں کبھی یہ نہیں کہا کہ میں نے پولیکارپ سے سنا ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے، اب اگر یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہوتی تو پولیکارپ کو اس کا علم ضرور ہوتا، اور یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ آرینوس پولیکارپ سے مخفی باتیں اور راز کی چیزیں سنتا ہے اور نقل کرتا ہے، اور اس عظیم الشان اور اہم معاملہ میں ایک لفظ بھی اپنے استاد سے نہیں سنتا، اور یہ احتمال تو اور بھی زیادہ بعید تر ہے کہ اس نے سنا ہو مگر بھول گیا ہو، کیونکہ اس کی نسبت یہ معلوم ہے کہ اس کے یہاں

---

[1] آرینوس Irenaeus لیون کا مشہور بشپ اور جماعت کاسلم الثبوت عالم ۱۳۰ء میں پیدا ہوا اور تقریباً ۲۰۰ء میں وفات پائی، بدعتیوں کے خلاف اس کی کتابیں مشہور ہیں، جن کا لاطینی ترجمہ اب تک پایا جاتا ہے (ریورنڈ ٹائیکل، ۱۲)

[2] پولیکارپ Polycarp سمرنہ کا مشہور بشپ جس نے حواریوں کا زمانہ پایا ہے تقریباً ۶۹ء میں پیدا ہوا، اور ۱۵۵ء میں وفات پائی، بدعتیوں کے خلاف اس کے کارنامے بھی معروف ہیں (ایضاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانی روایت کا بڑا اعتبار تھا، اور وہ ایسی روایتوں کو بہت محفوظ اور یاد رکھتا تھا، مایوسی پیوں اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۴۳ء کی کتاب ۵ باب ۲۰ صفحہ ۲۱۹ میں آرینوس کا قول زبانی روایتوں کی نسبت یوں نقل کرتا ہے :-

"میں نے یہ اقوال خدا کے فضل سے بڑے غور سے سنے، اور اپنے حافظہ میں رکھے، نہ کہ کاغذوں پر، اور عرصہ دراز سے میری پرانی عادت ہے کہ میں ہمیشہ ان کو پڑھتا رہتا ہوں"

اور یہ بات اور بھی زیادہ مستبعد ہوگی کہ اس کو یاد تو تھا لیکن مخالفین کے مقابلہ میں بیان نہیں کیا، اس دلیل سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی میں جب مخالفین نے اس انجیل کو یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کیا، اور ان کے مقابلہ میں متقدمین اس کو ثابت نہیں کر سکے، تو یہ انکار بلا سند نہیں ہے،

نیز آپ کو عنقریب مغالطہ ۱۷ کے ذیل میں معلوم ہوگا کہ ملیتس جو بت پرست مشرک علماء میں سے تھا اس نے دوسری صدی میں ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا تھا کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلوں میں تین یا چار مرتبہ تحریف کر ڈالی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور ایسی تحریف کی کہ مضامین قطعی بدل گئے،

اسی طرح فاسٹس جو فرقہ مانی کیزکان کا عالم ہے چوتھی صدی میں پکار کر کہتا ہے:-

---

۱؎ عیسائیوں کا ایک فرقہ، جس کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خدا جس نے موسیٰ کو توریت دی اور بعد والی پیغمبروں سے ہمکلام ہوا وہ اللہ سچا خدا نہیں بلکہ شیاطین میں سے ایک شیطان ہے، یہ فرقہ عہد جدید کی کتابوں کو مانتا ہے، مگر ان میں الحاق و تحریف کا قائل ہے، اور ان میں سے جو پسند آتا ہے اسے لے لیتا ہے، باقی کو چھوڑ دیتا ہے، مانی کیز اس فرقہ کا بانی ہے (خلاصہ ماخوذ از ازالۃ الشکوک صفحہ ۳۱۹ بحوالہ کتاب الاسناد از ڈاکٹر) ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات محقق ہے کہ اس عہد جدید کو متوسیح نے تصنیف کیا ہے اور نہ حواریوں نے بلکہ ایک گمنام شخص نے تصنیف کر کے حواریوں اور ان کے ساتھیوں کی طرف منسوب کر دیا تاکہ لوگ اس کو معتبر سمجھ لیں، اور عیسیٰ کے ماننے والوں کو سخت ایذائیں پہنچائیں تاکہ ایسی کتابیں تصنیف کر ڈالیں جن میں بے شمار اغلاط اور تناقض پائے جاتے ہیں،

چوتھی دلیل کیتھولک ہیرالڈ مطبوعہ ۱۸۴۳ء جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ میں یوں لکھا ہے۔

"اسٹاؤلن نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ بلاشک و شبہ یہ انجیل یوحنا اسکندریہ کے مدرسہ کی ایک طالب علم کی تصنیف ہے"

ملاحظہ کیجئے اسٹاؤلن کس دلیری کے ساتھ اس انجیل کے یوحنا کے تصنیف نہ ہونے کا اعلان کر رہا ہے، اور کس طرح برملا کہہ رہا ہے کہ یہ اسکندریہ کے ایک طالب علم کا کارنامہ ہے،

پانچویں دلیل محقق برشنیدر کہتا ہے کہ۔

"یہ ساری انجیل، اسی طرح یوحنا کے تمام رسالے اس کی تصنیف قطعی نہیں ہیں، بلکہ کسی شخص نے ان کو دوسری صدی عیسوی میں لکھا ہے"

چھٹی دلیل مشہور محقق کرڈیس کہتا ہے کہ۔

"اس انجیل میں ۲۰ باب تھے، افسس[1] کے گرجے نے اکیسواں باب، یوحنا کی وفات کے بعد شامل کیا ہے"

---

[1] بشپ کاپیہ قول مصنف نے اڈاڈ اسٹوک میں کتاب الاسناد اڈلارڈز کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے ۱۲ تقی

[2] غالباً افسس Ephesus مراد ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں دلیل دوسری صدی عیسوی کے فرقہ ونیین اس انجیل کے منکر تھے، اسی طرح یوحنا کی تمام تصانیف کا بھی انکار کرتے تھے۔

آٹھویں دلیل باب ۲ مقصد ۳ میں آپ کو معلوم ہوگا کہ باب کی ابتدائی ۱۱ آیات کا انکار جمہور علماء نے کیا ہے، اور عنقریب آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ آیات سریانی ترجمہ میں موجود نہیں ہیں، اب اگر اس انجیل کی کوئی سند موجود ہوتی تو ان کے محقق علماء اور بعض فرقے وہ بات نہ کہتے جو انھوں نے کہی ہے، لہذا یہی بات درست ہے جو فاضل استاد فن ایڈورڈ رابرٹسن کہتے ہیں۔

نویں دلیل اناجیل اربعہ کی تالیف کے زمانہ میں کمزور اور واہیات بلا سند روایات کا رواج تھا، اس سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ ان کے پاس ان کتابوں کی کوئی سند نہیں ہے۔

اورین اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۳۳ء جلد ۲ قسم ۲ کے باب ۲ میں کہتا ہے کہ:۔

ہم کو مورخین کنیسہ کی معرفت اناجیل کی تالیف کے زمانہ کے جو حالات پہنچے ہیں وہ ناقص اور غیر معین ہیں، جن سے کسی معین چیز تک رسائی نہیں ہو سکتی، اور مشائخ متقدمین نے واہیات روایتوں کی تصدیق کی، اور ان کو تقویت کر ڈالا، بعد کے آنے والے لوگوں نے ان کی لکھی ہوئی چیزوں کو ان کی تعظیم کی وجہ سے قبول کر لیا، اور یہ کچی جھوٹی روایتیں ایک کاتب سے دوسرے تک پہنچتی رہیں، مدت دراز گذر جانے کی وجہ سے اب اُن کی تنقید اور کھرا کھوٹا معلوم کرنا بھی دشوار ہو گیا۔

پھر اسی جلد میں کہتا ہے کہ

"پہلی انجیل ۳۶ء یا ۶۸ء یا ۶۷ء یا ۶۱ء یا ۱۲ء یا ۱۳ء یا ۶۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تالیف کی گئی، دوسری انجیل ۸۰ء اور اس کے بعد ۱۰۰ء تک کسی وقت میں اور غالب یہ ہے کہ ۹۰ء یا ۹۳ء میں تالیف ہوئی، تیسری انجیل ۸۰ء یا ۹۳ء یا ۱۱۵ء میں تالیف کی گئی، چوتھی انجیل ۹۰ء یا ۹۴ء یا ۱۰۰ء یا ۱۱۰ء میں تالیف ہوئی۔

خطوط و مشاہدات

لوقا کا رسالہ عبرانیہ اور پطرس کا دوسرا رسالہ، اور یوحنا کا دوسرا تیسرا رسالہ، یعقوب کا رسالہ، یہوداہ کا رسالہ، مشاہدات یوحنا، اور یوحنا کا رسالہ نمبر ۲ کے بعض جملوں، کی نسبت حواریین کی جانب جعلی دلیل ہے، اور یہ ۳۱۳ء تک مشکوک رہے، اور بعض مذکورہ جملے مردود، اور آج تک جمہور محققین کے نزدیک غلط ہیں، چنانچہ اگر آپ کو بائبل کے مقصد میں معلوم ہو جائے گا، یہ جملے سریانی ترجمہ میں قطعاً موجود نہیں ہیں، نیز عرب کے تمام گرجوں نے پطرس کے دوسرے رسالہ اور یوحنا کے دونوں رسالوں اور یہوداہ کے رسالہ اور مشاہدات یوحنا کو رد کیا ہے، اسی طرح ان کو سریانی گرجے ابتداء سے آج تک رد کرتے آئے ہیں جیسا کہ عنقریب آئندہ اقوال میں آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

ہورن اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء جلد ۲ صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ میں لکھتا ہے:

"سریانی ترجمہ میں پطرس کا دوسرا رسالہ، یہوداہ کا رسالہ، یوحنا کا دوسرا تیسرا رسالہ، اور مشاہدات برساء انجیل یوحنا کے باب آیت ۲ لغایۃ ۱۲ اور یوحنا کے رسالہ نمبر ۱ باب آیت ۷ بھی موجود نہیں ہیں"۔

پھر سریانی ترجمہ کے مترجم نے ان چیزوں کو اس سے محذوف کرا کر ان کے نزدیک ثابت اور معتبر نہ تھیں، چنانچہ وارڈ کیمبرج اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۲۰ پر کہتا ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فرقہ پروٹسٹنٹ کے بہت بڑے عالم راجرس نے اپنے فرقہ کے ان بہت سے علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے مندرجہ ذیل کتابوں کو جھوٹی سمجھ کر کتب مقدسہ سے خارج کر دیا۔

رسالہ عبرانیہ، یعقوب کا رسالہ، یوحنا کا دوسرا تیسرا رسالہ، یہوداہ کا رسالہ، مشاہدات یوحنا"

ڈاکٹر لیمی فرقہ پروٹسٹنٹ کا زبردست عالم کہتا ہے کہ۔

"تمام کتابیں یوسی بیوس کے عہد تک واجب التسلیم نہیں ہیں"

اور اس امر پر اصرار کرتا ہے کہ

"یعقوب کا رسالہ، پطرس کا دوسرا رسالہ، یوحنا کا رسالہ نمبر ۲ و ۳ حواریوں کی تصنیفات نہیں ہیں، نیز عبرانی رسالہ عرصہ دراز تک مفقود رہا، اسی طرح سریانی گرجوں نے پطرس کے رسالہ نمبر ۲، یوحنا کے رسالہ نمبر ۲ و ۳ اور یہوداہ کے رسالہ اور کتاب المشاہدات کو واجب التسلیم نہیں مانا، یہی کچھ حالت غرب کے گرجوں کی تھی اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں"

لارڈ نمر اپنی تفسیر کی جلد ۴ صفحہ ۱۷ میں کہتا ہے کہ

"یہ اور اسی طرح اور تسلیم کے گرجے اپنے زمانہ میں کتاب المشاہدات کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اس کے علاوہ اس کتاب کا نام بھی اس قانونی فہرست میں نہیں پایا جاتا جو اس نے بھی تھی"

پھر صفحہ ۳۲۳ میں کہتا ہے۔

"مشاہدات یوحنا قدیم سریانی ترجمہ میں موجود نہیں تھی، نہ اس پر باری یوس نے یا یعقوب نے کوئی شرح لکھی، ایبڈ جسو نے بھی اپنی فہرست میں پطرس کے رسالہ نمبر ۲ اور یوحنا کے رسالہ نمبر ۲ و ۳ اور رسالہ یہوداہ اور مشاہدات یوحنا کو چھوڑ دیا ہے، یہی رائے دوسرے سریانیوں کی بھی ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیتھولک ٹیچرلڈ مطبوعہ ۱۸۴۳ء جلد ۱، صفحہ ۲۰۶ میں ہے کہ :-

"روز نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ بہت سے پروٹسٹنٹ محققین، کتاب الشہادات کو واجب تسلیم نہیں مانتے، اور پروبرا یوالڈ نے مضبوط اور قوی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ یوحنا کی انجیل اور اس کے رسالے اور کتاب الشہادات ایک مصنف کی تصانیف ہرگز نہیں ہو سکتیں :

یوسی بیوس اپنی تاریخ کی کتاب ۳، باب ۲۵ میں کہتا ہے :-

"ڈیونیسیس کہتا ہے کہ بعض متقدمین نے کتاب الشہادات کو کتب مقدسہ سے خارج کر دیا ہے، اور اس کے رد میں مبالغہ کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ سب بے معنی اور جہالت کا بہت بڑا پردہ ہے، اور اس کی نسبت یوحنا حواری کی جانب غلط ہے، اس کا مصنف نہ تو کوئی حواری ہو سکتا ہے، نہ کوئی فیک شخص، اور نہ کوئی عیسائی اس کی نسبت یوحنا کی جانب درصورت الہامی ہونے اور مصنف شمرن تھسلن نے کی ہے، مگر میں اس کو کتب مقدسہ سے خارج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، کیونکہ بہت سے بھائی اس کی تعظیم کرتے ہیں، جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ کسی الہامی شخص کی تصنیف ہے، مگر یہ بات آسانی سے نہیں مان سکتا کہ یہ شخص حواری تھا، اور زبدی کا بیٹا، یعقوب کا بھائی اور انجیل کا مصنف تھا، بلکہ اس کے برعکس عادات وغیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حواری ہرگز نہیں ہو سکتا نہ اس کا مصنف، وہ یوحنا ہو سکتا ہے جس کا ذکر کتاب الاعمال میں کیا گیا ہے کیونکہ اس کا ایشیا میں آنا ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ یوحنا کوئی دوسری شخصیت ہے جو ایشیا کا باشندہ ہے، شہر افسوس میں دو قبریں موجود ہیں، جن پر یوحنا کا نام لکھا ہوا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارت اور مضمون سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انجیل بلا یوحنا اس کتاب کا مصنف نہیں ہے، کیونکہ انجیل اور اس کے رسالہ کی عبارت یونانیوں کے اسلوب کے مطابق بڑی پاکیزہ ہے، اس میں کچھ مشکل الفاظ کی بھرمار نہیں ہے، اس کے برعکس مشاہدات کی عبارت یونانی محاورات کے قطعی خلاف ہے، اس میں فانوس اسلوب استعمال کئے گئے ہیں، نیز حواری اپنا نام کہیں بھی ظاہر نہیں کرتا، نہ انجیل میں اور نہ رسالہ عامہ میں، بلکہ اپنے کو متکلم یا غائب کے صیغہ سے تعبیر کرتا ہے، اور مقصود کو بغیر کسی تمہید کے شروع کرتا ہے، اس کے برعکس اس شخص نے باب میں یسوع مسیح کا وہ مکاشفہ[1] کہا ہے جو اللہ نے اس کو اس لئے عطا کیا تھا تاکہ اپنے بندوں کو وہ چیزیں جن کا عنقریب ہونا ضروری ہے ظاہر کرے، اور اس نے اپنے فرشتہ کو بھیج کر اس کی معرفت اپنے بندے یوحنا پر ظاہر کی۔

اور چوتھی آیت میں ہے کہ "یوحنا کی جانب سے ان سات کلیساؤں کے نام" آیت نمبر ۹ میں ہے "میں یوحنا جو تمہارا بھائی اور یسوع کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک ہوں"۔

باب نمبر ۲۲ آیت نمبر ۸ میں لکھتا ہے کہ میں وہی یوحنا ہوں جو ان باتوں کو سنتا اور دیکھتا تھا، ان آیتوں میں لکھنے والے نے حواریوں کے طریقے کے خلاف اپنے نام کو ظاہر کیا ہے[2]۔

---

[1] یہ کتاب مکاشفہ باب اول آیت ۱ کی عبارت ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی یوحنا حواری کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے نام کو ظاہر نہیں کرتے جیسا کہ انجیل یوحنا اور عام خطوط میں ہے مگر یہ شخص ظاہر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یوحنا صاحب انجیل نہیں کوئی اور ہے ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ جواب تو کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں، کہ اس موقع پر حواری نے اپنے نام کا اظہار اپنی عادت کے خلاف اس لئے کیا ہوگا کہ اپنا تعارف کرائیں، کیونکہ اگر تعارف مقصود ہوتا تو اپنے نام کے ہمراہ کوئی ایسی خصوصیت ذکر کرتا جو اس کو مشخص اور متعین کرتی، مثلاً یہ کہتا کہ "یوحنا بن زبدی" یا "یعقوب کا بھائی" یا "یوحنا اپنے رب کا محبوب مرید" وغیرہ وغیرہ، بجائے کسی خصوصی وصف ذکر کرنے کے ایک عام صفت "تمہارا بھائی" یا "تمہارا شریکِ غم" اور شریکِ صبر ذکر کرتا ہے، ہم یہ بات مذاق کے طور پر نہیں کہہ رہے ہیں، بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم دونوں شخصوں کی عبارت اور طرزِ کلام میں روز بروز سخت تفاوت پاتے ہیں اس کو واضح کریں۔

نیز یوسی بیوس نے اپنی تاریخ کتاب ۳ باب ۳ میں تصریح کی ہے۔

"پطرس کا رسالہ ۱ سچا ہے، البتہ دوسرا رسالہ کسی زمانہ میں بھی کتب مقدسہ میں داخل نہیں ہو سکا، مگر بہت سے ۲ رسالے ضرور پڑھے جاتے ہیں، اور کچھ لوگوں نے رسالہ ۳ برنابہ کو خارج کر دیا ہے"

پھر کتاب مذکور کے باب ۲۵ میں تصریح کرتا ہے کہ۔

"اس امر میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ رسالہ یعقوب، رسالہ یہوداہ اور ۲ رسالہ یوحنا کا رسالہ غیر ہو ۳ اپیل اوّل کے لکھے ہوئے ہیں، یا کسی دوسرے اشخاص کے جو انہی نام سے موسوم تھے، اور یہ بات سمجھ لینا چاہیئے کہ اعمال پولس اور ۲ شپرد اور مشاہدات پطرس اور رسالہ برنبا اور وہ کتاب جس کا نام انسٹیٹوشن حواریین ہے یہ سب جعلی اور غیر صحیح کتابیں ہیں۔ اور اگر ثابت ہو جائے تو مشاہدات یوحنا کو بھی ایسا ہی شمار کرنا چاہیئے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اپنی تاریخ کی کتاب ۶ باب ۲۵ میں آریجن کا قول رسالہ عبرانیہ کے حق میں یوں نقل کیا ہے:

"وہ مثل جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے یہ ہے کہ بعض کے نزدیک اس رسالہ کو روم کے بشپ کلیمنٹ[1] نے لکھا ہے، اور کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس کو لوقا نے ترجمہ کیا ہے۔"

ارتھیس بشپ لیس جو ۱۸۰ء میں گذرا ہے، اور وہپ پلیٹس جو ۲۳۰ء میں گذرا ہے، اور روم کا بڑا پادری نیس جو ۲۰۱ء میں گذرا، انھوں نے اس کا اصل سے انکار کیا ہے، ٹرٹولین[2] کارتھیج کا بڑا پادری متوفی ۲۱۰ء کہتا ہے کہ یہ برنباکا رسالہ ہے۔ روم کے پادری کیس متوفی ۲۱۲ء نے پولس کے رسالوں کو ۱۴ شمار کیا ہے اور اس رسالہ کو شمار نہیں کیا۔ سائی پرین، کارتھیج کا لاٹھ پادری متوفی ۲۴۸ء بھی اس رسالہ کا ذکر نہیں کرتا۔ اور سرباقی گرجا آن تک پطرس کے رسالہ نمبر ۲ اور یوحنا کے رسالہ نمبر ۲ و ۳ کو تسلیم کرنے سے منکر ہے، اسکا لچر کہتا ہے کہ جس شخص نے پطرس کا رسالہ نمبر ۲ لکھا، اس نے اپنا وقت ضائع کیا۔

یوسی بیوس اپنی تاریخ کی کتاب ۲ باب ۲۳ میں یعقوب کے رسالہ کی نسبت یوں کہتا ہے خیال یہ ہے کہ یہ رسالہ جعلی اور مصنوعی ہے، مگر بہت سے متقدمین نے اس کا ذکر کیا

---

[1] CLEMENT OF ROME سنہ ۱۵ تا سنہ ۲۳ء

[2] Tertullian یہ پہلا شخص تھا جس نے مسیحی نوشتوں کو عہد جدید کے نام سے موسوم کیا اور اسے عہد عتیق کی کتابوں کی طرح الہامی سطح پر رکھا (بائبل ہینڈ بک)

[3] تشریح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص ۲۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور یہی خیال برنابا برودا کے رسالہ کی نسبت بھی ہے، مگر بہت سے گرجوں میں اس پر بھی عمل درآمد ہوتا ہے ؛

تاریخ بائبل مطبوعہ ۱۸۵۰ء میں کہا گیا ہے کہ :-

"کرنتھیس کہتا ہے کہ یہ رسالہ عین یہود کا رسالہ اس بادری کلب ہے جو ایڈرین کے وقت سلطنت میں اور سکندریہ کا پسندیدہ واں بادری تھا "

اور یوسی بیوس اپنی تاریخ کی کتاب ۶ باب ۲۵ میں کہتا ہے کہ :-

"اریجن نے انجیل یوحنا کی شرح کی جلد ۵ میں کہا ہے کہ پولس نے تمام گرجوں کو کچھ نہیں لکھا، اور اگر کسی گرجے کو لکھا ہے تو صرف دو یا چار سطریں لکھی ہیں "

اریجن کے قول کے مطابق وہ تمام رسالے جو پولس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ اس کی تصنیف نہیں ہیں، بلکہ جعلی اور فرضی ہیں جن کی نسبت اس کی جانب کر دی گئی ہے ؛ اور شاید دو چار سطروں کی سوا ان رسالوں میں بھی پولس کے کلام کی موجود ہوگی، ان اقوال میں غور کرنے کے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ فاسٹس کا یہ قول کہ :-

"اس عہد جدید کو نہ مسیح علیہ السلام نے تصنیف کیا ہے اور نہ حواریوں نے بلکہ ایک مجہول نام شخص نے تصنیف کر کے حواریوں اور ان کے ساتھیوں کی جانب منسوب کر دیا ہے "

بالکل سچا اور درست ہے، جس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں ہے، اور اس سلسلہ میں اس کی رائے قطعی صحیح ہے، ادھر آپ کو فصل اوّل میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ یہ چھ رسالے اور کتاب مشاہدات ۳۶۳ء تک مشکوک اور مردود چلے آتے تھے، اور

لہ کتاب ہذا، ص ۲-۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جن کو ناکس کی اس بڑی مجلس نے بھی جو ۱۲۵۰ء میں منعقد ہوئی تھی تسلیم نہیں کیا تھا، پھر یہ چھ رسالے لوڈیشیا کی مجلس منعقدہ ۱۲۱۲ء نے قبول کی سند دیدی، مگر کتاب مشاہات اس مجلس میں بھی مردود و مشکوک ہی رہی، جو کارتھیج کی مجلس منعقدہ ۳۹۷ء میں تسلیم کرلی گئی ان دونوں مجلسوں کا ان کتابوں کو تسلیم کرلینا حجت نہیں ہو سکتا، اول تو اس لئے کہ ہر مجلس کے علماء نے کتاب یہودیت کو تسلیم کیا تھا، اور لوڈیشیا کی مجلس نے کتاب استیر کے باب ۱۰ کی ۳ آیات کو، اور باب کے بعد کے چھ بابوں کو تسلیم کیا تھا، اور کارتھیج کی مجلس کے علماء نے کتاب دانیل و کتاب طوبیا اور کتاب باروخ اور کتاب بن کلیسا اور کتاب المقابین کو تسلیم کیا تھا، اور بعد کی ہونے والی تینوں مجلسوں نے ان کتابوں کی نسبت ان کے فیصلہ کو تسلیم کیا تھا،

اب اگر ان کا فیصلہ دلیل و برہان کی بنیاد پر ہوتا تب تو ان سب کو تسلیم کرنا ضروری تھا، اور اگر بلا دلیل تھا جیسا کہ حقیقت ہے تو سب کا رد کرنا ضروری تھا، پھر تعجب ہے کہ فرقہ پروٹسٹنٹ ان کا فیصلہ ان ۲ رسائل اور کتاب الشاہات کی نسبت تسلیم کرتا ہے، اور دوسری کتابوں کے متعلق اُن کے فیصلہ کو رد کر دیتا ہے، خصوصاً کتاب یہودیت کی نسبت، جس کے تسلیم کرنے پر تمام مجلسوں کا کامل اتفاق رہا،

کتاب استیر کے علاوہ دوسری مردود کتابوں کی نسبت ان کا یہ عذر لنگ کسی طرح ..... مفید نہیں ہو سکتا کہ اُن کی اصل معدوم ہو گئی تھی، کیونکہ جیروم کہتا ہے کہ اس کو یہودیت کا اصل نسخہ، اور طوبیا کا اصل مسودہ ڈیک زبان میں اور مقابین کی پہلی کتاب کا اصل نسخہ، اور کتاب بن کلیسا کی اصل عبرانی زبان میں ملی ہیں، اور ان کتابوں کا ترجمہ ان اصلی کتب سے کیا گیا ہے، اس لئے ان کے لئے لازم ہے کہ ان کتابوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تسلیم کرلیں جن کے اصل نسخے جیروم کو دستیاب ہوئے، اسی طرح اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ انجیل متی کو بھی تسلیم نہ کریں، کیونکہ اس کی اصل بھی گم ہو چکی تھی،

دوسرے اس لئے کہ ہورن کے اقرار سے ثابت ہو چکا ہے کہ اُن کے متقدمین کے یہاں روایات کی چھان بین اور تنقید نہیں کی جاتی تھی، اور وہ بے اصل اور واہیات روایتوں کو بھی مانتے اور تسلیم کرلیتے تھے اور لکھ لیتے تھے، بعد میں آنے والے انکی پیروی کرتے جاتے، تو غالب یہی ہے کہ ان مجالس کے علماء تک بھی ان کتابوں کی بعض روایات ضرور پہنچی ہوں گی، اور انھوں نے صدیوں تک اُن کے مردود رہنے کے بعد اُن کو تسلیم کرلیا ہو،

تیسرے اس لئے کہ کتب مقدسہ کی پوزیشن عیسائیوں کی نگاہ میں قوانین انتظامات ملکی کی طرح ہے، ملاحظہ فرمائیے،

کتب مقدسہ کی حیثیت قوانین و انتظامات کی سی ہے

۱۔ یونانی ترجمہ ان کے بزرگوں کے یہاں حواریوں کے زمانہ سے پندرھویں صدی تک معتبر چلا آتا تھا، اور عبرانی نسخوں کی نسبت اُن کا عقیدہ تھا کہ وہ تحریف شدہ ہیں اور صحیح بھی یونانی ہے، اس کے بعد پوزیشن بالکل برعکس ہو جاتی ہے، اور جو محرف تھا وہ صحیح، اور جو صحیح تھا وہ محرف اور غلط قرار دیدیا جاتا ہے، جس سے اُن کے سارے بزرگوں کی جہالت پر روشنی پڑتی ہے،

۲۔ کتاب دانیال ان کے اسلاف کے نزدیک یونانی ترجمہ کے موافق معتبر تھی مگر جب آریجن نے اس کے غلط ہونے کا فیصلہ کردیا تو سب نے اس کو چھوڑ کر تھیوڈوشن[1]

[1] تھیوڈوشن Theodotion ایک عبرانی عالم تھا جس نے دوسری صدی عیسوی میں

مروجہ عبرانی متن سے ایک ترجمہ تیار کیا تھا، یہ ترجمہ ہفتاری ترجمہ کے بعد پہلا ترجمہ ہے ۱۲ ست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ترجمہ قبول کر لیا،

۳۔ ارس میں کا رسالہ سولہویں صدی تک تسلیم شدہ چلا آرہا تھا جس پر سترھویں صدی میں اعتراضات کئے گئے، اور تمام علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک وہ جھوٹا قرار پا گیا،

۴۔ لاطینی ترجمہ کیتھولک کے نزدیک معتبر اور پروٹسٹنٹ کے یہاں غیر معتبر اور محرف ہے،

۵۔ پیدائش کی کتاب صغیر پندرہویں صدی تک معتبر اور صحیح شمار کی جاتی تھی، پھر وہی سولہویں صدی عیسوی میں غلط اور جعلی قرار دیدی گئی،

۶۔ عزرا کی کتاب کو گریک گرجا آج تک تسلیم کئے جا رہا ہے، اور فرقہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دونوں نے اس کو مردود بنا رکھا ہے، سلیمان علیہ السلام کی زبور کو ان کے اسلاف تسلیم کرتے رہے، اور ان کی کتب مقدسہ میں وہ لکھی جاتی رہی، بلکہ آج تک کوڈکس اسکندریانوس میں موجود ہے، مگر اس زمانہ میں اس کو جعلی شمار کیا جاتا ہے، ہم کو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عیسائی لوگ اپنی تمام کتابوں کے جعلی اور فرضی ہونے کا آہستہ آہستہ اعتراف کر لیں گے،

اس پورے بیان سے آپ کو واضح ہو گیا ہوگا کہ عیسائیوں کے پاس نہ تو عہد عتیق کی کتابوں کی کوئی سند متصل موجود ہے، اور نہ عہد جدید کی کتابوں کی، اور جب کبھی اس سلسلہ میں ان پر مضبوط گرفت کی جاتی ہے تو یہ بہانہ بناتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے عہد عتیق کی کتابوں کے سچا ہونے کی شہادت دی تھی، اس شہادت کی صحیح پوزیشن اور پوری حقیقت انشاء اللہ تفصیل سے آپ کو باب ۲ . . . کے مغالطہ ۱ کے جواب میں معلوم ہو جائیگی ؛

لہ کوڈکس CODEX انگریزی میں نسخہ کو کہتے ہیں، اسکندریانوس کی روایت ہے پلسو کو ڈکس اسکندریانوس کہلاتا ہے، دربرطانیہ کے عجائب گھر میں موجود ہے، (ہماری کتب مقدسہ ص ۴۴ و ۴۵)،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

بائبل اختلافات اور غلطیوں سے لبریز ہے

اختلافات[1]

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

پہلا اختلاف جو شخص کتاب حزقیال کے باب ۴۵ و ۴۶ کا مقابلہ کتاب گنتی کے باب ۲۸ و ۲۹ سے کرے گا وہ احکام میں صاف و صریح اختلاف پائے گا۔

دوسرا اختلاف کتاب یوشع کے باب ۱۲ اور کتاب استثناء کے باب ۲ میں جو بنی جات کی میراث کے بیان میں ہے صریح اختلاف موجود ہے، ان میں سے ایک بیان یقینی طور پر غلط ہے، جیسا کہ آپ کو کتاب یوشع کے احوال میں فصل ۲ کے آخر معلوم ہو چکا ہے[2]۔

---

[1] اس فصل میں مصنف نے ۱۲۴ واضح اختلافات بیان فرمائے ہیں جو یکے بعد دیگرے آپ کے سامنے آرہے ہیں۔

[2] ان دونوں مقامات پر قربانی کے احکام کا تذکرہ ہوا اور اس کی تفصیلات میں اختلاف ہے۔

[3] دیکھئے صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۵ متن حاشیہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا اختلاف

کتاب تواریخ اوّل کے باب ۷، ۸ میں بنیامین کی اولاد کی نسبت، اور سفر پیدائش کے باب ۴۶ کے درمیان اختلاف موجود ہے، یہود و نصاریٰ کے علماء نے اقرار کیا ہے کہ پہلی کتاب کا بیان اس سلسلہ میں غلط ہے، جیسا کہ باب ۲ کے مقصد میں معلوم ہوگا۔[1]

چوتھا اختلاف اور آدم کلارک کا اعتراف

کتاب تواریخ اول کے باب ۵ کی آیات ۲۹ تا ۳۵ میں اور باب ۹ کی آیات ۳۵ تا ۴۴ کے درمیان[2] نام کے بیان میں اختلاف پایا جاتا ہے، آدم کلارک اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں لکھتا ہے:۔

"علماء یہود کا دعویٰ ہے کہ عزرا کو وہ کتابیں دستیاب ہوئی تھیں جن میں یہ جملے ناموں کے اختلاف کے ساتھ موجود تھے، مگر وہ یہ شناخت نہ کر سکا کہ ان دونوں میں کون بہتر ہے، اس لئے اس نے دونوں کو نقل کر دیا۔"

پانچواں اختلاف

سفر سموئیل ثانی کے باب ۲۴ آیت ۹ میں یوں ہے:۔

"یوآب نے مردم شماری کی تعداد بادشاہ کو دی، سو اسرائیل میں آٹھ لاکھ بہادر مرد نکلے، جو شمشیر زن تھے، اور یہوداہ کے مرد پانچ لاکھ نکلے۔"

---

[1] اس کا کچھ حصہ صفحہ ۱۰۰ اور اس کے حاشیہ میں گذر چکا ہے۔

[2] اختلاف کے لئے یہ تعیین ملاحظہ فرمایئے، متضاد الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے:۔ ب اور جدور اور اخیو اور زکر (۳۱) اور مقلوت سے سماہ پیدا ہوا (۳۲) اور ساؤل سے یوتن (۳۳) بن میکاہ فیتون اور ملک اور تحریع (۳۴)۔ ب اور جدور اور اخیو اور زکریہ (۳۰) مقلوت سے سمعام پیدا ہوا (۳۸) اور ساؤل سے یوتن (۳۹) میکاہ کے بیٹے فیتون اور ملک اور تحریع (۴۲)۔

[3] ب اور آخر سے یہوعدہ پیدا ہوا (۳۶) نسبہ کا بیٹا رافہ (۳۷)

[4] ب اور آخر سے تعیرہ پیدا ہوا (۴۲) نسبہ کا بیٹا رفایاہ (۴۳)

[5] یہ آپ حضرت داؤد علیہ السلام کا سپہ سالار تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے خلاف کتاب تواریخ اوّل کے باب ۲۱ آیت ۵ میں ہے کہ:۔

"یوآب نے لوگوں کے شمار کی میزان داؤد کو بتائی، اور سب اسرائیلی ۱۱ لاکھ شمشیر زن مرد، اور یہوداہ کے چار لاکھ ستر ہزار شمشیر زن مرد تھے"

دونوں عبارتیں بنی اسرائیل اور یہوداہ کی اولاد کی تعداد میں بڑا اختلاف ظاہر کرتی ہیں، بنی اسرائیل کی شمار میں تین لاکھ، اور یہوداہ کے لوگوں کی تعداد میں تیس ہزار کا تفاوت پایا جاتا ہے۔

چھٹا اختلاف

سفر سموئیل ثانی باب ۲۴ آیت ۱۳ اس طرح ہے کہ:۔

"سو جاد نے داؤد کے پاس جا کر اس کو یہ بتایا، اور اس سے پوچھا کیا تیرے ملک میں سات برس قحط ہے؟"

اور کتاب تواریخ اوّل کے باب ۲۱ آیت ۱۲ میں یوں ہے کہ:۔

"یا تو قحط کے تین برس"

دیکھئے پہلی عبارت میں سات سال اور دوسری میں تین سال کی مدت بتائی گئی ہے، اور ان کے مفسرین نے پہلے قول کو غلط قرار دیا ہے،

۲۲ برس یا ۴۲ برس؟ ساتواں اختلاف

کتاب سلاطین ثانی باب ۸ آیت ۲۶ میں کہا گیا ہے کہ:۔

"اخزیاہ بائیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا"

کتاب تواریخ ثانی کے باب ۲۲ آیت ۲ میں یوں ہے کہ:۔

"اخزیاہ بیالیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا"

۱؎ جاد علیہ السلام بقول توراۃ نبی تھے جنہیں غیب بین کے نام سے یاد کیا گیا ہے ۱۲

۲؎ یعنی تین بلاؤں میں سے کوئی ایک تو ہوگی، یا قحط، یا دشمنوں کا تسلط، یا وبا، اس میں سے کسی ایک کو اختیار کرو، تو کیا آپ کو یہ منظور ہے کہ ملک سات سال قحط میں مبتلا رہے یا کچھ اور! ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے دونوں میں کس قدر سخت اختلاف ہے، دوسرا قول یقینی طور پر غلط ہے، چنانچہ ان کے مفسرین نے اس کا اعتراف کیا ہے، اور غلط کیونکر نہ ہو، جب اُس کے باپ یہورام کی عمر بوقت وفات کل چالیس[1] سال تھی، اور اخزیاہ اپنی باپ کی وفات کے بعد فوراً تخت نشین ہوگیا تھا، جیسا کہ گذشتہ باب سے معلوم ہوتا ہے، ایسی صورت میں اگر دوسرے قول کو غلط نہ مانا جائے تو بیٹے کا اپنے باپ سے دو سال بڑا ہونا لازم آتا ہے،

آٹھ یا اٹھارہ آٹھواں اختلاف

کتاب سلاطین ثانی باب ۲۴ آیت ۸ میں لکھا گیا ہے۔

یہویاکین جب سلطنت کرنے لگا تو اٹھارہ برس کا تھا۔

اور کتاب تواریخ ثانی کے باب ۳۶ آیت ۹ میں ہے کہ

یہویاکین آٹھ برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔

دونوں عبارتوں میں کس قدر شدید اختلاف ہے، اور دوسری یقیناً غلط ہے، چنانچہ اس کا اقرار ان کے مفسرین نے کیا ہے، اور عنقریب آپ کو باب ۲ مقصد ۱ میں معلوم ہو جائے گا،

نواں اختلاف اور عیسائی علماء کا اعتراف تحریف

کتاب سموئیل ثانی باب ۲۳ آیت ۸[2] اور کتاب ملوک من اخبار الایام کے باب ۱۱ آیت ۱۱ کے درمیان بہت بڑا اختلاف[3] ہے، آدم کلارک سموئیل کی عبارت کی

---

[1] ۲ پ ۲۲ میں ہے کہ اخزیاہ بیس برس کا تھا جب سلطنت کرنے لگا، اور اس نے آٹھ برس یروشلیم میں سلطنت کی۔

[2] سب نسخوں میں ایسا ہی ہے مگر یہ غلط ہے، کیونکہ یہ کتاب تواریخ اول باب ۱۱ آیت ۱۱ ہے کیونکہ یہ عبارت اسی جگہ ہے

[3] سموئیل ۲ پ ۲۳ میں یہ ہے کہ داؤد کے بہادروں کے نام یہ ہیں، یعنی تکمونی یشبعام بطشیبت جو سپہ سالاروں کا سردار تھا، وہی ایزنی ادینو تھا جس نے آٹھ سو ایک ہی وقت میں مقتول کیے" اور تواریخ ۱۱ پ اس طرح ہے

اور داؤد کے سورماؤں کا شمار یہ ہے یسبعام بن حکمونی جو تیسوں کا سردار تھا، اس نے تین سو پر اپنا بھالا چلایا اور ان کو ایک ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح کے ذیل میں کہتا ہے کہ ۔

"ڈاکٹر کنی کاٹ کا بیان ہے کہ اس آیت میں تین زبردست تحریفیں کی گئی ہیں"

پس اس ایک ہی آیت میں تین اغلاط موجود ہیں،

دسواں اختلاف سفر سموئیل ثانی باب ۵ و ۱ میں تصریح کی گئی ہے کہ داؤد علیہ السلام فلستیوں سے جہاد کرنے کے بعد خدا کا صندوق[1] لے کر آئے، اور کتاب تواریخ اوّل کے باب ۱۳ و ۱۴ میں[2] یہ تصریح موجود ہے کہ داؤد علیہ السلام اُن سے جہاد کرنے کے قبل لائے تھے، حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے چنانچہ ابواب مذکورہ کے ناظرین پر مخفی نہیں، لہٰذا ایک ضرور اُن میں غلط ہے،

گیارہواں اختلاف کتاب پیدائش باب ۶ کی آیت ۱۹ و ۲۰ اور باب ۷ کی آیت ۸ و ۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ہر پرندے اور چوپائے اور حشرات الارض میں سے ایک ایک جوڑا یعنی ایک نر و مادہ لے کر کشتی میں رکھ لیں[3]،

مگر باب ۷ آیت ۲ و ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ہر حلال چوپائے اور پرندے سے سات سات جوڑے لیں، چاہے وہ حلال ہو یا حرام، اور غیر حلال چوپاؤں میں سے دو دو[4]، غور کیجئے کس قدر شدید اختلاف ہے،

---

[1] باب ۶ میں فلستیوں سے جہاد کا تذکرہ ہے، اور باب ۱ میں صندوق لانے کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے،

[2] کتاب سموئیل کے بالکل برعکس، اس میں صندوق لانے کا بعینہٖ وہی واقعہ باب ۱۳ میں ذکر کیا گیا ہے، پھر باب ۱۴ میں جہاد کا ذکر ہے،

[3] دو دو نر اور مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے جیسا خدا نے نوح کو حکم دیا تھا (۷، ۹)

[4] کل پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور مادہ اور انہیں سے جو پاک نہیں ہیں دو دو نر اور مادہ اپنے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہواں اختلاف

کتاب گنتی کے باب اکتیس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے مدین والوں کو موسیٰ علیہ السلام ہی کی حیات میں ختم کر دیا تھا؛ اور ان میں کا کوئی مرد بالغ یا نابالغ، یہاں تک کہ شیر خوار بچہ بھی باقی نہیں چھوڑا تھا، اور نہ کسی بالغ عورت کو بقید حیات رکھا، البتہ کنواری لڑکیوں کو اپنی باندی بنا لیا تھا، اس کے برعکس کتاب قضاۃ کے باب ۸ سے پتہ چلتا ہے کہ مدین کے باشندے قاضیوں کے زمانہ میں بڑی قوت اور طاقت کے مالک تھے، یہاں تک کہ بنی اسرائیل اُن کے سامنے عاجز اور مغلوب تھے، حالانکہ دونوں زمانوں میں ایک سو سال سے زیادہ کا فصل نہیں ہے

اب غور فرمایئے کہ جب باشندگان مدین عہد موسوی میں فنا کر دیئے گئے تھے، پھر اس قدر قلیل عرصہ میں وہ اتنے زبردست طاقتور کیونکر ہو گئے، کہ بنی اسرائیل پر بھاری اور غالب ہو گئے، اور سات سال تک اُن کو عاجز اور مغلوب رکھا،

کیا مصریوں کے سب چوپائے مرگئے تھے؟ تیرہواں اختلاف

کتاب خروج باب ۹ میں ہے[1]

اور خداوند نے دوسرے دن ایسا ہی کیا، اور مصریوں کے سب چوپائے مر گئے

لیکن بنی اسرائیل کے چوپایوں میں سے ایک بھی نہ مرا[2]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصریوں کے تمام جانور مر گئے تھے، پھر اسی باب میں اس کے

---

[1] اور جیسا خداوند نے موسیٰ ۔۔۔ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق انھوں نے مدیانیوں سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کیا۔" (۸)

[2] اُن بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں انکو قتل کر ڈالو" (۱۷)

[3] اور مدیانیوں کا ہاتھ اسرائیلیوں پر غالب ہوا" (۲)، سو اسرائیل مدیانیوں کے سبب سے نہایت خستہ حال ہو گئے (۶)

[4] آیت ۶ ، [5] آیت ۲۰ و ۲۱ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف یہ بھی کہا گیا ہے کہ،

"سو فسر عون کے خادموں میں جو خداوند کے کلام سے ڈرتا تھا وہ اپنے نوکروں اور جو چوپایوں کو گھر میں بھگا لے آیا اور جنھوں نے خداوند کے کلام کا لحاظ نہ کیا، انھوں نے اپنے نوکروں اور چوپایوں کو میدان میں رہنے دیا"

ملاحظہ کیجیے! کمسٹاز بردست اختلاف ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کب ٹھہری؟ چودھواں اختلاف

کتاب پیدائش باب ۸ آیت ۴ میں ہے کہ:۔

"ساتویں مہینہ کی سترہویں تاریخ کو کشتی آرمینیا کے پہاڑوں پر ٹھہر گئی، اور پانی دسویں مہینہ تک گھٹتا رہا، اور دسویں مہینہ کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں"

ان دونوں آیتوں میں کیسا سنگین اختلاف پایا جاتا ہے، کیونکہ جب پہاڑوں کی چوٹیاں دسویں مہینہ میں نظر آنا شروع ہوئیں تو پھر ساتویں مہینہ میں آرمینیہ کے پہاڑوں پر کشتی کا ٹھہر جانا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

اختلاف نمبر ۱۵ تا ۲۶

سفر سموئیل ثانی کے باب ۸ اور کتاب تواریخ اول کے باب ۱۸ کے درمیان اصل عبرانی میں بے شمار اختلافات ہیں، اگرچہ مترجموں نے بعض مقامات پر اصلاح کی ہے، ہم ان کو آدم کلارک کی تفسیر جلد ۲ سے ذیل عبارت سموئیل ہی سے نقل کرتے ہیں:۔

لہ سب نسخوں میں یہی الفاظ ہیں، مگر ہمارے پاس اردو اور انگریزی ترجموں میں الفاظ یہ ہیں کہ "اور ساتویں مہینہ کی سترہویں تاریخ کو کشتی ارارط کے پہاڑوں پر ٹک گئی" (مترجم)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر	الفاظ کتاب سموئیل ثانی باب ۸	آیت نمبر	الفاظ کتاب تواریخ اوّل باب ۱۸
۱	داؤد نے جزیہ کی جان فلستیوں کے ہاتھ سے چھین لی،	۱	جات کو اس کے قصبوں سمیت فلستیوں کے ہاتھ سے لے لیا،
۳	حدد عزر	۳	حدد عزر
۴	ایک ہزار سات سو سوار	۴	ایک ہزار رتھ اور سات ہزار سوار
۸	اور داؤد بادشاہ بطاح اور بیروتی سے جو حدد عزر کے شہر تھے بہت سا پیتل لے آیا،	۸	اور حدد عزر کے شہروں تبحت اور کون سے داؤد بہت سا پیتل لایا،
۱۰	یورام	۱۰	حدورام
۱۲	ارامیوں	۱۱	اور ارم
۱۳	ارامیوں	۱۲	اور ارمیوں
۱۷	ابی یاتر کا بیٹا اخیملک کاہن تھے، اور شرایاہ لکھی تھا،	۱۶	اور ابیملک بن ابیاتر کاہن تھے اور شوشا لکھی تھا،

غرض ان دونوں بابوں میں ۱۲ اختلافات موجود ہیں،

اختلاف ۲۷ تا ۳۲ کتاب سموئیل ثانی کے باب ۱۰ میں اور کتاب تواریخ اوّل کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے عیسائیوں کے مفسرین نے اس کو بیان کیا ہے۔

لہ اظہار الحق کے سب نسخوں میں تبحت کا لفظ ہے، مگر ہمارے پاس سب ترجموں میں "دارا" کو مطبوعہ کا لفظ مذکور ہے۔

لہ اظہار الحق میں منقول الفاظ یہ ہیں "اخیملک سرایا اکتب" جس کا مطلب یہ ہے کہ اخیملک اور شرایاہ دونوں منشی تھے، مگر ہمارے پاس سب ترجموں میں وہ الفاظ ہیں جو ہم نے متن میں ذکر کئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر	الفاظ کتاب سموئیل ثانی باب ۱۰	آیت نمبر	الفاظ کتاب تواریخ اول باب ۱۹
۱۹	اور ہدد عزر کی فوج کا سپہ سالار سوبک	۱۹	اور ہدد عزر کا سپہ سالار سوفک
۱۷	حملام میں آیا	۱۷	ان کے قریب پہنچا
۱۸	سات سو رتھوں کے آدمی اور چالیس ہزار سوار (مثل کر ڈالے)	۱۸	سات ہزار رتھوں کے سواروں اور چالیس ہزار پیادوں کو مارا،
۱۸	اور اُن کی فوج کے سردار سوبک کو ایسا مارا	۱۸	اور لشکر کے سردار سوفک کو قتل کیا

ان دونوں ابواب میں کچھ اختلافات موجود ہیں،

۴۰ ہزار یا ۴ ہزار؟ اختلاف نمبر ۳۳

کتاب سلاطین اول باب ۴ آیت ۲۶ میں اس طرح ہے کہ۔

"اور سلیمان کے اصطبل اس کی رتھوں کے لئے چالیس ہزار تھان اور بارہ ہزار سوار تھے"

اور کتاب تواریخ ثانی کے باب ۹ آیت ۲۵ میں یوں ہے کہ۔

"اور سلیمان کے پاس گھوڑوں اور رتھوں کے لئے چار ہزار تھان اور بارہ ہزار سوار تھے"

فارسی اور اردو ترجموں میں بھی اسی طرح ہے، البتہ عربی ترجمہ کے مترجم نے کتاب تواریخ کی عبارت کو بدل ڈالا، یعنی ۴ کے لفظ کو ۴۰ سے تبدیل کر لیا[1]،

آدم کلارک مفسر نے کتاب سلاطین کی عبارت کے ذیل میں تراجم اور شروح کا پہلے اختلاف نقل کیا ہے، پھر کہتا ہے۔

"بہتر یہی ہے کہ ہم ان اختلافات کے پیش نظر تعداد کے بیان میں تحریف واقع ہونے کا

[1] ہمارے پاس عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں ۴ ہزار ہی کا لفظ ہے، "وکان لسلیمان اربعۃ آلاف مذود" انگریزی ترجمہ میں بھی ایسا ہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کرلیں۔

لٹو، بیل یا مگرمچھ؟ اختلاف نمبر ۳۴

کتاب سلاطین اوّل کے باب ۷، آیت ۲۴ میں اور کتاب تواریخ ثانی کے باب ۴ آیت ۳ کے درمیان اختلاف موجود ہے، آدم کلارک اپنی تفسیر جلد ۲ کتاب تواریخ کی عبارت کی شرح کے ذیل میں کہتا ہے:۔

"بڑے بڑے محققین کی رائے یہ ہے کہ اس موقع پر کتاب سلاطین کی عبارت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے، اور یہ ممکن ہے کہ لفظ بقریم بتعجیم کی جگہ استعمال ہوگیا ہو، حالانکہ بقریم کے معنی بیل کے ہیں، اور بتعجیم کے معنی لٹو ہیں، بہرحال اس مفسر نے کتاب تواریخ میں تحریف واقع ہونے کا اعتراف کرلیا ہے، اس لئے اس کے نزدیک کتاب تواریخ کی عبارت غلط ہوئی، ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین کہتے ہیں، "یہاں پر حروف بدل جانے کی وجہ سے تحریف پیدا ہوگیا"۔

گیارہ سال کی عمر میں بیٹا اختلاف نمبر ۳۵

کتاب سلاطین ثانی، باب ۲۱ آیت ۱ میں یوں ہے کہ:۔

"اور جب وہ (یعنی آخز) سلطنت کرنے لگا تو یہوام بتیس برس کا تھا، اور اس نے آٹھ برس یروشلم میں بادشاہی کی"۔

اس ان دونوں مقامات پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بنائے ہوئے ایک حوض کا تذکرہ ہے اور اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کتاب سلاطین میں ہے "اور اس کے کنارے کے نیچے گرداگرد دس ہاتھ تک لٹو تھے جو اُسے گھیرے ہوئے تھے، یہ لٹو دو قطاروں میں تھے، اور جب ڈھالا گیا تب ہی یہ بھی ڈھالے گئے" (۷/۲۴)

اور کتاب تواریخ میں ہے "اور اس کے نیچے بیلوں کی صورتیں اس کے گرداگرد تھیں، دس ہاتھ تک تھیں، اور وہ بڑے حوض کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھیں، یہ بیل دو قطاروں میں تھے اور اسی کے ساتھ ڈھالے گئے تھے" (۴/۳)

یہ الفاظ اردو اور انگریزی ترجمے کے ہیں، عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۹۶ء میں کتاب تواریخ کے اندر بیلوں کی بجائے

آگاہی ہو ذکر ہوا وشبہ قائم ہوتو مستدعی ہے کہ ملاحظہ فرمائیے کہاں لٹو، کہاں بیل اور کہاں یہ مگرمچھ؟ ناقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب مذکور کے باب ۱۸ آیت ۲ میں اس کے بیٹے حزقیاہ کے حال میں یوں لکھا ہے۔

"جب وہ سلطنت کرنے لگا تو پچیس برس کا تھا"

جس سے لازم آتا ہے کہ اس کا بیٹا گیارہ سال کی عمر میں اس سے پیدا ہو گیا[1]، جو عادت کے خلاف ہے، اس لئے بظاہر ایک عبارت بالکل غلط ہے، مفسرین نے پہلی عبارت کے غلط ہونے کا اقرار کیا ہے، ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے باب ۲۱ کی شرح کے ذیل میں کہا ہے:۔

"غالب یہ ہے کہ بجائے بیس کے بیس لکھا گیا ہے، اس کتاب کے باب ۲۱ آیت ۲ ملاحظہ کیجئے"

ایضاً، اختلاف نمبر ۳۶ اسی طرح کتاب تواریخ ثانی کے باب ۲۸ کی آیت ۱ میں اس طرح ہے کہ:۔

"آخز بیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا اور اس نے سولہ برس یروشلم میں سلطنت کی"

اور باب ۲۹ میں ہے:۔

"حزقیاہ پچیس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا"

یہاں پر بھی ایک عبارت یقیناً غلط ہے، اور بظاہر پہلی عبارت ہی غلط معلوم ہوتی ہے

اختلاف نمبر ۳۷، تحریف کا مشورہ سفر سموئیل ثانی باب ۱۲ آیت ۳۱ میں، اور کتاب تواریخ اوّل کے باب ۲۰ آیت ۳ کے

---

[1] کیونکہ پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آخز چھبیس سال کی عمر میں مرا، اور دوسری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیٹا حزقیاہ باپ کی وفات کے فوراً بعد بادشاہ بن گیا تھا، اُس وقت پچیس سال کا تھا، چھبیس میں سے پچیس کو تعفن کر دیجئے، تو گیارہ رہ جاتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے، ہورن نے اپنی تفسیر کی جلد اوّل میں کہا ہے:۔

"کتاب سموئیل کی عبارت صحیح ہے، اس لئے کتاب تواریخ کی عبارت کو بھی اس طرح بتلایا جائے"۔

معلوم ہوا کہ اس کے نزدیک کتاب تواریخ کی عبارت غلط ہے، غور کیجئے کہ کس بیباکی سے اصلاح اور تحریف کا ارشاد ہو رہا ہے[1]، اور حیرت و تعجب اس پر ہے کہ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء کے مترجم نے اس کے برعکس کتاب سموئیل کی عبارت کو کتاب تواریخ کی طرح بنا ڈالا، اور انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ان حضرات کی عادت ثانیہ ہے:

یعشا کا یہوواہ پر حملہ اٹھارہواں اختلاف

کتاب سلاطین اوّل باب ۱۵ آیت ۳۳ میں ہے:۔

"شاہ یہوداہ آسا کے تیسرے سال سے اخیاہ کا بیٹا یعشا ترضہ میں سارے اسرائیل پر بادشاہی کرنے لگا، اور اس نے چوبیس برس سلطنت کی"۔

اور کتاب تواریخ ثانی باب ۱۶ آیت ۱ میں یوں ہے کہ:۔

"آسا کی سلطنت کے چھتیسویں برس اسرائیل کا بادشاہ یعشا یہوداہ پر چڑھ آیا"۔

ان دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے، ان میں سے ایک یقینی طور پر غلط ہے، کیونکہ پہلی

---

[1] چنانچہ اس ارشاد پر بعد میں عمل بھی کر لیا گیا، اس وقت جتنے ترجمے ہمارے پاس موجود ہیں ان سب میں دونوں جگہوں کا مضمون بالکل ایک ہے، کتاب سموئیل کے الفاظ یہ ہیں "اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکال کر ان کو آروں اور لوہے کے ہتھوڑوں اور لوہے کے کلہاڑوں کے نیچے کر دیا، اور ان کو اینٹوں کے پزاوہ میں سے چلایا" الخ۔ بالکل یہی مضمون کتاب تواریخ میں بھی ہے، صرف آخری جملہ خط کشیدہ، اس میں موجود نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارت کے بموجب بعشا، آسا کے چھبیسویں سال میں وفات پا چکا تھا، اور آسا کی سلطنت کے چھتیسویں سال میں اس کی وفات کو دس سال گذر چکے ہیں، تو پھر اس سال اس کا پوتا پر حملہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے کتاب تواریخ کے عبارت کے ذیل میں کہا ہے:۔ "ظاہر یہ ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے"

آشر جو ایک بڑے پائے کا یہودی عالم ہے، کہتا ہے کہ:۔

"یہ سال، جس چھتیسویں سال آسا کی سلطنت کا سال نہیں ہے، بلکہ بادشاہت کی تقسیم کا سال ہے جو یربعام کے عہد میں ہوئی تھی"

بہرحال ان علماء نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ کتاب تواریخ کی عبارت غلط ہے یا تو ۳۶ کی جگہ ۳۶ کا لفظ لکھا گیا، یا لفظ تقسیم بادشاہت کے بجائے آسا کی بادشاہت لکھا گیا۔

اڑتالیسواں اختلاف

کتاب تواریخ ثانی کے باب ۱۵ آیت ۱۹ میں ہے کہ:۔

اور آسا کی سلطنت کے پینتیسویں سال تک کوئی جنگ نہ ہوئی

یہ بھی سلاطین اول باب ۱۵ آیت ۳۳ کے مخالف ہے جیسا کہ گذشتہ اختلاف میں آپکو معلوم ہو چکا ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے کتنے منصب دار تھے؟ چالیسواں اختلاف

سلاطین اول کے باب ۵ آیت ۱۶ میں نگرانوں کی تعداد تین ہزار تین سو اور تواریخ ثانی کے باب ۲ آیت ۲ میں ۳۶۰۰ ہیں

لہ کیونکہ اس نے ۴۱ برس سلطنت کی، اور آسا کے بادشاہ ہونے کے دو سال بعد وہ بیٹھا تھا، اس طرح ۲۰ سال ہوئے، اور سلاطین اول ہی میں ہے کہ بعشا اپنے باپ دادا کے ساتھ سو گیا، اور ناداب اس کا بیٹا بادشاہ ہوا، آسا کے چھبیسویں سال سے بعشا کا بیٹا ایلہ، تر صہ میں بنی اسرائیل پر سلطنت کرنے لگا۔ (۱۲)

لہ تعارت کے لئے دیکھئے حاشیہ صفحہ ۳۵۳ ۱۲ لہ سلیمان کے تین ہزار تین سو خاص منصب دار تھے، اور تواریخ میں جو تین ہزار چھ سو آدمی ان کی نگرانی کے لئے ٹھہرا دیئے۔ ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی ہے، یونانی ترجموں کے مترجموں نے کتاب سلاطین میں تحریف کی، اور تین ہزار چھ سو لکھ ڈالا،

دو ہزار بت یا تین ہزار مشکے اختلاف نمبر ۴۱

سلاطین اول کے باب ۷ آیت ۲۶ میں ہے:۔

"دو ہزار مشکوں کی گنجائش رکھتا تھا"

اور تواریخ ثانی کے باب ۴ آیت ۵ میں ہے کہ:۔

"تین ہزار مشکوں کی گنجائش رکھتا تھا"[1]

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے کہ:۔

"دو ہزار بت دراں گنجند"

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے کہ:۔

"دو ہزار خم آب می گرفت"

اور دوسرا جملہ فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں ہے کہ:

"سہ ہزار بت دراں گنجید"

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں اس طرح ہے کہ "سہ ہزار خم آب گرفتہ محکم میداشت"

ان دونوں عبارتوں میں ایک ہزار کا فرق ہے،

بابل کی قید رہا ہونیوالوں کی تعداد! اختلاف ۴۲

جو شخص کتاب عزرا کے باب ۲ کا مقابلہ کتاب نحمیا کے باب ۷ سے کرے گا اکثر مقامات پر دونوں میں بڑا سخت اختلاف پائے گا، اور اگر ہم اختلاف

[1] عربی سے ترجمہ ہے، مطبوعہ اردو ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں "اس میں دو ہزار بت کی سمائی تھی" (۱۔ سلاطین ۷: ۲۶) "اس میں تین ہزار بت کی سمائی تھی" (۲۔ تواریخ ۴: ۵)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قطع نظر بھی کرلیں، تب بھی ایک دوسری غلطی[1] دونوں میں پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ دونوں حاصل جمع میں متفق ہیں، اور کہتے ہیں کہ جو لوگ بابل کی قید سے رہائی پانے کے بعد وہاں سے یروشلیم آئے ہیں ان کی تعداد بیالیس ہزار تین سو ساٹھ افراد تھی، لیکن اگر ہم جمع کریں تو یہ تعداد حاصل نہیں ہوتی، نہ تو عزرلہ کے کلام میں، اور نہ نحمیا کے کلام میں بلکہ پہلی میں حاصل جمع انتیس ہزار آٹھ سو اٹھارہ اور دوسری میں اکتیس ہزار نو اسی ہوتی ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ یہ مصنف میزان مورخین کی تصریح کے مطابق غلط ہے، یوسیفس اپنی تاریخ کی کتاب نمبر ۱۱ باب میں کہتا ہے:

جو لوگ بابل سے یروشلیم آئے ان کا شمار بیالیس ہزار چار سو باسٹھ افراد تھا"

ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین عزرا کی عبارت کی شرح کے ذیل میں کہتے ہیں کہ:

[1] اس مقام پر دونوں بابوں میں ناموں کے اختلافات کو چھوڑ کر صرف گنتی کے بیس اختلافات موجود ہیں، جن میں سے بعض اہم نمونہ کے طور پر ذیل کے نقشہ میں پیش کرتے ہیں، اس میں بابل کی قید سے رہائی پانے والوں کی مردم شماری کی گئی ہے۔

آیت نمبر	الفاظ کتاب عزرا باب ۲	آیت نمبر	الفاظ کتاب نحمیاہ باب ۷
۶	بنی پحت موآب ..... دو ہزار آٹھ سو بارہ	۱۱	بنی پحت موآب ..... دو ہزار آٹھ سو اٹھارہ
۸	بنی زتو، نو سو پینتالیس	۱۳	بنی زتو آٹھ سو پینتالیس
۱۲	بنی عزجاد، ایک ہزار دو سو بائیس	۱۷	بنی عزجاد، دو ہزار تین سو بائیس
۱۵	بنی عدین، چار سو چون	۲۰	بنی عدین چھ سو پچپن
۱۹	بنی حاشوم، دو سو تینتیس	۲۲	بنی حشوم، تین سو اٹھائیس
۳۸	بیت ایل اور عی کے لوگ، دو سو تینتیس	۳۲	بیت ایل اور عی کے لوگ، ایک سو تینتیس

[1] یہ ایک یہودی کاہن تھا اور اپنے عہد کے بادشاہوں کا منظور نظر، اس نے یونانی زبان میں اپنی قوم کی تاریخ لکھی ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس باب میں اور کتاب عزرا کے باب میں کاتبوں کی غلطی سے بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے، اور جب انگریزی ترجمہ کی تالیف کی تصحیح ہوئی، اس کے بہت سے حصوں کی دوسرے نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد تصحیح کر دی گئی، اور باقی میں یونانی ترجمہ عبرانی متن کی شرح میں متعین ہو گیا۔

اب آپ حضرات غور فرمائیں اُن کی مقدس کتابوں کی یہ حالت ہے، یہ لوگ تصحیح کے پردہ میں ایسی زبردست تحریف کرتے ہیں کہ صدیوں سے تسلیم شدہ چیز آن واحد میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتی ہے، اس کے باوجود اغلاط موجود ہیں۔

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ یہ کتابیں اصل ہی سے غلط ہیں، تصحیح کرنے والوں کا اس کے سوا کوئی قصور نہیں ہے کہ وہ بیچارے جب عاجز ہو گئے تو انھوں نے ان بے گنہ کاتبوں کے سر ڈال دیا جن کو اس سازش کی خبر بھی نہیں، اب بھی جو صاحب ان دونوں میں غور کریں گے تو اغلاط اور اختلافات کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ان کو دستیاب ہو گی، آئندہ کا حال خدا جانے کہ وہ کس طرح تحریف کریں گے!

ابیاہ کی ماں کون تھی؟ اختلاف ۴۳

کتاب تواریخ ثانی باب ۱۳ آیت ۲ میں شاہ ابیاہ کی ماں کے بارے میں ہے کہ:-

"اس کی ماں کا نام میکایاہ تھا جو اوری ایل جبعی کی بیٹی تھی"

اور باب ۱۱ آیت ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ماں معکہ ابی سلوم کی لڑکی تھی، اس کے

لہ اس وقت بھی انگریزی ترجمہ میں تقریباً بیس اختلافات موجود ہیں، غور فرمایئے کہ بہت سے حصوں کی تصحیح کے بعد یہ حال ہے تو نہ جانے پہلے کیا عالم ہو گا،

سلہ نیز ۱۔ سلاطین ۱۵ سے، اس میں ہے کہ "اس کی ماں کا نام معکہ تھا جو ابی سلوم کی بیٹی تھی" ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر عکس کتاب سموئیل ثانی باب ۱۴ آیت ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی سلوم کے صرف ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام تمر تھا۔[1]

اختلاف ۴۴ کتاب یوشع باب ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل جب یروشلیم کے بادشاہ کو قتل کر چکے تو اس کے ملک پر قابض ہو گئے اور اسی کتاب کے باب ۱۵ آیت ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا قبضہ اور تسلط یروشلیم پر نہیں ہوا۔[2]

اللہ یا شیطان؟ اختلاف ۴۵ کتاب سموئیل ثانی باب ۲۴ آیت ۱ میں یوں ہے کہ۔

اس کے بعد خداوند کا غصہ اسرائیل پر بھڑکا

اور اس نے داؤد کے دل کو ان کے خلاف یہ کہہ کر ابھارا کہ جا کر اسرائیل اور یہوداہ کو گن

اور تواریخ اوّل کے باب ۲۱ آیت ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ڈالنے والا شیطان تھا۔[3] اور چونکہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق خدا تعالیٰ شر نہیں ہے، اس لیے بڑا سخت اختلاف لازم آ گیا۔

اختلاف ۴۶ تا ۵۱ جو شخص حضرت مسیح علیہ السلام کے اہل نسب نامہ کا مقابلہ جو انجیل متی میں ہے اس بیان سے کرے گا جو لوقا کی انجیل میں ہے تو بہت اختلاف پائے گا۔

---

[1] اور ابی سلوم سے تین بیٹے پیدا ہوئے اور ایک بیٹی جس کا نام تمر تھا۔

[2] اور یبوسیوں کو جو یروشلیم کے باشندے تھے، بنی یہوداہ نکال نہ سکے، سو یبوسی بنی یہوداہ کے ساتھ آج کے دن تک یروشلیم میں بسے ہوئے ہیں۔"

[3] اور شیطان نے اسرائیل کے خلاف اٹھ کر اور داؤد کو ابھارا کہ اسرائیل کا شمار کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح علیہ السلام کے نسب میں شدید اختلاف

پہلا اختلاف | متی سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف بن یعقوب، اور لوقا سے معلوم ہوتا ہے یوسف بن ہالی[1]

دوسرا اختلاف | متی[2] سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سلیمان بن داؤد کی اولاد میں سے ہیں، اور لوقا[3] سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناتن بن داؤد کی نسل سے ہیں،

تیسرا اختلاف | متی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے تمام آباء و اجداد داؤد علیہ السلام سے ... بابل کی جلاوطنی تک سب کے سب مشہور سلاطین اور بادشاہ تھے، اس کے برعکس لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سوائے داؤد اور ناتن کے نہ کوئی بادشاہ تھا اور نہ مشہور معروف شخص[4]،

چوتھا اختلاف | متی سے معلوم ہوتا ہے کہ شالتیئل یکنیاہ کا بیٹا ہے، اور لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیری کا بیٹا ہے[5]،

پانچواں اختلاف | متی سے معلوم ہوتا ہے کہ زربابل کے بیٹے کا نام ابیہود ہے، اور لوقا سے

---

[1] یوسف سے مراد یہاں وہ شخص ہیں جنہیں انجیل میں حضرت مریمؑ کا شوہر کہا گیا ہے اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا (متی ۱/۱۶)، یوسف کا بیٹا تھا، اور وہ عیلی کا (لوقا ۳/۲۳)، عربی ترجموں میں "عیلی" کے بجائے "حالی" ہے۔

[2] متی ۱/۶ [3] لوقا ۳/۳۱،

[4] چنانچہ متی میں سب مشہور بادشاہوں کے نام مذکور ہیں، اور لوقا میں ان کی جگہ بالکل غیر معروف اشخاص ہیں،

[5] متی ۱/۱۲، لوقا ۳/۲۷،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام ریسا تھا، اور مزید دلچسپ اور تعجب انگیز بات یہ ہے کہ زربابل کے بیٹوں کے نام کتاب تواریخ اول کے باب ۳ میں لکھے ہوئے ہیں، جن میں نہ ریسا کا نام ہے نہ ابی ہود کا، لہذا سچی بات تو یہ ہے کہ دونوں ہی غلط ہیں۔

مسیح علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک کتنی پشتیں تھیں؟ بہت اختلاف

متی کے بیان کے مطابق داؤد علیہ السلام سے مسیح علیہ السلام تک ۲۶ پشتیں ہوتی ہیں، اس کے برعکس لوقا کا بیان یہ ہے کہ ۴۱ پشتیں ہیں، اور چونکہ داؤد اور مسیح علیہما السلام کے درمیان لگ بھگ ہزار سال کا فصل ہے، اس لئے پہلے قول کے مطابق ہر پشت اور نسل کے بالمقابل ۴۰ سال بنتے ہیں، اور دوسرے قول کے مطابق ۲۵ سال، اور چونکہ دونوں بیانات میں ایسا کھلا اور واضح اختلاف ہے کہ معمولی غور سے معلوم ہو سکتا ہے، اس لئے مسیحی علماء دونوں انجیلوں کی شہرت کے زمانہ سے آج تک انگشت بدنداں اور حیران ہیں، اور کمزور توجیہات کرتے رہتے ہیں، اس لئے محققین کی بڑی جماعت جیسے ایکھارن[2]، کیسر وینس اور ڈیوٹ اور ویز اور فرش وغیرہ نے اعتراف کیا ہے کہ ان دونوں میں واقعی معنوی اختلاف موجود ہے، اور یہ بات حق اور عین انصاف ہے، کیونکہ جس طرح دونوں انجیلوں سے دوسرے مقامات اور غلطیاں اور اختلافات صادر ہوئے اسی طرح یہاں پر یہ اختلاف صادر ہوا، ہاں بیشک اگر ان کا کلام اس مقام کے سوا اغلاط و اختلاف سے پاک ہوتا تو بیشک تاویل کرنا مناسب تھا، اگرچہ پھر بھی وہ تاویل بعید ہی ہوتی۔

---

[1] متی ۱: لوقا ۳: [1] دیکھئے صفحہ ۳۸۹ جلد ہذا، فٹ نوٹ نمبر ۲۸،

[2] ایکھارن Eichhorn جرمنی کا مشہور پروٹسٹنٹ عالم ۱۲ ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم کلارک نے انجیل لوقا کے باب ۳ کی شرح کے ذیل میں ان توجیہات کو ناپسندیدگی کے ساتھ نقل تو کیا ہے مگر حیرت کا اظہار بھی کیا ہے، پھر ایک ناقابل سماعت عذر مسٹر ہارمر کی کا جلد ۴ صفحہ ۳۰۸ پر یوں نقل کرتا ہے کہ :-

"نسب کے اوراق یہودیوں کے پاس بہترین طریقہ پر محفوظ تھے، اور ہر سمجھدار شخص جانتا ہے کہ متی اور لوقا نے خدا کے نسب بیان کرنے میں ایسا شدید اختلاف کیا ہے جس میں متقدمین اور متاخرین سب ہی حیران ہیں اور غلطی پر بتلائے لیکن جس طرح مؤلف کے حق میں دیگر مقامات پر بہت سے اعتراضات ہوئے مگر کچھ عرصہ بعد یہی اعتراضات اس کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے، اسی طرح یہ اعتراض بھی جب بادل چھٹ جائے گا تو مصنف کے حق میں حامی اور ناصر ہے گا، اور زمانہ ایسا ضرور کرے گا"

بہرحال انھوں نے یہ تو اعتراف کر لیا کہ یہ اختلاف اتنا شدید اختلاف ہے کہ جس میں اگلے پچھلے بڑے بڑے محقق حضرات حیران ہیں، مگر ان کی یہ بات کہ نسب کے اوراق یہودیوں کے یہاں بڑی حفاظت کے ساتھ رکھے جاتے تھے قطعی باطل اور مردود ہے، کیونکہ یہ اوراق حوادث کی آندھیوں نے پراگندہ اور منتشر کر دیتے تھے، یہی وجہ تھی جس کی بناء پر عزرا علیہ السلام اور دونوں رسولوں سے نسب کے بیان میں غلطیاں سرزد ہوئیں، جس کا اعتراف مفسر مذکور بھی کرنے پر مجبور ہو گیا، جیسا کہ آپ کو باب ۲ کے مقصد شاہد ۱۹[1] میں معلوم ہو جائے گا، پھر جب عزرا کے زمانہ میں یہ کیفیت تھی تو اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حواریوں کے عہد میں کیا کچھ نہ ہوگا، اور جب کاہنوں

[1] دیکھئے کتاب ہذا صفحہ ۱۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روسا کے نسب ناموں کے اوراق محفوظ نہیں رہ سکے، تو غریب یوسف نجار[1] کے نسب کے اوراق کا کیا اعتبار اور وزن ہو سکتا ہے!

اور جب تین معتبر پیغمبر کے نسب کے بیان میں ایسی فاش غلطی کر سکتے ہیں، اور ان کی غلط صحیح میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا تو انجیل متی کے مترجم کی نسبت کیا خیال کیا جائے جس کا آج تک نام بھی معلوم نہ ہو سکا، چہ جائے کہ اس کے معتبر و معتمد ہونے کا یا صاحب الہام ہونے کا علم ہو سکے؟ اسی طرح لوقا کی نسبت کیا رائے قائم کی جائے جو یقیناً حواریوں میں داخل نہیں ہے، نہ اس کا صاحب الہام ہونا معلوم ہے۔

اس لئے غالب گمان یہی ہے کہ ان دونوں کو دو مختلف اوراق یوسف نجار کے نسب کے سلسلہ میں مل گئے ہوں گے، اور چونکہ صحیح اور غلط کے درمیان وہ امتیاز نہیں کر سکے لہذا ایک نے اپنی صواب دید کے مطابق ایک ورق پر اعتماد کر لیا اور دوسرے نے دوسرے ورق کو پسند کر لیا،

مفسر مذکور کی یہ توقع کہ زمانہ ضرور ایسا کرے گا ایسا خواب ہے کہ انشاء اللہ شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا، اس لئے کہ جب اٹھارہ سو سال کے طویل عرصہ میں یہ الزام صاف نہ ہو سکا بالخصوص آخری تین صدیوں میں جب کہ یورپی ممالک میں علوم عقلیہ و نقلیہ کی ترقی اپنی انتہا کو پہونچ گئی ہے، اور تحقیقات کا دائرہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے کہ جس نے مذہبی تحقیقات کو بھی اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے، چنانچہ ان تحقیقات کے نتیجہ میں پہلے انھوں نے مذہب میں کچھ اصلاح کی، اور مذہب عیسوی کو پہلے ہی دور میں باطل قرار دیدیا،

---

[1] یوسف نجار انجیل کے بیان کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کے منگیتر تھے، اور شہر ناصرہ میں بڑھئی کا کام کرتے تھے، دنیوی اعتبار سے آپ کی کوئی شہرت نہ تھی، ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح پاپا کے متعلق جو ملت عیسوی کا مقتدائے اعظم شمار کیا جاتا ہے فیصلہ کرنا کہ وہ مکار و غدار ہے، پھر اصلاح کے باب میں ان کے اندر اختلاف رونما ہو گیا، اور چند فرقے بن گئے، اور دن بہ دن مذہبی بدعنوانیوں کی اصلاح کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے بے شمار محققین و علماء کی تحقیقات کے نتیجہ میں اصلاح کے بام عروج پر پہنچ گئے اور مذہب عیسوی کو بالآخر انھوں نے باطل اور بے بنیاد قصہ کہانیوں، اور واہیات توہم پرستیوں کا مجموعہ قرار دیدیا، اب کسی دوسرے دور میں اس الزام و اعتراض کی مثال کی توقع محض عبث ہے۔

عیسائیوں کی طرف سے اس اختلاف کی توجیہہ، اور اس کا جواب

آجکل جو مشہور توجیہہ چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ ممکن ہے متی نے یوسف کا نسب اور لوقا نے مریم کا نسب لکھا ہو، اور یوسف ہالی کا داماد ہو، اور ہالی کے کوئی بیٹا نہ ہو، اس لئے یوسف کی نسبت اس کی جانب کر دی گئی ہو، اس طرح وہ نسب کے سلسلہ میں شمار کر لیا گیا ہو، لیکن یہ توجیہہ چند وجوہ سے مردود و باطل ہے۔

اول تو اس لئے کہ مسیح علیہ السلام اس صورت میں ناتن کی اولاد میں سے قرار پائیں گے، نہ کہ سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے، اس لئے کہ ان کا حقیقی نسب ماں کی جانب سے ہوگا، یوسف نجار کے نسب کا اس میں کوئی لحاظ نہیں ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسیح مسیح نہیں ہو سکتے[1]، اس لئے فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیشوا کالوین نے اس توجیہہ کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

[1] کیونکہ جب مسیح علیہ السلام کی بشارتیں دی جا رہی تھیں اُن کے بارے میں یہ تصریح تھی کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص مسیح کے نسب سلیمان کو خارج کرتا ہے وہ مسیح کو مسیح ہونے سے خارج کرتا ہے"

دوسرے یہ کہ یہ توجیہ اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک معتبر تواریخ سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مریم آسالی کی بیٹی تھیں، اور ناتن کی اولاد میں سے تھیں، اور محض احتمال کافی نہیں ہے، خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ آدم کلارک وغیرہ جیسے محققین اس کی تردید کرتے ہوں، اور ان کا مقتدا کالوین بھی اس کا رد کر رہا ہو، یہ دونوں باتیں کسی کمزور دلیل سے بھی ثابت نہیں ہو سکیں، چہ جائے کہ کسی مطبوط دلیل سے انھیں ثابت کیا جائے۔

بلکہ دونوں باتوں کے برعکس ثبوت موجود ہے، کیونکہ یعقوب کی انجیل میں تصریح ہے کہ مریم کے والدین کا نام جیوا قیم اور حانا ہے، اور یہ انجیل اگرچہ ہمارے معاصر عیسائیوں کے نزدیک الہامی اور یعقوب حواری کی انجیل نہ بھی ہو، مگر اس میں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ ان کے اسلاف ہی کی لکھی ہوئی اور بہت ہی قدیم ہے، اور اس کا مؤلف قسطنطین اوّلی کے لوگوں میں سے ہے، اس لئے اس کا درجہ کم از کم معتبر تاریخ کے درجہ سے کسی طرح گھٹا ہوا نہیں ہو سکتا، اور ایک غیر مستند احتمال اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

آگسٹائن کہتا ہے کہ کسی کتاب میں جو اس کے عہد میں موجود تھی یہ تصریح پائی جاتی ہے کہ:

"مریم علیہا السلام لاوی کی قوم سے تھیں"

یہ چیز اُن کے ناتن کی اولاد ہونے کے منافی ہے، اس کے علاوہ توراۃ کی کتاب گنتی میں ہے:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر بنی اسرائیل کے کسی قبیلہ میں کوئی لڑکی ہو جو میراث کی مالک ہو تو وہ اپنے باپ کے قبیلہ کے کسی خاندان میں بیاہ کرے، تاکہ ہر اسرائیلی اپنے باپ دادا کی میراث پر قائم رہے۔ یوں کسی کی میراث ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں نہیں جانے پائے گی" (گنتی ۳۶/۶)

اور انجیل لوقا میں ہے:۔

"زکریا نام کا ایک کاہن تھا اور اس کی بیوی ہارونؑ کی اولاد میں سے تھی"

اور یہ بھی اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ حضرت زکریاؑ کی بیوی کی قریبی رشتہ دار تھیں، تو معلوم ہوا کہ حضرت مریمؑ بھی ہارونؑ کی اولاد میں سے تھیں، اور چونکہ تورات کا حکم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی عورت اپنے ہی خاندان میں شادی کرے، اس لئے حضرت مریمؑ کے مزعومہ شوہر یعنی یوسف نجار بھی ہارونؑ کی اولاد میں ہی ہوں گے، اور دونوں انجیلوں میں اُن کے جو نسب نامے مذکور ہیں وہ غلط قرار پائیں گے اور غالباً یہ اہل تثلیث نے اس لئے گھڑے ہوں گے تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ثابت کیا جائے، اور یہودی لوگ اُن کے مسیح موعود ہونے پر محض اس لئے طعن نہ کرسکیں کہ یہ تو ہارونؑ کی اولاد میں سے ہیں، اور مسیح موعودؑ کو داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونا چاہئے۔

اس خطرہ سے بچنے کے لئے دو مختلف لوگوں نے الگ الگ نسب نامے گھڑ لئے، اور چونکہ یہ انجیلیں دوسری صدی کے آخر تک مشہور نہ ہوسکیں، اس لئے ایک گھڑنیوالا دوسرے کی جعلسازی سے واقف نہ ہوسکا، جس کے نتیجہ میں اختلاف پیدا ہوگیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مریمؑ حالی کی بیٹی ہوں تو یہ امر مستفدین سے کیسے مخفی رہ سکتا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر ان کو اس کا ذرا بھی علم ہوتا تو وہ ایسی رکیک توجیہات نہ کرتے جن کو متاخرین نے رد کیا، اور اُن پر لعنت ملامت کی ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ متی کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"یعقوب[1] جنیسی تون یوسف"

اور لوقا کے الفاظ یہ ہیں:۔ "ویوس یوسف تو ہالی"

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ متی اور لوقا دونوں یوسف کا نسب لکھتے ہیں،

پانچویں وجہ یہ ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مریم ہالی کی بیٹی تھیں تو لوقا کی عبارت اُس وقت تک صحیح نہیں ہوگی جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ واقعی یہودیوں کے یہاں رواج تھا کہ جب داماد کی بیوی کا کوئی بھائی موجود نہ ہو تو اسے نسبی سلسلہ میں داخل کر لیا جاتا تھا اور ایسے بیٹے کو بیٹا کہا جاتا مگر یہ بات آج تک کسی معتبر ذریعہ سے ثابت نہیں ہو سکی ہے، اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے بعض علماء کی بے دلیل توجیہات اور کمزور و باطل استنباط ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتا،

ہم بھی کسی شخص کے دوسری جانب منسوب ہونے کے قطعی طور پر منکر نہیں ہیں، بلکہ ہمارے نزدیک یہ ممکن ہے کہ جب ایک شخص دوسرے نسبی یا سببی رشتہ داروں میں سے ہو یا اس کا استاد یا مرشد ہو اور دینی یا دنیوی اعتبار سے مشہور ہو تو اس شخص کی نسبت اس کی جانب ہو سکتی ہے، اور یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ فلاں امیر یا بادشاہ کا بھتیجا یا بھانجا یا داماد ہے، یا فلاں کا شاگرد یا فلاں صاحب کا مرید ہے

---

[1] یہ غالباً عبرانی الفاظ ہیں اردو ترجمہ کے الفاظ "یعقوب سے یوسف پیدا ہوا" (متی ۱/۱۶) "یوسف کا بیٹا تھا اور وہ ہیلی کا" (لوقا ۳/۲۳)

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ نسبت دوسری چیز ہے۔ اور سلسلۂ نسب میں کسی کو داخل کر لینا بالکل دوسری بات ہے، مثلاً یہ کہنا کہ وہ اپنے خسر کا بیٹا ہے، اور یہ کہنا کہ یہ یہودیوں کا رواج تھا، ایک دوسری بات ہے، جس کا ہم انکار نہیں کرتے، لیکن اس کو ثابت کیا جائے کہ ان کے یہاں ایسا رواج تھا۔

انجیل متی لوقا کے زمانہ میں مشہور و معتبر تھی

انجیل متی لوقا کے زمانہ میں نہ مشہور تھی نہ معتبر، ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لوقا مسیح کے بیان میں متی کے بیان کی مخالفت کرنے کی جرأت کرتا، اور مخالفت بھی اتنی شدید کہ جس نے تمام اگلے پچھلوں کو حیران بنا رکھا ہے، اور ایک دو حروف بھی توضیح کے لئے ان میں اس قسم کے نہیں بڑھاتا جس سے اختلاف دور ہو سکے۔

اختلاف ۵۲ و ۵۳

جو شخص انجیل متی کے باب کا مقابلہ لوقا کی انجیل سے کرے گا تو زبردست اختلاف پائے گا، جس سے یقین ہوتا ہے کہ دونوں میں سے ایک بھی الہامی کتاب نہیں ہو سکتی، تاہم اس موقع پر صرف دو اختلافات کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

ولادت مسیح کے بعد حضرت مریم کہاں رہیں؟

متی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے والدین مسیح کی پیدائش کے بعد بیت اللحم ہی میں رہتے تھے، اور اس کے ایک کلام سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بیت اللحم کے قیام کی مدت تقریباً دو سال تھی، اور چونکہ وہاں آتش پرستوں کا تسلط ہو گیا تھا تو ان کے والدین مصر چلے گئے، اور ہیرودیس[2]

---

[1] پس وہ اٹھا اور بچہ اور اس کی ماں کو لیکر اسرائیل کے ملک میں آ گیا (متی ۲۱)

[2] ہیرودیس Herod the great یہودا کا گورنر، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی تک مصر ہی میں رہتے تھے، اس کے مرنے کے بعد واپس لوٹے تو ناصرہ میں قیام کیا، اس کے برعکس لوقا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے والدین ان کی پیدائش کے بعد زچگی کے دن پورے کرتے ہی یروشلم چلے گئے تھے، اور قربانی کی رسم ادا کر کے ناصرہ چلے آئے تھے، اور وہاں پر دونوں کا مستقل قیام رہا، البتہ سال بھر میں صرف عید کے موقع پر یروشلم چلے جاتے تھے، ہاں مسیح علیہ السلام نے ضرور ماں باپ کی اجازت و اطلاع کے بغیر عمر کے بارھویں سال میں یروشلم میں تین روز قیام کیا[1]، اس کے بیان کے مطابق آتش پرستوں کے بیت اللحم میں آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ اگر ان کے آنے کو تسلیم ہی کیا جائے تو وہ ناصرہ میں ہو سکتی ہے، کیونکہ راستہ میں ان کی آمد بہت ہی بعید ہے، یہ بھی ممکن نہیں کہ ان کے والدین مصر آ گئے ہوں اور وہیں ان کا قیام رہا ہو، کیونکہ اس کلام میں تصریح موجود ہے کہ یوسف نے یہودیا کے علاقہ سے کبھی باہر قدم ہی نہیں نکالا، نہ مصر کی جانب کبھی دوسری طرف،

کیا ہیرودیس حضرت مسیح کا دشمن تھا؟ متی کے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہیرود سلیم والوں اور ہیرودیس کو آتش پرستوں کے بتانے سے قبل مسیح علیہ السلام کی ولادت کا علم نہیں ہوا تھا، اور یہ مسیح علیہ السلام کے سخت دشمن تھے،

---

[1] پھر جب موسیٰ کی شریعت کے موافق ان کے پاک ہونے کے دن پورے ہو گئے تو وہ اس کو یروشلم میں لائے تاکہ خداوند کے آگے حاضر کریں" (لوقا ۲/۲۲)

"اور جب وہ خداوند کی شریعت کے مطابق سب کچھ کر چکے تو گلیل میں اپنے شہر ناصرہ کو پھر گئے" (لوقا ۲/۳۹)

"اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح پر یروشلم جایا کرتے تھے" (لوقا ۲/۴۱)

[2] باب ۲، آیت ۱ تا ۱۲،

[3] ہیرودیس اس بچہ کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اسے ہلاک کرے" (متی ۲/۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس لوقا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے والدین زچگی سے فراغت کے بعد جب قربانی کی رسم ادا کرنے یروشلیم گئے تھے، تو شمعون نے جو ایک نیک صالح شخص اور رُوح القدس سے لبریز تھا، اور جس کو وحی کے ذریعہ یہ بتایا گیا تھا کہ تیری موت مسیح کی زیارت سے پہلے نہ ہوگی، مسیح کے دونوں بازو پکڑ کر ہیکل میں سمایاں کر کے اُن کے اوصاف لوگوں کے سامنے بیان کئے[1]۔

اسی طرح حنّاہ نبیہ اُس وقت رب کی پاکی بیان کرتے ہوئے کھڑی ہوئی، اور ان لوگوں کو جو یروشلیم میں مسیح کے مشتاق انتظار میں تھے اس نے اطلاع دی، اب اگر یروشلیم کے باشندوں اور رہبر دینی کو مسیح کا دشمن مانا جائے تو ایسی حالت میں یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ نیک بخت جو روح القدس سے لبریز تھا، ہیکل جیسے مقام پر مسیح کی خبر دیتا، جہاں دشمنوں کا ہر وقت مجمع تھا، اور نہ حنّاہ پیغمبر یروشلیم جیسے مقام پر لوگوں کو اس واقعہ کی اطلاع دیتی، فاضل مؤلف اگرچہ انجیل کی حمایت کرتا ہے مگر اس موقع پر اُس نے دونوں بیانوں میں حقیقی اختلاف پائے جانے کا اقرار کیا، اور یہ فیصلہ کیا کہ متی کا بیان غلط اور لوقا کا بیان درست ہے۔

اختلاف ۵۶ انجیل مرقس باب ۴ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسیح نے جماعت کو وعظ تمثیلات[2] کے بعد چلے جانے کا حکم دیا تھا، جب کہ دریا

---

[1] لوقا ۲ : ۲۵ تا ۳۲ [2] لوقا ۸ : ۴ تا ۲۱

[2] وعظ تمثیلات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُس وعظ کا نام ہے جو بقول انجیل آپ نے ایک جھیل کے کنارے دیا تھا، اور اس میں حقائق کو تمثیلات کے پیرایہ میں بیان فرمایا تھا، اور "پہاڑی وعظ" سے مراد وہ وعظ ہے جو آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیا تھا، یہ وعظ متی ۵ و ۶ و ۷ میں موجود ہے، ملتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں طغیانی تھی، اور انجیل متی باب ۷ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں واقعے پہاڑی وعظ کے بعد پیش آئے ہیں، چنانچہ متی نے تمثیلات والا وعظ باب ۱۳ میں لکھا ہے، لہٰذا یہ وعظ دونوں واقعات کے کافی عرصہ بعد ثابت ہوا، کیونکہ دونوں مواعظ کے درمیان کافی مدت کا فاصلہ ہے، اس لئے ایک بیان یقینی طور پر غلط ہے، کیونکہ جو لوگ اپنے کلام کو الہامی قرار دیتے ہوں یا لوگوں کا اُن کے بارے میں خیال ہو اگر وہ واقعات کو آگے پیچھے بیان کریں تو اسے ظاہر ہے کہ تناقض ہی قرار دیا جائے گا۔

اختلاف ۵۵ مرقس باب ۱۱ میں لکھتا ہے کہ مسیح اور یہودیوں کے درمیان مشہور مباحثہ اور مناظرہ یروشلیم پہنچنے کے تین دن بعد پیش آیا تھا، اس کے برعکس متی نے باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ یہ مناظرہ دوسرے دن ہوا، اس لئے یقیناً ایک بیان غلط ہے، مزید ان دونوں اختلافات کی نسبت جن کا ذکر اس اختلاف میں اور گذشتہ اختلافات میں ہوا ہے اپنی تفسیر کی جلد مطبوعہ ۱۸۲۳ء کے صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶ میں کہتا ہے:

"ان واقعات میں تطبیق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی"۔

اختلاف ۵۶ متی باب ۸ میں پہاڑی وعظ کے بعد پہلے کوڑھی کو صحت یاب کرنے کا واقعہ لکھتا ہے، پھر حضرت عیسیٰ کے کفرناحوم پہنچنے کے بعد صوبیدار کے غلام کو شفاء دینا، پھر پطرس کے ساس کو شفاء دینا بیان کرتا ہے،

لہ باب ۸، آیت ۲۳ تا ۲۷،

سہ یروشلیم پہنچنے کے بعد دن کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے آیت ۲۰ میں یہ مناظرہ تیسرے دن کے واقعات میں ذکر ہوا، لوقا نے دوسرے دن کے واقعات میں ذکر کیا ہے، ۵۳ آیت ۳، ۵۴ آیت ۳ ۵۵ آیت ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس لوقا سب سے پہلے پطرس کے ساسیوں کو شفاء دینا بیان کرتا ہے، پھر باب ۸ میں کوڑھی کو شفاء دینا، پھر باب میں صوبیدار کے غلام کو شفاء دینا بیان کر رہا ہے، اور یقیناً دونوں بیانوں میں سے ایک غلط ہے۔

ایلیا کون تھا؟ اختلاف ۵۷

یہودیوں نے کاہنوں اور لاوی کی اولاد کو یحییٰؑ کے پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ "تو کون ہے؟" چنانچہ انھوں نے پوچھا اور کہا کہ "کیا تو ایلیاہ ہے؟" یحییٰؑ نے جواب دیا کہ "میں ایلیاہ نہیں ہوں"۔ جس کی تصریح انجیل یوحنا، باب ۱ میں موجود ہے،

اور اس کے برعکس انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۴ میں حضرت عیسیٰؑ کا قول حضرت یحییٰؑ کے حق میں یوں بیان کیا گیا ہے:-

"اور چاہو تو مانو، ایلیاہ جو آنے والا تھا یہ ہی ہے"

اور انجیل متی باب ۱۷ آیت ۱۰ میں ہے کہ

"شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہ[ش] کیوں کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضرور ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ ایلیاہ البتہ آئے گا، اور سب کچھ بحال کرے گا، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا، اور انھوں نے اُسے نہیں پہچانا، بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا، اسی طرح ابن آدم بھی اُن کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائے گا، تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے"۔ (آیت ۱۰ تا ۱۳)

[ل] (۱۰ بجے) یاد رہے کہ یہاں پطرس کا نام شمعون مذکور ہے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں ۱۲

[ک] آیت ۱۳، [ک] آیت ۱۰، [ک] آیت ۱۹ تا ۲۱،

[ش] "فقیہ" اور "کاتب" سے مراد انجیل میں یہود کے علماء ہوتے ہیں ۱۲

[ت] انجیل میں حضرت یحییٰؑ کا نام "یوحنا المعمد" مذکور ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں عبارتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یحییٰ ہی موعود ایلیاء ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ یحییٰ اور عیسیٰ کے اقوال میں تناقض پیدا ہو گیا۔

عیسائیوں کی کتابوں کی رُو سے حضرت عیسیٰ مسیح موعود ثابت نہیں ہوتے

اگر کوئی شخص عیسائیوں کی کتابوں میں غور کرے تو اس کے لئے یہ یقین کرنا ممکن نہیں ہے کہ عیسیٰ مسیح موعود ہیں، اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ہم چار باتیں تمہید کے طور پر عرض کرتے ہیں،

پہلی بات یہ کہ جس وقت یہوئیقیم بن یوسیاہ نے وہ صحیفہ جس کو باروخ علیہ السلام نے ارمیاء علیہ السلام کی زبان لکھا تھا جلا ڈالا، تو ارمیاء علیہ السلام کی جانب یہ وحی آئی[1] اس لئے یہوئیقیم کی نسبت اللہ نے فرمایا کہ اس کی نسل میں کوئی نہ رہے گا جو داؤد کے تخت پر بیٹھے۔

جس کی تصریح کتاب ارمیاء باب ۳۶ میں یہ لکھی ہے کہ مسیح کیلئے داؤد کے تخت پر بیٹھنا ضروری ہے جیسا کہ لوقا نے حضرت جبرئیل کی گفتگو نقل کرتے ہوئے ان کا قول نقل کیا ہے "اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا"

دوسری بات یہ کہ مسیح علیہ السلام کی آمد اُن سے پہلے ایلیاء کے آنے پر مشروط تھی، چنانچہ یہودیوں کے عیسیٰ کو نہ ماننے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ایلیاء نہیں آیا حالانکہ پہلے اس کا آنا ضروری ہے، خود حضرت مسیح بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے ایلیاء کی آمد ضروری ہے، مگر وہ کہتے ہیں کہ ایلیاء آچکا ہے، لیکن لوگوں نے اس کو نہیں پہچانا، اور ایلیاء خود اپنے ایلیاء ہونے کا انکار کرتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ عیسائیوں کے نزدیک معجزات اور خوارق عادات اس کا ظاہر

---

[1] حضرت ارمیاء علیہ السلام نے اپنی وحی کو ایک صحیفہ میں لکھ کر اپنے نائب حضرت باروخ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ اُسے جا بجا سناتیں، اس صحیفہ میں بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کی بنا پر سخت تعزیر کے عذاب کی پیشگوئی تھی، بادشاہ وقت یہوئیقیم نے جب یہ سنا تو اُسے جلا ڈالا، یہی واقعہ باب ۳۶ میں مذکور ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا ایمان کی دلیل بھی نہیں، چہ جائے کہ نبوت کی دلیل ہو، اور اس سے بھی بڑھ کر معبود ہونے کی دلیل ہو سکے، جیسا کہ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۴ میں حضرت عیسیٰ کا قول یوں نقل کیا ہے۔

"کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے، اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں"

اور تھسلنیکیوں کے نام دوسرے خط کے باب ۲ آیت ۹ میں پولس کا قول دجال کے حق میں مذکور ہے کہ:۔

"جس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ ہو"

چوتھی بات یہ ہے کہ جو شخص غیر اللہ کی پرستش کا داعی ہو خواہ ربوبیت کے حکم کے بموجب وہ واجب القتل ہے، خواہ کتنے ہی بڑے معجزات والا ہو، اور خدائی کا دعویدار تو اس سے بھی زیادہ قبیح ہے، اس لئے کہ وہ بھی غیر اللہ کی دعوت دینے والا ہے، کیونکہ یقینی طور پر وہ خود غیر اللہ ہے، (جیسا کہ باب ۲ میں دلائل سے معلوم ہو لے والا ہے) اور اپنی عبادت کی بھی دعوت دے رہا ہے۔

ان چاروں مقدمات کے معلوم ہونے کے بعد اب ہم کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام انجیل متی کے بیان کردہ نسب کے مطابق یہوذا یعقیم کے بیٹے ہیں، اس لئے وہ پہلے مقدمہ کے بموجب داؤد علیہ السلام کی کرسی پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہیں، اور ان سے پہلے ایلیا بھی نہیں آئے، جیسا کہ یحییٰ کا اعتراف ہے کہ میں ایلیا نہیں ہوں، اس کے خلاف جو بھی بات کہی جائے گی وہ ماننے کے قابل ہرگز نہیں ہو سکتی، اور یہ بات عقلاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محال ہے کہ ایلیا، خضا کا پیغمبر اور صاحب الہام ہو، اور خود اپنے کو نہ پہچانتا ہو، اس لئے دوسری صدی کی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام مسیح موعود نہیں ہو سکتے اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ نے خود خدائی کا دعویٰ کیا تھا اس لئے چوتھے مقدمہ کے مطابق وہ واجب القتل ہوئے۔

اور جو معجزات انجیلوں میں نقل کئے گئے ہیں اوّل تو مخالفین کے نزدیک صحیح نہیں ہیں، اور بالفرض اگر ان کو صحیح مان بھی لیا جائے تو وہ بھی ایمان کی دلیل نہیں ہو سکتے، چہ جائے کہ ان کو دلیل نبوت مانا جائے، لہٰذا یہودی نعوذ باللہ ان کو قتل کرنے میں ذرا بھی قصوروار نہیں قرار دیے جا سکتے۔

پھر اس مسیح میں جس کے عیسائی معتقد ہیں اور اس مسیح میں جو یہودیوں کے خیال میں مسیح تھا کیا فرق ہوگا، اور یہ کیسے پتہ چلے کہ پہلا مسیح تو سچا اور دوسرا جھوٹا ہے، جبکہ دونوں میں سے ایک اپنی سچائی کا مدعی ہے، اور دونوں مسلّمہ طور پر صاحب معجزات بھی ہیں، اس لئے ایسی کوئی امتیازی علامت ضروری ہے جو مخالف پر حجت ہو سکے۔

اللہ کا ہزاروں ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس ہلاکت اور خطرہ سے نجات بخشی، چنانچہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم خدا کے سچے نبی اور مسیح موعود تھے، جو خدائی کے دعوے سے قطعاً پاک اور بری تھے، اس سلسلہ میں عیسائیوں نے ان پر کھلا بہتان رکھا اور تہمت لگائی ہے۔

اختلاف ۵۸ تا ۶۱ انجیل متی باب ۱۱ اور انجیل مرقس باب اور انجیل لوقا باب میں اس طرح کہا گیا ہے۔

لہ فاک بدین گستاخی ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیرے آگے تیار کرے گا"

تینوں انجیل والوں نے عیسائی مفسرین کے دعویٰ کے بموجب اس قول کو کتاب ملاکی باب ۳ آیت ۱ سے نقل کیا ہے اور وہ حسب ذیل ہے :۔

"دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا"

دیکھئے اصل اور نقل میں دو لحاظ سے شدید اختلاف ہے، اول تو لفظ "تیرے آگے" تینوں انجیلوں میں زائد ہے، جو ملاخیا علیہ السلام کے کلام میں موجود نہیں ہے، دوسرے ملاخیا کا کلام دوسرے جملہ میں ضمیر متکلم کے ساتھ ہے، اور تینوں انجیل والوں نے ضمیر خطاب سے نقل کیا ہے،

ہورن اپنی تفسیر جلد ۲ میں ڈاکٹر ریڈلف کا قول نقل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :۔

"مخالفت کا سبب آسانی سے بیان کرنا ممکن نہیں ہے، سوائے اس کے کہ قدیم نسخوں میں کچھ تحریف کی گئی ہے"

یہ بھی اختلاف ہے جو تینوں انجیلوں کے درمیان پایا جاتا ہے،

اختلاف ۶۴ تا ۶۷

انجیل متی باب ۲ کی آیت ۶ و کتاب میکاہ کے باب ۵ آیت ۲ کی مخالفت اور کتاب اعمال الحواریین کے باب ۷ کی ۱۴ آیات نمبر ۲۵ تا ۲۸، عربی ترجمہ بائبل کے بموجب زبور نمبر ۱۱ کی ۴ آیات، اور دوسرے ترجمہ کے اعتبار سے زبور نمبر ۱۶ کی آیت ۸ تا ۱۱ کے مخالف ہیں ..... اور عبرانیوں کے نام خط

۱؎ گورنس نے تصریح کی ہے کہ یہ قول یسعیاہ نبی کی کتاب سے اخذ کیا ہے، باقی دو میں کوئی حوالہ نہیں ۱۲

۲؎ اس اختلاف کو دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیے کتاب ہذا صفحہ ۲۵۹ اور اس کا حاشیہ ۔

۳؎ کتاب اعمال میں ہے "میں خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا، کیونکہ وہ میری داہنی طرف ہے تاکہ مجھے جنبش نہ ہو اسی سبب سے میرا دل خوش ہوا، اور میری زبان شاد، بلکہ میرا جسم بھی امید میں بسا رہیگا ..... تو نے مجھے زندگی کی راہیں بتائیں" (۲: ۲۵ و ۲۸) اور زبور میں ہے "میں نے خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے، (باقی بقیہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب کی تین آیات نمبر ۱۰، (عربی تراجم کی رُو سے) زبور نمبر ۳۱ یا دوسرے تراجم کے اعتبار سے) زبور نمبر ۳۲ کی تین آیتوں کے خلاف ہیں[۱]۔

اور کتاب اعمال الحواریین کے باب ۱۵ کی آیات نمبر ۱۶، ۱۷، کتاب عاموس کے باب ۹ کی آیات نمبر ۱۱ و ۱۲ کے مخالف ہیں[۲]۔ عیسائیوں کے مفسرین نے ان مقامات کے اختلاف کو تسلیم کیا ہے، اور یہ اعتراف کیا ہے کہ عبرانی نسخہ میں تحریف ہوئی ہے اور اختلافات اگرچہ بہت ہیں مگر میرے مختصر کرنے پر ۲۴ رہتے ہیں۔

اختلاف ۱۰۸ کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے باب کی آیت ۹ میں ہے کہ:۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) چونکہ وہ میرا (پولس کا) دشمن ہے اس لئے مجھے جنبش نہ ہوگی۔ اسی سبب سے میرا دل خوش اور میری روح شاداں ہے اور میرا جسم بھی امن و امان میں رہیگا..... تو مجھے زندگی کی راہ دکھائیگا" (۱۶: ۸ تا ۱۱) خط کشیدہ الفاظ میں اختلاف ظاہر ہے ۱۲

[۱] عبرانیوں کے نام "تو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا، مگر میرے لئے ایک بدن تیار کیا، سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تو خوش نہ ہوا، تب کہا اے خدا تیری مرضی بجا لانے کو میں آیا ہوں" (۱۰: ۵ تا ۷) اور زبور کہا "قربانی اور نذر کو تو پسند نہیں کرتا، تو نے میرے کان کھول دیئے ہیں، سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی تو نے طلب نہیں کی..... اے میرے خدا میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے، بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے" (۴۰: ۶ تا ۸)

[۲] کتاب اعمال، "میں پھر آکر داؤد کے گرے ہوئے خیمہ کو اٹھاؤں گا، اور اس کے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کر کے اسے کھڑا کروں گا، تاکہ باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں خداوند کو تلاش کریں" اور عاموس "میں اس روز داؤد کے گرے ہوئے مسکن کو کھڑا کر کے اس کے رخنوں کو بند کروں گا، اور اس کے کھنڈر کی مرمت کر کے اس کو پہلے کی طرح تعمیر کروں گا، تاکہ وہ ادوم کے بقیہ اور ان سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں قابض ہوں" (۹: ۱۱، ۱۲)۔ اختلاف ظاہر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلکہ جیسا کہ لکھا ہے ویسا ہی ہوگا کہ جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں، وہ سب خدا نے اپنی محبت رکھنے والوں کیلئے تیار کر دیں"

عیسائی مفسرین کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب یسعیاہ کے باب ۶۴ آیت ۴ سے منقول ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"کیونکہ ابتدا ہی سے نہ کسی نے سنا نہ کسی کے کان تک پہنچا، اور نہ آنکھوں نے تیرے سوا کسی خدا کو دیکھا جو اپنے انتظار کرنے والے کے لئے کچھ کرے"

ان دونوں عبارتوں میں فرق ہے، عیسائی مفسرین اس اختلاف کو تسلیم کرتے ہیں اور تحریف کی نسبت کتاب یسعیاہ کی جانب کرتے ہیں،

اختلاف ۶۹

متی نے اپنی انجیل کے باب ۸ میں لکھا ہے کہ:۔

"عیسیٰ علیہ السلام جب پرلے سے نکلے تو راہ میں دو اندھوں کو بیٹھا ہوا دیکھا اور ان کو اندھے پن سے شفا دی"

اس کے برعکس مرقس نے اپنی انجیل کے باب ۸ میں یوں لکھا ہے:۔

"تو تماؤس کا بیٹا برتماؤس اندھا فقیر راہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا"

پھر اسے شفا دینے کا واقعہ مذکور ہے،

اختلاف ۷۰

متی نے باب ۹ میں لکھا ہے کہ:۔

"عیسیٰ علیہ السلام جب گدریوں کی بستی کی طرف آئے تو اکی ملاقات دو دیوانوں سے ہوئی جو قبروں سے نکل رہے تھے، پھر مسیح نے ان دونوں کو شفا دی"

لہ یہ آیات ۲۹ تا ۳۳ کا مفہوم ہے ۱۲ لہ آیت ۲۸ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے خلاف مرقس نے باب ۵ میں اور لوقا نے باب ۸ میں لکھا ہے کہ ۔

"ان سے ایک دیو زاد ملا جو قبروں سے نکل رہا تھا، پھر انھوں نے اس کو شفا دی"

اختلاف ۱۷ متی نے باب ۱۲ میں لکھا ہے کہ ۔

"یسوع علیہ السلام نے دو شاگردوں کو گدھی اور اس کا بچہ لانے کے لئے گاؤں کی طرف بھیجا اور ان دونوں پر سوار ہوئے"

اور باقی ان تینوں انجیل والوں نے لکھا ہے کہ ۔

"صرف گدھی کا بچہ لانے کے لئے کہا، اور جب وہ لے آئے تو آپ اس پر سوار ہوئے"

اختلاف ۱۸ مرقس نے باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ ۔

"کچھ پتے اور خشک کا پھل دکھائی دیا کہ تھے"

اور متی باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ ۔

"وہ دکھائی تھے اور نہ پتے تھے"

اختلاف ۱۹ تا ۲۵ جو شخص انجیل مرقس کے باب اور انجیل متی کے باب ۱۴ اور انجیل یوحنا کے باب ۱۸ کا مقابلہ کرے گا اس کو حوالیوں کے اسلام لانے کی کیفیت میں حسب ذیل اختلافات نظر آئیں گے ۔

متی اور مرقس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۔

۱؎ مرقس ۵: ۲ و لوقا ۸: ۲۷، یاد رہے کہ اردو ترجموں میں "دیو زاد" کی بجائے "جن میں بدروحیں تھیں" کے الفاظ ہیں ۲ ۲؎ آیت ۲ ۔ ۳؎ مرقس ۱۱: ۱، ۲ و لوقا ۱۹: ۲۹ تا ۳۵ و یوحنا ۱۲: ۱۴ ۔

۴؎ آیت ۶ ۔ ۵؎ آیت ۱۸ و ۱۹ ۔ ۶؎ آیات ۱۸ تا ۲۲ ۔ ۷؎ آیت ۲۰: ۱۹ ۔

۸؎ یہاں سے اختلاف نمبر ۱۸ تک کسی جگہ انجیل کی عبارتیں بعینہٖ نقل نہیں کی گئیں بلکہ مفہوم کے بیان

میں نے باہم اختلاف کیا ہے اگرچہ دو راویوں کے درمیان ہوں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات پطرس اور اندراوس و یعقوب اور یوحنا سے گلیل کی جھیل کے کنارے ہوئی، مسیح نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انھوں نے مسیح کی اتباع کی"

اور یوحنا[1] کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ:

"یعقوب کے سوا دوسروں سے دریائے اردن کے پار ملاقات ہوئی"

ویتی الاہ مرقس کہتے ہیں کہ:

"پہلے پطرس اور اندراوس سے گلیل کی جھیل پر ملاقات ہوئی، پھر کچھ دور کے بعد یعقوب اور یوحنا اسی جھیل پر ملے"

اور یوحنا لکھتا ہے کہ:

"پہلے یوحنا اور اندراوس سے اردن کے پار ملاقات ہوئی، پھر پطرس اپنے بھائی اندراوس کی ہدایت پر حاضر ہوا، پھر اگلے روز مسیح نے گلیل کی جانب جانے کا ارادہ کیا تو فیلپس آکر ملا، پھر اس کی ہدایت پر نتنی ایل حاضر ہوا"

یوحنا کے اس بیان میں یعقوب کا ذکر نہیں،

(۲) متی اور مرقس دونوں کہتے ہیں کہ:

"مسیح جب ان سے ملے ہیں تو ہم لوگ جال ڈالتے اور اس کی درستی میں مشغول تھے"

اور یوحنا جال کا قطعی ذکر نہیں کرتا، بلکہ یہ بیان کرتا ہے کہ:

"یوحنا اور اندراوس نے یحییٰ سے عیسیٰ کی تعریف سنی اور دونوں خود مسیح کی خدمت

---

[1] آیت ۴۰ تا ۴۲، کیونکہ یوحنا نے ان حضرات سے ملاقات کا واقعہ گلیل جانے سے پہلے اردن کے پار رہنے کے وقت بیان کیا ہے،

[2] آیت ۳۲ تا ۳۵،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہوئے، پھر پطرس اپنے بھائی کی ولایت پر حاضر ہوا۔

لڑکی کو زندہ کیا یا شفا دی
اختلاف ۷۶

جو شخص انجیل متی کے باب ۹ کا مقابلہ انجیل مرقس کے باب ۵ سے کرے گا جس میں رئیس کی بیٹی کا واقعہ مذکور ہے تو بڑا اختلاف پائے گا، پہلی انجیل کا بیان یہ ہے کہ:

"رئیس مسیح کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیٹی مرگئی[1]"

دوسری انجیل کہتی ہے:۔

"وہ آیا اور کہا کہ میری بیٹی مرنے کے قریب[2] ہے، پھر یسوع اس کے ہمراہ گئے۔ پھر جب یہ لوگ مکان میں تھے تو رئیس کے لوگ پہنچے اور انھوں نے اس کے مرنے کی خبر دی[3]"

پچھلے محققین اس موقع پر معنوی اختلاف تسلیم کرتے ہیں کچھ لوگوں نے پہلی انجیل کے بیان کو ترجیح دی، اور بعض نے دوسری کے بیان کو، اور بعض لوگوں نے اس سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ متی انجیل کا کاتب نہیں ہوسکتا، ورنہ وہ بحال حال نہ لکھتا، لوقا کا بیان قصہ کے سلسلہ میں مرقس کے موافق ہے، مگر وہ کہتا ہے کہ رئیس کے گھر سے آکر موت کی اطلاع دینے والا ایک شخص تھا[4]

مسیحی علماء میں اس لڑکی کی موت آج تک معرکہ بنی ہوئی ہے، اور ان کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ وہ لڑکی حقیقت میں مرگئی تھی یا نہیں؟ فاضل نیندر اس کی موت کا قائل نہیں ہے، بلکہ اس کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ صرف دیکھنے میں مُردہ نظر آتی تھی،

---

[1] متی ۹: ۱۸، [2] مرقس ۵: ۲۳، [3] آیت ۳۵،

[4] لوقا ۸: ۴۹، حالانکہ مرقس کا بیان یہ ہے کہ اطلاع دینے والے کئی آدمی تھے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع میں مری نہیں تھی،

بائبل اور شیلی میئر اور شاشن کہتے ہیں کہ وہ مری نہیں تھی، بلکہ بیہوشی کی حالت میں تھی، ان کے قول کی تائید مسیح کا یہ ظاہری قول کرتا ہے کہ بچی مری نہیں ہے بلکہ سو رہی ہے[1] ان لوگوں کی رائے کے بموجب پھر اس واقعہ سے مُردے کو زندہ کرنے کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا

لاٹھی ساتھ لینے کی ممانعت اختلاف نمبر ۷۷

انجیل متی کے باب ۱۰ آیت ۱۰ اور انجیل لوقا کے باب ۹ آیت ۳ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسیح نے جب حواریوں کو روانہ کیا تو ان کو اپنے ساتھ لاٹھی رکھنے سے منع کیا[2]، انجیل مرقس باب ۶ آیت ۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے ان کو لاٹھی لینے کی اجازت دی تھی[3]

حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ کو کب پہچانا؟ اختلاف ۷۸

انجیل متی کے باب ۳ میں لکھا گیا ہے کہ:۔

جب عیسیٰ یحییٰ کے پاس اصطباغ[4] کے لئے آئے تو یحییٰ نے ان کو یہ کہہ کر منع کیا کہ میں خود آپ سے اصطباغ لینے کا محتاج ہوں اور آپ میرے پاس آتے ہیں! پھر عیسیٰ نے ان سے اصطباغ لیا، اور

---

[1] لوقا ۸: ۵۳ و مرقس ۵: ۳۹

[2] راستہ کے لئے نہ جھولی لینا، نہ روٹی، نہ جوتیاں، نہ لاٹھی" (لوقا ۹: ۱-۳)

[3] راستہ کے لئے لاٹھی کے سوا کچھ نہ لو" (مرقس ۶: ۸)

[4] اصطباغ Baptism عیسائیوں کی ایک رسم ہے کہ وقت کا بزرگ ترین شخص لوگوں کو پانی یا کسی رنگ میں نہلاتا ہے، عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اس طرح گناہ دھلتے ہیں، کوئی شخص نیا نیا عیسائی ہوتا ہے تو اس کو سب سے پہلے اصطباغ دیا جاتا ہے، اردو بائبل میں اس کو "بپتسمہ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے، اس رسم کی پوری تفصیل راقم الحروف نے مقدمہ میں بیان کر دی ہے ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی میں چلے، پھر آپ پر کبوتر کی شکل میں خدا کی روح نازل ہوئی ۔

اور انجیل یوحنا کے باب میں یوں ہے[1] کہ:

"یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے، اور وہ اس پر ٹھہر گیا، اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا، مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے"۔

اور انجیل متی کے باب ۱۱ میں یوں ہے:

"اور یوحنا[2] نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کا حال سنکر اپنے شاگردوں کی معرفت کہلا بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے، یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں"۔

پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ[3] عیسیٰ کو نزول روح کے پہلے سے جانتے تھے، اس کے برعکس دوسری عبارت یہ کہتی ہے کہ نزول روح سے پہلے بالکل واقف نہ تھے، بعد میں پہچانا، تیسری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول روح کے بعد بھی ان کو نہیں پہچانا[4]۔

مصنف میزان الحق نے اپنی کتاب حل الاشکال کے صفحہ ۱۳۲ پر پہلی دونوں عبارتوں کی ایسی توجیہ کی ہے جس کی تردید استبصار کے مصنف نے کامل طور پر کر دی ہے۔

---

[1] آیت ۳۲ و ۳۳،

[2] یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام ۱۲

[3] کیونکہ آپ نے بپتسمہ دینے سے اسی بنا پر انکار کیا ۱۲

[4] اسی لئے شاگردوں کو بھیجا ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ تردید مجھ تک پہنچی، اسی طرح میں نے بھی اس کی تردید اپنی کتاب ازالۃ الشکوک میں کی ہے[1]، چونکہ تو جیہہ مذکور کمزور تھی، اور اس سے متی کی دونوں عبارات کا اختلاف دور نہیں ہوتا تھا، اس لئے میں نے تطویل کے اندیشے سے اسے یہاں ترک کر دیا۔

اختلاف ۷۹ انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۱۴ میں مسیح کا قول اس طرح مذکور ہے۔

"میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں"

اور اسی انجیل باب ۸ آیت ۱۴ میں یوں ہے کہ۔

"اگرچہ میں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچی ہے"

اختلاف ۸۰ انجیل متی باب ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیٹی کی شفا کے لئے فریاد کرنے والی عورت کنعان کی رہنے والی تھی[2]،

اس کے برعکس انجیل مرقس کے باب ۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسل کے لحاظ سے یونانی اور خاندانی اعتبار سے سورفینیقی تھی[3]،

حضرت عیسیٰ نے کتنوں کو شفا دی؟ اختلاف ۸۱ مرقس باب ۷ میں لکھا ہے۔

"عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک شخص کو اچھا کیا تھا جو بہرا اور گونگا تھا[4]"

اس کے برخلاف متی نے باب ۱۵ میں اس ایک کو بڑی جماعت کے ساتھ تعبیر کیا ہے، اور کہتا ہے کہ۔

---

[1] ص ۳۸۳ ج اول، اس موقع پر مصنفؒ نے بڑی قیمتی بحث فرمائی ہے، شائقین ضرور مطالعہ کریں،

[2] "اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکل آئی" (۱۵: ۲۲) [3] آیت ۲۶،

[4] آیات ۳۲ تا ۳۵، [5] آیت ۳۰، حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک بڑی بھیڑ لنگڑوں، اندھوں، گونگوں، ٹنڈوں اور بہت سے اور بیماروں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے پاس آئی اور ان کو اس کے پاؤں میں ڈال دیا، اور اس نے انھیں اچھا کر دیا"

انجیل کی غیر معمولی مبالغہ آرائی یہ مبالغہ ایسا ہی ہے جس قسم کا مبالغہ چوتھی انجیل والے نے اپنی انجیل کے آخر میں کیا ہے کہ:۔

"اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں اُن کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی"

ملاحظہ کیجئے ان صاحب کی خیال آرائی اور بلند پروازی کو، ہمارا خیال تو اس کے برعکس یہ ہے کہ یہ ساری کتابیں ایک چھوٹی سی کوٹھری کے ایک گوشہ میں سما سکتی ہیں، مگر چونکہ یہ لوگ عیسائیوں کے نزدیک صاحب الہام ہیں اور ان کی ہر بات الہامی ہوتی ہے، اس لئے اس کے سامنے کوئی کیا بول سکتا ہے!

اختلاف نمبر ۸۲ انجیل متی باب ۲۶ میں ہے کہ مسیح نے حواریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

"تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا، وہ بہت دل گیر ہوئے، اور ہر ایک نے کہا کیا اے خداوند کیا میں ہوں؟ اس نے جواب میں کہا جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا ہے، وہی مجھے پکڑوائے گا..... یہوداہ نے جواب میں کہا اے ربی! کیا میں ہوں؟ اس نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا"[1]

اس کے برعکس انجیل یوحنا باب ۱۳ میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:۔

---

[1] یوحنا ۲۱: ۲۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائے گا، شاگرد شبہ کرنے کہ وہ کس کی نسبت کہتا ہے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص جس سے یسوع محبت رکھتا تھا یسوع کے سینے کی طرف جھکا ہوا کھانا کھانے بیٹھا تھا، پس شمعون پطرس نے اس سے اشارہ کر کے کہا کہ بتا تو وہ کس کی نسبت کہتا ہے؟ اس نے اسی طرح یسوع کی چھاتی کا سہارا لے کر کہا کہ اے خداوند! وہ کون ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈبو کر دوں گا وہی ہے، پھر اس نے نوالہ ڈبویا، اور لے کر شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دیا"

اختلاف نمبر ۸۳ متی نے یہوداہ کے عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کا حال لکھتے ہوئے باب ۲۶ میں ذکر کیا ہے کہ:۔

"یہوداہ نے یہودیوں کو یہ علامت بتائی تھی کہ جس کو میں بوسہ دوں، اس کو تم گرفتار کر لینا، پھر اس کے جو راہ آیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے آگے آ کر کہا کہ اے ربی! اے آقا، اور اس کو بوسہ دیا، پھر یہودیوں نے مسیح کو گرفتار کر لیا"[1]

اس کے خلاف انجیل یوحنا باب ۱۸ میں اس طرح[2] ہے کہ:۔

"پس یہوداہ سپاہیوں کی پلٹن اور سردار کاہنوں اور فریسیوں سے پیادے لے کر مشعلوں اور چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا، یسوع ان سب باتوں کو جو اس کے ساتھ ہونے والی تھیں جان کر باہر نکلا اور ان سے کہنے لگا کہ کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے اسے جواب دیا، یسوع ناصری کو، یسوع نے ان سے کہا میں ہی ہوں اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی ان کے ساتھ کھڑا تھا، اس کے یہ کہتے ہی کہ میں ہی ہوں

---

[1] یہ آیت ۴۸، ۳، ۵ کا مفہوم ہے ۱۲ [2] آیات ۲، ۳، ۱۲ ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی ہوں، وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے، پس اس نے اُن سے پھر پوچھا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو؟ انھوں نے کہا یسوع ناصری کو، یسوع نے جواب دیا کہ میں تم سے کہہ تو چکا... کہ میں ہی ہوں، پس اگر مجھے ڈھونڈتے ہو تو انھیں جانے دو ..... تب سپاہیوں اور ان کے صوبیدار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا۔

پطرس کا انکار
اختلاف نمبر ۸۴

چاروں اناجیل والے پطرس کے انکار[1] کے سلسلہ میں آٹھ لحاظ سے اختلاف کر رہے ہیں۔

(۱) متی[2] اور مرقس[3] کی روایت کے مطابق پطرس کو حضرت عیسیٰ کا شاگرد قرار دینے والی دو لڑکیاں تھیں اور کچھ پاس کھڑے ہوئے مرد، اور لوقا[4] کی روایت کے مطابق ایک باندی اور چند مرد تھے،

---

[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بروایت انجیل گرفتار ہونے سے ایک روز پہلے پطرس سے کہا تھا کہ تم مرغ کی اذان دینے سے پہلے تین مرتبہ مجھے پہچاننے سے انکار کرو گے، چنانچہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو گرفتار کیا تو پطرس ان کے پیچھے پیچھے گئے، اور تین یہودیوں نے انھیں باری باری آگ کی روشنی میں دیکھ کر کہا کہ یہ بھی ان کا ساتھی ہے، مگر پطرس نے ہر بار حضرت عیسیٰ کا ساتھی ہونے اور آپ کو پہچاننے سے انکار کیا، اتنے میں مرغ بول پڑا تو انھیں حضرت عیسیٰ کی کہی ہوئی بات یاد آئی، مصنف یہاں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں ۱۲ تقی

[2] متی ۲۶: ۶۹ تا ۷۵،

[3] مرقس ۱۴: ۶۶ تا ۷۲، میں مذکور ہے کہ ایک لونڈی نے دو مرتبہ یہ بات کہی، پھر آخر میں پاس کھڑے ہونے والوں نے بھی اس کی تصدیق کی ۱۲

[4] لوقا ۲۲: ۵۶ تا ۶۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ پہلی باندی کے سوال کرتے وقت متی کی روایت کے مطابق پطرس مکان کے صحن میں تھے، اور لوقا کی روایت کے بموجب مکان کے درمیان تھے، اور مرقس کے بیان کے موافق مکان کے نیچے کے حصہ میں اور یوحنا کے قول کے مطابق اندر،

④ پطرس سے کیا سوال کیا گیا؟ اس میں چاروں انجیلوں کا اختلاف پایا جاتا ہے،

④ مرغ کا بولنا متی اور لوقا اور یوحنا کے روایت کے مطابق صرف ایک مرتبہ ہوا یعنی جبکہ پطرس تین مرتبہ انکار کر چکا، اور مرقس کے بیان کے مطابق تین مرتبہ، ایک دفعہ پہلے انکار کے بعد اور دو مرتبہ دوبارہ انکار کے بعد،

⑤ متی اور لوقا کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پطرس سے کہا تھا کہ تو مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا، اور مرقس کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ تو مرغ کے دو مرتبہ بولنے سے پہلے تین مرتبہ میرا انکار کرے گا،

⑥ پطرس کا جواب اس باندی کو جس نے پہلے سوال کیا تھا متی کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ "میں نہیں جانتا کہ تو کیا کہتی ہے" اور یوحنا کی روایت کے مطابق صرف "میں نہیں ہوں" تھا، اور مرقس کی روایت کے بموجب "میں تو نہ جانتا اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے" اور لوقا کے بیان کے موافق "اے عورت میں اس کو نہیں جانتا"

لہ آیت ۶۹، ۷۰ آیت ۵۵، ۷۰ آیت ۶۹، ۷۰ یوحنا ۱۸: ۱۶، ۱۷،

ہ یوحنا میں ہے کہ "کیا تو بھی اس شخص کے شاگردوں میں سے ہے؟" (۱۸: ۱۷) لوقا میں ہے کہ لونڈی نے سوال نہیں کیا، اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "یہ بھی اس کے ساتھ تھا" مرقس اور متی کا بیان ہے کہ خود پطرس سے خطاب کر کے کہا "تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا"

لہ متی ۲۶: ۲۵ و لوقا ۲۲: ۳۴،

ہ مرقس ۱۴: ۳۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) متی کی روایت کے مطابق پطرس نے دوسرے سوالی کا جواب قسم کھا کر اس طرح دیا "میں اس آدمی کو نہیں جانتا" اور یوحنا کی روایت کے مطابق اس کا قول یہ تھا کہ "میں نہیں ہوں" اور مرقس کی روایت کے مطابق فقط انکار اور لوقا کی روایت کے مطابق "میاں میں نہیں ہوں"۔

(۸) کھڑے ہوئے لوگ مرقس کے بیان کے مطابق سوال کے وقت گھر سے باہر تھے اور لوقا کے کہنے کے موافق وہ صحن کے درمیان میں تھے۔

اختلاف نمبر ۸۵ انجیل لوقا باب ۲۳ میں ہے کہ:۔

"اور جب اس کو (یعنی حضرت مسیح کو) لئے جاتے تھے تو انہوں نے شمعون نام ایک کرینی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کر صلیب اس پر رکھ دی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے چلے"

اور انجیل یوحنا باب ۱۹ میں اس کے برعکس یوں ہے کہ:۔

"پس وہ یسوع کو لے گئے، اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ نکلا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے"

اختلاف نمبر ۸۶ پہلی تینوں انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بھی کے قریب صلیب پر تھے،

لہ آیت ۲۶ نیز متی ۲۷، ۳۲ و مرقس ۱۵، ۲۱ میں یہ تصریح بھی ہے کہ شمعون صلیب اٹھائے کھوپڑی کی جگہ تک گیا ۱۲ سکہ قیروان شہر کی جانب منسوب ہے،

سکہ متی ۲۷: ۴۵ و مرقس ۱۵: ۳۳ و لوقا ۲۳: ۴۴ کے عربی اور انگریزی ترجموں میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھانے کے بعد چھ بجے سے اندھیرا چھا گیا، اور اردو ترجموں میں ان سب مقامات "چھ بجے" کے بجائے "دوپہر کے قریب" کے الفاظ مذکور ہیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انجیل یوحنا[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ٹھیک اس وقت پیلاطس[2] کے دربار میں تھے،

اختلاف نمبر ۸۷ متی اور مرقس[3] ان دو چوروں کے بارے میں جن کو حضرت مسیح کے ہمراہ سولی دی گئی کہتے ہیں کہ:[4]

"وہ ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے اس پر لعن طعن کرتے تھے"[5]

لیکن لوقا کا بیان یہ ہے کہ ایک نے مسیح کو بے شرم کہا اور دوسرے نے ان سے چلا کر کہا

"اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا"[6]

پھر مسیح نے اس کو جواب دیا کہ:

"آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"[7]

اردو تراجم مطبوعہ ۱۸۲۹ء و ۱۸۴۴ء و ۱۸۴۴ء و ۱۸۴۶ء کے مترجموں نے متی اور مرقس کی عبارت میں تحریف کر ڈالی اور اختلاف رفع کرنے کے لیے تثنیہ کو مفرد سے بدل دیا[8]، یہ بات اُن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے، جس کے چھوٹنے کی امید نہیں ہے۔

---

[1] یوحنا ۱۹: ۱۴ کے اردو ترجمہ میں بھی "چھٹے گھنٹے" کے الفاظ ہیں ۱۲

[2] پیلاطس Pilate یہودیہ کا گورنر جو حضرت عیسیٰؑ کے آخری دور میں حکمران تھا ۱۲

[3] متی ۲۷: ۴۴، مرقس ۱۵: ۳۲،

[4] ۲۳، ۴۲، ۴۳،

[5] صرف یہی نہیں، اس سے پہلے یہ بھی ہے کہ جب پہلے نے آپ کو لعن طعن کیا تو دوسرے نے اُسے جھڑک کر جواب دیا کہ "کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا؟ حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے الخ" (۲۳: ۴۰)

[6] مگر موجودہ اردو ترجموں میں تثنیہ ہی کا صیغہ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نمبر ۸۸

انجیل متی کے باب ۲، ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اریحا سے روانہ ہو کر یروشلیم پہنچے، اور انجیل یوحنا باب ۱۱ و ۱۲[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ افرائیم سے چل کر بیت عین پہنچے جہاں پر رات گذاری پھر یروشلیم آئے،

حضرت عیسیٰ کا مُردوں کو زندہ کرنا اختلاف نمبر ۸۹

ان اناجیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر چڑھنے سے قبل تین مُردوں کو زندہ کیا، اوّل رئیس کی بیٹی کو، جیسا کہ پہلی تینوں انجیلوں والے نقل کرتے ہیں، دوسرے وہ مُردہ جس کو فقط لوقا اپنی انجیل کے باب ۷[2] میں نقل کرتا ہے تیسرا لعزر جس کو صرف یوحنا اپنی انجیل کے باب ۱۱ میں نقل کرتا ہے،

مگر کتاب الاعمال باب ۲۶ میں لکھا گیا ہے کہ:۔

"مسیح کو دُکھ اٹھانا ضرور ہے، اور سب سے پہلے وہی مُردوں میں سے زندہ ہو کر اس اُمت کو اور غیر قوموں کو بھی نور کا اشتہار دے گا"

اور کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۵، آیت ۲۰ میں لکھا ہے کہ:۔

"مسیح مُردوں میں سے جی اٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں ان میں پہلا پھل ہوا"

اور آیت ۲۲ میں ہے کہ:۔

"مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے، لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے، پہلے پھل مسیح، پھر مسیح کے آنے پر اس کے لوگ"

---

[1] آیت ۵۴، [2] آیات ۱۱ تا ۱۵، [3] آیات ۱۵ تا ۲۱، [4] آیت ۲۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تھسلنیکیوں کے نام پولس کے خط کے باب میں حضرت مسیح کے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا، تاکہ سب مُردوں میں اس کا اوّل درجہ ہو

یہ تمام اقوال مسیح سے پہلے کسی مرنے والے کے اُٹھنے کی نفی کر رہے ہیں، ورنہ مسیح سب سے پہلے اُٹھنے والے نہیں ہو سکتے اور اس معاملہ میں سب سے مقدم نہیں ہو سکتے، ورنہ پولس کے یہ اقوال کیونکر صادق ہو سکتے ہیں؟ (۱) وہ مُردوں میں سب سے پہلے کھڑا ہوگا، (۲) سونے والوں میں پہلوٹھا ہوگا، (۳) مسیح پہلوٹھا ہے اور مُردوں میں پہلا ہے،

اور وہ قول کیسے صادق ہوگا جو مشابہات کے باب آیت ۵ میں اس طرح ہے:

تو یسوع مسیح کی طرف سے جو سچا گواہ اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا

اس کے علاوہ وہ قول جو کتاب ایوب کے باب آیت ۹ میں اس طرح واقع ہے:

جیسے بادل چھٹ کر غائب ہو جاتا ہے، ویسے ہی وہ جو قبر میں اُترتا ہے پھر کبھی اوپر نہیں آتا، وہ اپنے گھر کو پھر نہ لوٹے گا، نہ اس کی جگہ اس کو پہچانے گی (آیات ۹ تا ۱۰)

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۸۵ء کے الفاظ یہ ہیں:

آبر پراکندہ شدہ نابود می شود بہمیں طور کسیکہ بقبر می رود برنمی آید، بخانہ اش دیگر برنخواہد گردید و مکانش دیگر ویرا نخواہد شناخت۔

ترجمہ "بادل پراگندہ ہو کر نابود ہو جاتا ہے، اسی طرح جو شخص قبر میں جاتا ہے، پھر باہر نہیں آتا، اس کے گھر میں کوئی دوسرا نہیں آئے گا، اور اس کی جگہ اس کے سوا کسی اور کو نہ پہچانے گی"

اور اسی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۱۲ میں ہے کہ:-

لہ کذا فی جمیع النسخ، صحیح ۱۲ ہے جیسا کہ مراجعت سے معلوم ہوتا ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پس آدمی لیٹ جاتا ہے اور اٹھتا نہیں، جب تک آسمان ٹل نہ جائے وہ بیدار نہ ہوں گے، اور نہ اپنی نیند سے جگائے جائیں گے"

پھر آیت ۱۳ میں ہے:

"اگر آدمی مرجائے تو کیا وہ پھر جئے گا؟"

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۹۳۸ء میں ہے:

"انسان میخوابد و نخواہد برخاست تا وقتیکہ آسمان محو نشود بیدار نخواہد شد و او از خواب خود نخواہد برخاست"

ترجمہ: انسان سو جاتا ہے اور نہیں اٹھے گا تاوقتیکہ آسمان نہ ہٹ جائے بیدار نہ ہوگا، اور نیند سے نہیں اٹھے گا۔

اور چودھویں آیت میں ہے:

"آدمی ہرگاہ بمیرد آیا زندہ می شود؟" "جب آدمی مرجاتا ہے تو کیا وہ زندہ ہوتا ہے؟"

ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح سے کبھی بھی مُردوں کو زندہ کرنے والا معجزہ صادر نہیں ہوا، اور نہیں کی پیش کو زندہ کرنے کے سلسلہ میں عیسائی علماء کا اختلاف آپ کو نمبر ۶ میں معلوم ہی ہو چکا ہے[1]۔

نیز ایوب کے اقوال[2] سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ مسیح کا مُردوں کے درمیان اٹھ کھڑا ہونا محض باطل ہے، اور ان کے مرنے اور سُولی دیئے جانے کا واقعہ ان

---

[1] کتاب ہذا، ص ۱۹۳ جلد ہذا

[2] یہ بات قدرے کمزور معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ کتاب ایوب میں ایک عمومی دستور بیان کیا گیا ہو، سمجھنے کی کوئی خاص صورت اس سے مستثنیٰ ہو سکتی ہو، اور اس سے تعارض لازم نہیں آتا۔ ناقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنوعی انجیلوں میں عیسائیوں کی من گھڑت کہانی ہے،

لیکن یہ یاد رہے کہ ہم نے مسیح کے احیاء موتی کے معجزہ کے انکار کے سلسلہ میں جو کچھ بھی کہا ہے وہ محض الزامی طور پر کہا ہے، جیسا کہ کتاب کے شروع میں آپ کو بتایا جا چکا ہے

حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ زندہ ہونا، اختلاف ۹۰

متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم مگدلینی اور دوسری مریمؑ جب قبر کے پاس پہونچیں تو خدا کا فرشتہ نازل ہوا اور پتھر قبر سے لڑھک گیا، اور وہ اس پر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا کہ تم ڈرو مت اور جلدی چلی جاؤ[1]

اور مرقس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں اور سلومی جب قبر کے پاس پہونچیں تو دیکھا کہ پتھر لڑھکا ہوا ہے، اور جب قبر میں داخل ہوئیں تو ایک سفید پوش جوان کو قبر میں داہنی جانب بیٹھا ہوا دیکھا،

اور لوقا کا بیان ہے کہ یہ جب پہونچیں تو پتھر کو لڑھکا ہوا پایا، پھر وہ قبر میں داخل ہوگئیں، مگر مسیح کا جسم نہ پایا تو حیران ہوگئیں، اچانک اپنے پاس دو شخصوں کو دیکھا کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں[2]

---

[1] یہ دونوں انجیلوں کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروکار تھیں، اور بزعم نصاریٰ آپ کی قبر پر زیارت کے لئے آئی تھیں،

[2] انھیں متی ۲۷: ۵۶ میں یوسیس کی ماں کہا گیا ہے، اور لوقا ۲۴: ۱۰ میں یعقوب کی ماں ۱۲

[3] پورے الفاظ ہیں ڈرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو ڈھونڈتی ہو جو مصلوب ہوا تھا، وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اپنے کہنے کے مطابق جی اٹھا ہے، آؤ یہ جگہ دیکھو جہاں خداوند پڑا تھا، اور جلد جا کر اس کے شاگردوں سے کہو کہ وہ مُردوں میں سے جی اٹھا ہے" (۲۸: ۵ تا ۷)

[4] ۱۶: ۹ و ۱۰ پھر اُس نے وہی بات کہی جو متی ۲۸: ۵ سے ہم نے نقل کی ۱۲ [5] لوقا ۲۴: ۲ تا ۴،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نمبر ۹۱

متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ نے جب دونوں عورتوں کو خبر دی کہ مسیح زندہ ہو گیا ہے تو وہ دونوں واپس ہوئیں، اور راستہ میں اُن سے مسیح کی ملاقات ہوئی، مسیح نے اُن کو سلام کیا، اور کہا کہ تم جاؤ اور میرے بھائیوں کو کہدو کہ وہ گلیل چلے جائیں، وہاں مجھ کو دیکھ سکیں گے[1]۔

اور لوقا کہتا ہے[2] کہ ان عورتوں نے جب دو شخصوں سے سُنا تو واپس ہوئیں اور گیارہ شاگردوں اور تمام شاگردوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی، مگر انھوں نے ان عورتوں کے بیان کو سچا نہیں مانا۔

اور یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ کی ملاقات مریم سے قبر کے پاس ہوئی[3]،

ایک شخص دوسرے کا گناہ اٹھائے گا؟ اختلاف ۹۲

انجیل لوقا کے باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ:۔

ہابیل کے خون سے لے کر اس زکریاہ کے خون تک جو قربان گاہ اور مقدس کے بیچ میں ہلاک ہوا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اسی زمانہ کے لوگوں سے باز پرس کی جائے گی[4]۔

اور کتاب حزقیال کے باب ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے عوض ماخوذ نہ ہوگا[5]،

اسی طرح تورات کے اکثر مقامات میں لکھا ہے کہ اولاد تین یا چار پشتوں تک باپ دادا کے گناہوں کے عوض ماخوذ ہوگی۔

---

[1] متی ۲۸: ۸ تا ۱۰ ، [2] لوقا ۲۴: ۹ تا ۱۱ ، [3] یعنی مگدلینی ، [4] لوقا ۱۱: ۵۰ تا ۵۱ ، یوحنا ۲۰: ۱۳ تا ۱۵ ،

[5] آیت ۱۰ ، [6] "جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائیگا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ اٹھائیگا" (حزقیال ۱۸: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نمبر ۹۳

تمتھیس کے نام پہلے خط کے باب ۲ آیت ۳ و ۴ میں ہے کہ:۔

"یہ بات ہمارے مبنی خدا کے نزدیک عمدہ اور پسندیدہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ سب آدمی نجات پائیں، اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں"

اور تھسلنیکیوں کے نام دوسرے خط کے باب ۲ آیت ۱۱ و ۱۲ میں ہے کہ:۔

"اسی سبب سے خدا ان کے پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بھیجے گا تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ ناراستی کو پسند کرتے ہیں، وہ سب سزا پائیں"

ملاحظہ کیجئے پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ تمام انسان نجات پائیں اور حق کی پہچان تک رسائی حاصل کریں، اور دوسری عبارت بتاتی ہے کہ خدا ان پر گمراہی کی تاثیر بھیجتا ہے، پھر وہ جھوٹ کو سچ ماننے لگتے ہیں، پھر وہ اس کی ان کو سزا دے گا، حالانکہ پروٹسٹنٹ کے علماء بعینہٖ یہی عیب دوسرے مذاہب میں نکالتے ہیں، اب ان معترضین کو اس کے سوا کیا کہا جائے کہ کیا خدا کا لوگوں کو پہلے گمراہ کرنا، پھر ان کو سزا دینا تمہارے نزدیک نجات اور معرفت حق حاصل کرنے کی کوئی قسم ہے؟

پولس کے عیسائی ہونے کا واقعہ اختلاف نمبر ۹۴ تا ۹۶

کتاب الاعمال کے باب ۹ و باب ۲۲ و باب ۲۶ میں پولس کے ایمان لانے کا حال لکھا ہے، اور تینوں ابواب میں کئی لحاظ سے اختلاف ہے۔ ہم اس

لہ یعنی انسانوں کو سنجیدگی اور دینداری کے ساتھ زندگی گذارنا (آیت ۲)

سلہ یہاں مصنف خاص طور سے علماء پروٹسٹنٹ کو اس لئے الزام دے رہے ہیں کہ وہ خدا کو خالق شر نہیں مانتے اور دن بدن کیتھولک فرقہ پر، نیز مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے مذہب پر یہ لازم آتا ہے کہ خدا ہدایت دینے کے بجائے گمراہ کیا کرتا ہے۔ سلہ اس اختلاف کو بخوبی سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ بائبل کے مطابق پولس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں صرف تین وجوہ نقل کرتے ہیں، البتہ اپنی کتاب ازالۃ الشکوک میں ہم نے دس وجوہ لکھی ہیں:۔

۱۔ باب ۹ میں ہے کہ:۔

"تو آدمی اس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے، کیونکہ آواز تو سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے"

اور باب ۲۲ میں یوں ہے کہ:۔

"اور میرے ساتھیوں نے نور تو دیکھا اور لیکن جو مجھ سے بولتا تھا اس کی آواز نہ سنی"

دیکھئے پہلی عبارت میں "آواز تو سنتے تھے" اور دوسری میں "آواز نہ سنی"۔ دونوں کس قدر مختلف ہیں!

۲۔ دوسرے باب ۹ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ اس سے خدا نے کہا کہ:۔

"اٹھ اور شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ سے کہا جائے گا"

اور باب ۲۲ میں بھی ہے کہ:۔

"خداوند نے مجھ سے کہا اٹھ کر دمشق میں جا، جو کچھ تیرے کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے وہاں تجھ سے سب کہا جائے گا"

لیکن باب ۲۶ میں اس طرح ہے کہ:۔

"اٹھ، اپنے پاؤں پر کھڑا ہو، کیونکہ میں اس لئے تجھ پر ظاہر ہوا ہوں کہ تجھے ان چیزوں کا بھی خادم اور گواہ مقرر کروں جن کی گواہی کے لئے میں تجھے اس اُمت اور غیر قوموں سے بچاتا رہوں گا جن کے پاس تجھے اس لئے بھیجتا ہوں کہ تو اُن کی آنکھیں

۱؎ ۲ آیت ۹ ، ۲؎ آیت ۹ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں، اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہو کر میراث پائیں۔

دیکھئے! پہلے دونوں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس کے ذمہ جو کام تھا اس کی تفصیل و توضیح کو شہر میں پہنچنے پر موقوف رکھا گیا تھا، اور تیسری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آواز سننے کے مقام ہی میں اس کو بیان کر دیا گیا،

۳- پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اس کے ساتھ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے اور تیسری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین پر گر پڑے، اور دوسری عبارت کھڑے رہنے اور گرنے کے معاملہ میں خاموش ہے،

تیئیس ہزار یا چوبیس ہزار؟ اختلاف نمبر ۹۷،

گنتیوں کے نام پہلے خط کے باب ۲ آیت ۸ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ:-

"اور ہم حرامکاری نہ کریں جس طرح ان میں سے بعض نے کی،[1] اور ایک ہی دن میں تیئیس ہزار مارے گئے"

اور کتاب گنتی کے باب ۲۵ آیت ۹ میں اس طرح ہے کہ:-

"جتنے اس وبا سے مرے اُن کا شمار چوبیس ہزار تھا"[2]

---

[1] تب ہم سب گر پڑے تو میں نے عبرانی زبان میں یہ آواز سنی الخ" (اعمال ۲۶: ۱۴)

[2] بائبل کے مفسرین متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ اس سے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو گنتی ۲۵: ۹ میں مذکور ہوا اور جس میں کہا گیا ہے کہ بنی اسرائیل شطیم میں رہنے کے دوران موآبی عورتوں سے زنا کرنے لگے، جس کے ان میں سے چوبیس ہزار افراد کو ہلاک کر دیا گیا ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں میں ایک ، زار کا تفاوت ہے ، اس لئے ان میں سے ایک یقینی طور پر غلط ہے ،

حضرت یوسفؑ کے خاندان کی تعداد، اختلاف نمبر ۹۸

کتاب الاعمال کے باب ۷ آیت ۱۴ میں ہے کہ :-

"پھر یوسفؑ نے اپنے باپ یعقوبؑ اور سارے کنبہ کو جو پچھتر جانیں تھیں بُلا بھیجا "

یہ عبارت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ یوسفؑ اور ان کے بیٹے جو اُس بُلا بھیجنے سے قبل مصر میں موجود تھے وہ اس تعداد میں شریک نہیں ہیں ، بلکہ یہ تعداد علاوہ یوسفؑ اور ان کی اولاد کے باقی خاندانِ یعقوبؑ کی ہے ،

مگر کتاب پیدائش کے باب ۴۶ کی آیت ۲۷ میں ہے کہ :-

"سو یعقوب کے گھرانے کے جو لوگ مصر میں آئے ، سب مل کر ستر ہوئے "

اور یوسفؑ اور اُن کے بیٹے ڈی آئی اور ریچرڈ منٹ کی تفسیر کے مطابق اس ستر کے عدد میں داخل ہیں ، لیا کی اولاد ۳۲ اشخاص اور زلفا کی ۱۶ ، اور راحیل کی اور بلہا کی ۷ اولاد یہ کُل ۹۶ افراد تھے ، پھر جب اُن کے ساتھ یعقوبؑ اور یوسفؑ اور اُن کے دونوں بیٹوں کو شامل کر لیا جائے تو ستر ہو جاتے ہیں ، اس سے معلوم ہوا کہ انجیل کی عبارت غلط ہے ،

امن و سلامتی یا جنگ و پیکار؟ اختلاف نمبر ۹۹

انجیل متی کے باب ۵ آیت ۹ میں یوں ہے کہ :-

"مبارک[1] ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں ، کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے "

اس کے برعکس انجیل متی کے باب ۱۰ میں حضرت مسیحؑ کا ارشاد اس طرح مذکور ہے کہ :-

[1] عربی ترجمہ میں "طوبیٰ لھم" کے الفاظ ہیں ، جس کے معنی "مبارک ہیں" کے علاوہ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ انھیں جنت ملے گی "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں، صلح کرانے نہیں، تلوار چلانے آیا ہوں۔

ملاحظہ کیجیے، دونوں کلاموں میں کس قدر تضاد موجود ہے؛ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ عیسیٰؑ ان لوگوں میں شامل نہ ہوں جن کے حق میں جنت کی بشارت دی گئی ہے، معاذ اللہ اور نہ ان کو ابن اللہ کہا جائے۔

یہودا اسکریوتی کی موت
اختلاف نمبر ۱۰۰

متی نے یہودا اسکریوتی کی موت کا واقعہ اپنی انجیل کے باب ۲۷ میں نقل کیا ہے، اور لوقا نے اس واقعہ کو کتاب اعمال باب ۱ میں پطرس کے حوالہ سے نقل کیا ہے دونوں بیانوں میں دو لحاظ سے سخت اختلاف ہے،

اول تو یہ کہ پہلے میں تصریح کی گئی ہے کہ "اس نے جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی" دوسرے میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ "وہ سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی سب انتڑیاں نکل پڑیں"

دوسرے اس لئے کہ پہلے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودا نے کاہنوں اور سرداروں کو جو تیس درہم واپس کئے تھے اس کے عوض کاہنوں نے کھیت خریدا تھا،

لہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے ایک جس نے بقول انجیل، آخر میں غداری کر کے تیس روپے کے لالچ میں حضرت عیسیٰؑ کو پکڑوایا تھا، اور بعد میں اپنے اس فعل پر نادم ہو کر وہ تیس روپے سرداروں کو واپس کر دیتے تھے، (تفصیل کے لئے دیکھئے ص ۴۳۶ و ۴۳۷ جلد ہذا)

لہ متی ۲۷: ۳ تا ۱۰ لہ اعمال ۱: ۱۸،

لہ سرداروں نے روپیہ لیکر کہا ان کی بیکل کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں کیونکہ یہ خون کی قیمت ہے، پس انھوں نے مشورہ کر کے ان روپیوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کو خریدا (متی ۲۷: ۶ تا ۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہوداہ نے خود اپنے لئے اُن دراہم کے عوض کھیت خریدا تھا[1] مگر پطرس کے کلام میں یہ بھی موجود ہے کہ:

"اور یہ یروشلیم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہوا"

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متی کا بیان غلط اور لوقا کا درست ہے[2]، اور اس کے غلط ہونے کے پانچ قرائن اور بھی موجود ہیں:۔

(۱) اس میں تصریح کی گئی ہے کہ یہوداہ موت سے پہلے اس بات پر نادم ہوا کہ اس نے کیوں حضرت مسیح کو مجرم ٹھہرایا، اور ان کو سزا دی گئی، حالانکہ یہ غلط ہے، کیونکہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے اس وقت تک حضرت عیسیٰ کو سزا نہیں دی گئی تھی، اور وہ پیلاطس کے دربار میں تھے۔

(۲) اس میں تصریح کی گئی ہے کہ یہوداہ نے تیس دراہم کاہنوں کے سرداروں اور بوڑھوں کو واپس کر دیئے تھے، حالانکہ یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ کاہن اور بوڑھے اس وقت سب کے سب پیلاطس کے پاس تھے، یہ لوگ پیلاطس کے عبادت خانہ

---

[1] اس نے ناکامی کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا۔ (اعمال ۱: ۱۸)

[2] عیسائیوں کے ممتاز عالم لیوکس ولیمز Lukyn Williams نے سپرٹ آف اسکرپچر کے سلسلہ میں ان دونوں اختلافات کا تذکرہ کیا ہے، جہاں تک اُن تیس روپیوں کے بارہ میں متی اور اعمال کے اختلافات کا تعلق ہے اس میں تو اس نے اعمال کے بیان کو راجح قرار دیا۔ دوسرے اختلاف کے بارہ میں اس نے صاف لکھا ہے کہ "متی ۲۷: ۵ اور اعمال ۱: ۱۸ کے بیانات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ایک میں یہوداہ کا پھانسی کے ذریعہ مرنا بیان کیا گیا ہے، اور دوسرے میں سر کے بل گر کر، ان دونوں بیانات میں ہم آہنگی پیدا کرنا مشکل ہی نہیں بہت مشکل ہے"

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا صفحہ ۱۶، جلد ۱۳ مقالہ Judas Iscariot)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عیسیٰ کے سلسلہ میں شکایتیں کیا کرتے تھے، مگر وہ عبادت خانہ میں موجود نہ تھے،

④ عبارت کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ دوسری اور گیارہویں آیت کے درمیان بالکل بے جوڑ اور بے تعلق ہے،

⑤ یہوداہ کی موت اس رات کی صبح کو واقع ہوئی جس میں عیسیٰ کو قید کیا گیا، اور یہ بات نہایت بعید معلوم ہوتی ہے کہ وہ اتنی قلیل مدت میں اپنے فعل پر نادم بھی ہو جائے اور اپنا گلا گھونٹ لے، کیونکہ اس کو گرفتار کرانے سے پہلے معلوم تھا کہ یہودی مسیح کو قتل کر دیں گے،

⑥ اس میں آیت ۹ کے اندر صریح غلطی موجود ہے، جیسا کہ آپ کو تفصیل سے باب[1] ۲ میں معلوم ہوگا،

کفارہ کون؟ اختلاف نمبر ۱۰۱

پوحنا کے پہلے عام خط باب ۲ آیت ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ

"یسوع مسیح راست باز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے، اور نہ صرف ہمارے گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی"

اس کے برعکس سفر امثال[2] باب ۲۱ آیت ۱۸ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نیکوں کے گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں،

اختلاف نمبر ۱۰۲

عبرانیوں کے نام خط کے باب ۷ آیت ۱۸ سے اور باب ۸ آیت ۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت موسوی نہایت کمزور و عیب دار

---

[1] دیکھئے کتاب ہذا، ص ۹۷، مقصد ۲، شاہد نمبر ۲۸،

[2] "شریر صادق کا فدیہ ہوگا اور دغاباز راستبازوں کے بدلہ میں دیا جائے گا" (۲۱: ۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غیر عقیدہ ہے۔ اور زبور نمبر ۱۸ کی آیت ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے عیب اور کامل ہے۔

اختلاف نمبر ۱۰۳

انجیل مرقس کے باب ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی عورتیں جب سورج نکلا ہی تھا قبر پر آئیں اور یوحنا کی انجیل کے باب ۲۰ سے معلوم ہوا کہ اس وقت تاریکی موجود تھی اور آنے والی عورت صرف ایک تھی۔

صلیب پر لٹکائے ہوئے اعلان کی عبارت، اختلاف نمبر ۱۰۴

وہ عنوان جو پیلاطس نے لکھ کر صلیب کے اوپر رکھا تھا، چاروں انجیلوں میں مختلف ہے پہلی انجیل میں اس کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں، "یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے"۔ دوسری انجیل میں صرف "یہودیوں کا بادشاہ" تیسری میں "یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے"۔ اور چوتھی میں ہے کہ "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ" بڑے ہی تعجب کی بات ہے کہ اتنی چھوٹی اور معمولی بات بھی ان انجیل والوں کو محفوظ اور یاد نہ رہ سکی، پھر ایسی مشکل میں لمبی اور طویل خبروں کی نسبت ان کی یادداشت

لہ خط کی عبارت یہ ہے کہ "غرض پہلا عہد کمزور اور بیفائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہو گیا"

سلہ سب نسخوں میں ایسا ہی ہے، مگر ہمیں یہ عبارت زبور نمبر ۱۱۰ میں ملی ہے، ترتیب میں چونکا کافی گڑبڑ واقع ہوئی ہے، اس لئے شاید مصنفؒ کے نسخہ میں یہ زبور نمبر ۱۱۰ ہوگا واللہ اعلم ۱۲

سلہ خداوند کی شریعت کامل ہو کر جان کو بحال کرتی ہے، خداوند کی شہادت برحق ہے، ناداں کو دانش بخشتی ہے، خداوند کے فرمان راست ہیں" (۱۹: ۷، ۸) یہ عبارت عہد عتیق ۱۹: کے اس لئے بھی خلاف ہے کہ اس میں ہے "شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا" ۱۲

سلہ یعنی مریم مگدلینی وغیرہ، یہ وہی واقعہ ہے جس کا ذکر اختلاف نمبر ۹۰ میں گذرا ۱۲ سلہ (۱۶: ۲)

سلہ مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی" (۲۰: ۱)

سلہ متی ۲۸: ۳، سلہ مرقس ۱۵: ۲۹، سلہ لوقا ۲۳: ۳۸، سلہ یوحنا ۱۹: ۱۹،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کیا اطمینان کیا جا سکتا ہے؟ اگر کسی مدرسہ کا ایک طالب علم بھی ایک اسرائیل کو دیکھ لیتا تو وہ بھی نہیں بھول سکتا تھا۔

حضرت یحییٰ کی گرفتاری کا سبب اختلاف نمبر ۱۰۵

انجیل مرقس باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیرودیس یحییٰ علیہ السلام کی نیکی کا معتقد اور ان سے بہت خوش تھا[1]، ان کا وعظ بھی سنتا تھا، اس نے ان پر کچھ بھی ظلم کیا وہ محض ہیرودیاس[2] کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

لیکن اس کے برعکس لوقا کی انجیل باب ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صرف ہیرودیاس کی رضاجوئی کی خاطر یحییٰ پر ظلم نہیں کیا، بلکہ اپنی خوشنودی بھی اس میں شامل تھی کیونکہ وہ یحییٰ سے اپنی بدکاریوں کی بنا پر نالاں اور ناراض تھا[3]۔

بارہ حواریوں کے نام اختلاف نمبر ۱۰۶

متی، مرقس اور لوقا، تینوں ان گیارہ حواریوں کے ناموں میں اتفاق رائے رکھتے ہیں۔ یعنی پطرس، اندریاس، یعقوب بن زبدی، یوحنا، فیلپس، برتلمائی، توما، متی، یعقوب بن حلفی شمعون قنانی، یہوداہ اسکریوتی۔ لیکن بارہویں حواری کے نام میں سبب کا اختلاف ہے۔

---

[1] ہیرودیس یوحنا کو راست باز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا، اور اس کی باتیں سنکر بہت حیران ہو جاتا تھا، مگر سنتا خوشی سے تھا" (۶، ۲۰)

[2] ہیرودیس کی بیوی جو پہلے اس کی بھائی تھی اور اس سے شادی کرنے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ہیرودیس کو منع کیا تھا جس پر ہیرودیس نے آپ کو گرفتار کرا دیا دیکھئے مرقس (۶، ۱۷)

[3] آپ نے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے اور ان سب برائیوں کے باعث جو ہیرودیس نے کی تھیں (لوقا ۳، ۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متی کا بیان ہے کہ اس کا نام لبّاؤس ہے، اور لقب تداؤس تھا[1]، مرقس، تداؤس بیان کرتا ہے، لوقا کہتا ہے کہ وہ یہوداہ ہے، یعقوب کا بھائی،

اختلاف نمبر ۱۰۷

پہلے تینوں انجیل والوں نے اس شخص کا حال ذکر کیا ہے جو محصول کی چوکی پر بیٹھا ہوا تھا، اور حضرت عیسیٰؑ نے اس سے کہا۔

تیرے پیچھے ہو لے، وہ اٹھکر اس کے پیچھے ہو لیا؛

لیکن اس شخص کے نام کے بارے میں ناقلین کا سخت اختلاف ہے، چنانچہ پہلی انجیل باب ۹ میں کہتی ہے کہ اس کا نام متی ہے، دوسری انجیل باب ۲ میں کہتی ہے کہ اس کا نام لاوی بن حلفی ہے، تیسری انجیل باب ۵ میں صرف لاوی بغیر ولدیت کے مذکور ہے، اور ان سے لگے ہوئے باب میں جہاں انھوں نے بارہ حواریوں کے نام ذکر کئے ہیں وہاں متی کا نام ذکر کیا باب ۱۰، اور ابن حلفی کا نام یعقوب ذکر کیا ہے،

اعظم الحواریین یا شیطان؟ اختلاف نمبر ۱۰۸

متی نے اپنی انجیل کے باب ۱۶ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے پطرس کو اعظم الحواریین قرار دیا، اس طرح کہ اس سے فرمایا،

---

[1] عربی اور انگریزی ترجموں میں ایسا ہی ہے، مگر اردو ترجمہ میں صرف متی آ مذکور ہے (متی ۱۰: ۳) [2] اردو ترجمہ میں تدی مذکور ہے (مرقس ۳: ۱۸) [3] عربی اور انگریزی ترجموں میں ایسا ہی مذکور ہے، مگر اردو ترجمہ میں یعقوب کا بیٹا لکھا ہوا ہے (لوقا ۶: ۱۶) اعمال ۱: ۱۳ میں بھی یہ نام بیان کئے گئے ہیں اور ان میں بارہویں حواری کا نام لوقا کے مطابق ہے، [4] متی ۹: ۹، [5] مرقس ۲: ۱۳، [6] لوقا ۵: ۲۷،

[7] یاد رہے کہ یہ شخص جو محصول کی چوکی پر بیٹھا تھا، بعد میں حواریین میں شامل ہوا، چنانچہ متی ۱۰: ۳ میں ہے، "محصول لینے والا" اور اس کا نام سب انجیلوں میں متی ہی مذکور ہے [8] آیت ۱۸ و ۱۹،

[9] چنانچہ، دس کیتھولک فرقہ پطرس کو تمام حواریوں میں افضل قرار دیتا ہے، اور پروٹسٹنٹ اسے تسلیم نہیں کرتا ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنا کلیسا بناؤں گا، اور عالم
داح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے، میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں
تجھے دوں گا، جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر
کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔"

پھر آگے اسی باب[1] میں پطرس ہی کے حق میں حضرت عیسیٰؑ کا قول اس طرح نقل کیا ہے۔
"اے شیطان، میرے سامنے سے دور ہو، تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے، کیونکہ تو
خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔"

شاہ پور رسٹنٹ نے اپنے رسالوں میں قدیم عیسائیوں کے جو اقوال پطرس کی مذمت
میں نقل کئے ہیں منجملہ ان کے یوحنا نے اپنی تفسیر متی میں تصریح کی ہے کہ پطرس شیخ تکبر کی
بیماری تھی، اور اس کی شدید مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بہت کم عقل انسان تھا،
آگسٹائن کہتا ہے کہ:۔

"یہ شخص ثابت قدم اور پختہ نہیں تھا، کبھی تصدیق کرتا تھا اور کبھی شک کرنے لگتا تھا۔"

غور کیجئے جو شخص ان صفات کے ساتھ موصوف ہو کیا وہ آسمانوں کی کنجیوں کا مالک ہو سکتا ہے
اور کیا کوئی شیطان ایسا بھی ممکن ہے جس پر جہنم کے دروازے قابو نہ پا سکتے ہوں؟

اختلاف نمبر ۱۰۹ لوقا نے اپنی انجیل کے باب[2] ۹ میں نقل کیا ہے کہ یعقوب اور
یوحنا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ:۔

"اے خداوند تو کیا چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں[3] بھسم کر دے۔"

اس پر حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا کہ:۔

---

[1] آیت ۲۳ ۔ [2] آیت ۵۴ ۔ ۵۲ ۔ [3] یعنی سامرہ کے باشندوں کو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم نہیں جانتے کہ تم کیسی رُوح کے ہو! کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہے۔

لیکن پھر لوقا ۹ میں آپ کا ارشاد یوں نقل کرتا ہے:۔

"میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا"۔

اختلاف نمبر ۱۰ متی و مرقس اور لوقا نے اس آسمانی آواز کو نقل کیا ہے جو عیسیٰؑ پر روح القدس کے نازل ہونے کے وقت سنی گئی تھی، مگر اس کے الفاظ بیان کرنے میں تینوں کا اختلاف ہے،

پہلا کہتا ہے کہ:۔ "تو میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"۔

دوسرا کہتا ہے کہ:۔ "تو میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"۔

تیسرا کہتا ہے کہ:۔ "تو میرا پیارا بیٹا ہے، تجھ سے میں خوش ہوں"۔

اختلاف نمبر ۱۱ متی نے باب ۲۰ میں نقل کیا ہے کہ زبدی کے بیٹوں کی ماں نے درخواست کی تھی کہ:۔

تیرے ان دونوں بیٹوں میں سے ایک کو اپنی داہنی جانب اور دوسرے کو بائیں جانب اپنی بادشاہت میں جگہ دیں۔

۱؎ آیت ۵۶، ۲؎ اس واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے صفحہ ۴۳۴، جلد ہذا اختلاف ۱۱۹

۳؎ متی ۱۲: ۱۰، ۴؎ مرقس ۱: ۱۱۔

۵؎ یہ اپنی ترجمہ کے الفاظ ہیں، موجودہ اردو ترجمہ کی عبارت لوقا کی عبارت کے الکل، حق ہے ۱۲

۶؎ لوقا ۱۲: ۴۹

۷؎ زبدی کے بیٹوں کی ماں نے اپنے بیٹوں کے ساتھ (متی ۲۰: ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مرقس نے باب میں نقل کیا ہے کہ یہ روز اول حوزہ بدی کے[1] ان نے فی نفسہ

انجیر کے سوکھنے کا واقعہ
اختلاف نمبر ۱۱۲

متی نے باب[2] میں حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھا ہے کہ:

"اور راہ کے کنارے انجیر کا ایک درخت دیکھکر اس کے پاس گیا، اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا کر اس سے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے۔ اور انجیر کا درخت اسی دم سوکھ گیا، شاگردوں نے یہ دیکھکر تعجب کیا اور کہا یہ انجیر کا درخت یکبارگی کیونکر سوکھ گیا؟"

پھر حضرت مسیح نے انکو جواب دیا، اس کے برخلاف انجیل مرقس باب[3] میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے:

"اور وہ دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھکر گیا، کہ شاید اس میں کچھ پائے مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا، کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا، اس نے اس سے کہا آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے اور اس کے شاگرد سنتے رہے"

اس کے بعد مذکور ہے کہ آپ یروشلیم تشریف لے گئے۔ اور جب شام ہوئی تو شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ پھر صبح کے وقت جب آپ کا گذر ہوا تو اس درخت پر سے ہوا تو

"اس انجیر[4] کے درخت کو جڑ تک سوکھا ہوا دیکھا، پطرس کو وہ بات یاد آئی اور اس سے کہنے لگا اے ربی! دیکھ یہ انجیر کا درخت جس پر تو نے لعنت کی تھی سوکھ گیا ہے"

اس پر حضرت مسیح نے جواب دیا اور فرمایا دونوں عبارتوں میں کتنا شدید اختلاف ہے، پھر اختلاف کے علاوہ ایک چیز اور بھی ہے وہ یہ کہ شرعی حیثیت سے عیسیٰ کو حق کب حاصل تھا کہ اس درخت کا پھل بغیر اس کے مالک کی اجازت کے کھا سکیں؟ اور درخت کو بد دعا دینا جس سے سراسر

---

[1] زبدی کے دو بیٹوں یعقوب اور یوحنا نے اس کے پاس آکر کہا الخ (مرقس ۱۰: ۳۵)

[2] آیات ۱۸-۲۰، [3] آیات ۱۳ و ۱۴، [4] آیات ۲۰، ۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک کو نقصان دینا متصور ہو، یہ سب عقل کے خلاف ہے، اور یہ امت سے بعید از عقل ہو کہ غیر موسم میں درخت سے اس کے پھل کی توقع کی جائے، اور نہ ہونے پر اس غریب پر غصہ کیا جائے، بلکہ شان اعجاز کا مقتضیٰ تو اس موقع پر یہ تھا کہ درخت کے حق میں ایسی دعاء کی جاتی کہ وہ فوراً پھل دار ہو جاتا، اور پھر مالک کی اجازت سے آپ بھی اس کو کھا کر منتفع ہوتے اور مالک کا بھی فائدہ ہوتا

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مسیح خدا نہ تھے، اس لئے کہ اگر خدا ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ درخت پر پھل نہیں ہے، اور نہ یہ اس پھل کا موسم ہے، اور نہ آپ اس پر غضبناک ہوتے۔

انگور والے کی مثال
اختلاف نمبر ۱۱۳

انجیل متی باب ۲۱ میں انگور لگانے والے کی مثال[1] بیان کرنے کے بعد یوں کہا گیا ہے کہ:-

"پس جب اکستان کا مالک آوے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انھوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بُری طرح ہلاک کرے گا اور اکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں[2]"

اس کے برعکس انجیل لوقا کے باب ۲۰ میں مثال بیان کرنے کے بعد اس طرح کہا گیا ہے کہ:-

---

[1] یہ مثال حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو دی تھی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک انگور کا باغ (اکستان) لگایا اور اسے باغبانوں کو ٹھیکہ پر دے کر چلا گیا، پھل کا موسم آنے پر اس نے دو مرتبہ اپنے نوکر پھل لینے کے لئے باغبانوں کے پاس بھیجے، مگر باغبانوں نے ہر مرتبہ انھیں مار پیٹ کر بھگا دیا، تیسری بار اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا، باغبانوں نے اُسے قتل کر دیا (متی ۲۱: ۳۳-۳۹)

[2] آیت ۴۰ و ۴۱، [3] لوقا (۲۰: ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ پاکستان کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ وہ آکر ان باغیانوں کو ہلاک کرے گا اور پاکستان اوروں کو دیدے گا۔ انھوں نے یہ بات سنکر کہا۔ اچھا۔

ان دونوں عبارتوں میں واضح طور پر اختلاف نظر آرہا ہے۔ اس لئے کہ پہلی عبارت صاف بتاتی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مالک ان کو بدترین طریقہ پر ہلاک کرے گا، اور دوسری عبارت میں صاف کہا گیا ہے کہ انھوں نے انکار کیا۔

حضرت مسیح کے سر پر عطر ڈالنے کا واقعہ، اختلاف ۱۱۴

جس شخص نے بھی اس عورت کا واقعہ جس نے مسیح پر خوشبو کی شیشی الٹ دی تھی انجیل متی کے باب ۲۶ میں اور انجیل مرقس کے باب ۱۴ میں اور انجیل یوحنا کے باب ۱۲ میں پڑھا ہوگا اس کو چھ قسم کے اختلافات نظر آئیں گے۔

① مرقس نے تصریح کی ہے کہ یہ واقعہ عید فسح سے.....

ملہ عربی ترجمہ کے الفاظ ہیں "قالوا حاشا"۔

کہ واقعہ انجیل متی کی رو سے مختصر یہ ہے کہ عید سے دو روز قبل حضرت عیسیٰ بیت عنیا میں کسی کے گھر میں تھے کہ ایک عورت نے ایک نہایت قیمتی عطر لاکر آپ کے سر پر ڈال دیا جس پر حواریوں نے خواہ مخواہ ایک قیمتی عطر ضائع کیا گیا، اور نہ غریبوں کے کام آسکتا تھا، حضرت مسیح نے سنکر انھیں تنبیہ کی کہ غرباء تو ہمیشہ تمھارے پاس ہیں۔ میں ہمیشہ تمھارے پاس نہ رہوں گا" (متی ۲۶: ۶ تا ۱۳)

کہ نیز متی (آیت ۲)

کہ عید فسح Passover یہودیوں کا ایک مذہبی تہوار ہے، جو ماہ نیسان (اپریل) کی چودھویں تاریخ کو منایا جاتا تھا، اور درحقیقت یہ بنی اسرائیل کے مصریوں سے نجات پانے کی یادگار تھی، کیونکہ اسی تاریخ میں حضرت موسیٰ مصر سے نکلے تھے، "فسح" ذبح کو کہتے ہیں، اور چونکہ اس دن بنی اسرائیل ایک دنبہ ذبح کیا جاتا تھا اس لئے اسے عید فسح کہتے ہیں، اس عید کو منانے کے تفصیلی احکام خروج ۲۳: ۱۵، احبار ۲۳: ۵، ۶ اور گنتی ۲۸: ۱۶ میں دیکھے جاسکتے ہیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو روز قبل کا ہے[1]، یوحنا کا بیان ہے کہ چھ روز قبل کا ہے، متی عید سے قبل کی مدت بیان کرنے سے خاموش ہے،

(۲) مرقس اور متی دونوں اس واقعہ کا محل وقوع شمعون ابرص کا گھر بیان کرتے ہیں، اور یوحنا اس کی جگہ مریم کا مکان ذکر کرتا ہے،

(۳) متی اور مرقس خوشبو کا مسیح کے سر پر ڈالنا ذکر کرتے ہیں، اور یوحنا پاؤں کا ذکر کرتا ہے،

(۴) مرقس کا بیان ہے کہ معترضین حاضرین میں سے کچھ لوگ تھے، اور متی کہتا ہے کہ اعتراض کرنے والے خود مسیح کے شاگرد تھے، اور یوحنا کے نزدیک معترض یہوداہ تھا،

(۵) یوحنا خوشبو کی قیمت ۳۰۰ دینار بتاتا ہے، اور مرقس نے مبالغہ کرتے ہوئے تین سو سے زیادہ مقدار بیان کی ہے، متی قیمت کو گول مول کرتا ہے اور کہتا ہے بیش قیمت تھا،

(۶) تینوں راوی عیسیٰ کا قول مختلف نقل کرتے ہیں،

---

[1] مرقس ۱۴: ۱،

[2] تم جانتے ہو کہ دو روز پہلے پسح ہوگا (یوحنا ۱۳: ۱)

[3] لیکن ہمارے پاس سب ترجموں میں اس نے دو دن پہلے کی مدت بیان کی ہے (۲۶: ۲) شاید مصنف کے نسخہ میں یہ عبارت نہ ہو ۱۲

[4] انجیل میں اگرچہ لعزر کا مکان مذکور ہے، مگر چونکہ وہ مریم کا بھائی تھا، اس لئے اس کے گھر کو مریم کا گھر بھی کہہ سکتے ہیں ۱۲

[5] متی ۲۶: ۸، مرقس ۱۴: ۴،

[6] یسوع کے پاؤں پر ڈالا (یوحنا ۱۲: ۳)

[7] بعض اپنے دل میں خفا ہو کر کہنے لگے (۱۴: ۴)

[8] یعنی اسکریوتی، ۱۲: ۴،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعدد قصوں پر اس کو محمول کرنا نہایت بعید ہے، کیونکہ یہ بات بہت ہی عجیب ہے کہ ہر مرتبہ خوشبو لگانے والی عورت ہی ہو، اور ہر واقعہ میں کھانے کے وقت ہی یہ صورت پیش آئے، اور ہر قصہ میں دعوت طعام ہی کی شکل ہو، اور ہر موقع پر مسز فضین نے بالخصوص شاگردوں نے دوبارہ اعتراض کیا ہو، حالانکہ یہ لوگ پہلی مرتبہ تھوڑے دن قبل عیسیٰؑ سے اس عورت کے فعل کی درستی اور اچھائی سن چکے تھے، اور یہ کہ ہر واقعہ میں اس خوشبو کی قیمت تین سو دینار یا اس سے کچھ زیادہ ہی ہو،

اس کے علاوہ عیسیٰؑ کا دو مرتبہ عورت کے فعل امراف کی تصویب کرنا گویا چھ سو دینار سے زیادہ کی فضول خرچی کو صحیح کہنا، خود امراف ہے، سچی بات یہ ہے کہ واقعہ ایک ہی ہے، اور یہ اختلاف انجیل کے ناقلوں کی عادت کے مطابق ہے،

عشائے ربانی کا واقعہ اختلاف نمبر ۱۱۵

جو شخص لوقا کی انجیل کے باب ۲۲ کا مقابلہ متی کی انجیل کے باب ۲۶ سے اور مرقس کی انجیل کے باب ۱۴ سے عشاء ربانی[۲] کے حال کے بیان میں کرے گا تو اس کو دو اختلاف

---

[۱] یعنی اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کا دو مختلف مرتبہ پیش آیا ہے، اور ہر انجیل میں مختلف واقعہ مذکور ہے ۱۲

[۲] عشاء ربانی Lord's supper یا Eucharist عیسائیوں کی مشہور رسم ہے جس کی اصل بقول اناجیل یہ ہے کہ گرفتاری سے ایک رات پہلے حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ساتھ، ان کا کھانا کھا رہے تھے، کہ آپ نے پیالہ لیکر برکت کی دعا کی، یا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اسے لیکر آپس میں بانٹ لو، پھر روٹی لیکر اس پر بھی برکت کی دعا فرمائی اور یہ کہہ کر انھیں دی کہ "یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے، میری یاد گار کے لئے یہی کیا کرو" اس کے بعد عیسائیوں میں یہ رسم چل پڑی کہ وہ ایک پیالہ میں انگور کا رس لیکر پیتے ہیں اور شکر کرتے ہیں، اور روٹی توڑ کر شکر کرتے ہیں، (باقی برصفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آئیں گے۔

① لوقا دو پیالے ذکر کرتا ہے۔ ایک کھانے کے وقت، دوسرا اس کے بعد اور متی و مرقس صرف ایک کا ذکر کرتے ہیں،

غالباً متی اور مرقس کا بیان درست اور لوقا کا قول غلط ہے، ورنہ کیتھولک والوں کے ساتھ بڑا اشکال پڑے گا، اس لئے کہ ان کو اس بات کا اقرار ہے کہ روٹی اور شراب پورے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پھر پروٹسٹنٹ تو بات اس حد تک رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی عمل سے یہ ظاہر کیا جائے کہ لینے والا مسیح کے کفارہ میں شریک ہوا اور اس پر پورا ایمان رکھتا ہے کہ مسیح سے نجات مل سکتی ہے، اس عمل سے اُن کے نزدیک عقیدۂ کفارہ پر ایمان رکھنے کا تعلق ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں یہ کہا کہ میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری، اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہیگا (یوحنا ۶:۵۱) اس کا مطلب یہی سمجھا گیا کہ جس طرح ایک انسان روٹی کو قربان کر کے کھا جاتا ہے اور اس سے زندگی حاصل کرتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ (معاذ اللہ) پوری قوم کے لئے قربان ہو جائیں گے، اور اس سے پوری قوم کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اب یہ روٹی کھانے کی رسم اسی عقیدہ کو تازہ کرتی ہے۔

اور کیتھولک فرقہ اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ اس عمل سے اس کھانے پینے کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے جب کوئی پادری "عشائے ربانی" دیتے وقت لاطینی زبان میں کہے کہ "ہاکیست کارپس میم" یعنی "یہ میرا جسم ہے" تو فوراً روٹی مسیح کا گوشت بن جاتی ہے اور انگور کا رس مسیح کا خون بنتا ہے، اگرچہ وہ کھانے والے کو محسوس نہیں ہوتا ——— اس عمل کو "عشائے ربانی" کا نام پولس نے دیا ہے، جیسا کہ اکرتھیوں ۱۱ سے معلوم ہوتا ہے، یہ تفصیل انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مقالہ Eucharist اور پادری ایچ ایل نیز بٹ کی کتاب "حقائق انجیل و بدعات روم" صفحہ ۱۰۱ سے لی گئی ہے، آگے اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲ سے صفحہ ۱۰۸ تک آپ اس عقیدہ کا باطل ہونا تفصیل سے پڑھیں گے ۱۲

① کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے الخ (۱۲، ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح کی ذات میں منتقل ہو جاتی ہیں، اب اگر لوقا کا بیان درست مان لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ ہر ہر رسول کامل مسیح کی جانب منتقل ہو جاتا ہے تو تثلیث کے عدد کے مطابق روٹی اور شراب سے تین کامل مسیحوں کا موجود ہو جانا لازم آئے گا، لہٰذا پہلے مسیح کے ساتھ مل کر کل چار مسیح ہو جائیں گے،

اس کے علاوہ عیسائیوں کے خلاف یہ جرم عائد ہوتا ہے کہ انھوں نے اس رسم کو کیوں ترک کر دیا؟ اور ایک ہی پر کیوں اکتفا کر لیا!

(۴) لوقا کی عبارت بتاتی ہے کہ مسیح کا جسم شاگردوں کی جانب سے قربان ہو گیا[1] مرقس کی روایت واضح کرتی ہے کہ مسیح کا خون بہت سوں کی جانب سے بہایا گیا[2] اور متی کی روایت[3] کا مقتضی یہ ہے کہ مسیح کا جسد نہ کسی کی طرف سے قربان ہوا ہے، اور نہ ان کا خون کسی کی طرف سے بہایا جاتا ہے، بلکہ جو چیز بہائی جاتی ہے وہ عہد جدید ہے، حالانکہ عہد نہ بہانے کی چیز ہے نہ بہائے جانے کی۔

اور بڑا تعجب اس بات پر ہے کہ یوحنا جو خوشیوں لگانے اور گدھے پر سوار ہونے اور دوسرے معمولی واقعات ذکر کرتا ہے لیکن جو چیز دین مسیحی کے اہم ارکان میں سے ہے اس کا بھی ذکر نہیں کرتا،

اختلاف نمبر ۱۱۶ انجیل متی باب ۷ آیت ۱۴ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ:۔

"وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ مکدر ہوا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے"[4]

---

[1] یعنی صرف ایک پیالہ سے "شکرانہ ربانی" کیوں مناتے ہیں، روٹی کیوں نہیں مناتے؟

[2] "میرا بدن ہے جو تمھارے واسطے دیا جاتا ہے" (لوقا ۲۲: ۱۹)

[3] "میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے بہایا جاتا ہے" (مرقس ۱۴: ۲۴)

[4] لیکن ہمارے اس سب ترجموں میں "عہد کا خون ہے" کے الفاظ ہیں، مصنف کے نسخہ میں صرف "عہد"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی انجیل کے باب ۱۱ میں یوں ہے کہ

"میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو، اور مجھ سے سیکھو، کیونکہ میں حلیم ہوں، اور میرا بوجھ ہلکا ہے"

ان دونوں اقوال کے ملانے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عیسیٰؑ کی پیروی کرنا ایسی راہ نہیں ہے جو زندگی تک پہنچانے والی ہو[1]

اختلاف نمبر ۱۱۷ انجیل متی باب ۴ میں لکھا ہے کہ ابلیس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے مقدس شہر میں لے گیا، اور انھیں ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کیا، پھر ایک اونچے پہاڑ پر لایا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام گلیل تشریف لے گئے اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرناحوم میں رہنے لگے، جو جلیل کے پاس تھا،

اور اس کے برخلاف لوقا کے باب ۴ میں بیان کیا گیا ہے کہ پہلے شیطان آپ کو پہاڑ پر لے گیا، پھر یروشلم لایا، ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کیا، اور حضرت عیسیٰ گلیل لوٹ آئے، اور وہاں کی مجلسوں میں تعلیم دینے لگے، پھر ناصرہ گئے جہاں آپ نے پرورش پائی تھی[2]

---

[1] آیت ۲۹ و ۳۰، یہ حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے ۱۲

[2] کیونکہ یہ راہ تو بہت تنگ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بوجھ کو آسان فرماتے ہیں لیکن یہ بات اعتراض سے خالی نہیں، اس لئے کہ دونوں اقوال میں تطبیق کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ پہلے قول میں جس دروازہ کو تنگ کہا گیا ہے اس سے مراد دنیوی تنگی ہے، اور حضرت عیسیٰؑ انفرادی طور پر لسانی کو فرما رہے ہیں ۱۲ منقی

[1] آیت ۵، [2] آیت ۸، [3] آیت ۱۲، [4] آیت ۵، [5] آیت ۹، [6] آیت ۱۳ تا ۱۵ [7] آیت ۱۶،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبہ دار کے غلام کو شفا دینے کا واقعہ، اختلاف نمبر ۱۱۸

انجیل متی کے باب ۸ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صوبہ دار بذات خود مسیح کے پاس آیا اور یہ کہکر اپنے غلام کی شفاء کے لئے درخواست کی:۔

"اے خداوند میں اس لائق نہیں ہوں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے، بلکہ صرف زبان سے کہدے تو میرا خادم شفاء پاجائے گا"[1]

پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی تعریف کی اور اس سے کہا کہ:۔

"جیسا تو نے اعتقاد کیا تیرے لئے ویسا ہی ہوا، اور اسی گھڑی خادم نے شفا پائی"

اور لوقا کی انجیل باب ۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود کبھی نہیں آیا، بلکہ اس نے یہودیوں کے بزرگوں کو آپ کے پاس بھیجا پھر وہ اُن کے ساتھ تشریف لے گئے، اور جب گھر کے نزدیک پہنچے تو:۔

صوبہ دار نے بعض دوستوں کی معرفت یہ کہلا بھیجا کہ اے خداوند تکلیف نہ کر، کیونکہ میں اس لائق نہیں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے، اسی سبب سے میں نے اپنے آپ کو بھی تیرے پاس آنے کے لائق نہ سمجھا، بلکہ زبان سے کہدے تو میرا خادم شفاء پاجائے گا"[2]

پھر یسوع نے اس کی تعریف کی، اور جن لوگوں کو بھیجا گیا تھا وہ گھر واپس ہوئے تو انھوں نے بیمار غلام کو تندرست پایا،

تجلی کا واقعہ، اختلاف ۱۱۹

متی نے باب ۱۷ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک فقیر کی یہ درخواست نقل کی ہے کہ

---

[1] متی باب ۸، ۔ [2] لوقا آیت ۳، ۔ [3] لوقا آیت ۶ تا ۸،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپ کے ہمراہ جانا چاہتا ہوں، پھر ایک دوسرے شخص کا یہ کہنا کہ میں پہلے اپنے باپ کو دفن کر آؤں، پھر آپ کے ساتھ چلوں گا،

اور بہت سے حالات اور واقعات ذکر کرنے کے بعد متی کا واقعہ اپنی انجیل کے باب ۹ میں بیان کیا ہے، اور لوقا نے درخواست اور امت طلبی اپنی انجیل کے باب ۵ میں تجلی کے واقعہ کے بعد ذکر کی ہے، اس لئے یقیناً ایک بیان غلط ہے،

پاگل گونگے کا واقعہ اختلاف نمبر ۱۲۰

متی نے باب ۹ میں ایک پاگل گونگے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ پھر باب ۱۰ میں مسیح کا اپنے حواریوں کو شیاطین کے نکالنے اور بیماروں کو شفا دینے کی قدرت عطا کرنا، اور ان کو اپنا رسول بنانا، پھر دوسرے ابواب میں متعدد واقعات ذکر کرنے کے بعد تجلی کا واقعہ باب ۱۷ میں بیان کیا ہے، اور لوقا پہلے باب ۹ میں حواریوں کو قدرت دینے کا واقعہ پھر تجلی کا قصہ، پھر اس باب میں اور باب ۱۱ میں اور باب ۱۷ کے شروع میں دوسرے واقعات کو ذکر کرنے کے بعد پاگل گونگے کا قصہ بیان کرتا ہے،

۱؎ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت مسیح گدریوں کے ملک میں تشریف فرما تھے ۱۲

۲؎ تجلی کا واقعہ اور دوسرے انجیل مختصر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ پطرس، یعقوب، اور یوحنا کو ساتھ لے کر ایک اونچے پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں حواریوں کے سامنے آپ کی صورت بدل گئی، اور چمکنے لگا، حضرت موسیٰ و الیاس آپ سے باتیں کرتے ہوئے نظر آئے، پھر اچانک ایک نورانی بادل نے ان پر سایہ کیا، اور اس میں سے آواز سنائی دی "یہ میرا پیارا بیٹا ہے، اور میں اس سے خوش ہوں" حاشیہ از مترجم

۳؎ آیت ۵ تا ۶، ۴؎ ۹، ۲۸، ۵؎ آیت ۲۷، ۶؎ کہ حضرت مسیح نے اسے اچھا کر دیا،

۷؎ آیت ۱، ۸؎ آیت ۲۸، ۹؎ ۱۱، ۱۲،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نمبر ۱۲۱

مرقس نے باب ۱۵ کی آیت ۲۵ میں لکھا ہے کہ یہودیوں نے مسیح کو تین[1] بجے سولی دی تھی، اور یوحنا اس کے برعکس اپنی انجیل کے باب[2] آیت ۱۴ میں صاف کہتا ہے کہ:-

"حضرت مسیح ۶ بجے تک پیلاطس کے پاس[3] رہے"

مصلوب ہوتے وقت حضرت عیسیٰ کی پکار، اختلاف نمبر ۱۲۲

متی نے باب[4] میں لکھا ہے:-

"تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی، ایلی لما شبقتنی[5] یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

اور انجیل مرقس باب ۱۵ میں[6] ہے کہ:-

"الوہی الوہی لما شبقتنی، جس کا ترجمہ ہے اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

اس کے برخلاف انجیل لوقا باب[7] میں یہ الفاظ ہیں:-

"اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں"[8]

---

[1] عربی اور انگریزی تینوں میں ایسا ہی ہے، اردو میں "پہر دن چڑھا" کا لفظ ہے۔

[2] اس اختلاف کی مزید تفصیل ص۳۱۹ ج۲ دریاس کے حاشیہ پر گذر چکی ہے۔

[3] آیت ۲۹، [4] آیت ۴۶، [5] آیت ۳۴، [6] آیت ۳۴،

[7] یہ اختلاف اعتراض سے خالی نہیں، اس لئے کہ متی اور مرقس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے دو دفعہ زور سے آواز لگائی، پھر متی اور مرقس نے صرف پہلی آواز کا ذکر کیا ہے، اور دوسری آواز کو جس میں مسیح نے کلمہ تمام کیا بعد تم دیدیا، اور لوقا نے پہلی آواز کا ذکر نہیں کیا، صرف دوسری آواز کا ذکر کیا جس میں کلمہ تمام کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نمبر ۱۲۳ متی اور مرقس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کا مذاق اڑایا تھا، اور ان کو چوغہ پہنایا تھا، وہ پیلاطس کے سپاہی تھے[1]، اور یہ کہ ہیرودیس کے، اور لوقا کے کلام سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے[2]،

اختلاف نمبر ۱۲۴ مرقس کے کلام[3] سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے عیسیٰ کو ایسی شراب دینا چاہی جس میں پت ملا ہوا تھا، مگر آپ نے اسے نہیں چکھا، اس کے برخلاف انجیلوں کا بیان ہے کہ انھوں نے عیسیٰ کو سرکہ دیا تھا، اور متی و یوحنا کہتے ہیں کہ عیسیٰ نے وہ سرکہ نوش فرمایا[4]،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کے الفاظ بیان کر کے کہا ہے کہ اس کے بعد دم دیدیا" اس لئے انصاف کی بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں کوئی تضاد نہیں ہے، غالباً مصنف کی نظر متی اور مرقس میں دو سرکہ پلانے کے بیان پر چوک گئی ہے، واللہ اعلم ۱۲ تقی

[1] متی ۲۷: ۲۷ ، مرقس ۱۵: ۱۶ ،

[2] مگر ہمارے پاس سب ترجموں میں مطلق سپاہیوں کا لفظ ہے، ہیرودیس یا پیلاطس کا ذکر نہیں، ۱۲ تقی

[3] ۱۵: ۲۳، اردو ترجمہ میں "مرر ملی ہوئی شراب" کا لفظ ہے،

[4] متی ۲۷: ۳۴، لوقا ۲۳: ۳۶ ، یوحنا ۱۹: ۳۰ ،

[5] یہ عربی ترجمہ کی رو سے، اب متی ۲۷: ۳۴ کے اردو ترجمہ میں سرکہ کی بجائے بت کی ملی شراب کا ذکر ہے، البتہ یوحنا میں اس واقعہ کا ذکر ہی نہیں کیا گیا، اس میں جو سرکہ پلانے کا ذکر ہے وہ دوسرا واقعہ ہے جس میں اناجیل اربعہ متفق ہیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

دوسری قسم

غلطیاں

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ

اس قسم میں ہم صرف اُن غلطیوں کا ذکر کریں گے جو اختلافات کے ضمن میں آئی ہوئی غلطیوں کے علاوہ ہیں۔

پہلی غلطی کتاب خروج باب ۱۲ آیت ۴۰ میں کہا گیا ہے کہ مصر میں بنی اسرائیل کے قیام کا زمانہ ۴۳۰ سال[1] ہے، جو قطعی غلط ہے، کیونکہ صحیح مدت ۲۱۵ سال ہے، چنانچہ عیسائیوں کے مفسرین اور مورخین نے بھی اس کا غلط ہونا تسلیم کیا ہے جیسا کہ عنقریب آپ کو باب ۲ کے مقصد ۲ کے شاہد نمبر ۱ میں معلوم ہوگا۔

دوسری غلطی کتاب گنتی کے باب میں کہا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بیس سالہ عمر تک کے افراد کی تعداد بنی لاوی کے علاوہ ۶ لاکھ تھی، اور بنی لاوی

---

[1] چار سو تیس برسوں کے گذر جانے پر ٹھیک اسی روز خداوند کا لشکر ملک مصر سے نکل گیا (۱۲، ۴۰) [2] دیکھئے صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷ ؛

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جملہ مرد و عورت اسی طرح دوسرے تمام باقی قبائل کی عورتیں اور مرد جن کی عمریں ۲۰ سال سے کم تھیں، وہ اس تعداد میں شامل نہیں ہیں، جو قطعی غلط ہے، جیسا کہ آپ کو فصل ۱ میں توریت کے حالات کے دوران نمبر ۱ میں معلوم ہو چکا ہے[1]،

تیسری غلطی کتاب الاستثنا کے باب ۲۳ کی آیت ۲ غلط ہے[2]،

چوتھی غلطی کتاب پیدائش کے باب ۴۶ کی آیت ۱۵ میں لفظ ۳۳ الفاظ بالکل غلط ہے، صحیح ۳۴ اشخاص ہے[3]،

پانچویں غلطی کتاب سموئیل اوّل باب ۶ آیت ۱۹ میں لفظ پچاس ہزار مرد واقع ہوا ہے جو غلط ہے، عنقریب باب کے مقصد ۲ میں آپ کو معلوم ہو جائے گا[4]۔

چھٹی ساتویں غلطی کتاب سموئیل ثانی باب ۱۵ آیت ۸ میں لفظ چالیس واقع ہوا ہے، اور آیت ۷ میں لفظ ارام" آیا ہے، جملہ دونوں غلطیاں صحیح بجائے ۴۰ کے ۴ اور بجائے لفظ ارام کے اوروم ہے، جیسا کہ باب کے مقصد ۱ میں معلوم ہوگا، عربی مترجمین نے اس کو بدل کر چار بنایا ہے[5]،

خدا کے گھر کے سامنے کوٹھری کی اونچائی، آٹھویں غلطی، کتاب تواریخ ثانی باب ۳ آیت ۴ میں یوں کہا گیا ہے کہ "اور گھر کے سامنے کے اسارے کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے مطابق بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس[6]

---

[1] دیکھئے صفحہ ۳۲۵ تا ص ۳۲۹ [2] اس کی تفصیل صفحہ ۳۳۵ پر گذر چکی ہے ۱۲

[3] اس کی تفصیل بھی صفحہ ۳۳۵ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے [4] دیکھئے صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

[5] دیکھئے صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

[6] دیکھئے صفحہ ۳۲۶ (جلد دوم)، شاید نمبر ۱۳ و ۱۴،

[7] اس سے مراد وہ ہیکل جس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شروع کی تھی ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے ایک ہیں کی مقدار بالکل معمولی ہی کیونکہ کوٹھڑی کی اونچائی صرف ۷ ہاتھ تھی یا کہ سلاطین اوّل باب ۶ آیت ۶ میں اس کی تصریح موجود ہے، پھر چھت کی بلندی ۲ ہاتھ کیونکر ہو سکتی ہے؟ آدم کلارک نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں صاف لکھا ہے کہ یہ غلط ہے، اور سریانی اور عربی مترجمین نے تحریف کی اور لفظ ایک سو لا دیا، اور کہا کہ اس کی اونچائی بیس ہاتھ ہے۔

بنی بنیامین کی سرحدیں، نویں غلطی کتاب یوشع کے باب ۱۸ آیت ۱۲ میں بنی بنیامین کی سرحد بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ:۔

"اور دریا کے کنارے سے چڑھتی ہے"

اس میں دریا کے سامنے کا لفظ غلط ہے، کیونکہ ان کی حد میں دریا کا کنارہ نہیں تھا، اور نہ اس کے آس پاس ہی تھا، مفسر ڈی آئی بی اور رچرڈ مینٹ نے اس کے غلط ہونے کا اعتراف کیا ہے، اور دونوں نے کہا ہے کہ:۔

"وہ عبرانی لفظ جس کا ترجمہ دریا کیا گیا ہے، اس کے معنی دراصل مغرب کے ہیں"

لیکن یہ معنی ہم نے کسی ترجمہ میں نہیں دیکھے، غالباً اصلاح کی غرض سے یہ دونوں صاحبوں کی ایجاد ہے،

یہوداہ کی حد، دسویں غلطی کتاب یوشع کے باب ۱۵ آیت ۳۴ میں بنو نفتالی کی

لہ تو دراچائی میں ہاتھ تھی" (۲ تا ۶)

سے یہ عربی سے ترجمہ ہے۔ موجودہ انگریزی ترجمہ کا مفہوم بھی یہی ہے، مگر شاید اردو مترجم کو مفسر ڈی آئی بی اور رچرڈ مینٹ کی تاویل کی خبر ہو گئی ہوگی چنانچہ موجودہ اردو ترجمہ میں "دریا" کے بجائے "مغرب" کا لفظ مذکور ہے "مغرب کی طرف" اور انگریزی ترجمہ میں اب بھی Sea کا لفظ ہے جو شاید آئندہ ایڈیشنوں میں West سے بدل جائے ۱۲ تقی

www.KitaboSunnat.com

مد کے بیان میں یوں آیا ہے کہ:

"مشرق میں یہوداہ کے حصہ کے یردن تک"

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ یہودہ کی حد جنوب کی جانب بحیرۂ لحنہ تھی، آدم کلارک نے اس کا غلط ہونا تسلیم کیا ہے، جیسا کہ باب میں آپ کو معلوم ہوگا،

گیارہویں غلطی مذکورہ رسالے کہتا ہے کہ کتاب یوشع کے باب ۲ کی آیت ۱، و ۸ دونوں غلط ہیں،

بارہویں غلطی کتاب القضاۃ کے پہلی آیت، میں ہے کہ:

"اور بیت لحم یہوداہ میں یہوداہ کے گھرانے کا ایک جوان تھا، جو لاوی تھا، یہ وہیں رہتا ہوا تھا"

اس میں لفظ "جو لاوی تھا" بالکل غلط ہے، کیونکہ جو شخص یہوداہ کے خاندان سے ہے، وہ لاوی کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ مفسر ارسلے نے اس کے غلط ہونے کا اعتراف کیا ہے، اور رابرٹسن کینٹ نے تو اس کو متن سے خارج کر دیا ہے،

تیرہویں غلطی کتاب تواریخ ثانی باب ۱۳ آیت ۳ میں یوں ہے کہ:

"اور ابیاہ جنگی سورماؤں کا لشکر یعنی چار لاکھ چنے ہوئے مرد لے کر لڑائی میں گیا، اور یربعام نے اس کے مقابلہ میں آٹھ لاکھ چنے ہوئے مرد لے کر جو زبردست سورما تھے صف آرائی کی"

پھر آیت ۱۷ میں ہے کہ:

"اور ابیاہ اور اس کے لوگوں نے اُن کو بڑی خوں ریزی کے ساتھ قتل کیا، سو

لہ اس کے غلط ہونے کی وجہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکی ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے پانچ لاکھ چنے ہوئے مرد کھیت آئے ۔

ان دونوں آیتوں میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں وہ غلط ہیں، عیسائی مفسرین نے اس کو تسلیم کیا ہے، اور لاطینی مترجمین نے اصلاح کرتے ہوئے ۴ لاکھ کو ۴۰ ہزار سے اور لفظ ۸ لاکھ کو ۸۰ ہزار سے اور ۵ لاکھ کو ۵۰ ہزار سے بدل ڈالا، جیسا کہ عنقریب حاشیہ[1] میں قارئین کو معلوم ہوگا،

چودھویں غلطی اور کھلی تحریف

کتاب تواریخ ثانی کے باب ۲۸ آیت ۱۹ میں یوں کہا گیا ہے کہ :-

خداوند نے سٹاد اسرائیل آخز کے سبب سے یہوداہ کو پست کیا ۔

اس میں لفظ "اسرائیل" یقینی طور پر غلط ہے، کیونکہ وہ یہودا کا بادشاہ تھا نہ کہ اسرائیل کا، اس لئے یونانی اور لاطینی مترجموں نے لفظ "اسرائیل" میں تحریف کرکے یہودا بنا دیا، غور فرمایئے یہ اصلاح ہے یا تحریف !

پندرھویں غلطی

کتاب تواریخ ثانی باب ۲۱ آیت ۲ میں ہے کہ :-

"اور اس کے بھائی صدقیاہ کو یہورام اور یہوشفط کا بادشاہ بنا دیا"[2]

اس میں اس کے بھائی" غلط ہے، البتہ "چچا" صحیح ہے، اس لئے یونانی اور لاطینی مترجموں نے

---

[1] دیکھئے ص ۴۵۶ ، مقصد (۱) شاہد (۱۸) [2] دیکھئے ۲ تواریخ ۲۸ : ۱ و ۲ ،

[3] یعنی بنوکد نضر شاہ بابل نے یہویاکین کی جگہ اس کے بھائی کو بادشاہ بنا دیا ،

[4] چنانچہ ۲ سلاطین ۲۴ ، ۱۷ میں "اس کے باپ کے بھائی کے الفاظ" ہیں اور یہی صحیح ہے، کیونکہ یہویاکین یہویقیم بن یوسیاہ کا بیٹا تھا، اگر صدقیاہ یہویاکین کا بھائی ہوتا تو اسے ابن یہویقیم کہنا چاہیے تھا، حالانکہ اسے صدقیاہ ابن یوسیاہ کہا جاتا ہے دیکھئے یرمیاہ ۱ : ۳ و ۳۷ : ۱ ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ "بھائی" کو "چچا" سے بدل ڈالا، مگر یہ تحریف و اصلاح ہے، ڈاکٹر گیتھورک اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ:۔

چونکہ یہ غلط تھا اس لئے یونانی ترجمہ اور دوسرے ترجموں میں اس کو "چچا" کے لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔

سولھویں غلطی سموئیل ثانی باب ۱۰ آیت ۱۹ و ۱۹ میں تین مقامات پر، اسی طرح کتاب تواریخ اوّل کے باب ۱۸ کی آیت ۳ و ۵ تا ۱۰ میں سات جگہ پر لفظ "ہدد عزر"[1] آیا ہے، حالانکہ صحیح لفظ "حدد عزر" دال کے ساتھ ہے،

سترھویں غلطی کتاب یوشع کے باب ۱۵ آیت ۱۸ میں لفظ "عکن" ون کے ساتھ آیا ہے حالانکہ صحیح لفظ "عکر"[2] راء کے ساتھ ہے،

اٹھارھویں غلطی کتاب تواریخ اوّل کے باب ۳ آیت ۵ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ "شمعی ایل کی بیٹی بت شوع[3] حالانکہ صحیح لفظ "عمی ایل کی بیٹی بت سبع[4] ہے،

انتیسویں غلطی کتاب سلاطین ثانی باب ۱۴ آیت ۲۱ میں لفظ "عزریاہ"[5] استعمال ہوا ہے، جو غلط ہے، صحیح لفظ "عزریا" بغیر ہاء کے ہے[6]

---

[1] یہ ایک شخص کا نام ہے، جیسا کہ ص ۳۸۰ پر گزرا،

[2] قبیلہ یہوداہ کا ایک شخص اچان ۱۔ تواریخ ۲: ۷ میں "عکر" ہی مذکور ہے،

[3] بت شوع "داؤد" کی بیوی تھی جس کے بارے میں توریت کی تہمت یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اس سے (معاذ اللہ) زنا کیا، اور پھر اوریا کو مروا کر اس سے شادی کر لی، اور حضرت سلیمانؑ اس سے پیدا ہوئے ۱۲

[4] جیسے کہ ۲۔ سموئیل ۳: ۵ سے معلوم ہوتا ہے،

[5] یروشلم کے ایک بادشاہ کا نام ہے،

[6] جیسا کہ ۲۔ تواریخ ۲۶: ۱، ۲۔ سلاطین ۱۵: ۱۳، ۳۰، ۳۲ و ۳۴ سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیسویں غلطی

کتاب تواریخ ثانی باب ۳۶ آیت ۸، میں لفظ "یہوآخز" درج ہے، جو قطعی غلط ہے، صحیح لفظ "اخزیاہ" ہے، ہورن نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں پہلے تو اس بات کا اقرار کیا ہے کہ جو نام غلطی نمبر ۱۶ تا ۲۰ میں مذکور ہیں وہ غلط ہیں، پھر کہتا ہے:

"اسی طرح اور دو ستر مقامات پر بھی ناموں میں غلطی ہوئی ہے، اس سے زیادہ تفصیل سے جو صاحب جاننا چاہیں وہ ڈاکٹر کن کاٹ کی کتاب کا صفحہ ۲۳ تا ۲۷ ملاحظہ فرما سکتے ہیں"

اور سچی بات تو یہ ہے کہ ان کتابوں میں اکثر نام غلط درج کئے گئے ہیں، اور صحیح ناموں کی تعداد قدرے قلیل رہی ہے۔

یہویقیم قید ہوا یا مقتول اکیسویں غلطی

کتاب تواریخ ثانی کے باب ۳۶ میں کہا گیا ہے کہ بخت نصر شاہ بابل یہویقیم کو زنجیروں میں قید کر کے بابل لے گیا، جو بالکل غلط ہے، صحیح واقعہ یہ ہے کہ بخت نصر نے اس کو یروشلم میں قتل کر ڈالا، اور حکم دیا کہ اس کی لاش شہر پناہ سے باہر پھینکدی جائے، دفن کئے جانے کی قطعی ممانعت[1] کر دی گئی۔

یوسیفس مورخ نے اپنی تاریخ کی کتاب ۱۰ باب میں لکھا ہے کہ:

"بادشاہ بابل زبردست لشکر لے کر آیا، اور یہودیہ جنگ کئے ہوئے شہر پر قابض ہو گیا، اور شہر میں آنے کے بعد تمام جوانوں کو قتل کر ڈالا، ان میں یہویقیم بھی تھا اور

---

[1] جیسا کہ خود اسی کتاب ۲۲: ۱۹ و ۲۰ سلاطین ۲۴: ۶ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے یہویقیم کا بادشاہ تھا۔

[2] یہ واضح رہے کہ یہ واقعہ بخت نصر کے مشہور حملے سے کچھ پہلے کا ہے، بنی اسرائیل کی جلاوطنی اس کے کچھ بعد عمل میں آئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی نعش شہر پناہ سے باہر پھینکوا دی، اس کا بیٹا منسی اس کی جگہ تخت نشین ہوا تو منسی نے بہت سے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جن میں حزقیال پیغمبر بھی تھے۔

افرائیم پر شاہ اسور کا حملہ
بائیبل میں غلطی

کتاب دوم سلاطین باب ۱۵ آیت ۸ کے ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۹۴۱ء و سنہ ۱۸۳۱ء میں یوں ہے کہ:

"۶۵ سال بعد ارام[1] مٹ جائے گا"

ترجمہ فارسی مطبوعہ سنہ ۱۸۳۸ء میں ہے کہ:

"۶۵ سال بعد افرائیم شکستہ ہو جائے گا"

حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ افرائیم پر شاہ اسور کا تسلط حزقیاہ کی تخت نشینی کے چھٹے سال میں ہوا ہے، جس کی تصریح کتاب سلاطین ثانی کے باب ۱۸ میں موجود ہے[2]، اس طرح ارام اس کے بعد ۲۱ سال کی مدت میں مٹ گیا۔

رٹ رنگا عیسائیوں کا ایک مستند عالم کہتا ہے کہ:

---

[1] یعنی سوریا Syria ہمارے اس کسی ترجمہ میں ارام کا لفظ نہیں، بلکہ "افرائیم" ہے، "اور بیٹھ برس کے اندر افرائیم ایسا کٹ جائے گا کہ قوم نہ رہیگا" اس سے مقصد شاہ اسور (سنحاریب) کا حملہ ہے، جیسا کہ اس باب کی آیت ۹ سے معلوم ہوتا ہے،

[2] حزقیاہ کے چھٹے سال جو ہوسیع کا نواں برس تھا، سامریہ لیا گیا، اور شاہ اسور اسرائیل کو اسیر کر کے لے گیا" (۱۸: ۱۰، ۱۱)

[3] اس لئے کہ پیشگوئی حضرت اشعیاہ کی زبانی آخز کے زمانہ میں ہوئی تھی (یسعیاہ ۷، ۱۰) اور آخز کی تخت نشینی سے شاہ اسرائیل ہوسیع کی تخت نشینی تک بارہ سال کا فاصلہ ہے (۲ سلاطین ۱۶، ۱، ۲) اور ہوسیع تخت نشین رہے نویں سال یہ تسلط مکمل ہوا (جیسا کہ ۱۸: ۱۰ کی مذکورہ عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے) لہٰذا پورے اکیس سال بنے، ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر نقل میں غلطی واقع ہو گئی ہے، اصل میں ۱۶ اور ۵ تھا، اس نے اس مدت کو اس طرح تقسیم کیا ہے کہ آخر کی حکومت ۱۹ سال اور حزقیاہ کا دور سلطنت ۲۹ سال۔ یہ رائے اگرچہ خالص ہٹ دھرمی ہے، لیکن کم از کم اس کو اس کا اعتراف ہے کہ کتاب پیدائش کی موجودہ عبارت غلط ہے، اور اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء کے مترجم نے آیت مذکور نمبر ۵ میں تحریف کی ہے، خدا ان کو ہدایت دے کہ وہ اپنی جبلی عادت سے باز نہیں آتے۔

حضرت آدم کو درخت کی ممانعت تیئیسویں غلطی

کتاب پیدائش باب ۲ آیت ۱۷ میں ہے کہ لیکن نیک و بد کی پہچان کا درخت کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا۔[1]

یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ آدم علیہ السلام نے اس درخت کو کھایا، حالانکہ وہ کھانے کے دن نہیں مرے، بلکہ اس کے بعد ۹۰۰ سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے،

چوبیسویں غلطی

کتاب پیدائش باب ۶ آیت ۳ میں اس طرح ہے: تب خداوند نے کہا کہ میری روح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کرتی رہے گی، کیونکہ وہ بھی تو بشر ہے، اور اس کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوں۔[2]

اس میں یہ کہنا کہ اس کی عمر ۱۲۰ سال ہے قطعی غلط ہے، کیونکہ گذشتہ زمانہ کے لوگوں کی عمریں بڑی طویل ہوتی تھیں، نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ سال، ان کے بیٹے سام کی عمر ۶۰۰ سال، اور نحشون کی عمر ۳۳۸ سال ہوئی ہے، حالانکہ اس زمانہ میں ۷۰، ۸۰ تک پہنچنا بھی شاذ و نادر ہے،

---

[1] بقول توریت یہ خدا کا آدم کو خطاب ہے، اور درخت سے مراد مشہور شجر ممنوعہ ہے، جیسا کہ ۳ سے معلوم ہوتا ہے۔

[2] پیدائش ۶: ۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچیسویں غلطی

کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۸ میں یوں ہے کہ :-

"اور میں تجھ کو[1] اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے، ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے اور میں ان کا خدا رہا ہوں گا"

یہ بھی صریح غلط ہے، اس لئے کہ تمام سرزمین کنعان ابراہیمؑ کو کبھی بھی نہیں ملی اور نہ ان کی نسل کو باوشابت اور دوامی حکومت نصیب ہوئی، بلکہ اس سرزمین میں جس قدر بے شمار انقلابات ہوتے رہے وہ شاید ہی کسی ملک میں پیش آئے ہوں گے، اور مدت ہوئی گذری کہ اسرائیلی حکومت اس سرزمین سے قطعی ختم ہو چکی ہے۔

یہودیوں کی جلاوطنی
غلطی نمبر ۲۶، ۲۷، ۲۸

کتاب ارمیاہ باب ۲۵ میں ہے کہ :-

"وہ کلام جو شاہ یہوداہ یہویقیم بن یوسیاہ کے چوتھے برس میں جو شاہ بابل بنوکد نضر کا پہلا برس تھا، یہوداہ کے سب لوگوں کی بابت یرمیاہ پر نازل ہوا"

پھر آیت ۱۱ میں ہے کہ :-

"یہ ساری زمین ویرانہ اور حیرانی کا باعث ہو جائے گی اور یہ قومیں ستر برس تک شاہ بابل کی غلامی کریں گی، خداوند فرماتا ہے جب ستر برس پورے ہوں گے تو میں شاہ بابل کو اور اس کی قوم کو اور کسدیوں کے ملک کو ان کی بدکرداری کے سبب سے سزا دوں گا، اور میں اُسے ایسا اُجاڑ دوں گا کہ ہمیشہ ویران رہے" (آیات ۱۱ و ۱۲)

اور اسی کتاب کے باب ۲۹ میں ہے کہ :

"اب یہ اس خط کی باتیں ہیں جو یرمیاہ نبی نے یروشلم سے باقی بزرگوں کو جو اسیر ہو گئے تھے اور کاہنوں اور نبیوں اور ان سب لوگوں کو جن کو بنوکد نضر یروشلم سے

[1] یہ خدا کا حضرت ابراہیمؑ کو خطاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسیر کر کے بابل لے گیا تھا۔ (اس کے بعد کہ یکونیا بادشاہ[1] اور اس کی والدہ اور خواجہ سرا اور سرداران یہوداہ اور یروشلم کے امراء اور کاریگر اور لوہار یروشلم سے چلے گئے تھے) (آیات ۱ تا ۱۶)

پھر اسی باب کی ۱۰ میں ہے:۔

خداوند یوں فرماتا ہے کہ جب بابل میں ستر برس گذر چکیں گے تو میں تم کو یاد فرماؤں گا اور تم کو اس مکان میں واپس لانے سے اپنے نیک قول کو پورا کروں گا۔

یہ آیت فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۵ء میں اس طرح ہے کہ:۔

بعد انقضائے ہفتاد سال در بابل من بر شما رجوع خواہم کرد۔

ترجمہ:۔ بابل میں ستر سال گذر جانے کے بعد میں تمہاری طرف رجوع کروں گا۔

اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۲۹ء میں اس طرح ہے کہ:۔

بعد از تمام شدن ہفتاد سال در بابل شما را باز دیدن خواہم نمود۔	بابل میں ستر سال پورے ہو جانے کے بعد میں دوبارہ تمہاری طرف رخ کروں گا۔

اور اسی کتاب کے باب ۵۲ میں مذکور ہے کہ:۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بنوکدرضر اسیر کر کے لے گیا۔ ساتویں برس میں تین ہزار تیئیس یہودی بنوکدرضر کے اٹھارویں برس میں وہ یروشلم کے باشندوں میں سے آٹھ سو بتیس آدمی اسیر کر کے لے گیا۔ بنوکدرضر کے تیئیسویں برس میں جلودارداں کا سردار نبوزرادان سات سو پینتالیس آدمی یہودیوں میں سے پکڑ کر لے گیا۔ یہ سب آدمی چار ہزار چھ سو تھے۔ (آیات ۲۸ تا ۳۰)

---

[1] یہ یکونیاہ بن یہویقیم ہے جو بخت نصر کے حملے کے وقت یہوداہ کا حکمران تھا (دیکھئے یرمیاہ ۲۲: ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مختلف عبارتوں سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(۱) بخت نصر یہویاقیم کی تخت نشینی کے چوتھے سال میں تخت شاہی پر بیٹھا، اور یہی صحیح بھی ہے، یوسیفس یہودی مشہور تورخ نے بھی اپنی تاریخ کی کتاب میں اس کی تصریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

بخت نصر یہویاقیم کے بیٹھنے کے چوتھے سال میں بابل کا بادشاہ ہوا۔

اگر کوئی شخص ہمارے بیان کے خلاف دعویٰ کرے تو وہ یقیناً غلط اور ارمیاہ علیہ السلام کے کلام کے خلاف ہوگا، بلکہ ضروری ہوگا کہ بخت نصر کے جلوس کا پہلا سال یہویاقیم کے جلوس کے چوتھے سال کے مطابق ہو۔

(۲) ارمیاہ علیہ السلام نے یہودیوں کے پاس یکونیا بادشاہ اور رؤسا یہوداہ اور دوسرے کاریگروں کے چلے جانے کے بعد کتاب بھیجی تھی۔

(۳) تینوں مرتبہ کی جلاوطنی میں قیدیوں کی کل تعداد چار ہزار چھ سو تھی، نیز تیسری جلاوطنی تیسویں سال پیش آئی، اب ہم کہتے ہیں کہ اس مقام پر تین زبردست غلطیاں موجود ہیں:۔

۱۔ یکونیا بادشاہ اور رؤسا یہوداہ اور کاریگروں کی جلاوطنی مؤرخین کی تصریح کے مطابق ولادت مسیح سے پانچ سو ننانوے سال پہلے کا واقعہ ہے،

اسی طرح صاحب میزان الحق نے نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۹ء کے صفحہ ۹ پر تصریح کی ہے کہ یہ جلاوطنی مسیح کی پیدائش سے چھ سو سال قبل پیش آئی، اور ارمیاہ علیہ السلام کا اُن کے پاس کتاب بھیجنا اُن کے چلے جانے کے بعد کا واقعہ ہے، اور بائبل کی رُو سے یہودیوں کا بابل میں قیام ۷۰ سال ہونا چاہیے جو قطعی غلط ہے، کیونکہ یہودیوں کو شاہ ایران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خورس کے حکم سے ولادت مسیح سے ۵۳۶ سال قبل آزاد کیا گیا تھا، اس حساب سے اُن کی مدت قیام بابل میں ۶۳ سال[1] ہوتی ہے ذکہ ۷۰ سال،

ہم نے یہ تاریخیں کتاب مرشد الطالبین الی کتاب المقدس اثنین مطبوعہ ۱۸۵۲ء بیروت سے نقل کی ہیں، لیکن چونکہ یہ نسخہ عیسائیوں کی عام عادت کے مطابق اس نسخہ سے بیشتر مقامات پر مختلف ہے جو ۱۸۱۱ء میں طبع ہوا تھا جو صاحب نقل کی تصحیح کے طالب ہوں ان کے لئے ضروری ہوگا کہ نقل کا مقابلہ نسخہ مطبوعہ[2] ۱۸۱۱ء کی عبارت سے کریں، یہ نسخہ آستانہ کی جامع بایزید کے کتب خانہ میں موجود ہے، کتاب مقدس کی تاریخی جدول کے جزو ۲ فصل ۲۰ میں اس نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۲ء میں اس طرح مذکور ہے:-

سنہ قبل میلاد مسیح	واقعات	دنیا کا سال
۵۹۹	ارمیاء علیہ السلام کی تقریر اُن یہودیوں کے نام جو بابل میں قید تھے	۳۴۰۵
۵۳۶	داور یوس کی وفات جو فوش کا ماموں تھا اور فوش کا اس کی جگہ مادی اور فارس و بابل کا بادشاہ ہوا اور اس کا یہودیوں کو آزاد کر کے یہودا واپس چلے جانے کی اجازت دینا،	۳۴۶۸

۲- دوسری غلطی یہ ہے کہ تینوں مرتبہ کی جلاوطنی میں قیدیوں کی تعداد چار ہزار چھ سو بیان کی گئی ہے، حالانکہ سلاطین ثانی باب ۲۴ آیت ۱۴ میں کہا گیا ہے کہ دس ہزار

[1] اگر صاحب میزان الحق کے قول کا اعتبار کیا جائے تو ۶۴ سال، کیونکہ ۵۹۹ میں سے ۵۳۶ نکالدیئے جائیں تو ۶۳ بچتے ہیں، اور ۷۰ سے تعزیت کی جائے تو چوالیس ۴۴

[2] تمام نسخوں میں ایسا ہی ہے، مگر یہ بڑا غلط ہے، صحیح ۱۸۵۲ء ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشراف اور بہادر لوگ تو صرف ایک ہی جلاوطنی میں شامل تھے، اور صناع کاریگر ان کے علاوہ تھے[1]۔

۳۔ تیسری غلطی یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری جلاوطنی بخت نصر کی تخت نشینی کے تیئیسویں سال پیش آئی تھی، حالانکہ سلاطین کے باب ۲۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے جلوس کے اُنیسویں سال واقع ہوئی[2]۔

بخت نصر کے ہاتھوں صور کی تباہی کی غلط پیشگوئی، انتیسویں غلطی

کتاب حزقیل کے باب ۲۶ میں ہے کہ:

اور گیارھویں برس میں مہینہ کے پہلے دن خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا:

پھر آیت نمبر ۷ میں ہے:۔

خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں شاہ بابل بنوکدرضر کو جو بادشاہ ہے گھوڑوں، اور رتھوں اور سواروں اور فوجوں اور بہت سے لوگوں کے انبوہ کے ساتھ شمال سے صور پر چڑھا لاؤں گا[3]، وہ تیری بیٹیوں کو میدان میں تلوار سے قتل کرے گا، اور تیرے اردگرد مورچہ بندی کرے گا، اور تیرے مقابل دمدمہ باندھے گا اور تیری مخالفت میں ڈھال اُٹھائے گا، وہ اپنی منجنیق کو تیری شہر پناہ پر چلائے گا: اور اپنے ہتھیاروں سے تیرے

[1] اور وہ سارے یروشلم کو اور سب سرداروں کو اور سب سورماؤں کو جو دس ہزار آدمی تھے، اور سب دستکاروں اور کاریگروں کو اسیر کر کے لے گیا: (۲ سلاطین ۲۴: ۱۴)

[2] یعنی بنوزرادان والی ۱۲

[3] اور شاہ بابل بنوکدرضر کے عہد کے اُنیسویں برس کے پانچویں مہینہ کے ساتویں دن (۲ سلاطین ۲۵: ۸)

[4] صور Tyre ازمنۂ قدیم کا ایک ساحلی شہر جو سوریا کی حدود میں واقع تھا، اور سمندر کے کنارے ہونے کے سبب خاصی اہمیت رکھتا تھا، آجکل یہ علاقہ لبنان کی حدود میں واقع ہے ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برجوں کو ڈھا دے گا، (اس کے گھوڑوں کی کثرت کے سبب) اتنی گرد اڑے گی کہ تجھے چھپا لے گی، جب وہ تیرے پھاٹکوں میں گھس آئے گا جس طرح رخنہ کر کے شہر میں گھس جاتے ہیں، تو سواروں اور گاڑیوں اور رتھوں کی گڑگڑاہٹ کی آواز سے تیری شہر پناہ ہل جائے گی، وہ اپنے گھوڑوں کے سموں[1] سے تیری سب سڑکوں کو روند ڈالیگا، اور تیرے لوگوں کو تلوار سے قتل کرے گا، اور تیری توانائی کے ستون زمین پر گر جائیں گے اور وہ تیری دولت کو لوٹیں گے، اور تیرے مال کو غارت کریں گے، اور تیری شہر پناہ توڑ ڈالیں گے، اور تیرے رنگ محل کو ڈھا دیں گے، اور تیرے پتھر اور لکڑی اور تیری مٹی سمندر میں ڈال دیں گے۔

حالانکہ یہ قطعی غلط ہے، اس لئے کہ بخت نصر نے صور کا تیرہ سال تک سخت محاصرہ جاری رکھا اور اس کے فتح کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا، اور ناکام واپس ہوا، اور چونکہ یہ واقعہ غلط تھا، اس لئے تعوذ باللہ حضرت حزقیلؑ کو غلطی کی ضرورت پیش آئی اور اپنی کتاب کے باب ۲۹ میں یوں[2] فرمایا کہ:

"ستائیسویں برس کے پہلے مہینہ کی پہلی تاریخ کو خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد! شاہ بابل بخت نصر نے اپنی فوج سے صور کی مخالفت میں بڑی خدمت کروائی ہے، ہر ایک سر بے بال ہو گیا، اور ہر ایک کا کندھا چھل گیا، پر نہ اس نے اور نہ اس کے لشکر نے صور سے اس خدمت کے واسطے جو اس نے اس کی مخالفت میں

---

[1] قوسین کے درمیان کی عبارت اصل کتاب میں چھوڑ دی گئی تھی ۱۲

[2] چھٹی صدی قبل مسیح میں دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص ۱۰۵۲ ج ۲۲ مقالہ (Tyre) ۱۲

[3] آیات ۱ تا ۲۰ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تھی کچھ اُجرت پائی، اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ملک مصر شاہ بابل بخت نصر کے ہاتھ میں کر دوں گا، وہ اس کے لوگوں کو پکڑ کر لے جائے گا، اور اس کو لوٹ لے گا، اور اس کی غنیمت کو لے لیگا، اور یہ اُس کے لشکر کی اُجرت ہوگی میں نے ملک مصر اس محنت کے صلہ میں جو اُس نے کی اُسے دیا۔

اس میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ چونکہ بخت نصر اور اس کے لشکر کو صور کے محاصرہ کا کچھ عوض نہیں مل سکا، اس لئے خدا نے اس سے مصر کا وعدہ فرمایا۔ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وعدہ بھی سابقہ وعدوں کی طرح تھا یا شرمندۂ ایفاء ہوا؟ یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے، کیا خدا کے وعدے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ اور خدا بھی اپنے وعدہ کے پورا کرنے سے عاجز و قاصر ہوا کرتا ہے؟

ایک اور غلط پیشگوئی غلطی نمبر ۳۰

کتاب دانی ایل کے باب ۸ آیت ۱۴ کے فارسی ترجمہ مطبوعہ سنہ ۱۸۳۹ء میں ہے کہ

"پس شنیدم کہ مقدسے تکلم مے نمود و مقدسے ازاں مقدس را پرسید کہ ایں رؤیا در باب قربانی دائمی و گناہ گاری ہلاک بہ پامال کردن مقدس و فوج تا کے باشد، مرا گفت تا دو ہزار و سہ صد روز بعد او مقدس پاک خواہد شد۔"

ترجمہ "تب[1] میں نے ایک قدسی کو کلام کرتے سنا اور دوسرے قدسی نے اسی قدسی سے

---

[1] غالب یہی ہے کہ شرمندۂ ایفاء نہیں ہوا، کیونکہ بخت نصر کے حالات زندگی میں ۵۷۳ ق م کے حملہ مصر کا ذکر تو ملتا ہے، مگر صور کے محاصرہ کے بعد تاریخیں اس کے حملہ مصر و تسلط کا ذکر کر کے خاموش ہو جاتی ہیں، مقدس کسی حملہ کا ذکر نہیں کرتیں ۱۲

[2] یہ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۹ء کی عبارت ہے، فارسی کے مطابق ہونے کی وجہ سے ہم نے اسی نقل کر دیا ہے، البتہ عربی عبارت کا جو ترجمہ آرہا ہے وہ ہمارا اپنا کیا ہوا ہے ۱۲ فقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو سلام کرتا تھا پوچھا کہ دائمی قربانی اور ویران کرنے والی خطا کاری کی رؤیا جس میں مقدس اور اجرام پامال ہوتے ہیں کب تک رہے گی؟ اور اس نے مجھ سے کہا کہ دو ہزار تین سو صبح و شام تک، اس کے بعد مقدس پاک کیا جائے گا۔

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں یہ الفاظ ہیں:۔

وسمعت قدیسا من القدیسین متکلما وقال قدیس واحد للآخر المتکلم لم اعرفه حتی متی الرؤیا والذبیحة الدائمة وخطیئة الخراب الذی قد صار ودینس ابن القدوس والقوة فقال له حتی المساء والصباح ای الفین وثلثمائة یوم ویظهر القدس۔

ترجمہ:۔ اور میں نے ایک قدیس کو بولتے سنا جس نے مخاطب کر کے دوسرے قدیس سے جو کہ بول رہا تھا جسے میں نہیں جانتا تھا کہ خواب اور دائمی قربانی اور تباہ کن گناہ جس میں قدس اور فوج پامال ہوتے ہیں کب تک رہے گا؟ اس نے جواب دیا کہ دو ہزار تین سو صبح و شام تک، اور پھر قدس ظاہر ہو جائے گا۔

علماء یہود و نصاریٰ سب کے سب اس پیشگوئی کے مصداق کے بارے میں سخت حیران ہیں، دونوں فریق کی بائبل کے تمام مفسرین نے اس خیال کو ترجیح دی ہے کہ اس کا مصداق انطیوکس شاہ روم کا واقعہ ہے، جو یروشلم پر ۱۶۱ ق م میں مسلط ہو گیا تھا، اور ایام سے مراد یہی متعارف ایام ہیں، مفسر پوسیفس نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے مگر اس پر ایک بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ وہ حادثہ جس میں قدس اور فوج پامال ہوگی وہ ساڑھے تین سال رہا جس کی تصریح یوسیفس نے اپنی تاریخ کی کتاب ۱۲ باب ۹ میں کی ہے، حالانکہ شمسی حساب کے موافق ۲۳۰۰ ایام کے تخمیناً ۶ سال ۳ ماہ ۱۹ دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں، اسی بنا پر اسحٰق نیوٹن نے اس کا مصداق حادثہ انیوکس کو ماننے سے انکار کیا ہے۔

تھامس نیوٹن نے ایک تفسیر بائبل کی پیشینگوئیوں کے بارہ میں لکھی ہے، اس کے نسخہ مطبوعہ لندن ۱۷۳۳ء کی جلد اول میں پہلے جمہور مفسرین کا قول نقل کیا ہے، پھر اسحاق نیوٹن کی طرح اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حادثہ کا مصداق انیوکس کا حادثہ کسی طرح نہیں ہو سکتا، پھر اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا مصداق رومی سلاطین اور پاپا ہیں۔

انتھونی جانسن نے بھی ایک تفسیر پیش آنے والے واقعات کی پیشینگوئیوں پر لکھی ہے، اور ساتھ ہی دعویٰ کیا ہے کہ میں نے اس میں پچاس تفاسیر کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کیا ہے، یہ تفسیر ۱۸۲۵ء میں چھپی ہے، اس پیشینگوئی کی شرح کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے[1]۔

اس پیشینگوئی کے ابتدائی زمانہ کی تعیین قدیم زمانہ سے علماء کے نزدیک بڑے اشکال کا سبب بنی ہوئی ہے، اکثر علماء نے اس خیال کو ترجیح دی ہے کہ اس کے زمانہ کا آغاز ان چار زمانوں میں سے یقیناً کوئی ایک زمانہ ہے، جس میں شاہان ایران کے چار فرامین صادر ہوئے:۔

۱۔ ۴۵۷ء قبل مسیح کا زمانہ جس میں خورش کا فرمان صادر ہوا تھا،

۲۔ ۵۱۸ء ق م کا زمانہ، جس میں دارا کا فرمان جاری ہوا،

---

[1] سنٹ جانسن کی آنے والی عبارت کا حاصل جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں یہ ہے کہ اس کے نزدیک کتاب دانی ایل کی مذکورہ بالا پیشینگوئی میں حضرت مسیح کے نزول ثانی کا وقت بتایا گیا ہے، اور اس نے اس کی تشریح اس طرح کی ہے کہ دو ہزار تین سو ایام سے مراد دو ہزار تین سو سال ہیں، اور ان کا شمار کسی ایسے زمانہ سے کیا جانا چاہیے جس میں پرشیلہ اہل کتاب کے قبضہ سے نکل گیا ہو، جس کے لئے اس نے پانچ احتمال بیان کئے ہیں، اور ان کے حساب سے حضرت عیسیٰ کے دوبارہ زمین پر تشریف لانے کے سن نکالے ہیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ۴۵۸ ق م کا عہد جس میں اردشیر نے اپنی تخت نشینی کے ساتویں سال عزرا کے نام ایک فرمان جاری کیا،

۴۔ ۴۴۴ ق م کا زمانہ جس میں اردشیر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے بیسویں سال نحمیاہ کے نام ایک فرمان جاری کیا،

نیز ایام سے مراد سال ہیں، اس طرح اس پیشینگوئی کا منتہیٰ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ہوتا ہے:۔

نمبر ۱ کے لحاظ سے، سال ۱۶۳ء نمبر ۲ کے لحاظ سے، سال ۱۸۲ء،

نمبر ۳ کے لحاظ سے، سال ۱۳۳ء نمبر ۴ کے لحاظ سے، سال ۱۸۶ء

اس لحاظ سے پہلی اور دوسری مدت ختم ہو چکی ہے، تیسری چوتھی باقی ہے جس میں تیسری مدت زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے اور میرے نزدیک تو یقینی ہے، البتہ بعض علماء کے نزدیک اس کا آغاز سکندر رومی کے ایشیا پر حملہ آور ہونے سے شمار ہوتا ہے، اس صورت میں اس کا منتہیٰ ۱۹۶ء نکلتا ہے۔

یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے:۔

① یہ کہنا کہ اس پیشینگوئی کے آغاز کی تعیین دشوار اور مشکل ہے بالکل غلط ہے، اشکال اور دشواری اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ یقینی طور پر غلط ہے، اس لئے کہ اس کی ابتداء یقینی طور پر خواب دیکھے جانے کے وقت سے ہونا چاہئے، نہ کہ بعد کے اوقات سے۔

② یہ کہنا کہ ایام سے مراد سال ہیں، محض ہٹ دھرمی ہے، کیونکہ یوم کے حقیقی معنی وہی ہو سکتے ہیں جو متعارف اور مشہور ہیں، عہد قدیم و جدید میں جہاں کہیں بھی لفظ "یوم" استعمال ہوا ہے وہ ہمیشہ معنی حقیقی ہی میں استعمال ہوا ہے، اور جس مقام پر بھی کسی چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مدت بیان کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے وہاں اس کو سال کے معنی میں کبھی استعمال نہیں کیا گیا، اور اگر ان مقامات کے علاوہ کسی جگہ نادر طریقہ پر سال کے معنی میں استعمال کیا جانا تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی یقینی طور پر یہ استعمال مجازی ہوگا جس کے لئے کوئی قرینہ ضرور ہونا چاہئے، اس جگہ مدت کا بیان ہی مقصود ہے، اور مجازی معنی کا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں ہے، اس لئے مجازی معنی پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے، اس لئے جمہور نے اس کو حقیقی معنی پر محمول کیا ہے اور اس کو صحیح بنانے کے لئے ایسی فاسد توجیہ کی ہے جس کی تردید کرنے کی ضرورت اسحٰق نیشاپوری بطلمیوس نیشاپوری اور اکثر متاخرین کو (جن میں یہ مفسر بھی شامل ہے) پیش آئی۔

(۲) اگر ہم دونوں مذکورہ اعتراضات سے قطع نظر بھی کر لیں تب بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلی اور دوسری ابتدا کا غلط اور جھوٹا ہونا خود اس کے عہد میں ظاہر ہو چکا تھا، جیسا کہ خود اس کا اقرار بھی ہے، اور تیسری ابتدا کا غلط اور خلاف واقع ہونا اب ظاہر ہو چکا کہ جس پر اس کو کامل وثوق اور یقین تھا، اسی طرح چوتھی توجیہ کا حال بھی معلوم ہو چکا کہ وہ غلط اور باطل ہونے میں جمہور متقدمین کی توجیہ سے بڑھ کر ہے، اب صرف پانچواں احتمال باقی رہ جاتا ہے[1]، لیکن چونکہ وہ اکثر علماء کے نزدیک خود ضعیف قول ہے، اور اس پر بھی پہلے دونوں اعتراضات واقع ہوتے ہیں، اس لئے وہ بھی ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے اور خدا نے اگر چاہا تو جو اس وقت موجود ہوں گے وہ اس کا بھی جھوٹا اور غلط ہونا دیکھ لینگے،

---

[1] یعنی ۱۹۶۶ء، الفاتح سے اظہار الحق کا یہ اردو ترجمہ ۱۹۶۶ء ہی میں طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے، اور ابھی تک حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول نہیں ہوا، اس لئے یہ پانچویں توجیہ بھی مصنف کی پیشگوئی کے مطابق محض لغو اور بیہودہ ثابت ہو چکی ہے۔ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب پادری یوسف صاحب تشریف لاتے ہیں جنھوں نے ۱۸۳۳ء مطابق ۱۲۴۹ھ میں شہر لکھنؤ میں اس پیشینگوئی اور اپنے جھوٹے الہام سے استدلال شروع کیا، اور کہنے لگے کہ اس پیشینگوئی کا آغاز دانیال کی وفات سے ہوتا ہے، اور ایام سے مراد سال ہیں، اور دانیال علیہ السلام کی وفات ۴۵۳ ق م میں ہوئی ہے، پھر جب ہم ۱۳۰۰ میں سے اس مدت کو گھٹا دیں تو ۱۸۴۷ رہ جاتے ہیں، اس بنا پر ترویل مینی کا زمانہ ۱۸۴۷ء ہوتا ہے، اس پادری اور بعض علمائے اسلام کے درمیان مناظرہ بھی ہوا، بہرحال اس کا دعویٰ چند وجوہ سے باطل اور غلط ہے، مگر چونکہ اس دعوے کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے، کیونکہ ۱۸۴۷ کا سال گذر چکا ہے، اور حضرت عیسیٰ تشریف نہیں لائے، اس لئے ہم کو اس کی تردید میں بالوجہ بات کو طول دینے کی ضرورت نہیں ہے، ممکن ہے پادری صاحب موصوف کو "دختر رز" کے لفظ میں یہ سمان نظر آیا ہو، جس کو انھوں نے الہام قرار دیدیا۔

ڈی آئل اور جیرڈمینٹ کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

اس پیشینگوئی کی آغاز و اختتام کی تعیین اس کی تکمیل سے پہلے بہت ہی دشوار اور مشکل ہوگی، پوری ہو جانے پر واقعات اس کو ظاہر کر دیں گے۔

یہ توجیہ بہت ہی کمزور اور مضحکہ خیز ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ ہر بدکار اور فاسق کو بھی یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ اس قسم کی بے شمار پیشینگوئیاں کر سکے، جن میں ان کے آغاز و اختتام کی کوئی تعیین نہ ہو اور یہ کہہ سکتا ہے کہ جب یہ پوری ہوگی تو واقعات خود اس کی تصدیق کریں گے،

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ بیچارے قطعی معذور ہیں، اس لئے کہ بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جڑ سے ہی غلط ہے، جس کی نسبت کہنے والا بہت ہی خوب کہہ گیا ہے کہ جس چیز کو زمانہ خراب کر چکا ہو غریب عطار اس کی درستی کیونکر کر سکتا ہے،

غلطی نمبر ۳۱ کتاب دانیال باب ۱۲ آیت ۱۱ میں یوں ہے کہ۔

"اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اُجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی، ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے، مبارک ہے وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک انتظار کرتا ہے"

یہ بھی گذشتہ پیشینگوئی کی طرح غلط اور باطل ہے، اس میعاد پر نہ تو عیسائیوں کا مسیح نمودار ہوا اور نہ یہودیوں کا۔

کتاب دانیال کی ایک اور غلط پیشینگوئی، غلطی نمبر ۳۲ کتاب دانیال باب ۹ میں یوں کہا گیا ہے کہ،

اور تیرے مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر کئے گئے کہ خطاکاری روکی جائے اور گناہ کا خاتمہ ہو جائے، اور بدکرداری کا کفارہ دیا جائے، ابدی راستبازی قائم ہو، رؤیا و نبوت پر مہر ہو اور پاک ترین مقام مسوح کیا جائے"

اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۱ء میں اس طرح ہے کہ،

"ہفتاد ہفتہ بر قوم تو و بر شہر مقدس تو مقرر شد، برائے اتمام خطاء و برائے انقضاء گناہان و برائے تکفیر شرارت و برائے رسانیدن راست بازی ابدانی و برائے اختتام رؤیا و نبوت و برائے مسح قدس القدس"

۱؎ مفسرین کے نزدیک یہ آمد مسیح کی خوش خبری ہے ۱۲

۲؎ اس سے بھی مفسرین کے نزدیک ظہور مسیح کی طرف اشارہ ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: تیری قوم اور مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر ہوئے ہیں، خطاؤں کے ختم ہونے اور گناہوں کے درگذر کے لئے اور شرارت کے کفارہ کے واسطے ہمیشہ کی سچائی پہنچانے اور خواب و نبوت کے اختتام کے لئے اور مقدس کے مسح کے لئے"

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ اس مدتِ مقررہ میں بھی دونوں مسیحوں میں سے ایک بھی نمودار نہیں ہوا، بلکہ یہودیوں کا مسیح تو آج تک ظاہر نہ ہو سکا، حالانکہ اس مدت پر دو ہزار سال سے زیادہ زمانہ گذر چکا ہے، اس جگہ علماء نصاریٰ کی طرف سے جو تکلفات اختیار کئے گئے ہیں، وہ چند وجوہ سے ناقابل التفات ہیں۔

(۱) لفظ "یوم" کو مدت کی تعداد بیان کرتے ہوئے مجازی معنی پر محمول کرنا بغیر کسی قرینہ کے ناقابلِ تسلیم ہے۔

(۲) اگر ہم یہ مان بھی لیں تب بھی دونوں مسیحوں میں سے کسی ایک پر یہ پیشینگوئی صادق نہیں آتی، کیونکہ خورس کی تخت نشینی کے پہلے سال (جس میں یہودی آزاد کئے گئے تھے جیسا کہ کتاب عزرا باب ۱ میں تصریح ہے) اور عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے درمیان مدت جہاں تک یوسیفس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے تخمیناً ۶۰۰ سال ہے، اور سنل جانسی کی تحقیق کی مطابق ۴۶۳ سال ہے، جیسا کہ غلطی نمبر ۳۰ کے ضمن میں معلوم ہو چکا ہے، اور اسی طرح مرشد الطالبین نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۲ء کے مؤلف کی تحقیق کے موافق بھی (جیسا کہ غلطی نمبر ۲۶ میں معلوم ہو چکا ہے) مرشد الطالبین کے مصنف نے جزو ثانی کی فصل ۲۰ میں تصریح کی ہے کہ یہودیوں کا قید سے رہا ہو کر نوشتا اور ہیکل میں قربانیوں کی تجدید بھی اسی آزاد کی کے سال یعنی ۵۳۶ ق م میں پیش آئی ہے، حالانکہ ستر ہفتوں کی مقدار صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار سو نوے سال ہوتی ہے، اسی طرح یہودیوں کے مسیح پر اس کا صادق نہ آنا بالکل ظاہر ہے،

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو مسیح پر نبوت کا اختتام لازم آتا ہے، لہٰذا حواری کسی صورت میں نبی اور پیغمبر نہیں ہو سکیں گے، حالانکہ یہ بات عیسائی مذہب کے قطعی مخالف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک حواری موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام اسرائیلی پیغمبروں سے افضل ہیں، اور انکی فضیلت کی شہادت کے لئے یہودا اسکریوتی[1] کے حال کا دیکھ لینا کافی ہے، (جو روح القدس سے لبریز" انسانوں میں سے ایک تھا)

(۴) چوتھی بات یہ کہ اگر یہ درست ہو جائے تو خواب کے سلسلہ کو ختم ماننا پڑیگا حالانکہ رؤیائے صالحہ اور اچھی قسم کے خواب آج تک جاری ہیں۔

(۵) واقسن نے اپنی کتاب کی جلد ۲ میں ڈاکٹر کریب کا خط نقل کیا ہے اور اس میں تصریح کی ہے کہ،

یہودیوں نے اس پیشینگوئی میں ایسی تحریف کر ڈالی ہے جس کے بعد اب عیسیٰ علیہ السلام پر کسی طرح صادق نہیں آ سکتی،

غور فرمایئے "ہاورد" جو سر چرچ کے بولے" عیسائیوں کے مشہور عالم کے اقرار سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ پیشینگوئی اصل کتب دانیال کے مطابق (جو آج تک یہودیوں کے پاس موجود ہے، اور جس کی نسبت یہودیوں کے خلاف کبھی تحریف کا دعویٰ نہیں کیا گیا ہے) عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتی، علماء پروٹسٹنٹ کا یہودیوں کے خلاف

[1] یہودا اسکریوتی وہ شخص ہے جس نے حواری ہونے کے باوجود (بقول بائبل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوا دیا تھا، (باقی ۴۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ تحریف باطل ہے، جب اصل کتاب کی پوزیشن برقرار ہے تو مسیحی علماء کے کئے ہوئے تراجم سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے،

(۹) مسیح سے مراد ان ہی دو شخصوں میں سے کوئی ایک ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس لفظ کا استعمال یہودیوں کے ہر بادشاہ کے لئے ہوتا رہا ہے، خواہ وہ صالح ہو یا بدکردار، ملاحظہ کیجئے زبور نمبر ۲۰ آیت نمبر ۶ میں یوں ہے کہ:۔

"وہ اپنے بادشاہ کو بڑی نجات عنایت کرتا ہے، اور اپنے مسیح داؤد اور اس کی نسل پر ہمیشہ شفقت کرتا ہے"

اسی طرح زبور نمبر ۱۳۲ میں لفظ "مسیح" کا اطلاق داؤد علیہ السلام پر کیا ہے، جو ایک نبی اور نیک بادشاہ تھے، نیز کتاب سموئیل اول باب ۲۴ میں داؤد علیہ السلام کا قول ساؤل[1] کے حق میں جو یہودیوں کا بدترین بادشاہ گذرا ہے، اس طرح مذکور ہے،

"اور جو لوگ اس کے ہمراہ تھے ان سے اس نے کہا کہ مجھ کو خدا کی پناہ کہ میں ایسا فعل اپنے آقا کے ساتھ کروں جو خدا کا مسیح ہے، یا اسے قتل کرنے کے لئے دست درازی کروں، کیونکہ وہ پروردگار کا مسیح ہے، میں اپنے ہاتھ اپنے آقا پر نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ وہ پروردگار کا مسیح ہے" (آیت ۶ و ۱۰)

علاوہ ازیں اسی کتاب کے باب ۲۶ اور سموئیل ثانی کے باب میں بھی اس قسم کا اطلاق کیا گیا ہے، پھر یہ لفظ یہودیوں کے بادشاہوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، بلکہ

---

[1] اس بادشاہ کا نام قرآن کریم میں طالوت مذکور ہے، اس بات پر تورات اور قرآن کریم کا اتفاق ہے کہ اسے بنی اسرائیل کا بادشاہ خود اللہ تعالیٰ نے نامزد کیا تھا، پھر نامزدگی کے بعد کے حالات سے قرآن کریم خاموش ہے اور تورات نے اس کی نافرمانیاں ذکر کر کے یہ بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہ بنا کر (معاذ اللہ) پچھتایا (سموئیل ۱۵ باب ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کے حق میں بھی استعمال ہوتا رہا ہے، چنانچہ کتاب یسعیاہ باب ۴۵ آیت ۱ میں کہا گیا ہے:۔

خداوند اپنے مسوح خورس کے حق میں یوں فرماتا ہے کہ میں نے اس کا داہنا ہاتھ پکڑا۔

اس عبارت میں مسیح کا لفظ شاہ ایران کے لئے استعمال کیا گیا ہے، جس نے یہود کو قید سے آزادی بخشی تھی، اور ہیکل بنانے کی اجازت دیدی تھی،

بنو اسرائیل کو محفوظ رکھنے کا وعدہ، غلطی نمبر ۳۴

کتاب سموئیل ثانی باب ۷، آیت ۱۰ میں حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی حسب ذیل خدائی وعدہ بیان کیا گیا ہے:۔

اور میں اپنی قوم اسرائیل کے لئے ایک جگہ مقرر کروں گا، اور وہاں ان کو بسا دوں گا، تاکہ وہ اپنی ہی جگہ بسیں، اور پھر پریشان نہ جائیں، اور شرارت کے فرزند ان کو پھر دکھ نہیں دینے پائیں گے، جیسے پہلے ہوتا تھا، اور جیسا اس دن سے ہوتا آیا ہے جب سے میں نے حکم دیا تھا کہ میری قوم اسرائیل پر حاکم ہوں" (آیت ۱۰)

ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۸ء کے الفاظ یہ ہیں:۔

ومکانے نیز برائے قوم خود اسرائیل مقرر خواہم کرد ایشاں را خواہم نشانید تا خود جائے دار باشند ومن بعد حرکت دہ کنندہ وابل شرارت من بعد ایشاں را نیازارند چوں در ایام سابق

اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۴۵ء کے الفاظ یہ ہیں:۔

وجہت قوم اسرائیل مکانی واتعیین خواہم نمود وایشاں را غرس خواہم نمود تا آنکہ در

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام خویش ساکن شدہ بار دیگر متحرک نشوند، دختر زندان شرارت پیشہ ایشاں
راہمثل ایام سابق نرنجانند۔

غرض خدا نے وعدہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل امن و اطمینان کے ساتھ اس جگہ رہیں گے اور شریروں کے ہاتھوں ان کو کوئی اذیت نہ پہونچے گی، یہ جگہ یروشلم تھی جہاں بنی اسرائیل آباد ہوتے، مگر یہ وعدہ اُن کے لئے پورا نہ ہوا، چنانچہ اس جگہ پر اُن کو بے انتہا ستایا گیا، شاہ بابل نے کئی مرتبہ اُن کو شدید اذیت دی، قتل کیا، قید کیا اور جلاوطن بھی کیا، اسی طرح دوسرے بادشاہوں نے بھی اُن کو اذیت پہونچائی، طیطوس شاہ روم نے تو اُن کو اذیت دینے میں انتہا کر دی، یہاں تک کہ اس کے حادثہ میں دس لاکھ یہودی مارے گئے، اور ایک لاکھ قتل کئے گئے، اور پھانسی دیئے گئے، ننانوے ہزار قید کئے گئے، اور ان کی اولاد اور نسلیں آج تک اطراف عالم میں ذلیل و خوار پھر رہی ہیں،

حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل میں سلطنت باقی رکھنے کا وعدہ، غلطی ۴۴،

مذکورہ کتاب کے اسی باب کی آیت نمبر ۱۲ میں حضرت ناتن علیہ السلام کی زبانی حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے مندرجہ ذیل وعدہ کیا گیا ہے:۔

"اور جب تیرے دن پورے ہو جائیں گے اور تو اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جائے گا تو میں تیرے بعد تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی کھڑا کر کے اس کی سلطنت کو

لہ Titus شاہ روم (۷۹ء تا ۸۱ء) اس نے سنہ ۷۰ء میں ایک طویل محاصرہ کے بعد یروشلم فتح کیا تھا، اور تباہی مچادی تھی ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کروں گا۔ وہی میرے نام کا ایک گھر بنائے گا۔ اور میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ قائم کروں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا، اور وہ میرا بیٹا ہوگا، اگر وہ خطا کرے تو میں اسے آدمیوں کی لاٹھی اور بنی آدم کے تازیانوں سے تنبیہ کروں گا، پھر میری رحمت اس سے جدا نہ ہوگی، جیسے میں نے اُسے ساؤل سے جدا کیا، جسے میں نے تیرے آگے سے دفع کیا، اور تیرا گھر اور تیری سلطنت سدا بنی رہے گی، تیرا تخت ہمیشہ کے لئے قائم کیا جائے گا" (آیات ۱۲ تا ۱۶)

اس کے علاوہ کتاب تواریخ اوّل باب ۲۲ آیت ۹ میں ہے کہ:۔

"دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا، وہ مرد صلح ہوگا، اور میں اُسے چاروں طرف کے سب دشمنوں سے امن بخشوں گا، کیونکہ سلیمان اس کا نام ہوگا، اور میں اس کے ایام میں اسرائیل کو امن و امان بخشوں گا۔ وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا، وہ میرا بیٹا ہوگا، اور میں اس کا باپ ہوں گا، اور میں اسرائیل پر اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا" (آیات ۹ و ۱۰)

گویا خدا کا وعدہ یہ تھا کہ داؤد کے گھرانے سے بادشاہت اور سلطنت قیامت تک نہیں ٹلے گی، مگر افسوس کہ یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا، اور اولاد داؤد کی بادشاہت عرصہ دراز ہوا کہ مٹ چکی ہے،

غلطی نمبر ۳۵ عیسائیوں کے مقدس پولس نے فرشتوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں عبرانیوں کے نام باب آیت ۶ میں خدا کا قول یوں نقل کیا ہے کہ:۔

لہ بینی مطالعت ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا"۔

مسیحی علماء تصریح کرتے ہیں کہ یہ اشارہ کتاب سموئیل ثانی کے باب ۷ آیت ۱۳ کی جانب ہے، (جو سابقہ غلطی میں نقل کی جا چکی ہے) لیکن ان کا یہ دعویٰ چند وجوہ سے غلط ہے،

(۱) کتاب تواریخ کی مذکورہ عبارت میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ اس کا نام "سلیمان" ہوگا،

(۲) دونوں کتابوں میں تصریح پائی جاتی ہے کہ وہ میرے نام کا ایک گھر بنائے گا، اس لئے ضروری ہے کہ وہ بیٹا ایسا ہو جو اس گھر کا بانی ہو، یہ وصف سوائے سلیمان کے اور کسی میں موجود نہیں ہے، اس کے برعکس عیسیٰ علیہ السلام اس گھر کی تعمیر کے ایک ہزار تین سال بعد پیدا ہوئے، جو اس کے ویران ہونے کی خبر دیتے تھے، جس کی تصریح انجیل متی کے باب ۲۴ میں کی گئی ہے، اور عنقریب غلطی نمبر ۹ میں معلوم ہو جائیگا،

(۳) دونوں کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے کہ وہ بادشاہ ہوگا، اس کے برخلاف عیسیٰ غریب تھے، یہاں تک کہ انھوں نے اپنے حق میں کہا:

"لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے، مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" (متی ۸: ۲۰)

(۴) سفر سموئیل میں اس کے حق میں صاف کہا گیا ہے کہ:

"اگر وہ خطا کرے تو میں اُسے آدمیوں کی لاٹھی اور بنی آدم کے تازیانوں سے تنبیہ کروں گا"۔

لہ پولس کی پوری عبارت یہ ہے حضرت عیسیٰؑ کو فرشتوں سے افضل قرار دینے کی دلیل میں یہ کہنا کہ کیونکہ فرشتوں میں سے اس نے کب کسی سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے، اور آج تو مجھ سے پیدا ہوا، اور پھر یہ کہ میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ضروری ہے کہ یہ شخص ایسا غیر معصوم ہو کہ جس سے خطا کا صدور ممکن ہو، اور سلیمان علیہ السلام عیسائی نظریہ کے مطابق اسی قسم کے انسان ہیں، کیونکہ انہوں نے اخیر عمر میں مرتد ہو کر بت پرستی بھی کی، اور بت خانے بھی تعمیر کئے، اور منصب نبوت کے اشرف مقام سے گر کر شرک کی ذلت میں مبتلا ہوئے، جس کی تصریح اُن کی مقدس کتابوں میں موجود ہے[1]، ظاہر ہے کہ شرک سے بڑھ کر اور کونسا ظلم ہو سکتا ہے؟ اس کے برعکس عیسیٰؑ معصوم تھے، عیسائی نظریہ کے مطابق اُن سے گناہ کا صدور محال ہے۔

④ کتاب توایخ اوّل میں یہ تصریح پائی جاتی ہے کہ:۔

"وہ مرد صلح ہوگا اور میں اُسے چاروں طرف کے سب دشمنوں سے امن بخشوں گا"

عیسیٰؑ کو بچپن سے لے کر قتل ہونے تک عیسائیوں کے خیال کے مطابق کبھی سکون اور چین نصیب نہ ہو سکا، بلکہ شب و روز یہودیوں کی ہول اُن پر سوار رہتی تھی، عموماً اُن کے خوف کی وجہ سے اِدھر سے اُدھر پھرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے گرفتار کیا، سخت توہین کی، اور سُولی پر چڑھایا، اس کے برعکس سلیمان علیہ السلام میں یہ وصف پوری طرح موجود ہے۔

⑤ کتاب مذکور میں تصریح ہے کہ:۔

"میں اس کے ایام میں اسرائیل کو امن و امان بخشوں گا"

غور کیجئے، یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں رومیوں کے غلام اور اُن کے ہاتھوں کتنے عاجز رہے،

---

[1] ملاحظہ فرمایئے، ۱۔ سلاطین باب ۱۱، وتحیاہ ۱۳: ۲۶،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) سلیمان علیہ السلام نے خود یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ پیشینگوئی میرے حق میں ہے اس کی تصریح کتاب تواریخ ثانی باب ۶ میں موجود ہے،[۱]

اگرچہ عیسائی حضرات یہ مانتے ہیں کہ یہ خبر بظاہر سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہے، لیکن کہتے ہیں کہ حقیقت میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے، کیونکہ وہ بھی سلیمانؑ کی اولاد میں سے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے، کیونکہ جس شخص کے حق میں وعدہ کیا گیا ہے اس کے لئے اُن صفات کے ساتھ موصوف ہونا ضروری ہے جن کی تصریح کی گئی ہے، اس معیار پر عیسیٰ علیہ السلام پورے نہیں اُترتے، اور اگر ان صفات سے قطع نظر بھی کرلی جائے تب بھی متاخرین جمہور عیسائی حضرات کے زعم کے مطابق درست نہیں ہے، اس لئے کہ انھوں نے مسیح کے نسب میں اس اختلاف کو رفع[۲] کرنے کے لئے جو متی اور لوقا کے کلام میں پایا جاتا ہے، یہ کہہ دیا ہے کہ متی یوسف نجار کا نسب بیان کرتا ہے، اور لوقا مریم علیہا السلام کا نسب ذکر کرتا ہے، مصنف میزان الحق نے بھی اسی رائے کو قبول اور پسند کیا ہے، حالانکہ ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے نہیں ہو سکتے، اور اُن کی نسبت اُن کی جانب محض بیہودہ اور بے اصل خیال ہے، بلکہ آپ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں، اور اس لحاظ سے کسی طرح بھی آپ سلیمان علیہ السلام کی اولاد نہیں ہو سکتے، بلکہ ناتن بن داؤد کی نسل سے ہیں اس لئے

---

[۱] خداوند نے میرے باپ داؤد سے کہا چونکہ میرے نام کے لئے ایک گھر بنانے کا خیال تیرے دل میں تھا سو تو نے اچھا کیا کہ اپنے دل میں ایسا ٹھانا، تو بھی اس گھر کو نہ بنانا، بلکہ تیرا بیٹا جو تیری صلب سے نکلے گا وہی میرے نام کے لئے گھر بنائے گا، اور خداوند نے اپنی وہ بات جو اس نے کہی تھی پوری کی، کیونکہ میں اپنے باپ داؤد کی جگہ اٹھا ہوں (۲۔ تواریخ ۶: ۹ و ۱۰) [۲] اس کی تفصیل میں پہلے گذر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو پیشینگوئی سلیمان علیہ السلام کے حق میں واقع ہوئی ہے، وہ محض نبی ہونے کی وجہ سے ان کی جانب منسوب نہیں ہو سکتی،

کوّے یا عرب؟ غلطی ۳۶

کتاب سلاطین اوّل باب ۱۷ میں حضرت الیاس علیہ السلام کے حق میں اس طرح کہا گیا ہے:-

"اور خداوند کا یہ کلام اس پر نازل ہوا کہ یہاں سے چل دے، اور مشرق کی طرف اپنا منہ کر، اور کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے جا چھپ، اور تو اسی نالے میں سے پیا، اور میں نے کوّوں کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں، سو اس نے جا کر خداوند کے کلام کے مطابق کیا، کیونکہ وہ گیا، اور کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے، رہنے لگا، اور کوّے اس کے لئے صبح کو روٹی اور گوشت اور شام کو بھی روٹی اور گوشت لاتے تھے، اور وہ اس نالہ میں سے پیا کرتا تھا"

سوائے جیروم کے تمام مفسرین نے لفظ "اورِیم" کی تفسیر کوّوں کے ساتھ کی ہے، البتہ جیروم نے تورپ کے ساتھ تفسیر کی ہے، مگر چونکہ اس کی رائے اس معاملہ میں بکثرت شمار کی گئی ہے اس لئے اس کے معتقدین نے اپنی عادت کے مطابق لاطینی مطبوعہ تراجم میں تحریف کی، اور لفظ "عرب" کو کوّوں سے بدل ڈالا، یہ حرکت لتھ پیشوی کے منکرین کے لئے مذاق اڑانے کا ذریعہ بن گئی، وہ لوگ اس پر ہنستے ہیں، فرقہ پروٹسٹنٹ کا محقق ہورن جیران ہے، اور ندامت دور کرنے کے لئے جیروم کی رائے کی جانب مائل ہے، اور ظن غالب کے طور پر کہتا ہے کہ "اوریم سے مراد عرب ہے نہ کہ کوّے" اور تین اسباب کی بنا پر اس نے مفسرین اور مترجمین کو احمق قرار دیا، چنانچہ اپنی تفسیر کی

لہ اصل عبرانی متن میں کوّوں کی بجائے "اوریم" کا لفظ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد اول کے صفحہ ۱۲۹ پر لکھتا ہے :-

"بعض منکرین نے طعن اور ملامت کی ہے کہ یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے کہ ناپاک پرندے پیغمبر کی کفالت کریں؟ اور اس کے لئے کھانا لایا کریں۔ لیکن اگر وہ اس لفظ کو دیکھتے تو ہرگز ملامت نہ کرتے، کیونکہ اصل لفظ "اوریم" ہے، جس کے معنی "عرب" ہیں، اور یہ لفظ اس معنی میں کتاب تواریخ ثانی باب ۲۱ میں اور کتاب نحمیاہ کے باب ۴ آیت ۷ میں استعمال ہوا ہے، نیز پریشت رباسے (جو علماء یہود کی کتاب پیدائش پر تفسیر ہے) معلوم ہوتا ہے کہ اس پیغمبر کو ایک بستی میں جو بنشان کے علاقہ میں تھی مخفی رہنے اور چھپنے کا حکم ہوا تھا، جیروم کہتا ہے کہ "اوریم" اس بستی کے باشندے ہیں جو حدود عرب میں واقع تھی، وہ لوگ اس پیغمبر کو کھانا دیا کرتے تھے، جیروم کی یہ شہادت بڑی قیمتی شہادت ہے، اگرچہ لاطینی مطبوعہ تراجم میں لفظ "کوے" لکھا ہے، لیکن کتاب تواریخ اور کتاب نحمیاہ اور جیروم نے "اوریم" کا ترجمہ "عرب" سے کیا ہے، عربی ترجمہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ سے مراد انسان ہیں، نہ کہ کوے۔ یہودی مفسر مشہور رجارجی نے بھی ترجمہ کیا ہے، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ناپاک پرندوں کے ذریعہ سے خلاف شرع ایک ایسے پاک رسول کو گوشت اور روٹی پہونچایا جائے جو اتباع شریعت میں بڑا سخت اور شریعت کا حامی ہو، اور اس کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ ناپاک پرندے اس گوشت کو لانے سے قبل کسی مردار جانور پر نہیں اترے، اس کے علاوہ اس قسم کی روٹی اور گوشت الیاس علیہ السلام کو بھی ایک سال تک پہونچائی جاتی رہی، پھر اس قسم کی خدمت کو کوؤں کی طرف کیسے منسوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جا سکتا ہے! غالب یہی ہے کہ "ادوب" یا "اربو" کے باشندوں نے اس خدمت کو انجام دیا ہے۔

اب ہماری جانب سے عام پروٹسٹنٹ کو اختیار ہے خواہ اپنے اس محقق کی بات کو تسلیم کر کے بیشمار مفسرین اور مترجمین کو احمق قرار دیں اور چاہیں تو دوسروں کو بیوقوف بنا لیں لیکن اس محقق کو بیوقوف ماننے اور اعتراف کریں کہ یہ تاتلی غلط اور عقل کی ہنسی کا سبب ہے، اور اس محقق کی بیان کردہ وجوہ کی بنا پر ناممکن ہے،

حضرت سلیمان نے ہیکل کی تعمیر کب شروع کی؟ غلطی نمبر ۳۷،

کتاب سلاطین اوّل باب ۶ آیت ۱ میں یوں ہے کہ "اور بنی اسرائیل کے مصر سے نکل آنے کے بعد چار سو اسی برس سال اسرائیل پر سلیمان کی سلطنت کے چوتھے برس زیو کے مہینہ میں جو دوسرا مہینہ ہے ایسا ہوا کہ اس نے خداوند کا گھر بنانا شروع کیا"

یہ بات مورخین کے نزدیک غلط ہے، چنانچہ آدم کلارک اپنی تفسیر کی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۳ میں آیت مذکورہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ،

مورخین نے اس دور کی نسبت حسب ذیل تفصیل کے مطابق اختلاف کیا ہے،

متن عبرانی میں ۴۸۰، نسخہ یونانی میں ۴۴۰، جوسیفس کے نزدیک ۴۳۰، ملکیور کانوس کے نزدیک ۵۹۰، یوسیفس کے نزدیک ۵۹۲، سلپی سیوس سوبرس کے نزدیک ۵۹۸، کلیمنس اسکندریانوس کے نزدیک ۵۷۰، سیدرنیس کے نزدیک ۶۷۲، کورنانوس کے نزدیک ۵۹۸، اوسی بوس دکایاروس کے نزدیک ۵۸۰، سراپوس کے نزدیک ۶۸۰، نیکولاس ابراہیم کے نزدیک ۵۲۷، مسٹی نوس کے نزدیک ۵۹۲، پٹیاویوس دوالنتی روس کے نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر عبرانی کی بیان کردہ مدت درست اور الہامی ہوتی تو یونانی مترجم اور مورخین اہل کتاب اس کی مخالفت کیسے کر سکتے تھے؟ ادھر یوسیفس اور جولیس افریکنس دونوں یونانی کی بھی مخالفت کر رہے ہیں، حالانکہ یہ دونوں بڑے مذہبی متعصب ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں اُن کے نزدیک دوسری تاریخی کتابوں سے کچھ زیادہ وقیع نہیں تھیں، اسی طرح وہ اُن کے الہامی ہونے کے معتقد نہ تھے، ورنہ وہ مخالفت کیسے کر سکتے تھے!

حضرت مسیح کا نسب نامہ، غلطی نمبر ۳۸ انجیل متی کے باب اوّل آیت نمبر ۱ میں ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۶۰ء کی رُو سے مذکور ہے۔

پس سب پشتیں ابرہام سے داؤد تک چودہ پشتیں ہوئیں، اور داؤد سے لے کر گرفتار ہو کر بابل جانے تک چودہ پشتیں اور گرفتار ہو کر بابل جانے سے لے کر مسیح تک چودہ پشتیں ہوئیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کے نسب کا بیان تین قسموں پر مشتمل ہے، اور ہر قسم ۱۴ نسلوں پر مشتمل ہے، جو صریح طور پر غلط ہے، اس لئے کہ پہلی قسم کی تکمیل داؤد پر ہوتی ہے جب واؤ اس قسم میں داخل ہیں تو دوسری قسم سے لامحالہ خارج ہوئے، اور دوسری قسم کی ابتدا سلیمان سے ہوگی، جو یکنیاہ پر ختم ہو جائے گی، اور جب یکنیاہ اس قسم میں داخل ہوا تو تیسری قسم سے یقیناً خارج ہو جائے گا، اور تیسری قسم کی ابتدا سالتی ایل سے ہوگی اور مسیح پر تمام ہو جائے گی، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس قسم میں بجائے ۱۴ کے ۱۳ پشتیں ہوں گی۔[1]

---

[1] اگر یکنیاہ کو شمار نہ کیا جائے تو سلسلہ نسب یوں ہوگا، سالتی ایل، زربابل، ابی ہود، الیاقیم، عازور، صدوق، اخیم، الیہود، الیعزر، متن، یعقوب، یوسف، مسیح علیہ السلام، اور اگر یکنیاہ کو اس قسم میں شمار کریں تو دوسری قسم میں کل تیرہ پشتیں رہ جاتی ہیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس چیز پر انگلی رکھنے والوں نے سب ہی نے اعتراض کیا ہے، یورفری نے تیسری صدی عیسوی میں اعتراض کیا تھا، عیسائی علماء نہایت بودے اور کمزور جوابات اس سلسلہ میں پیش کرتے ہیں جو قطعی ناقابل التفات ہیں،

حضرت مسیح کے نسب میں چار غلطیاں اور کھلی تحریفیں غلطی ۳۹ تا ۴۲

انجیل متی کے باب آیت ۱۱ ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۴۴ء میں یوں ہے کہ ۔

"اور بابل کی جلاوطنی میں یوسیاہ سے یکنیاہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے"

اس سے معلوم ہوا کہ یکنیاہ اور اس کے بھائیوں کی پیدائش یوسیاہ سے بابل کی اسیری کے زمانہ میں ہوئی جس کا تقاضا یہ ہے کہ یوسیاہ اس جلاوطنی میں زندہ ہو حالانکہ چار وجوہ سے غلط ہے:

(۱) یوسیاہ اس جلاوطنی سے ۱۲ سال قبل وفات پا چکا تھا، کیونکہ اس کی وفات کے بعد یہوآحز تخت سلطنت پر تین ماہ بیٹھا، پھر اس کا دوسرا بیٹا یہویقیم گیارہ سال تخت نشین رہا، پھر یہویقیم کا بیٹا یکنیاہ تین ماہ بادشاہ رہا، جس کو بخت نصر نے قید کیا، اور دوسرے بنی اسرائیل کے ہمراہ اس کو بابل میں جلاوطن کیا،[1]

(۲) یکنیاہ، یوسیاہ کا پوتا ہے، نہ کہ بیٹا جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے،

(۳) یکنیاہ کی عمر جلاوطنی کے وقت ۱۸ سال تھی، پھر بابل کی جلاوطنی کے زمانہ میں

---

[1] دیکھئے علی الترتیب ۲۔ تواریخ ۳۵: ۲۳ و ۳۶: ۱ تا ۳ و ۵ و ۹، و ۲ سلاطین ۲۳: ۳۰ و ۳۱ و ۳۴: ۸ تا ۱۲؛

[2] یہویاکین جب سلطنت کرنے لگا تو ۱۸ برس کا تھا (۲۔ سلا، ۲۴: ۸) واضح رہے کہ یہویاکین ہی کا دوسرا نام یکنیاہ ہے (یرمیاہ ۲۲: ۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پیدا ہونے کا کیا مطلب!

④ یکونیاہ کے اور دوسرے بھائی بھی کوئی نہ تھے، ہاں اس کے باپ کے تین بھائی ضرور تھے،

ان مشکلات کے پیش نظر جن کا اس غلطی میں اور گذشتہ غلطی میں ذکر آچکا ہے، آدم کلارک مفسر نے اپنی تفسیر میں یوں کہا ہے کہ۔

"کا متہ کہتا ہے کہ آیت ۱۱ کو اس طرح پڑھا جائے کہ یوسیاہ کے یہویقیم اور اس کے بھائی پیدا ہوئے، اور یہویقیم سے یکونیاہ بابل کی جلاوطنی کے وقت پیدا ہوا"

دیکھئے کس طرح تحریف کا حکم دیا جا رہا ہے، اور ان اعتراضات سے بچنے کے لئے یہویقیم

کی جگہ بعد میں اس حکم کی جزوی طور سے تعمیل کر لی گئی ہے، کاتھ صاحب نے جو ورژن دیا تھا ایک یہ کہ درمیان میں یہویقیم کا اضافہ کیا جائے، دوسرے یہ کہ "جلاوطنی میں" کے بجائے "جلاوطنی کے وقت" کر دیا جائے ان میں سے پہلا مشورہ تو ذرا مشکل تھا لیکن دوسرا بہت آسان، کیونکہ اس کی تبدیلی بڑی غیر محسوس ہے، لہذا اس وقت جتنے ترجمے ہمارے پاس ہیں سب میں الفاظ یہ ہیں "اور گرفتار ہو کر بابل جانے کے زمانہ میں" اور انگریزی مترجم نے تو ایک لفظ کا اضافہ کر کے بات اس حد تک بنا دی کہ مصنف نے جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے تیسرا اعتراض بھی نہ پڑ سکے، ملاحظہ ہوں ان کے الفاظ۔

"and Josiah begat Jeconiah and his brethren, about the time they were carried away to Babylon."

"یعنی یوسیاہ کے ہاں یکونیاہ اور اس کے بھائی اس وقت کے قریب قریب پیدا ہوا، جب کہ انہیں بابل لیا گیا" ملاحظہ فرمایئے اس میں "قریب قریب" کا لفظ بڑھا کر بائبل کی کتنی عظیم خدمت انجام دی گئی ہے! اور ۱۹۱۱ء میں تمام چرچ آف برطانیہ کے کلیساؤں کے نمائندوں نے جو نیا ترجمہ شائع کیا ہے، اس میں ایک اور طریقہ سے اس مشکل کو حل کیا گیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"and Josiah was the father of Jeconiah and his brethren at the time of the deportation to Babylon."

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احتیاط کا مشورہ دیا جاتا ہے، حالانکہ اس تحریف کے باوجود اعتراض نمبر ۳ جو اس غلطی میں مذکور ہے دُور نہیں ہوتا،

ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ بعض دیانتدار پادریوں نے لفظ یہویقیم کو قصداً ساقط کر دیا ہے تاکہ یہ اعتراض نہ پیدا ہو جائے کہ جب مسیح یہویقیم کی اولاد سے ہیں تو وہ داؤد کی کرسی پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہو سکتے[1]، پھر ایسی شکل میں وہ مسیح بھی نہیں ہو سکیں گے، مگر ان کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اس لفظ کو ساقط کر دینے سے اور بہت سی غلطیوں کا شکار بننا پڑے گا، شاید انھوں نے خیال کیا ہو کہ متی کے اوپر اغلاط کا واقع ہونا اس قباحت کے مقابلہ میں سہل ہے،

غلطی نمبر ۴۳ یہوداہ سے سلمون تک کا زمانہ تین سو سال کے قریب ہے، اور سلمون سے داؤد تک چار سو سال ہیں، لیکن متی نے پہلے زمانہ میں سات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۶) یعنی تورِ یوسیاہ بابل کی جلاوطنی کے وقت کچھ نہ تھا کہ یہ کب پیدا ہوا تھا، بس یوسیاہ اس کا باپ تھا۔ ملخصاً فرمایا آپ نے کہ یہ ہے وہ کلام جس کے بارے میں ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ اُسے الہامی تسلیم کرو، اور اس کی ایک ایک بات کو درست مانو ــــــ لیکن ایک غریب عامی گوئی کو جو یونانی اور عبرانی زبانیں سمجھنے پر قادر نہیں، اس بات کا کیا حق ہے کہ وہ ان مقدس پادریوں کی کسی بات پر اعتراض کرے، اُسے تو یہ کہنا چاہیے کہ ؎

تجھ پہ ہے آپ کا محسن کرشمہ ساز کرے ؎

[1] کیونکہ یہ کتاب ارمیاہ باب ۲۶ میں تصریح ہے کہ آشاہ یہوداہ یہویقیم کی بابت خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس کی نسل میں سے کوئی نہ ہے گا جو داؤد کے تخت پر بیٹھے، ۱۲

[2] یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہوداہ ۱۲

[3] پرسلون بن کنعان میں اور حضرت ارون علیہ السلام اُن کے پھوپھا تھے (خروج ۲۳۰۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشتیں[1] اور دوسرے میں پانچ لکھی ہیں، جو بداہۃً غلط ہے، کیونکہ پہلے زمانہ کے لوگوں کی عمریں زیادہ لمبی اور دوسرے زمانہ کے لوگوں سے طویل تھیں،

غلطی نمبر ۴۴ وہ تین اقسام جن کو متی[2] نے ذکر کیا ہے ان میں دوسری قسم کے اندر پشتوں کی صحیح مقدار ۱۸ ہے، نہ کہ ۱۴، جیسا کہ کتاب[3] تواریخ اوّل کے باب ۳ سے واضح ہوتا ہے، اسی بناء پر نیوسن بڑی حسرت کے ساتھ کہتا ہے کہ اب تک تو مذہب عیسوی میں ایک اور تین کا اعتقاد ضروری سمجھا جاتا تھا، اب یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ۱۸ اور ۱۴ بھی ایک ہیں، اس لئے کہ کتب مقدسہ میں غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔

غلطی نمبر ۴۵ و ۴۶ انجیل متی باب ۱ آیت ۸ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ۔

"یورام سے عزیاہ پیدا ہوا" یہ بات دو وجہ سے غلط ہے:۔

○ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عزیاہ یورام کا بیٹا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ عزیا بن اخزیا بن یوآس بن امصیاہ بن یورام ہے، جس میں تین پشتیں ساقط کر دی گئی

---

[1] یہوداہ، فارص، حصرون، رام، عمینداب، نحشون، سلمون،

[2] سلمون، بوعز، عوبید، یسی، داؤد علیہ السلام،

[3] یعنی حضرت مسیح کے نسب کی، ایک حضرت داؤد تک، دوسری آپ سے بابل کی جلاوطنی تک، اور تیسری حضرت مسیح تک،

[4] اس کی رُو سے حضرت داؤد سے یکونیاہ تک کا نسب حسب ذیل ہے:۔ داؤد، سلیمان، رحبعام، ابیاہ، آسا، یہوسفط، یورام، اخزیاہ، یوآس، امصیاہ، عزریاہ، یوتام، آخز، حزقیاہ، منسی، امون، یاسیاہ، یہویقیم، یکونیاہ، حالانکہ متی نے صرف ۱۴ پشتیں بیان کی ہیں، اس نے اخزیاہ، یوآس، امصیاہ، یہویقیم کو ذکر نہیں کیا، متی کا بیان اس لئے غلط ہے کہ تاریخ سے ان بادشاہوں کا نام اور ان کے کارنامے مٹائے نہیں جا سکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، یہ تینوں مشہور بادشاہ ہوئے ہیں جن کے حالات کتاب سلاطین ثانی کے باب ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ میں اور کتاب تواریخ ثانی باب ۲۲ و ۲۴ و ۲۵ میں مذکور ہیں، ان پشتوں کے ساقط کرنے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ انھیں غلط کہا جائے، اس لئے کہ جب کوئی مؤرخ کسی متعین زمانہ کے لئے کہتا ہے کہ اس مدت میں اتنی پشتیں گذری ہیں، اور پھر بعض پشتوں کو سہواً یا قصداً چھوڑ دے، تو اس کے سوا اور کیا کہا جائیگا کہ اس نے سہو اور غلطی کی ہے۔

(۲) اس کا نام عزریاہ ہے کہ مخفف ہے جیسا کہ کتاب تواریخ اوّل باب ۳ میں، اور کتاب سلاطین ثانی باب ۱۴ و ۱۵ میں مذکور ہے۔

غلطی نمبر ۴۷ انجیل متی باب آیت ۱۲ میں یوں لکھا ہے کہ:۔

"سیالتی ایل سے زربابل پیدا ہوا" یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ صحیح یوں ہے کہ وہ فدایاہ کا بیٹا اور سیالتی ایل کا بھتیجا ہے، جس کی تصریح تواریخ اوّل کے باب ۳ میں موجود ہے[1]۔

غلطی نمبر ۴۸ انجیل متی باب آیت ۱۲ میں ہے کہ:۔

"زربابل سے ابیہود پیدا ہوا" یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ زربابل کے پانچ بیٹے تھے، جس کی تصریح کتاب تواریخ اوّل باب ۳ میں موجود ہے[2]، ان میں کوئی بھی ابیہود

---

[1] اب اردو ترجمہ میں عزریاہ بن کر دیا گیا ہے،

[2] آیت ۱۹ تا ۲۱، کیونکہ اس میں سیالتی ایل اور فدایاہ کو حجیناہ کا بیٹا کہا ہے، اور پھر فدایاہ کے بیٹوں میں زربابل کو شمار کیا ہے۔

[3] آیت ۱۹ و ۲۰ زربابل کے بیٹے یہ ہیں، مسلام اور حنانیاہ اور مسلومیت ان کی بہن تھی، اور حشوبہ اور اہل اور برکیاہ اور حسدیاہ اور یوشب حسدیہ پانچ ۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام کا شخص نہیں ملتا،

یہ اغلاط ہیں جو متی سے صرف مسیح کے نسب کے بیان میں پیش آئی ہیں، آپ اس فصل کی قسم اول میں اس کے اور لوقا کے اختلافات پڑھ چکے ہیں، اگر ان اختلافات کو ان اغلاط کے ساتھ شامل کر لیا جائے تو تعداد ۱۲ ہو جاتی ہے، اور صرف ایک بیان میں سترہ حیثیت سے اشکالات لازم آتے ہیں،

غلطی نمبر ۴۹ متی نے اپنی انجیل کے باب ۲ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ کچھ آتش پرستوں نے مشرق میں ایک ستارہ دیکھا جو حضرت مسیح کی تشریف آوری کی نشانی تھی، اُسے دیکھ کر وہ یروشلم آئے، پھر اس ستارے نے اُن کی رہنمائی کی، اور اُن کے آگے آگے چلتا رہا، یہاں تک کہ وہ ایک بچے کے سر پر ٹھہر گیا۔

لیکن یہ واقعہ غلط ہے، اس لئے کہ سیاروں کی حرکت، اسی طرح بعض سیاروں کی حرکت مغرب سے مشرق کو، اسی طرح بعض سیاروں کی حرکت مشرق سے مغرب کو ہوتی ہے، ان دونوں صورتوں میں یہ واقعہ یقینی طور پر جھوٹ اور غلط ہے، اس لئے کہ بیت اللحم یروشلم سے جانب جنوب واقع ہے، یہ صحیح ہے کہ بعض سیاروں کی حرکت کا دائرہ عموماً شمال سے جنوب کی طرف ہوتا ہے، مگر یہ حرکت زمین کی اس حرکت سے بھی زیادہ سست رفتار اور خفیف ہوتی ہے، جو اس زمانہ کے بیسائی فلاسفروں کے نزدیک زمین کی ہے، اس قدر خفیف حرکت کا احساس تو کافی طویل مدت کے بعد ممکن ہے چہ جائے کہ قلیل مسافت میں معتد بہ حرکت کا احساس ہو سکے، بلکہ انسانی رفتار ستارے کی حرکت سے بہت زیادہ تیز ہے۔

۱؎ من پیچھے، پر ملاحظہ فرمائیں،

۲؎ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اس احتمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے،

دوسرے یہ بات علم المناظر کے خلاف ہے کہ کسی چلتے ہوئے انسان کو ستارے کا رکنا اور کھڑا ہونا پہلے نظر آئے اور وہ خود بعد میں ٹھہرے، بلکہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ خود کھڑا ہو پھر ستارے کا کھڑا ہونا نظر آتا ہے،

حضرت اشعیاءؑ کی پیشینگوئی کا مصداق اور لفظ عذرا کی تحقیق، غلطی نمبر ۵۰،

انجیل متی کے باب اوّل میں اس طرح ہے کہ:-

"اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے،

اس نبی سے مراد عیسائیوں کے نزدیک اشعیاء علیہ السلام ہیں، کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب کے باب ۷ آیت ۱۴ میں اس طرح کہا ہے کہ:-

"لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا، دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا ہوگا، اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی،

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات چند وجوہ سے غلط ہے:-

① یہ کہ وہ لفظ جس کا ترجمہ متی نے اور کتاب اشعیاء کے مترجمین نے کنواری سے کیا ہے وہ "عذرا" مونث ہے جس میں تاء تانیث کی ہے، علماء یہود کے نزدیک

لہ لیکن یہ اعتراض ہماری رائے میں بہت کمزور ہے، اس لئے کہ معجزہ یا "اور اس کے اوپر اگر ایک نبی کے لئے یہ خلاف عادت بات ظاہر ہو جائے تو کوئی بعید نہیں، واللہ اعلم ۱۲

لہ آیت ۲۲، واضح رہے کہ انجیل متی کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس پیشینگوئی سے مراد حضرت مسیح ہیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے معنی نوجوان لڑکی کے ہیں خواہ وہ کنواری ہو یا نہ ہو، اور کہتے ہیں کہ یہ لفظ کتاب امثال کے باب ۳۰ میں بھی آیا ہے، اور اس کے معنی اس جگہ اس نوجوان عورت کے ہیں جس کی شادی ہو چکی ہو، اشعیاء علیہ السلام کے کلام میں جو لفظ "علمہ" آیا ہے، اس کی تفسیر تینوں یونانی ترجموں میں بھی (یعنی ایکویلا اور تھیوڈوشن اور سمیکس کے ترجموں میں) نوجوان عورت سے کی گئی ہے، اور یہ ترجمے اُن کے نزدیک سب سے قدیم ہیں، کہتے ہیں کہ پہلا ترجمہ ۱۲۹ء میں اور دوسرا ۱۷۵ء میں اور تیسرا ۲۰۰ء میں ہوا ہے، جو قدیم عیسائیوں کے نزدیک معتبر ہیں، خاص طور پر تھیوڈوشن کا ترجمہ، اس لئے علماء یہود کی تفسیر اور میکون تراجم کی توضیح کے مطابق متی کے بیان کا غلط ہونا ظاہر ہے،

فری اپنی اس کتاب میں جو اس نے عبرانی الفاظ کے بیان میں لکھی ہے، اور علماء پروٹسٹنٹ کے یہاں بڑی معتبر کتاب مشہور ہے، کہتا ہے کہ یہ عذرا اور نوجوان عورت کے معنی میں ہے، فری کے قول کے مطابق یہ لفظ دونوں معنی میں مشترک ہے۔

لیکن اس کی بات اوّل تو اہل زبان یعنی یہودیوں کی تفاسیر کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کی جا سکتی، پھر اس کو تسلیم کرنے کے بعد بھی اس کو یہود کی تفاسیر اور قدیم ترجموں کے برخلاف کنواری کے معنی پر محمول کرنا دلیل کا محتاج ہے، صاحب میزان الحق نے اپنی کتاب حل الاشکال میں جو یہ کہا ہے کہ "اس لفظ کے معنی سوائے کنواری کے اور کچھ نہیں ہیں" اس کے غلط ہونے کے لئے ہمارا مندرجہ بالا بیان کافی ہے،

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی کسی شخص نے "عمانوئیل" کے نام سے نہیں پکارا، نہ باپ نے یہ نام رکھا نہ ماں نے، آپ کا نام یسوع تجویز کیا گیا تھا، اور فرشتے نے

لہ شاید آیت ۲۲ مراد ہے، اس میں بھی "اور نامقبول عورت سے جب وہ بیاہی جائے" ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے باپ[1] سے خواب میں کہا تھا کہ، اُس کا نام یسوع رکھنا، جس کی تصریح متی کی انجیل میں موجود ہے،

جبرئیل علیہ السلام نے بھی اُن کی والدہ سے کہا تھا کہ،

"تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا، اس کا نام یسوع رکھنا"

اس کی تصریح لوقا[2] کی انجیل میں کی گئی ہے، اور نہ خود عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی دعویٰ کیا کہ میرا نام عمانوئیل ہے،

(۴) وہ واقعہ جس میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے اس امر سے انکار کرتا ہے کہ اس کا مصداق عیسیٰ علیہ السلام ہوں، قصہ یہ ہے کہ ارام کا بادشاہ رظین اور اسرائیل کا بادشاہ فقح، آخر بن یوتام شاہ یہوداہ سے جنگ کرنے کے لئے یروشلم پہنچے، شاہ یہوداہ ان دونوں کے متحد ہونے سے بہت زیادہ خائف ہوا، پھر خدا نے اشعیاہ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ آحز کی تشفی کے لئے یہ کہئے کہ وہ بالکل خوف زدہ مت ہو، یہ دونوں مل کر بھی تجھ پر غالب نہ آسکیں گے، اور عنقریب اُن کی سلطنت مٹ جائے گی، اور انکی سلطنتوں کے مٹنے کی نشانی یہ بتائی کہ ایک نوجوان عورت حاملہ ہوگی، اور بچہ جنے گی، اور اس بچہ کے سن تمیز کو پہنچنے سے پہلے ہی ان دونوں بادشاہوں کی سلطنت زیر و زبر ہو جائیگی اور یہ بات طے شدہ ہے کہ فقح کی سلطنت اس پیشینگوئی سے ٹھیک اکیس سال بعد مٹ گئی، اس لئے لازمی ہے کہ وہ بچہ اس مدت کے اختتام سے پہلے پیدا ہو، اور اس کے سن شعور کو پہنچنے سے پہلے وہ سلطنت مٹ جائے، حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام

---

[1] یعنی یوسف نجار، [2] لوقا، ۱: ۳۱،

[3] متی، ۱: ۲۱، [4] دیکھئے یسعیاہ، ۷: ۱۴،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی سلطنت کی بربادی کے شہنشک ۲۱ سال بعد عالم وجود میں آئے،

اہل کتاب خود اس پیشینگوئی کے مصداق میں مختلف الرائے ہیں، بعض نے اس خیال کو ترجیح دی ہے کہ اشعیاء کا مقصد عورت سے اپنی زوجہ ہے، اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ عنقریب حاملہ ہوگی، اور ایک لڑکا جنے گی، اور جن دو پادشاہوں سے تم لرزہ براندام ہیں ان کی سلطنت اس بچہ کے باشعور ہونے سے قبل مٹ جائے گی، جیسا کہ اس کی تصریح ڈاکٹر بنسن نے کی ہے، واقعی یہ رائے قابل قبول ہے، اور قیاس کے قریب ہے۔

غلطی نمبر ۱۵ اور کھلی تحریف

انجیل متی کے باب ۲ آیت ۱۵ میں اس طرح ہے کہ

> اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ مصر میں سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا۔[1]

نبی سے مراد یوشع علیہ السلام ہیں، اور مصنف انجیل متی نے ان کی کتاب کے باب ۱۱ کی آیت (۱) کی جانب اشارہ کیا ہے جو قطعی غلط ہے، اس لئے کہ اس آیت کو عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ آیت اس طرح ہے،

> جب اسرائیل ابھی بچہ ہی تھا میں نے اس سے محبت رکھی اور اس کی اولاد کو مصر سے بلایا۔

جیسا کہ ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۱۱ء میں موجود ہے، لہٰذا یہ آیت درحقیقت اس احسان

---

[1] یعنی یوسف نجار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو لیکر مصر چلے گئے تاکہ ہیرودیس حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہ کر دے اور پھر ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہے۔ [2] سب نسخوں میں ایسا ہی ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ مراد یوشع علیہ السلام نہیں، حضرت ہوسیع علیہ السلام ہیں انہی کی کتاب میں یہ آیت موجود ہے ۱۲ تقی

www.KitaboSunnat.com

اظہار ہے جو خدا نے بنی اسرائیل پر موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کیا تھا، متی نے صیغہ جمع کو مفرد سے اور ضمیر غائب کو ضمیر متکلم سے بدل ڈالا، اور کہا کہ "میں نے اپنے بیٹے کو بلایا" اس کی پیروی کرتے ہوئے مترجم عربی مطبوعہ ۱۸۳۱ء نے یہی تحریف کی ہے۔

لیکن اس کی خیانت ایسے شخص سے مخفی نہیں رہ سکتی جو اس باب کا مطالعہ کرے، کیونکہ اس آیت کے بعد جن لوگوں کو بلایا گیا تھا اُن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

جس قدر اُن کو بلایا اسی قدر وہ دور ہوتے گئے، انھوں نے بعلیم کے لئے قربانیاں گذرانیں۔

یہ باتیں عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتیں، بلکہ ان یہودیوں پر بھی صادق نہیں آتیں جو آپ کے زمانہ میں موجود تھے، اور نہ اُن یہودیوں پر جو آپ کی پیدائش سے ۵۰۰ سال قبل تک تھے، کیونکہ یہودی آپ کی پیدائش سے ۵۳۶ سال قبل ہی (جبکہ بابل کی قید سے آزاد ہوئے) بُت پرستی سے کلی توبہ کر چکے تھے، پھر انھوں نے کبھی بھی صنم پرستی کا ارادہ نہیں کیا، جس کی تصریح تاریخوں میں موجود ہے۔

ہیرودیس کا بچوں کو قتل کرنا غلطی نمبر ۵۲

انجیل متی باب ۲ آیت ۱۶ میں اس طرح ہے کہ

تب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصہ ہوا اور آدمی بھیجکر بیت لحم اور اس کی سب سرحدوں کے اندر کے ان سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو دو برس کے یا اس سے چھوٹے تھے، اس وقت کے حساب سے جو اس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی۔

لہ اور بعد میں آنے والے سب ہی مترجموں نے چنانچہ جامعہ پاس سب ترجموں میں "اپنے بیٹے" کے الفاظ ہیں ۱۲

سلہ ہوسیع ۱۱: ۲،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بھی عقلی و نقلی دونوں اعتبار سے غلط ہے، نقلی طور پر تو اس لئے کہ معتبر و مستند مورخین میں سے جو عیسائی نہیں کسی نے بھی بچوں کے قتل کے اس واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا، نہ یوسیفس نے، اور نہ ان علماء یہود نے جو ہیرودیس کے عیب و عوار ڈھونڈھ کر نکالتے اور بیان کرتے ہیں، اور اس کے جرائم کا پردہ چاک کرتے ہیں، چونکہ یہ حادثہ ظلم عظیم ہے، اور بڑا شرمناک عیب ہے، اگر اس کی اصل بنیاد ہوتی، تو یہ لوگ دوڑ کر اس قصہ کو اور زیادہ بھیانک شکل میں نمک مرچ لگا کر بیان کرتے، اگر اتفاق سے کوئی عیسائی مورخ اس واقعہ کو بیان کرتا ہے، تو وہ اس لئے قابل اعتبار نہیں ہو سکتا کہ اس کی بنیاد صرف اسی انجیل کے بیان پر ہوگی۔

عقلی طور پر بھی یہ واقعہ صحیح نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ اس وقت بیت اللحم ایک چھوٹی سی بستی تھی، جو یروشلم کے قریب واقع تھی، یہاں سے اس مقام کو کوئی زیادہ فاصلہ نہیں تھا، اور اس پر ہیرودیس ہی کی حکومت تھی، نہ کہ کسی دوسرے کی، وہ بڑی آسانی کے ساتھ اس پر قادر تھا کہ اس امر کی تحقیق کرتا کہ آتش پرست کس کس کے گھر آئے[1]، اور ٹھہرے تھے، اور کس کس کے لئے ہدیے اور نذرانے لائے تھے! معصوم بچوں کے قتل کرنے کی کوئی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔

غلطی نمبر ۵۳ انجیل متی کے باب ۲ آیت ۱۰ میں یوں ہے کہ:۔

"اس وقت وہ بات پوری ہوئی جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی"

---

[1] اصل میں واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کچھ آتش پرستوں نے ہیرودیس کو بشارت دی تھی کہ آپ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا ستارہ ہم نے مشرق میں دیکھا تو اسے سجدہ کرنے آئے ہیں، ہیرودیس نے انھیں تو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ وہ مل جائے تو ہمیں خبر کرنا ہم بھی اسے سجدہ کریں گے، لیکن جب بھی اسے بنائے بغیر روانہ ہو گئے تو اس نے آدمی بھیج کر بچے کو مروا دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رامہ میں آواز سنائی دی،

رونا اور بڑا ماتم،

راحل اپنے بچوں کو..... رو رہی ہے،

اور تسلی قبول نہیں کرتی، اس لئے کہ وہ نہیں ہیں۔

یہ بھی قطعی غلط ہے اور صاحب انجیل کی تحریف ہے، اس لئے کہ یہ مضمون کتاب ارمیاہ کے باب ۳۱ آیت ۱۵ میں موجود ہے، جو شخص بھی اس کے قبل اور بعد کی آیات کا مطالعہ کرے گا وہ آسانی جان سکتا ہے کہ اس مضمون کا کوئی تعلق ہیرودیس کے حادثہ سے نہیں ہے، بلکہ بخت نصر کے واقعہ سے ہے، جو ارمیاہ کے زمانہ میں پیش آیا تھا اور جس میں ہزاروں اسرائیل قتل اور ہزاروں قید کر کے بابل کی جانب جلاوطن کئے گئے تھے، اور چونکہ ان میں بے شمار لوگ راحیل کی نسل کے بھی تھے، اس لئے اسکی روح عالم برزخ میں رنجیدہ ہوئی، اسی بنا پر خدا نے وعدہ کیا کہ اس کی اولاد کو دشمن کے ملک سے ان کے اصل وطن کی جانب واپس کرے گا۔

ایک خاص نکتہ

ارمیاہ کی تحریر اور صاحب انجیل کی تصدیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مُردوں کو عالم برزخ میں اپنے رشتہ داروں کے حالات منکشف ہوتے ہیں جو دنیا میں موجود ہیں، اور اُن کے مصائب و تکالیف کا حال معلوم ہو کر ان کو رنج ہوتا ہے، مگر یہ بات فرقہ پروٹسٹنٹ کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔

غلطی نمبر ۵۴

انجیل متی کے باب آیت ۲۳ میں اس طرح ہے کہ:۔

"اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا[1] تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا

---

[1] مثلاً اور خداوند فرماتا ہے کہ تیری عاقبت کی بابت امید ہے کہ تیرے بچے پھر اپنی حد میں داخل ہوں گے (ارمیاہ ۳۱/۱۷)

[2] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔

یہ بھی قطعی غلط ہے، یہ بات کسی بھی نبی کی کسی کتاب میں نہیں ملتی، یہودی بھی اس خبر کا شدت سے انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک تو یہ قطعی جھوٹ اور بہتان ہے، بلکہ اس کے برعکس ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ کوئی بھی پیغمبر گلیل سے پیدا نہ ہوگا چہ جائیکہ ناصرہ سے، جیسا کہ یوحنا کی انجیل باب ۷ آیت ۵۲ میں صاف لکھا ہے مسیحی علماء اس سلسلہ میں کمزور اور بودے عذر و بہانے پیش کرتے ہیں، جو لائق توجہ نہیں ہیں، ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ متی کے صرف پہلے دو بابوں میں سترہ غلطیاں ہیں۔

حضرت یحییٰ کب تشریف لائے؟ غلطی نمبر ۵۵

انجیل متی کے باب ۳ آیت ۱ ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۶۷۱ء و ۱۸۲۱ء و ۱۸۲۶ء و ۱۸۵۴ء و ۱۸۸۰ء میں اس طرح ہے۔

وفی تلک الایام جاء یوحنا المعمدان یکرز فی برية اليهودية،

اُن دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا۔

اور فارسی تراجم مطبوعہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۲۸ء و ۱۸۴۱ء و ۱۹۴۲ء میں اس طرح ہے:۔

"آنروزہا یحییٰ تعمید دہندہ در بیابان یہودیہ ظاہر گشت"

لہ انھوں نے اس کے جواب میں کہا کیا تو بھی گلیل کا ہے؟ تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی برپا نہیں ہوتا۔ (یوحنا ۷، ۵۲)

لہ بعض قریب کے مفسرین میں سے آر۔ اے ناکس اس معاملہ میں مفسرین کو مختلف تاویلیں بیان کرکے لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں کوئی عبارت ایسی نہیں جس میں مسیح کی علامت یہ بیان کی گئی ہو کہ وہ ناصری ہوگا (تفسیر عہد نامہ جدید مطبوعہ لندن ۱۹۵۳ء، ص ۴، جلد اوّل)

سہ یہ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۵۸ء کے الفاظ ہیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری دنوں میں یحییٰ بپتسمہ دینے والا یہودیہ کے بیابان میں ظاہر ہوا"

اور چونکہ اس سے پہلے باب میں یہ مذکور ہے کہ ہیرودیس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ارخیلاؤس یہودیہ کا حکمران ہو گیا، اور یوسف نجار اپنی اہلیہ اور صاحبزادے کو لیکر گلیل کے علاقہ میں آ گئے، اور ناصرہ میں جا بسے، اس لئے مندرجہ بالا عبارت میں ان دنوں سے مراد یقیناً یہی زمانہ ہوگا جس میں یہ واقعات پیش آئے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ جس زمانہ میں ارخیلاؤس تخت نشین ہوا، اور یوسف نجار نے ناصرہ میں سکونت اختیار کی اسی وقت حضرت یحییٰ تشریف لائے، حالانکہ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے، کیونکہ حضرت یحییٰ کا وعظ ان واقعات کے اٹھائیس سال بعد ہوا ہے۔

ہیرودیا کے شوہر کا نام غلطی نمبر ۶

انجیل متی کے باب ۱۴ آیت ۳ میں ہے کہ:۔

"کیونکہ ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیا کے سبب سے جکڑ کر باندھا، اور قید خانہ میں ڈالدیا"

یہ بات بھی غلط ہے، کیونکہ ہیرودیا کے شوہر کا نام بھی ہیرودیس تھا نہ کہ فلپس، جیسا کہ یوسیفس نے اپنی تاریخ کی کتاب ۱۸ باب ۵ میں اس کی تصریح کی ہے،

غلطی نمبر ۷

انجیل متی کے باب ۱۲ آیت ۳ میں ہے کہ:۔

لہ کیونکہ لوقا ۳: ۱ میں ہے کہ حضرت یحییٰ نے یہ وعظ اس وقت کہا جبکہ پنطیس پیلاطس یہودیہ کا حاکم تھا اور تبریس Tiberias قیصر کی حکومت کا پندرھواں سال تھا، تبریس حضرت مسیح کی ولادت کے چودہ سال بعد تخت نشین ہوا ہے (برٹانیکا ۱۰۶۱ ج ۲۲ مقالہ تبریس) گویا حضرت مسیح کی ولادت کے ۲۹ سال بعد حضرت یحییٰ کی تشریف آوری ہوئی، اور ارخیلاؤس حضرت مسیح کی ولادت کے ساتویں سال یہود سے معزول ہو چکا تھا (برٹانیکا ص ۱۳۶ ج ۲ مقالہ ارخیلاؤس) اگر ارخیلاؤس کی حکومت کی ابتداء اور یوسف نجار کا ناصرہ میں جا بسنا حضرت مسیح کی پیدائش سے پہلے مانا جائے تو اس کے ۲۸ سال بعد حضرت یحییٰ کی تشریف آوری

ثابت ہوتی ہے ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اُس نے اُن سے کہا کہ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جب داؤد اور اس کے ساتھی بھوکے تھے تو اس نے کیا کیا؟ وہ کیونکر خدا کے گھر میں گیا اور نذر کی روٹیاں کھائیں جن کو کھانا نہ اس کو روا تھا نہ اس کے ساتھیوں کو؟" (آیت ۲ و ۴)

اس بیان میں "نہ اس کے ساتھیوں کو" کا لفظ غلط ہے، جیسا کہ ناظرین کو غلطی نمبر ۹۲ میں عنقریب معلوم ہوگا۔

غلطی نمبر ۵۸

انجیل متی کے باب ۲۷ آیت ۹ میں ہے کہ:-

"اس وقت وہ پورا ہوا جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا کہ جس کی قیمت ٹھہرائی گئی یعنی انھوں نے اس کی قیمت کے وہ تیس روپے لے لئے"

یہ بھی یقینی طور پر غلط ہے، جیسا کہ باب ۲ کے مقصد ۲ شاہد ۲۹ میں آپ کو معلوم ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ کے مصلوب ہونے کے وقت زمین کی بیمثل حالت

غلطی ۵۹

انجیل متی کے باب ۲۷ آیت ۵۲ میں ہے کہ:-

"اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑخ گئیں، اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم اُن مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے، اور اس کے جی اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے، اور بہتوں کو دکھائی دیئے"

یہ افسانہ بالکل جھوٹا ہے، فاضل ٹورٹن نے گو انجیل کی حمایت کی ہے، لیکن اس کے باطل ہونے پر اپنی کتاب میں دلائل پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:-

---

سلہ دیکھئے صفحہ ۶۷۶ و ۶۷۷ (جلد دوم)

کلہ یعنی جس وقت حضرت مسیح کو (معاذ اللہ) سولی دی گئی ۱۲

www.KitaboSunnat.com

یہ قصہ قطعی جھوٹا ہے، غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے قصے یہود یوں میں اس وقت پھیلے ہوئے تھے جب کہ یروشلم برباد و ویران ہو گیا تھا، ممکن ہے کہ کسی شخص نے انجیل متی کے عبرانی نسخہ میں حاشیہ پر اس کو لکھ دیا ہو، اور پھر اس لکھے ہوئے کو متن میں شامل کر دیا ہو، اور یہ متن مترجم کے ہاتھ آ گیا ہو جس نے اس کے مطابق ترجمہ کر ڈالا۔[1]

اس کے غلط اور جھوٹا ہونے پر بہت سے دلائل قائم ہیں۔

(۱) یہودی مسیح کو سولی دی جانے کے اگلے روز پیلاطس کے پاس پہنچے، اور کہا کہ:۔

"اے آقا ہم کو خوب یاد آیا، اس گمراہ کن شخص نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ میں تین دن بعد زندہ ہو جاؤں گا، لہٰذا آپ پہرہ دار مقرر کر دیں تاکہ وہ اس کی قبر کی تین دن تک نگرانی کریں۔"[2]

نیز متی نے اس باب[3] میں صاف بیان کیا ہے کہ پیلاطس اور اس کی بیوی مسیح کے قتل پر راضی نہ تھے، اس لئے اگر یہ باتیں ظاہر ہوتیں تو ممکن نہ تھا کہ وہ اس کی طرف جائیں، جبکہ ہیکل کے پردے کا پھٹ جانا، پتھروں کا شق ہونا، قبروں کا کھلی جانا اور مُردوں کا زندہ ہو جانا، یہ سب علامتیں پیلاطس کے خیال کی حمایت کر رہی تھیں ایسے حالات میں اگر وہ اس کے پاس جا کر یہ کہتا کہ (معاذ اللہ) مسیح گمراہ تھے تو

---

[1] آنریبل ناکس نے بھی عہد نامہ جدید کی شرح میں تقریباً اسی قسم کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ متی نے مقامی افواہوں پر دوسروں سے زیادہ اعتماد کیا ہے۔ Commentary on New Testament P. 70 V.I.

[2] متی ۲۷: ۶۲، [3] متی ۲۷: ۱۸ و ۱۹،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ یقیناً ان کا دشمن ہو جاتا، اور انھیں جھٹلاتا کہ دیکھو میں پہلے بھی راضی نہ تھا، اور اب تو یہ تمام علامتیں اس کی سچائی کی ظاہر ہو گئیں،

(۲) یہ واقعات بڑے عظیم الشان معجزات ہیں، پھر اگر یہ پیش آئے ہوتے تو عادت کے مطابق بے شمار رومی اور یہودی ایمان لے آتے،..... بائبل کا بیان ہے کہ جب رُوح القدس کا نزول حواریین پر ہوا اور انھوں نے مختلف زبانوں میں کلام کیا تو لوگ بے انتہا متعجب ہوئے، اور اسی وقت تین ہزار آدمی ایمان لے آئے، جس کی تصریح کتاب الاعمال کے باب ۲ میں موجود ہے، ظاہر ہے کہ یہ واقعات مختلف زبانوں پر قادر ہو جانے کی نسبت زیادہ عظیم الشان ہیں،

(۳) یہ واقعات جب ایسے ظاہر اور مشہور تھے تو یہ بات نہایت ہی مستبعد ہے کہ سوائے مسیح کے اُس زمانہ کا کوئی بھی مورخ ان کی نسبت ایک لفظ تک نہ لکھے، اسی طرح اس دور کے قریبی زمانہ کے مؤرخین میں بھی کوئی ان کا ذکر نہ کرے اور اگر عیسائی یہ بہانہ پیش کریں کہ مخالفین نے عناد اور مخالفت کے جذبہ کے ماتحت نہیں لکھا، تو کم از کم موافقین کو تو ضرور لکھنا چاہیے تھا، بالخصوص لوقا کو، اس لئے کہ اسے عجائبات کے لکھنے کا سب لوگوں سے زیادہ شوق ہے، اور وہ ان تمام افعال اور کاموں کا سُراغ لگاتا اور کھود کرید کرتا ہے جو مسیح سے صادر ہوئے، جیسا کہ اس کی انجیل کے شروع کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے، اور یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ تمام انجیلی یا ان میں سے بیشتر حضرات اُن واقعات کو نہ لکھیں جو کچھ بھی عجیب نہیں ہیں، اور ان تمام عجیب واقعات کو سب کے سب یکسر نظر انداز کر جائیں، مرقس اور لوقا بھی صرف پردہ کا پھٹنا تحریر کرتے ہیں،

لہ آیات ۴۵-۴۰،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باقی واقعات کا نام بھی نہیں لیتے۔

(۴) وہ پردہ ریشمی تھا، اور نہایت ملائم، پھر اس کا اس صدمہ سے اوپر سے نیچے تک پھٹ جانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا، اور وہ ان حالات میں پھٹ سکتا ہے تو پھر ہیکل کی عمارت کیونکر باقی اور سالم رہ گئی، یہ اشکال تینوں انجیلوں پر مشترکہ طور سے لازم آتا ہے،

(۵) بہت سے مقدسین کے جسموں کا قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونا پولس کے کلام کے مخالف ہے، اس لئے کہ اس نے صاف لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور بیدار ہونے والوں میں سب سے اول ہیں، جیسا کہ اختلاف نمبر ۸۹ میں معلوم ہو چکا ہے،

لہٰذا سچی بات وہ ہے جو فاضل ٹورنٹن نے کہی ہے، اس کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کا مترجم اٹکل سے کام لیا کرتا ہے، اور رطب و یابس کی اس کو کچھ شناخت نہیں ہے، متن میں جو کچھ بھی اس کو نظر آگیا صحیح ہو یا غلط اس کا ترجمہ کر ڈالا کیا ایسے شخص کی بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے! خدا کی قسم ہرگز نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین دن بعد زندہ ہونا غلط ہے

انجیل متی باب ۱۲ آیت ۳۹ میں ہے کہ:

"اس نے جواب دے کر ان سے کہا اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونا نبی کے سوا کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا، کیونکہ جیسے یونا[1] تین رات دن

---

[1] دیکھئے صفحہ

[2] یعنی حضرت یونس علیہ السلام،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مچھلی کے پیٹ میں رہا، ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا، (آیت ۳۹، ۴۰)

اور متی ہی کے باب ۱۶ کی آیت ۴ میں ہے کہ:-

"اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں، مگر یونا کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا"

یہاں بھی یونا پیغمبر (علیہ السلام) کے نشان سے وہی مراد ہے جو پہلی عبارت میں تھا، اسی طرح متی باب ۲۷ آیت ۶۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہودیوں کا قول اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

"ہمیں یاد ہے کہ اس دھوکہ باز نے جیتے جی کہا تھا میں تین دن کے بعد جی اُٹھونگا"

یہ تمام اقوال اس لئے غلط ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو اناجیل کے بیان کے مطابق جمعہ کے روز تقریباً دوپہر کے قریب سولی دی گئی تھی، جیسا کہ انجیل یوحنا باب ۱۹ سے معلوم ہوتا ہے، اور ۹ بجے اُن کا انتقال ہوا، یوسف نے پیلاطس سے شام کے وقت ان کی نعش مانگی، اور ان کا کفن دفن کیا، جیسا کہ مرقس کی انجیل میں صاف لکھا ہے، اس لئے لامحالہ وہ شنبہ کی شب میں دفن کئے گئے، اور اُن کی نعش اتوار کے دن طلوع شمس سے قبل غائب ہوگئی، جس کی تصریح انجیل یوحنا میں ہے، تو پھر اُن کی نعش زمین میں تین دن تین رات نہ رہی، بلکہ صرف ایک دن اور دو رات قبر میں رہے، اور تین دن بعد قیام کرنے کی بات قطعی غلط ثابت ہوئی، یہ تین غلطیاں ہیں،

لہ انجیل میں حضرت مسیح نے اپنے آپ کو اکثر ابن آدم کے نام سے یاد کیا ہے، یہاں بھی خود ہی مراد ہیں ۱۲

سلہ مرقس، ۱۵: ۴۲، ۴۶،

سلہ یوحنا، ۱۹: ۱۲، واضح رہے کہ ہفتہ کا پہلا دن بائبل کی اصطلاح میں اتوار ہوتا ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چونکہ یہ اقوال غلط تھے، اس لئے اس اور شاگرد نے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ متی کی اپنی تفسیر ہے، اس کو مسیح کا قول تسلیم نہیں کیا اور دونوں نے یہ بات کہی کہ ۔

حضرت مسیح کا مقصود صرف یہ تھا کہ جنوبی[1] کے باشندے جس طرح محض وعظ سنکر ایمان لے آئے اور معجزے کے طالب نہیں ہوئے اسی طرح لوگ مجھ سے بھی صرف وعظ سنکر راضی ہو جائیں ؟

ان دونوں کی تقریروں کی بنا پر غلطی کا منشاء متی کی بدفہمی تھی، اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ متی نے اپنی انجیل الہام سے نہیں لکھی، پھر جس طرح وہ اس موقع پر مسیح کی مراد نہ سمجھ سکا اور ٹھوکر کھائی، اسی طرح ممکن ہے کہ دوسرے مواقع پر بھی وہ نہ سمجھ سکا ہو، اور غلط ہی نقل کر ڈالا ہو، پھر اس کی تحریر پر کس طرح بھروسہ اور اعتبار کیا جا سکتا ہے ؟ اور اس کی تحریر کو الہامی کس طرح مانا جا سکتا ہے ؟ کیا الہامی کلام کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے ؟

نزولِ عیسیٰؑ کی پیشینگوئی، غلطی نمبر ۶۳

انجیل متی باب ۱۶ آیت ۲۷ میں ہے۔

کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا، اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہی میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے ۔ (آیات ۲۷ و ۲۸)

---

[1] یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ۱۲

[2] یہ بقول انجیل خود حضرت مسیح کا قول ہے اور اس سے آخر زمانہ میں تشریف لانیکی طرف اشارہ ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ غلط ہے اس لئے کہ ان تمام کھڑے ہونے والوں میں سے ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھا، اور گل سڑی ہڈیاں بن گئے، مٹی ہو گئے، اور ان کو موت کا ذائقہ چکھے ہوئے ایک ہزار آٹھ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتا ہوا نہیں دیکھا[1]،

غلطی نمبر ۶۴ انجیل متی باب ۱۰ آیت ۲۳ میں ہے:۔

"جب تم ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ[2] میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر سکو گے کہ ابن آدم آجائے گا"

یہ بھی قطعی غلط ہے، کیونکہ حواریوں نے اسرائیل کے تمام شہروں میں گھومنے کا فریضہ انجام دیدیا، یہاں تک کہ ان کا انتقال بھی ہو گیا، اور اب تو ان کی وفات پر ۱۸ صدیاں بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، لیکن "ابن آدم" اپنی بادشاہی سمیت نہیں آیا، حضرت عیسیٰؑ کے یہ اقوال تو عروج آسمانی سے پہلے کے تھے، اور عروج کے بعد کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں:۔

غلطی نمبر ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸ کتاب مشاہدات باب ۲۲ آیت ۱۲ میں ہے کہ:۔

"میں بہت جلد آنے والا ہوں"

باب ۲۲ آیت ۷ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد اس طرح مذکور ہے:۔

"اور دیکھ! میں بہت جلد آنے والا ہوں"

---

[1] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہوئے ۱۲

[2] یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں کو خطاب ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آیت ۱۰ میں ہے کہ:۔

اس کتاب کی نبوت کی باتوں کو پوشیدہ نہ رکھ کیونکہ وقت نزدیک ہے۔

پھر آیت ۲۰ میں ہے:۔

"بے شک میں جلد آنے والا ہوں۔"

ان میں ارشادات کی بناء پر عیسائیوں کا پہلا طبقہ اس بات کا معتقد تھا کہ عیسیٰ کا نزول ان کے زمانہ میں ہوگا، اور قیامت قریب ہے، اور ہم بالکل آخری دور میں ہیں، اور فصل نمبر ۲ سے آپ کو عنقریب معلوم ہوگا کہ ان کے علماء نے اعتراف کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ ایسا ہی ہے، اسی لئے انھوں نے اپنی تحریروں میں ان باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

غلطی نمبر ۶۹ تا ۷۵

۱۔ یعقوب کے خط باب ۵ آیت ۸ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ:

"تم بھی صبر کرو، اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھو، کیونکہ خداوند کی آمد قریب ہے۔"

۲۔ پطرس کے پہلے خط باب ۴ آیت ۷ میں ہے کہ:۔

"سب چیزوں کا خاتمہ جلد ہونے والا ہے، پس ہوشیار رہو، اور دعا کرنے کے لئے تیار رہو۔"

۳۔ اور یوحنا کے پہلے خط باب ۲ آیت ۱۸ میں ہے کہ:۔

"اے لڑکو! یہ آخیر وقت ہے۔"

۴۔ تھسلنیکیوں کے نام پولس کے پہلے خط باب ۴ آیت ۱۵ میں ہے کہ:۔

"چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں، اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے، سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے، کیونکہ خداوند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگہ کے ساتھ اُترے آئیگا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے، پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے، تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں، اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے۔ (آیات ۱۵ تا ۱۷)

۵۔ فلپیون کے نام خط کے باب ۴ آیت ۵ میں پولس رقمطراز ہے کہ:۔

"خداوند قریب ہے"

۶۔ کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۰ آیت ۱۱ میں ہے کہ:۔

"اور ہم آخری زمانہ والوں کی نصیحت کے لئے لکھی گئیں"

۷۔ اسی خط کے باب ۱۵ آیت ۵۱ میں ہے کہ:۔

"دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں، ہم سب تو نہیں موئیں گے، مگر سب بدل جائیں گے، اور یہ ایک دم میں، ایک پل میں، پچھلے نرسنگہ پھونکے ہی ہوگا کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا، اور مُردے غیر فانی حالت میں اٹھیں گے، اور ہم بدل جائیں گے۔

یہ ساتوں ارشادات ہمارے دعوے کی دلیل ہیں، اور چونکہ ان کا عقیدہ ایسا ہی تھا، اس لئے ان اقوال کو اُن کے ظاہری معنی ہی پر محمول کیا جائے گا[1]، اور کسی تاویل کی گنجائش نہ ہوگی، جس کے نتیجہ میں یہ اقوال غلط ہوں گے۔

یہ کل ۱۷ اغلاط ہوئیں۔

---

[1] یعنی یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ سب کچھ مجاز کے پیرائے میں ہے، اور "جلدی" سے مراد زمانہ کی نسبت سے جلدی ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی نمبر ۶، ۷، ۸

پھر انجیل متی کے باب ۲۴ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جبل زیتون پر تشریف رکھتے تھے، لوگوں نے آگے بڑھ کر یہ سوال کیا کہ اُس زمانہ کی علامات کیا ہیں جس میں بیت المقدس ویران اور برباد ہوگا، اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے، اور جس میں قیامت واقع ہوگی؟ آپ نے سب علامات بیان کیں، پہلے وہ وقت بتایا جس میں بیت المقدس برباد ہوگا، پھر فرمایا کہ اس حادثہ کے فوراً بعد اسی زمانہ میں میرا نزول ہوگا، اور قیامت آئے گی،

پس اس باب میں آیت ۲۸ تک بیت المقدس کی ویرانی سے متعلق تذکرہ ہے اور آیت نمبر ۲۹ سے آخر تک کا تعلق نزولِ عیسیٰ اور قیامت کے آنے سے ہے، اسی مسلک کو فاضل پولس اور اسٹار اور دوسرے مسیحی علماء نے پسند کیا ہے، اور یہی سیاقِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے، جن لوگوں نے اِس کے علاوہ دوسری راہ اختیار کی ہے وہ غلطی پر ہیں، ان کی بات ناقابلِ التفات ہے، اس باب کی بعض آیتیں ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۲۰ء کی رُو سے اس طرح ہیں:۔

اور فوراً[1] ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا، اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا، اور ستارے آسمان سے گریں گے، اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی، اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا، اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی، اور ابن آدم کی بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی، اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ

[1] چونکہ مطبوعہ اردو ترجمہ عربی ترجمہ کے بالکل مطابق تھا، اس لئے یہ عبارت اسی سے نقل کر دی ہے ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے فرشتوں کو بھیجے گا، اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اُس کنارے تک جمع کریں گے،

اور آیت ۳۴ و ۳۵ میں ہے:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ باتیں نہ ہولیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی"

(عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء کا بھی یہی مفہوم ہے) اور فارسی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۶ء و ۱۸۲۸ء و ۱۸۴۱ء اور ۱۸۴۲ء کی عبارت یہ ہے، آیت ۲۹:۔

ولیکن از زحمت آں ایام فی الفور آفتاب تاریک خواہد شد،	لیکن ان ایام کی زحمت کے بعد فوراً آفتاب تاریک ہو جائے گا،

آیت ۳۴ میں ہے:۔

بدرستی کہ بشما میگویم کہ تا جمیع ایں چیزہا کامل نگردد ایں طبقہ منقرض نخواہد گشت،	میں تم سے درست کہتا ہوں کہ جب تک یہ تمام چیزیں پوری نہ ہوں گی یہ نسل ختم نہیں ہوگی،

اس لئے ضروری ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قیامت کی آمد بلا تاخیر اس زمانہ میں ہو جب بیت المقدس برباد اور ویران ہو، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ اس پر شاہد ہیں کہ "فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد" اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ نسل جو عیسیٰؑ کی ہمعصر ہے وہ ان تینوں واقعات کا مشاہدہ کرے جیسا کہ خود حواریوں اور پہلے طبقہ کے عیسائیوں کا خود یہی نظریہ تھا، تاکہ مسیحؑ کی بات

لہ تطویل کے خوف سے پوری عبارت نقل نہیں کی گئی۔ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ مٹے، مگر افسوس ہو کہ وہ مٹ گئی، اور زمین و آسمان اب تک نہیں مٹے، اور بدستور قائم ہیں، اور حق باطل ہو گیا ——— خدا کی پناہ:

اور انجیل مرقس کے باب ۱۳ میں اور انجیل لوقا کے باب ۲۱ میں بھی اسی قسم کی عبارت ہے، لہٰذا اس قصہ میں بھی غلطی ہوئی، اور تینوں انجیل والوں نے اس غلط بات کے لکھنے میں ایک دوسرے سے اتفاق کیا، اس طرح تینوں کے اتفاق سے کل تین غلطیاں ہو گئیں۔

ہیکل کی بنیادوں پر دوسری تعمیر نہیں ہو سکتی، غلطی نمبر ۷ تا ۸۰

انجیل متی کے باب ۲۴ آیت ۲ میں مسیح ؑ کا قول یوں بیان ہوا ہے کہ:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا جو گرایا جائے گا"

اور علماء پروٹسٹنٹ نے تصریح کی ہے کہ ہیکل کی بنیادوں پر جو بھی تعمیر کی جائے گی وہ منہدم ہو جائے گی، اور اس کا باقی رہنا ناممکن ہے جیسا کہ مسیح نے خبر دی ہے، مصنف تحقیق دین الحق نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ پیشینگوئی مسیح کی ان بڑی پیشینگوئیوں میں سے ہے جن میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبر دی ہے، اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۲۹ء کے صفحہ ۲۹۴ پر وہ رقمطراز ہیں:۔

"بادشاہ جولین نے جو مسیح ؑ کے تین سو سال بعد ہوا ہے اور مذہب عیسوی سے مرتد ہو گیا تھا، ارادہ کیا کہ ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرائے تاکہ مسیح کی پیشینگوئی باطل ہو جائے، یہ جب اس کی تعمیر شروع کی تو اس کی بنیادوں سے ایک آگ برآمد ہوئی جس سے ڈر کر تمام معمار بھاگ گئے، پھر اس کے بعد کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہو سکی کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچے کی بات کو مٹائے جس نے کہا تھا کہ آسمان و زمین مٹ جائیں گے، مگر میری بات نہیں مٹے گی۔

پادری ڈاکٹر گیسٹ نے "مکرین مسیح" کے رد میں ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی ہے جس کا ترجمہ پادری مرک نے فارسی زبان میں کیا ہے، اس کا نام کشف الآثار فی قصص بنی اسرائیل رکھا ہے، یہ کتاب دارالسلطنت اپڈنبرگ ۱۸۴۶ء میں طبع ہوئی ہے، ہم اس کی عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں، صفحہ ۰ پر کہتا ہے کہ:۔

"شہنشاہ جولین نے یہودیوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ یروشلم کو تعمیر کریں اور ہیکل کو دوبارہ بنائیں، اور ان سے یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ ان کو ان کے باپ دادوں کے شہر میں برقرار رکھے گا، نہ صرف یہ بلکہ یہودیوں کو بھی شوق اور غیرت شہنشاہ سے کچھ کم نہ تھی، پھر وہ ہیکل کی تعمیر میں مشغول ہو گئے، مگر چونکہ یہ بات عیسیٰ علیہ السلام کی پیشینگوئی کے قطعی خلاف تھی، اس لئے یہودیوں کی انتہائی جد و جہد اور شہنشاہ کی توجہ اور التفات کے باوجود وہ لوگ ناکام رہے۔ تب پرست مورخین نے نقل کیا ہے کہ اس جگہ سے خوفناک آگ کے شعلے نکلے، اور معماروں کو جلا دیا جس کے سبب انھوں نے کام روک دیا۔"

یہ خبر بھی ایسی ہی غلط ہے جیسی اس کے بعد والی اسی باب کی دوسری پیشینگوئی[1] غلط ہے۔ طامس نیوٹن نے کتب مقدسہ کی پیشینگوئیوں پر ایک تفسیر لکھی ہے، یہ تفسیر ۱۸۰۳ء میں لندن میں چھپی ہے، اس تفسیر کی جلد ۲ ص ۱۳ و ۱۴ میں وہ کہتا ہے کہ:۔

---

[1] یعنی وہ پیشینگوئی جو جبل زیتون پر کی گئی اور فصل نمبر ۱۰ کے ضمن میں پیچھے گذر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر (رضی اللہ عنہ) وہ دوسرے عظیم الشان خلیفہ تھے جنھوں نے تمام روئے زمین پر فساد پھیلایا، ان کی خلافت کا دور ساڑھے دس سال ہے۔ اس عرصہ میں تمام ممالک عرب و شام و ایران اور مصر پر ان کا تسلط ہو گیا، نیز انھوں نے بعض قبیلوں پر یروشلم کا محاصرہ کیا، اور ۱۳ھ میں ان عیسائیوں سے صلح کر لی جو طویل محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے، عیسائیوں نے شہر کو عمرؓ کے حوالہ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں کے سامنے باعزت شرائط پیش کیں، نہ صرف یہ کہ ان کے کسی گرجا پر قبضہ نہیں کیا، بلکہ ان کے پادریوں سے مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ کی درخواست کی، اور پادری نے یعقوبؑ کے حجرے اور ہیکل سلیمانی کے مقام کی نشان دہی کی، اس مقدس جگہ کو عیسائیوں نے یہود دشمنی میں لید اور گوبر سے ناپاک بنا رکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اپنے دست مبارک سے اس مقدس جگہ کو تمام نجاستوں سے اور غلاظتوں سے صاف کیا، ان کی دیکھا دیکھی بڑے بڑے افسران فوج نے عمرؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کام میں عبادت خداوندی سمجھ کر زیادہ سے زیادہ حصہ لیا، اور مسجد تعمیر کی، یہی سب سے پہلی مسجد ہے جو یروشلم میں تعمیر کی گئی، اور بعض مورخین نے تصریح کی ہے کہ اسی مسجد میں عمرؓ کو ایک غلام نے قتل کیا تھا عبدالملک بن مروان نے جو بارہواں خلیفہ ہوا ہے اپنے دور خلافت میں اس مسجد کی توسیع کی۔

اس مفسر کے بیان میں اگرچہ کچھ غلطیاں ہیں مگر بایں ہمہ اس میں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ ہیکل سلیمانی کی جگہ حضرت عمرؓ ہی نے سب سے پہلے مسجد تعمیر کی تھی، جس کی توسیع عبدالملک نے کی جو آج تک موجود ہے، جس کی تعمیر کو ۱۲۰۰ سال سے زیادہ عرصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذر چکا ہے، پھر اُن کے دعوے کے مطابق مسیح کی بات کیونکر مٹ گئی، اور غلط ہو گئی! اور نہ آسمان و زمین فنا ہوئے، اور چونکہ یہ قول انجیل مرقس کے باب ۱۳ میں اور انجیل لوقا کے باب ۲۱ میں بھی منقول ہے، لہٰذا ان دونوں انجیلوں کے اعتبار سے بھی یہ غلط اور جھوٹ ہوا، اس طرح تینوں کے لحاظ سے تین اغلاط ہو گئیں۔

بارہ کے بارہ حواری نجات یافتہ ہیں غلطی نمبر ۸۲

انجیل متی باب ۱۹ آیت ۲۸ میں ہے کہ:

"یسوع نے ان سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے"

گویا عیسیٰ علیہ السلام بارہ حواریوں کے حق میں کامیابی اور نجات کی اور بارہ کرسیوں پر بیٹھنے کی گواہی دے رہے ہیں، جو غلط ہے، اس لئے کہ ان بارہ حواریوں میں سے ایک صاحب یہوداہ اسکریوتی تو عیسائی نظریہ کے مطابق مرتد ہو گئے تھے[1]، اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی، اور جہنمی بنے، پھر اُن کے لئے بارہویں کرسی پر بیٹھنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

آسمان کا کھلنا اور فرشتوں کا نزول، غلطی نمبر ۸۳

انجیل یوحنا باب اوّل آیت ۵۱ میں ہے کہ:

"پھر اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے"

---

[1] دیکھئے متی ۲۶: ۱۴، ۲۵، ۴۶، ۴۷، ۲۷: ۳،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی غلط ہے، کیونکہ یہ بات اصطباغ اور روح القدس کے نزول کے بعد کہی گئی ہے[1] حالانکہ ان دونوں واقعات کے بعد نہ تو کسی نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے فرشتوں کو نازل ہوتے اور چڑھتے ہوئے دیکھا، یعنی دونوں دعووں کا مجموعہ قطعی غلط ہے،

کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے سوا کوئی آسمان پر نہیں چڑھا؟ غلطی ۸۴

انجیل یوحنا باب ۳ آیت ۱۳ میں یوں کہا گیا ہے[2] کہ:۔

"اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا،

سوا اس کے جو آسمان سے اترا، یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے"

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ خنوک[3] اور ایلیاہ علیہا السلام آسمان پر لے جائے گئے، اور چڑھے، جس کی تصریح کتاب پیدائش باب ۵[4] میں اور سلاطین ثانی باب ۲[5] میں موجود ہے،

عیسائیوں کی کرامتیں غلطی نمبر ۸۵

انجیل مرقس باب ۱۱ آیت ۲۳ میں کہا گیا ہے کہ:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس پہاڑ سے کہے کہ تو اکھڑ جا، اور سمندر میں جا پڑ، اور اپنے دل میں شک نہ کرے بلکہ یقین کرے کہ جو کہتا ہے وہ ہو جائے گا تو اس کے لئے وہی ہوگا"

---

[1] ان دونوں واقعات کی تفصیل ص۱۹ جلد ہذا پر گذر چکی ہے، یہ واقعات یوحنا میں اس قول سے پہلے ۱۲:۳۲ میں بیان کئے ہیں ۱۲

[2] یہ بقول انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے ۱۲

[3] اور خنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، اور وہ غائب ہو گیا، کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا" (پیدائش ۵:۲۴)

[4] اور آتشی گھوڑوں نے ان دونوں کو جدا کر دیا، اور ایلیاہ بگولے میں آسمان پر چلا گیا" (سلاطین ۲:۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی انجیل کے باب ۱۶ آیت ۱۷ میں یوں کہا گیا ہے :۔

"اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے، وہ میرے نام سے بد روحوں کو نکالیں گے، نئی نئی زبانیں بولیں گے، سانپوں کو اٹھالیں گے، اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انھیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا، وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے"

اور انجیل یوحنا کے باب ۱۴ آیت ۱۲ میں اس طرح ہے کہ :۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا، بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں"

اس میں یہ بات کہ "جو اس پہاڑ کو کہا دے گا" عام ہے کسی خاص شخص کے ساتھ مخصوص نہیں، نہ کسی خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے، بلکہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لانیوالوں کے ساتھ بھی مخصوص نہیں،

اسی طرح ان کا یہ کہنا کہ "جو مجھ پر ایمان لائے گا" یہ بھی کسی شخص یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ امور ملیقہ اولیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو یہ دعویٰ بے دلیل ہوگا، اس لئے آج بھی یہ امر ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کو یہ کہے کہ تو اپنی جگہ سے ہٹ کر سمندر میں گر پڑ، اور اس یقین کے ساتھ کہے کہ ایسا ضرور ہو جائے گا ضرور ایسا ہی واقع ہوگا، نیز اس زمانہ میں عیسیٰ پر ایمان لانے والوں کی نشانی بھی یہی کرامت ہوگی، اور اس کو مسیح کے کارنامے دکھلانے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی بڑے،

حالانکہ یہ حقیقت اور واقعات کے خلاف ہے، اور ہمارے علم میں کوئی ایک بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی ایسا نہیں ہے جس نے مسیح سے زیادہ بڑے کارنامے دکھائے ہوں، نہ پہلے طبقہ میں اور نہ بعد کے لوگوں میں، لہٰذا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ ان سے زیادہ بڑے کام کرنے کا اس کا مصداق عیسائیوں کے کسی طبقہ میں نہیں پایا گیا، اور نہ مسیح جیسے کارنامے حواریوں ہی سے صادر ہوئے، اور نہ ان کے بعد والے طبقوں سے،

فرقہ پروٹسٹنٹ کے علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ طبقہ اولیٰ کے بعد کسی سے معجزات اور خرقِ عادت کارناموں کا صادر ہونا قوی دلیل سے ثابت نہیں ہے، ہم نے اپنے ہندوستان میں منتخب اور چیدہ عیسائیوں یعنی فرقہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک کے پادریوں کو دیکھا ہے کہ باوجود سالہا سال اردو سیکھنے کی کوشش کے اردو میں صحیح تلفظ پر قادر نہیں ہوتے، اور مؤنث کی جگہ مذکر کے صیغے بولتے ہیں، شیاطین کو نکال دینا اور سانپوں کو اٹھا لینا، زہر پی لینا، مریضوں کو شفا دینا تو کارے دارد!

سچی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے زمانہ کے عیسائی حقیقی معنی میں عیسائی بھی نہیں ہیں، اسی لئے تو ان سے ایسی کرامات صادر نہیں ہوتیں، ہاں بعض اوقات ان کے بڑوں نے کرامات دکھانے کے جھوٹے دعوے کئے، مگر وہ جھوٹے ثابت ہوئے،

شیطان لوتھر پر غالب آگیا

ہم کو اس موقع پر دو بڑے دلچسپ قصے ایسے یاد آگئے جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے دو بڑے عظیم الشان پادریوں کی پوزیشن پر روشنی ڈالتے ہیں، جن کو ہم کتاب مرآۃ الصدق سے نقل کرتے ہوئے جس کا اردو ترجمہ ایک بڑے کیتھولک عالم پادری طامس انگلس نے کیا ہے، یہ کتاب ۱۸۵۱ء میں طبع ہوئی ہے، پادری مرصوف صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷ میں کہتا ہے:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لوتھر نے دسمبر ۱۵۴۳ء میں ارادہ کیا کہ میسنا کے بیٹے سے شیطان کو نکال دے مگر اس کے ساتھ وہی معاملہ پیش آیا جو اُن یہودیوں کو پیش آچکا تھا جنھوں نے شیطان کو نکالنے کا ارادہ کیا تھا، جس کی تصریح کتاب الاعمال کے باب ۱۹ آیت ۱۶ میں موجود ہے چنانچہ شیطان نے لوتھر پر حملہ کیا اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو زخمی کر ڈالا، سٹافیلس نے جب دیکھا کہ شیطان نے اس کے استاد لوتھر کی گردن دبا رکھی ہے، اور گلا گھونٹ دے گا تو اس نے بھاگنا چاہا، مگر چونکہ وہ بدحواس ہو چکا تھا، دروازہ کا قفل نہ کھول سکا، اور اس ہتھوڑے سے جو اس کو روشندان کے ذریعہ اُس کے نوکر نے دیدیا تھا دروازہ توڑ کر بھاگا"

کالون کی شرارت اور اُس کا عبرتناک انجام

دوسرا واقعہ بلسک وایلن سپرس مورخ نے فرقہ پروٹسٹنٹ کے ایک بڑے پادری کالوین کا جو لوتھر کی سی پوزیشن رکھتا تھا ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک شخص بیرومس کو اس بات کے لئے رشوت دی کہ تم چت لیٹ کر سانس روک کر مُردہ کی طرح ہو جانا... اور جب میں آؤں اور یہ کہوں کہ اے بیرومس مردے اُٹھ کھڑا ہو اور زندہ ہو جا، تو تم زندہ ہو کر کھڑے ہو جاؤ، ایسے طور پر جس سے معلوم ہو کہ تم مُردہ تھے۔ اور اب زندہ ہوئے ہو، اور پھر اس کی بیوی سے کہا کہ جب تمہارا شوہر اپنے آپ کو مُردہ بنالے تو تم خوب رونا، اور چیخنا،

چنانچہ دونوں میاں بیوی نے ایسا ہی کیا، عورت کو روتا ہوا دیکھ کر بہت سی ہمدردی دینے والیاں جمع ہو گئیں، تب کالوین آیا اور اس کی بیوی سے کہا تو مت رو میں اس کو زندہ کر دوں گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس نے چند دعائیں پڑھیں، اور ہیرودس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خدا کے نام سے تو کھڑا ہو جا، مگر اس کی مکاری اور فریب کامیاب نہ ہو سکا، کیونکہ ہیرودس واقعی مر چکا تھا، اور خدا نے اس کی مکاری اور فریب کا جامہ چاک کر کے جس سے سچے معجزات کی توہین ہوتی تھی، اس سے انتقام لیا، اور کاؤن کی تمام دعائیں بے اثر ہوئیں، اور اس کو نہ بچا سکیں، جب اُس کی بیوی نے یہ انقلاب دیکھا تو دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا، اور چلا کر کہا کہ میرا شوہر جو عہد و پیمان کے وقت زندہ تھا، اور اب تو یہ پتھر کی طرح مُردہ اور ٹھنڈا ہے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے عیسائیوں کے بزرگوں کی کرامات کا نمونہ! یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے دور میں پوپ کی طرح عظیم الشان معتقد لوگوں میں شمار ہوتے تھے پھر جب اُن کے بڑوں کا یہ حال ہے تو اُن کے ماننے والوں اور پیروؤں کے حال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، نیز پوپ اسکندر ششم نے جو رومی گرجے کا سربراہ اور فرقہ کیتھولک کے خیال میں زمین پر خدا کا خلیفہ مانا جاتا تھا، اس نے جو زہر دوسرے کے لئے رکھ چھوڑا تھا، خود پی لیا، جس سے اس کی موت واقع ہو گئی، پھر جب گرجے کے سربراہ اور خدا کے خلیفہ کا یہ حال ہو تو رعایا کے حال کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں، غرض دونوں فرقوں کے بڑے بڑے حضرات مذکورہ علامات سے قطعی محروم ہیں

غلطی نمبر ۸۶ انجیل لوقا باب ۳ آیت ۲۷ میں یوں ہے کہ:-

تہ یوحنا کا اور وہ ریسا کا اور وہ زربابل کا اور وہ سیالتی ایل کا اور وہ نیری کا۔[1]

---

[1] حضرت مسیح علیہ السلام کا نسب بیان کرتے ہوئے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں تین اغلاط ہیں:۔

۱۔ زرو بابل کی اولاد کی تصریح کتاب توایخ باب ۳ میں موجود ہے، ان میں اس نام کا ایک بھی بیٹا نہیں[1] ہے، اس کے علاوہ یہ متی کی تحریر کے بھی خلاف ہے،

۲۔ زرو بابل خدایاہ کا بیٹا ہے نہ کہ سیالتی ایل کا، البتہ وہ اس کا بھتیجا ضرور[2] ہے،

۳۔ سیالتی ایل یکنیاہ کا بیٹا ہے نہ کہ نیری کا، جس کی تصریح متی نے بھی کی ہے[3]،

غلطی نمبر ۸۷ لوقا باب ۳ میں کہتا ہے:۔

"وہ سلیح کا اور وہ عیبر کا اور وہ ارفکسد کا"

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ سلیح ارفکسد کا بیٹا ہے نہ کہ اس کا پوتا، جس کی تصریح کتاب پیدائش باب[4] میں اور کتاب توایخ اوّل باب میں موجود ہے، اور تمام علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک عبرانی نسخہ کے مقابلہ میں ترجمہ کا کوئی اعتبار نہیں[5] ہے، اس لئے کوئی ترجمہ محض اس لئے کہ وہ لوقا کی انجیل کی موافقت کرتا ہے، خود عیسائیوں کے نزدیک بھی اور ہمارے خیال میں بھی لائق ترجیح نہیں ہو سکتا، بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ اسی ترجمہ میں عیسائیوں نے تحریف کی ہے، تاکہ اس کو اپنی انجیل کے مطابق بنا سکیں،

---

[1] دیکھئے کتاب ہذا، ص ۲۹۰ کا حاشیہ،

[2] دیکھئے حاشیہ صفحہ ۲۸۹ کتاب ہذا،

[3] یکنیاہ سے سیالتی ایل پیدا ہوا (متی ۱: ۱۲)

[4] جب ارفکسد پینتیس برس کا ہوا تو اس سے سلیح پیدا ہوا (۱۱: ۱۲)

[5] مثلاً ارفکسد، سلیح (۱: ۲۴)

[6] مصنف نے غالباً اس لئے کہا ہو کہ بعض تراجم میں کتاب پیدائش اور کتاب توایخ کو لوقا کے مطابق کر دیا گیا ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولادتِ مسیح سے پہلے کی مردم شماری، غلطی نمبر ۸۸

انجیل لوقا باب ۲ آیت ۱ میں کہا گیا ہے:

"ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر اوگسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا[1] کے نام لکھے جائیں"

پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں ہوئی:

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ تمام آبادی سے مراد پوری سلطنت روما کی آبادی ہے، اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، یا پھر تمام سلطنت یہود کی آبادی مراد ہے، قدیم یونانی مورخین میں سے جو یا تو لوقا کے ہمعصر ہیں، یا پھر اس سے کچھ زمانہ مقدم ہیں، کسی نے بھی اپنی تاریخ میں اس مردم شماری کو جو ولادتِ مسیح سے قبل ہوئی ذکر نہیں کیا، البتہ ان مورخین میں سے کسی نے جو لوقا کے بہت بعد ہوئے ہیں اگر اس کو ذکر بھی کیا ہو تو اس کا قول اس لئے سند نہیں ہو سکتا کہ وہ لوقا ہی کی بات کا ناقل ہے، پھر اگر اس سے بھی قطع نظر کر لی جائے تب بھی یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کورنیس والی شام جو مسیح کی ولادت کے پندرہ سال بعد ہوا ہے، اس کے عہد میں وہ مردم شماری واقع ہو جو مسیح کی ولادت سے پندرہ سال پیشتر ہو چکی ہو، اسی طرح اس کے زمانہ میں مسیح کی ولادت کس طرح ممکن ہے، کیا مریم کا حمل متواتر پندرہ سال تک قائم رہا؟ اس لئے کہ لوقا نے باب اوّل میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ زکریا علیہ السلام کی بیوی ہیرودیس کے زمانہ میں حاملہ ہوئی اور مریم اس کے چھ ماہ بعد حاملہ ہوئی تھیں[2]، پھر جب بعض عیسائیوں نے دیکھا کہ بات کسی طرح نہیں بنتی تو

---

[1] مصنفؒ کے نقل کردہ عربی ترجمہ میں یہی لفظ ہیں، مگر مطبوعہ اردو ترجمہ میں اس کے بجائے "ساری دنیا" کا لفظ ہے ۱۲

[2] اور ہیرودیس کا زمانہ کورنیس سے پندرہ سال پہلے ہے ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض لگا دیا کہ آیت نمبر ۲ الحاقی ہے، جو لوقا کی لکھی ہوئی نہیں ہے،

غلطی نمبر ۸۹ انجیل لوقا باب ۳ آیت ۱ میں اس طرح ہے کہ:۔

"تبریس قیصر کی حکومت کے پندرہویں برس جب پنطیس پیلاطس یہودیہ کا حاکم تھا، اور ہیرودیس گلیل کا اور اس کا بھائی فلپس اتوریہ اور ترخونیتس کا اور لسانیاس ابلینے کا حاکم تھا، (بعض تراجم میں ابلینے کے بجائے ابلیاہ کا لفظ ہے کہ دونوں کا ایک ہی)"

مورخین کے نزدیک یہ اس لئے غلط ہے کہ ان کے نزدیک لسانیاس نام کا کوئی شخص جو پیلاطس اور ہیرودیس کا معاصر ہو ابلینے کے چوتھائی علاقہ کا حاکم نہیں ہوا۔

غلطی نمبر ۹۰ اب مذکورہ کی آیت ۱۹ میں کہا گیا ہے کہ:۔

"لیکن چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے اور ان سب برائیوں کے باعث جو ہیرودیس نے کی تھیں یوحنا سے ملامت اٹھا کر الخ"

یہ قطعی غلط ہے، جیسا کہ غلطی نمبر ۵۶ میں معلوم ہو چکا ہے[1] عیسائی مفسرین نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ غلط ہے، اور کاتب سے یہاں غلطی ہوئی، جیسا کہ مقصد ۲ باب ۲ کے شاہد ۲ میں مزید معلوم ہو جائے گا[2] سچی بات تو یہ ہے کہ غلطی لوقا کی ہے، نہ کہ غریب کاتب کی

---

[1] "حاکم" یہاں یونانی لفظ "تتراخ" کا ترجمہ کیا گیا ہے، جس کے معنی چوتھائی ملک کا حاکم کے ہیں جیسا کہ متن کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے ۱۲

[2] دیکھئے صفحہ ۲۹۹ حصہ ۱۲، [3] دیکھئے صفحہ ۶۴۳ جلد دوم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی نمبر ۹۱ انجیل مرقس کے باب ۶ آیت ۱۷ میں ہے کہ:۔

"ہیرودیس نے آپ آدمی بھیج کر یوحنا کو پکڑ وایا، اور اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے اسے قید خانہ میں باندھ رکھا تھا"

یہ بھی غلط ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے، اس مقام پر تینوں انجیل والوں نے غلطی کی اور تثلیث کا عدد پورا ہو گیا، عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۲۱ء و ۱۸۴۴ء کے مترجم نے متی اور لوقا کی عبارت میں تحریف کر کے لفظ فلپس کو اڑا دیا، مگر دوسرے مترجموں نے اس معاملہ میں اس کی پیروی نہیں کی اور چونکہ یہ حرکت اہل کتاب کی عادت ثانیہ بن گئی ہے، اس لئے ہم کو ان سے اس معمولی بات کی کوئی شکایت ہی نہیں ہے،

حضرت داؤد علیہ السلام کا نذر کی روٹیاں کھانا غلطی ۹۲، ۹۳، ۹۴ انجیل مرقس باب ۲ آیت ۲۵ میں اس طرح کہا گیا ہے:۔

"اس نے اُن سے کہا کیا تم نے کبھی نہیں پڑھا کہ داؤد نے کیا کیا؟ جب اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ضرورت ہوئی اور وہ بھوکے ہوئے، وہ کیونکر ابیاتر سردار کاہن کے دنوں میں خدا کے گھر میں گیا، اور اس نے نذر کی روٹیاں کھائیں، جن کو کھانا کاہنوں کے سوا اور کسی کو روا نہیں، اور اپنے ساتھیوں کو بھی دیں"

یہ بھی غلطی غلط ہے، کیونکہ داؤد علیہ السلام اس موقع پر تنہا تھے، اُس وقت اُن کے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا، اس لئے یہ الفاظ "اور اس کے ساتھیوں" غلط ہیں،

اسی طرح یہ الفاظ بھی کہ "اپنے ساتھیوں کو" غلط ہیں، نیز اس لحاظ سے بھی کہ اس زمانہ میں ــ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاہنوں کا رئیس اخیملک تھا، نہ کہ ابیاتر جو اخیملک کا بیٹا ہے، اس لئے یہ الفاظ "ابیاتر سردار کاہن کے دنوں میں" قطعی غلط ہیں، اس طرح دو آیتوں میں مرقس نے تین غلطیاں کیں، تیسری غلطی کا اقرار ان کے علماء نے بھی کیا ہے، جیسا کہ مقصد ۲ باب ۲ شاہد ۲۹ میں آپ کو معلوم ہو جائے گا، نیز تینوں باتوں کا غلط ہونا کتاب سموئیل اول باب ۲۱ و ۲۲ سے بھی سمجھ میں آسکتا ہے،

غلطی نمبر ۹۵، ۹۶ انجیل لوقا باب ۶ میں بھی اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے "داؤد اور اس کے ساتھی" اور "اپنے ساتھیوں کو بھی دیں" کے الفاظ مذکور ہیں، جو مذکورہ بالا بیانات کے مطابق غلط ہیں،

غلطی نمبر ۹۷ کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۵ آیت ۵ میں ہے کہ:-

"اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا"

یہ بھی غلط ہے، کیونکہ یہوداہ اسکریوتی اس سے قبل مر چکا تھا، اس لئے حواری صرف

۱؎ سردار کاہن Chief Priest بنی اسرائیل کے یہاں ایک بڑے عہدہ پر ہوتا تھا، تورات میں ہے کہ یہ عہدہ سب سے پہلے حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو سونپا تھا، اور اس کا خاص شعار اور لباس ہوتا ہے، اور کچھ خصوصی فرائض تفصیل کیلئے دیکھئے خروج باب ۲۸ و ۲۹ اور احبار باب ۸ و ۱۶،

۲؎ دیکھئے صفحہ ۳۵۹ جلد دوم)

۳؎ اور داؤد نوبت میں اخیملک کاہن کے پاس آیا اور اخیملک داؤد سے ملنے کو کانپتا ہوا آیا اور اس سے کہا تو کیوں اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی آدمی نہیں؟ (۲۱:۱) اس کے بعد روٹیوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے "اخیملک کے بیٹوں میں سے ایک جس کا نام ابیاتر تھا الخ (۲۲:۲۰)،

۴؎ یہاں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ سب سے پہلے کیفا کو اور پھر بارہ حواریوں کو نظر آئے، جورقا نے اس موقع پر قصداً تحریف کا اعتراف کیا ہے (دیکھئے صفحہ ۵۹، جلد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہ باقی رہ گئے تھے، اسی لئے مرقس نے اپنی انجیل کے باب ۱۶ میں یہ لکھا ہے کہ:

پھر وہ ان گیارہ کو بھی جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا۔

حواری غلطی نہیں کر سکتے

غلطی نمبر ۹۸ تا ۱۰۰

انجیل متی باب ۱۰ آیت ۱۹ میں ہے:

"لیکن جب وہ تم کو پکڑوائیں تو فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح کہیں! کیا کہیں! کیونکہ جو کچھ کہنا ہوگا اسی گھڑی تم کو بتایا جائے گا، کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کا روح ہے، جو تم میں بولتا ہے۔" (آیات ۱۹ و ۲۰)

اور انجیل لوقا باب ۱۲ آیت ۱۱ میں بھی ہے کہ:

"اور جب وہ تم کو عبادت خانوں میں اور حاکموں اور اختیار والوں کے پاس لے جائیں تو فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح یا کیا جواب دیں! یا کیا کہیں! کیونکہ روح القدس اسی گھڑی تمہیں سکھا دے گا کہ کیا کہنا چاہئے۔"

انجیل مرقس کے باب ۱۳ میں بھی یہ قول مذکور ہے گویا تینوں انجیل والوں کی تصریح ان کے عدد تثلیث کے موافق یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مریدوں سے وعدہ کیا تھا کہ تم جو کچھ حکام کے سامنے کہوگے وہ روح القدس کا الہام ہوگا تمہارا کلام ہرگز نہ ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حالانکہ یہ قطعی غلط ہے، چنانچہ کتاب اعمال باب ۲۳ آیت ۱ میں ہے کہ:

"پولس نے صدر عدالت والوں کو غور سے دیکھ کر کہا، اے بھائیو! میں نے آج تک کمال نیک نیتی سے خدا کے واسطے عمر گزاری ہے، سردار کاہن حننیاہ نے ان کو جو اُس کے پاس کھڑے تھے حکم دیا کہ اس کے منہ پر طمانچہ مارو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولس نے اس سے کہا کہ اے سفیدی پھری ہوئی دیوار! خدا تجھے مارے گا، تو شریعت کے موافق میرا انصاف کرنے کو بیٹھا ہے، اور کیا شریعت کے برخلاف مجھے مارنے کا حکم دیتا ہے؟ جو پاس کھڑے تھے انھوں نے کہا تو کیا خدا کے سردار کاہن کو بُرا کہتا ہے؟ پولس نے کہا اے بھائیو! مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ سردار کاہن ہے، کیونکہ لکھا ہے کہ اپنی قوم کے سردار کو بُرا نہ کہہ۔ (آیات ۱ تا ۵)

پھر اگر متی اور لوقا کا قول صحیح ہوتا تو عیسائیوں کا مقدس جو اُن کی نگاہ میں روحانی حیثیت کے لحاظ سے حواری ہے، اور اس معاملہ میں یہ شرف اسی کو حاصل ہے (اور وہ خود بھی اپنی فضیلت سب سے بڑھے حواری پطرس کی برابری کا مدعی ہے) نیز فرقہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک پطرس کو اس پر فضیلت یا ترجیح حاصل نہیں ہو، وہ حاکموں کے سامنے غلطی کیوں کرتا؟ اس مقدس کا خود اپنے قول میں غلطی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غلط ہے، کیا روح القدس بھی غلطی کر سکتا ہے؟

نیز عنقریب فصل ۴ میں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے علماء نے اس مقام پر اختلاف اور غلطی کا اعتراف کیا ہے، چونکہ یہ غلطی بھی تینوں انجیلوں کے لحاظ سے ہے اس لئے یہ غلطی بھی تثلیث کے عدد کے لحاظ سے تین اغلاط ہو گئیں۔

انجیل لوقا باب ۴ آیت ۲۵ اور یعقوب کے خط باب ۵ آیت ۱۷ میں لکھا ہے کہ حضرت ایلیاء پیغمبر کے زمانہ میں ساڑھے تین سال تک زمین پر بارش نہیں ہوئی۔

لہ تین ان افضل رسولوں سے کس بات میں کم نہیں" (۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۱)

لہ دیکھئے ص ۲۲۳ و ۲۲۴ جلد ہذا۔

لہ "ایلیاء کے دنوں جب ساڑھے تین برس آسمان بند رہا" (لوقا ۴: ۲۵) "چنانچہ ساڑھے تین برس تک زمین پر مینہ نہ برسا" (یعقوب ۵: ۱۷)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی غلط ہے، کیونکہ سلاطین اوّل باب ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسرے سال بارش ہوئی تھی[1]، اور چونکہ یہ غلطی لوقا کی انجیل میں مسیح کے قول میں ہے، اور خطا میں یعقوب کے قول میں، اس لئے درحقیقت دو غلطیاں ہوگئیں۔

حضرت عیسیٰ داؤدؑ کے تخت پر بیٹھیں گے، غلطی نمبر ۱۳

انجیل لوقا کے باب اوّل میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریمؑ سے حضرت عیسیٰؑ کے پیدا ہونے کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"اور خداوند خدا اُن کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا، اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا، اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا"

(آیات ۳۲ و ۳۳)

یہ بھی دو لحاظ سے غلط ہے:

اوّل تو اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہوکنیم کی اولاد سے ہیں، اس نسب کے مطابق جو متی کی انجیل میں درج ہے، اور یہوکنیم کی اولاد میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ داؤد کی کرسی پر بیٹھے، جس کی تصریح کتاب ارمیاہ باب ۲۲ میں موجود ہے[2]

دوم یہ کہ مسیح کو ایک منٹ کے لئے بھی داؤدؑ کی کرسی پر بیٹھنا نصیب نہیں ہوا، اور نہ اُن کو یعقوبؑ کی اولاد پر بادشاہت میسر ہوئی، بلکہ اس کے برعکس ان لوگوں نے دشمن بن کر ان کو گرفتار کیا، اور پیلاطس کے تخت کے آگے پیش کیا، جس نے ان کو

---

[1] خداوند کا یہ کلام تیسرے سال ایلیاہ پر نازل ہوا کہ جا کر اخی اب سے مل اور میں زمین پر مینہ برساؤں گا۔

[2] یہوکنیم کی بابت خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس کی نسل میں سے کوئی نہ رہیگا جو داؤدؑ کے تخت پر بیٹھے (۲۰-۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارا، اور توہین کی، اور یہودیوں کے حوالہ کر دیا، جنھوں نے پھر اس کو سولی پر چڑھا دیا،
اس کے علاوہ انجیل یوحنا باب ۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بادشاہت سے متنفر[1] تھے، اور جس کام کے لئے خدا نے اُن کو بھیجا تھا اس سے بھاگنا عقل میں نہیں آتا،

غلطی نمبر ۱۰۴ انجیل مرقس باب ۱۰ میں ہے کہ:-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں یا باپ یا بچوں یا کھیتوں کو میری خاطر اور انجیل کی خاطر چھوڑ دیا ہو اور اب اس زمانہ میں سو گنا نہ پائے، گھر اور بھائی اور بہنیں اور مائیں اور بچے اور کھیت مگر ظلم کے ساتھ، اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی" (آیات ۲۹ تا ۳۱)

اور انجیل لوقا باب ۱۸ میں اسی بات کو یوں کہا گیا ہے:-

"اور اس زمانہ میں کئی گنا زیادہ نہ پائے، اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی"

حالانکہ یہ غلط ہے، کیونکہ جب اُس نے ایک بیوی چھوڑ دی تو اسی زمانہ میں اس کو ایک سو بیویاں ملنا محال ہے، اس لئے کہ عیسائیوں کے نزدیک ایک عورت سے زیادہ نکاح کرنا ممنوع ہے، اور اگر ان عورتوں سے مراد مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے والی عورتیں ہیں کہ اُن کو بغیر نکاح رکھا جائے، تب تو معاملہ اور زیادہ شرمناک اور قبیح ہو جاتا ہے،
اس کے علاوہ یہ قول بالکل بے معنی اور بے جوڑ ہے کہ "اور کھیت مگر ظلم کے ساتھ" اس لئے کہ گفتگو ہو رہی ہے بہترین جزاء اور تلافی کی، اس میں ظلم کو کیا دخل ہے؟

دیوانہ کو شفا دینے کا واقعہ، غلطی نمبر ۱۰۵ انجیل مرقس باب ۵ میں مجنون سے بدروحوں کے نکالے جانے کی کیفیت سے بیان

---

[1] "پس یسوع یہ معلوم کر کے کہ وہ آکر مجھے بادشاہ بنانے کے لئے پکڑنا چاہتے ہیں پھر پہاڑ پر اکیلا چلا گیا" (۶: ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس طرح کہا گیا ہے کہ:۔

"پس انھوں نے (یعنی بدروحوں نے) اس کی منت کر کے کہا کہ ہم کو ان سوروں میں بھیجدے تاکہ ہم ان میں داخل ہوں، پس اس نے اُن کو اجازت دی، اور ناپاک بدروحیں نکل کر سوروں میں داخل ہو گئیں، اور وہ غول جو کوئی دو ہزار کا تھا کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور جھیل میں ڈوب مرا۔" (آیات ۳۲ و ۳۳)

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ خنزیر یہودیوں کے لئے تو حرام ہے۔ اور عیسائی جو اُس زمانہ میں کھانے والے تھے وہ اس قدر کثیر مال کے مالک نہیں تھے، تو پھر اتنے بڑے ریوڑ کا مالک کون تھا؟ نیز عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ بات بالکل ممکن تھی کہ وہ دیوانہ کو ان سوروں کو ہلاک کئے بغیر بھی شفاء دیدیتے، جو نصاریٰ کی نگاہ میں بھیڑ بکری کی طرح پاکیزہ مال تھا، یا جس طرح ایک شخص سے نکالے گئے تھے تو ایک ہی خنزیر میں داخل کر دیتے، تب انھوں نے اتنا زبردست نقصان سوروں کے۔ لکھا کیوں کر سہا؟

غلطی نمبر ۱۰۶ انجیل متی باب ۲۶ میں یہودیوں سے ہمکلام ہونے کے وقت حضرت عیسیٰ کا قول یوں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔"

یہ بھی اس لئے غلط ہے کہ یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کو کبھی بھی آسمانی بادل سے آتا ہوا نہیں دیکھا۔ وفات سے پہلے نہ اس کے بعد۔

ے آیت ۶۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد استاد سے نہیں بڑھ سکتا غلطی نمبر ۱۰۷

انجیل لوقا باب ۶ میں اس طرح کہا گیا ہے کہ:۔
"شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں، بلکہ ہر ایک جب کامل ہوا تو اپنے استاد جیسا ہوگا"۔

یہ بظاہر غلط ہے، اس لئے کہ ہزاروں شاگرد کمال حاصل ہو جانے کے بعد اپنے استادوں سے بڑھ گئے ہیں۔

ماں باپ کی عزت یا دشمنی؟ غلطی نمبر ۱۰۸

انجیل لوقا باب ۱۴ میں مسیح کا قول یوں بیان ہوا ہے:۔

"اگر کوئی شخص میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا"۔

یہ ادب بھی عجیب و غریب ہے جس کی تعلیم دینا کم از کم مسیح کی شان سے بعید ہے، حالانکہ مسیح نے خود یہودیوں کو ملامت کرتے ہوئے یوں کہا تھا کہ خدا نے فرمایا ہے تو اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کرنا، اور جو باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے، اس کی تصریح انجیل متی باب ۱۵ میں موجود ہے، ایسی صورت میں مسیح کس طرح ماں باپ کے ساتھ بغض رکھنے کی تعلیم دے سکتے ہیں؟

غلطی نمبر ۱۰۹

انجیل یوحنا باب ۱۱ میں اس طرح ہے کہ:۔
"اور ان میں سے کیفا نام ایک شخص نے جو اُس سال سردار کاہن

۱؎ سب نسخوں میں باب ہی مذکور ہے، مگر یہ درست نہیں، صحیح باب ۶ آیت ۴۰ ہے، کیونکہ یہ جملہ اسی میں موجود ہے، ۱۲

۲؎ آیت ۲۶۔

۳؎ سب نسخوں میں باب ہی، مگر یہ بھی درست نہیں، صحیح باب ۱۵ آیت ۴ ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، اُن سے کہا تم کچھ نہیں جانتے، اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے واسطے مرے، نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو، مگر اس نے یہ اپنی طرف سے نہیں کہا، بلکہ اس سال سردار کاہن ہو کر نبوت کی کہ یسوع اس قوم کے واسطے مرے گا، اور نہ صرف اس قوم کے واسطے بلکہ اس واسطے بھی کہ خدا کے پراگندہ فرزندوں کو جمع کر کے ایک کرے۔ (آیت ۴۹ تا ۵۲)

یہ بھی کئی اعتبار سے غلط ہے،

اوّل تو اس لئے کہ اس کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہودیوں کے سردار کاہن کے لئے نبی ہونا ضروری ہے جو یقینی طور پر غلط ہے۔

دوم اس لئے کہ اگر اس کا یہ قول بحیثیت حجت کے ہے تو لازم آتا ہے کہ عیسیٰ کی موت کو فقط یہودیوں کی طرف سے کفارہ شمار کیا جائے نہ کہ سارے عالم کی طرف سے، جو عیسائی نظریات اور دعاوی کے خلاف ہے،

اور یہ بھی لازم آئے گا کہ صاحب انجیل کا یہ قول کہ "نہ صرف اس قوم کے واسطے" قطعی لغو اور نبوت کے خلاف ہو،

سوم اس لئے کہ یہ پیغمبر جس کی نبوت صاحب انجیل کے نزدیک مسلم ہے وہی ہے جو اس وقت کاہنوں کا رئیس تھا جب کہ عیسیٰ کو گرفتار کر کے سولی دی گئی تھی، اور یہی وہ شخص ہے جس نے مسیح کے قتل کئے جانے اور اُن کے جھوٹا ہونے اور

لہ غالباً اس لئے کہ "نبوت" کا لفظ انہی کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

سے کفارہ عیسائیوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تکلیفیں اٹھا کر ساری دنیا کے گناہوں کا کفارہ بن گئے ہیں، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مقدمہ از راقم الحروف ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا، اور اس کی ماریپیٹ اور توہین پر خوش ہوا تھا،
چنانچہ انجیل متی باب ۲۶ آیت ۵۷ میں ہے کہ:۔

"اور یسوع کے پکڑنے والے اس کو کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے"

پھر آیت ۶۳ میں ہے:۔

"مگر یسوع خاموش ہی رہا، سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے، یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے داہنی طرف بیٹھے ہوئے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے، اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے، اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی! دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے جواب میں کہا، وہ قتل کے لائق ہے، اس پر انھوں نے اس کے منہ پر تھوکا، اور اس کے مکے مارے، اور بعض نے طمانچے مار کر کہا اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ تجھے کس نے مارا؟" (آیات ۶۳ تا ۶۸)[1]

چوتھے انجیلی نے بھی اپنی انجیل کے باب ۱۸ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ:۔

"اور پہلے اُسے حنا کے پاس لے گئے، کیونکہ وہ اس برس کے سردار کاہن کائفا کا سسر تھا، یہ وہی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی کہ امت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے"

[1] یوحنا ۱۸: ۱۳ و ۱۴،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ قول نبوت کی حیثیت سے تھا، اور اس کے معنی بھی وہی ہیں جو انجیل نے سمجھے، تو پھر اس نے مسیح کے قتل کا فتویٰ کس طرح دیا؟ اور ان کو جھوٹا اور کافر کیوں قرار دیا؟ اور ان کی توہین اور مار پیٹ پر کیونکر راضی ہوا؟ کیا کوئی پیغمبر اپنے خدا کے قتل کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ اور کیا دعویٰ خدائی میں اس کو جھوٹا قرار دے سکتا ہے؟ اور اس کی تکفیر اور توہین کر سکتا ہے؟

اور اگر نبوت کے دعویٰ میں یہ تمام گندگیاں سما سکتی ہیں تو ہم ایسی نبوت سے بھی اور ایسے پیغمبر سے بھی بیزار ہیں، اور اس صورت میں عقلی اعتبار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی تھے مگر وہ چونکہ گدھی کی سواری پر سوار ہوتے تھے، (نعوذ باللہ) اس لئے گمراہ ہو کر خدائی کے دعویدار بن گئے، اور خدا پر جھوٹی تہمت رکھدی، غرض مسیح کی عصمت کا دعویٰ کرنا بالخصوص اس مخصوص صورت میں ناقابل سماعت ہے۔

تیسری بات تو یہ ہے کہ یوحنا حواری بھی اس قسم کے بیہودہ اقوال سے اسی طرح پاک اور بری ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام دعویٰ خدائی سے بری اور پاک ہیں اور یہ تمام بگڑا اس تثلیث پرستوں کی من گھڑت ہے،

بالفرض اگر کاتفا کے قول کو درست بھی مان لیا جائے تب بھی اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مسیح کے شاگردوں اور معتقدوں نے جب اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ عیسیٰ ہی مسیح موعود ہیں، اُدھر عام لوگوں کا خیال مسیح کی نسبت یہ تھا کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہودیوں کا عظیم الشان بادشاہ ہو تو خود اس کو اور اکابر یہود کو یہ خطرہ معلوم ہوا کہ اس خیال کی اشاعت موجب فساد ہوگی، اور قیصر روم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی غضبناکی کا سبب بن جائے گی، اور نتیجۃً ہم لوگ بیٹھے بٹھائے مصیبت میں پھنس جائیں گے، تب اس نے کہا کہ عینیٰ کے ہلاک کر دیئے جانے میں پوری قوم کی بہبود ہو سکتی ہے۔

یہ تھا صحیح مطلب، نہ یہ کہ سارے عالم کے انسان اس اصلی گناہ سے چھوٹ جائیں گے، جس کا مصداق عیسائیوں کے نزدیک آدم کا وہ گناہ ہے جو شجر ممنوعہ کھانے کی وجہ سے ان سے مسیح کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے صادر ہوا تھا، اس لئے کہ یہ محض وہم ہے، جس کے یہودی معتقد نہیں ہیں، غالباً اس انجیل کو بعد میں یہ فروگذاشت محسوس ہوئی جس کی بنا پر باب ۱۸ میں بجائے "نبوت کرنے" کے "صلاح دی" کے الفاظ کو استعمال کیا گیا، کیونکہ کسی بات کی صلاح دینا اور بات ہے اور بحیثیت نبوت کے کلام کرنا دوسری بات ہے۔

غرض تلافی خوب کی، اگرچہ اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماردی، یعنی اپنے قول کے خلاف خود ہی دوسری بات کہہ ڈالی۔

غلطی نمبر ۱۱۰ رسالہ عبرانیہ باب ۹ میں ہے۔

چنانچہ جب موسیٰ تمام امت کو شریعت کا ہر ایک حکم سنا چکا تو بچھڑوں اور بکروں کا خون لے کر پانی اور لال اون اور زوفا کے ساتھ اس کتاب اور تمام امت پر چھڑک دیا، اور کہا کہ یہ اس عہد کا خون ہے جس کا حکم خدا نے تمہارے لئے دیا ہے، اور اسی طرح اس نے خیمہ اور عبادت کی تمام چیزوں پر خون چھڑکا" (آیت ۱۹ و ۲۰)

اس میں تین لحاظ سے غلطیاں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اوّل یہ کہ وہ خون بچھڑوں اور بکروں کا نہیں تھا، بلکہ فقط بیلوں کا خون تھا،

۲۔ دوسرے یہ کہ اُس موقع پر خون کے ساتھ پانی اور سُرخ صوف اور زوفا شامل نہیں تھا، بلکہ خالص خون ہی تھا،

۳۔ تیسرے یہ کہ موسیٰؑ نے خود کتاب پر نہیں چھڑکا اور نہ برتنوں پر، بلکہ نصف خون قربان گاہ پر اور نصف قوم پر چھڑکا تھا جس کی تصریح کتاب الخروج کے باب ۲۴ میں موجود ہے، اُس کی عبارت یوں ہے:۔

"اور موسیٰ نے لوگوں کے پاس جاکر خداوند کی سب باتیں اور احکام ان کو بتا دیئے اور سب لوگوں نے ہم آواز ہو کر جواب دیا کہ جتنی باتیں خداوند نے فرمائی ہیں ہم ان سب کو مانیں گے۔ اور موسیٰ نے خداوند کی سب باتیں لکھ لیں، اور صبح کو سویرے اُٹھ کر پہاڑ کے نیچے ایک قربان گاہ اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے حساب سے بارہ ستون بنائے۔ اور اس نے بنی اسرائیل کے جوانوں کو بھیجا، جنھوں نے سوختنی قربانیاں چڑھائیں، اور بیلوں کو ذبح کر کے سلامتی کے ذبیحے خداوند کے لئے گذرانے، اور موسیٰ نے آدھا خون لے کر باسنوں میں رکھا، اور آدھا قربان گاہ پر چھڑک دیا، پھر اس نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سُنایا، انھوں نے کہا کہ جو کچھ خداوند نے فرمایا ہے اس سب کو ہم کریں گے اور تابع رہیں گے، تب موسیٰ نے اس خون کو لے کر لوگوں پر چھڑکا اور کہا دیکھو یہ اس عہد کا خون ہے جو خداوند نے ان سب باتوں کے بارے میں تمہارے ساتھ باندھا ہے"۔

ہمارا خیال ہے کہ رومی کلیسا نے ان ہی خرابیوں کی وجہ سے جو آپ کو بتائی گئی ہیں عوام کو ان کتابوں کے پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی، اور کہتے تھے کہ وہ شر جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے پڑھنے سے پیدا ہوگا وہ فائدہ سے زیادہ ہوگا، اُن کی رائے اس معاملہ میں بالکل ٹھیک تھی، واقعی ان کتابوں کے عیوب اور خرابیاں اُن کے شائع نہ ہونیکی وجہ سے مخالفین کی نگاہوں سے غائب تھیں، پھر جب فرقہ پروٹسٹنٹ نمودار ہوا اور انھوں نے ان کتابوں کا کھوج نکالا، تب یورپی ممالک میں اُس کا جو ردِ عمل ہوا وہ دیکھا جاسکتا ہے، کتاب الثلاث عشرہ مطبوعہ بیروت ۱۸۴۹ء کے تیرھویں رسالہ کے صفحہ ۲۱۷ و ۲۱۸ پر لکھا ہے کہ:-

"اب ہم کو وہ قانون دیکھنا چاہیئے جو ٹرینٹائن کی مجلس سے مرتب ہوا ہے، اور پوپ کے یہاں سے اس پر مہر تصدیق لگی ہے، یہ قانون یہ کہتا ہے کہ تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب عوام ان کتابوں میں ایسے الفاظ پڑھیں گے تو اس سے پیدا ہونے والے نقصانات فائدے سے زیادہ ہوں گے، اس بنا پر پادری یا قاضی کو چاہیئے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق بڑے پادری یا معلم اعتراف کے مشورہ سے ان کتابوں میں اُن الفاظ کے پڑھنے کی ان لوگوں کو اجازت دے جن کی نسبت یہ گمان ہو کہ ان کو نفع پہونچے گا، اور یہ بات بنہایت ضروری ہے کہ کتاب کسی کیتھولک استاد کی نظر سے گذر چکی ہو، اور اس پر اجازت دینے والے کے دستخط ثبت ہوں، اور اگر کوئی شخص بغیر اجازت اس کتاب کے پڑھنے یا لینے کی جسارت کرے تو اس کو معافی دینے میں قطعی چشم پوشی نہ کی جائے، جب تک وہ کتاب حاکم کے پاس نہ لیجائی جائے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

بائبل کی کتابیں الہامی نہیں ہیں اس کے دلائل

اس فصل میں یہ بتانا ہے کہ اہل کتاب کو یہ دعویٰ کرنے کا حق کسی طرح نہیں پہنچتا کہ عہد عتیق یا عہد جدید کی کتاب کی نسبت یہ کہیں کہ وہ الہامی ہے، اور الہام سے لکھی گئی ہے۔ اور ان میں درج شدہ تمام واقعات الہامی ہیں، کیونکہ یہ دعویٰ قطعی باطل ہے، اس کے باطل ہونے پر اگرچہ بہت سے دلائل ہیں، مگر ہم اس موقع پر ان میں سے صرف سترہ کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

معنوی اختلافات کی کثرت، پہلی دلیل،

ان میں کثرت سے معنوی اختلافات موجود ہیں، اور عیسائی محققین و مفسرین ان اختلافات کو دور کرنے سے عاجز ہو چکے ہیں، چنانچہ بعض اختلافات کی نسبت انھوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ ان میں سے ایک عبارت صحیح اور دوسری عبارتیں جھوٹی ہیں جن میں یا تو عمداً تحریف کی گئی ہے، یا کاتب کی بھول اس کا سبب ہوئی ہے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اختلافات کی نسبت ایسی بیکار اور رکیک توجیہیں کی ہیں جن کو عقل سلیم ماننے کے لئے قطعی تیار نہیں ہے، فصل نمبر ۳ کی قسم اوّل میں ایک سو سے زیادہ ایسے اختلافات نمایاں ہو چکے ہیں،

اغلاط کی کثرت،

ان میں بے شمار اغلاط موجود ہیں، فصل نمبر ۳ کی قسم ۲ میں ایک سو سے زیادہ اغلاط آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، حالانکہ الہامی کلام کے لئے غلطیوں سے پاک ہونا، اور معنوی اختلافات سے محفوظ ہونا از بس ضروری ہے،

تحریفات کی کثرت،

ان میں جانی بوجھی تحریفات بھی موجود ہیں، اور بے بھی سے کی جانیوالی تحریفات بھی جن کا شمار بھی مشکل ہے، عیسائیوں کی مجال نہیں ہے کہ ان کا انکار کر سکیں، اور بیظاہر ہے کہ جو مقامات یقینی طور پر محرف ہیں وہ یقینی طور عیسائیوں کے نزدیک بھی الہامی نہیں ہو سکتے، باب دوم میں ایسے ایک سو مقامات کی آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب نشان دہی کی جائے گی،

بہت سی کتابوں کیلئے خود عیسائیوں کا اعتراف،

کتاب باروک، کتاب طوبیا، کتاب یہودیت، کتاب دانش، کتاب یسوع کلیسا، مقابیین کی کتاب نمبر ۱ و ۲، کتاب استیر کے باب ۱۱ تا ۱۶ اور باب ۱۰ کی دس آیات ..... کتاب دانیال کے باب ۳ کے تین بچوں کا گیت اور اسی کتاب کے باب ۱۳ و ۱۴ فرقہ کیتھولک کے نزدیک جعلی کے اجزاء ہیں،

ادھر فرقہ پروٹسٹنٹ نے شافی بیانات سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ چیزیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ الہامی ہیں اور نہ واجب التسلیم ہیں، اس لئے اُن کو باطل کرنے کی ہم کو چنداں ضرورت نہیں ہے۔ جو صاحب چاہیں اُن کی کتابیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں، یہودی بھی ان کتابوں کو الہامی تسلیم نہیں کرتے۔

اسی طرح عزرا کا سفر بنگریک کے گرجا کے نزدیک عہد عتیق کا جزو ہے، ادھر فرقہ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نے واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ الہامی نہیں ہے، جو صاحب چاہیں دونوں فرقوں کی کتابیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں،

نیز کتاب القضاۃ، ان لوگوں کے قول کے مطابق جو اس کو فینحاس کی تصنیف مانتے ہیں، یا جو لوگ اس کو حزقیا کی تصنیف کہتے ہیں، الہامی نہیں ہے،

اسی طرح کتاب روت، ان لوگوں کے نظریہ کے مطابق جو اس کو حزقیا کی تصنیف سمجھتے ہیں، یا بائبل مطبوعہ ۱۸۱۷ء اسٹار برگ کے چھاپنے والوں کے قول کے موافق الہامی نہیں، اور کتاب فیا مذہب مستار کے مطابق الہامی نہیں ہے، بالخصوص اس کتاب کے باب ۴ کے شروع کی ۲۶ آیات۔

نیز کتاب ایوب بھی رب مزنی ویز اور میکائلس وسیلر واسٹیناک و تھوڈلہ اسی طرح فرقہ پروٹسٹنٹ کے امام اعظم لوتھر کی رائے کے مطابق الہامی نہیں ہے، اور ان لوگوں کے قول کے مطابق بھی جو اس کو الیہو یا الہ کے کسی شخص کی، یا مجہول الاسم شخص کی تصنیف کہتے ہیں،

نیز کتاب امثال سلیمان کا باب ۳۱، یہ دونوں الہامی نہیں ہیں، اور الجامعہ علماء تیمودی کے قول کے مطابق الہامی نہیں ہے، اور کتاب نشید الانشاد جس کو بعض اور لیکلرک اور وشن وسیلر اور کاسٹیلو لیس کے قول کے مطابق الہامی نہیں ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب اشعیاہ کے تیئیس باب فاضل اسٹاہلن جرمنی کے قول کے مطابق الہامی نہیں ہیں، اور انجیل متی متقدمین اور جمہور علماء متاخرین کے قول کے مطابق جو یہ کہتے ہیں کہ اصل میں وہ عبرانی زبان اور عبرانی حروف میں تھی اور اب ناپید ہو چکی ہے، اور جو آجکل موجود ہے وہ اس کا ترجمہ ہے، جو کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا، رہی انجیل یوحنا، اسٹاڈلن اور محقق برلشینڈر کے قول کے مطابق الہامی نہیں ہے، اور اس کا آخری باب محقق گرونیس کے قول کے موافق الہامی نہیں ہے،

اسی طرح یوحنا کے تمام رسالے محقق برلشینڈر اور فرقہ الوجین کے قول کے مطابق الہامی نہیں ہیں، نیز پطرس کا دوسرا رسالہ اور یہوداہ کا رسالہ، نیز یعقوب کا رسالہ اور یوحنا کا رسالہ نمبر ۲ و ۳ اور مشاہدات یوحنا اکثر کے نزدیک الہامی نہیں ہیں

ہورن کا اعتراف:

ہورن اپنی تفسیر کی جلد مطبوعہ ۱۸۱۸ء کے صفحہ ۱۳۱ پر کہتا ہے کہ:۔

"اگر ہم یہ مان لیں کہ پیغمبروں کی بعض کتابیں معدوم ہو چکی ہیں، تو کہنا پڑے گا کہ یہ کتابیں الہام سے بھی ہی نہیں گئی تھیں، اگسٹائن نے قوی دلائل سے یہ بات ثابت کر دی ہے، اور کہا ہے کہ میں نے بہت سی چیزوں کا ذکر سلاطین یہودا و اسرائیل کی کتابوں میں پایا ہے، مگر ان کی وضاحت ان کتابوں میں نہیں ملی، بلکہ ان کی توضیح کا حوالہ دوسرے پیغمبروں کی کتابوں پر دیا گیا ہے، اور بعض مقامات پر اُن پیغمبروں کے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں، اور یہ کتابیں اس قانون میں جس کو عدائی کلیسا واجب التسلیم مانتا ہے موجود نہیں ہیں، اور وہ اس کا سبب بھی بیان نہیں کر سکا، ماسوائے اس کے کہ جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبروں کو روح القدس کی جانب سے مذہب کی بڑی بڑی باتوں کا الہام ہوتا ہے ان کی تحریر دو قسم کی ہے، ایک قسم تو دیندار مورخین کے طریقہ کے مطابق یعنی بغیر الہام کے، اور دوسری قسم الہام والی، اور دونوں قسموں میں یہ فرق ہے کہ پہلی قسم ان کی طرف منسوب ہو اور دوسری خدا کی جانب، پہلی کا مقصد ہماری معلومات اور علم میں اضافہ ہے، اور دوسری کا مقصد ملت شریعت کی سند ہے۔"

پھر صفحہ ۱۲۳ جلد اول میں اُس خدا کے حروف کے معدوم ہو جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے جس کا ذکر کتاب گنتی[1] کے باب ۲۱ آیت ۱۴ میں ہے کہتا ہے کہ:-

"یہ کتاب جو معدوم ہو گئی ہے محقق اعظم ڈاکٹر فٹ کی تحقیق کی بنا پر گمان یہ ہے کہ وہ کتاب تھی جس کو موسیٰ نے خدا کے حکم سے عمالقہ کی شکست کے بعد یوشع کی نصیحت کے لئے لکھا تھا، پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اس فتح کے حالات اور آئندہ لڑائیوں کی تدابیر کے بیان پر مشتمل تھی، جو نہ تو الہامی تھی، اور نہ وہ قانونی کتابوں کا جزء تھی۔"

پھر جلد اول کے ضمیمہ میں کہتا ہے کہ:-

"جب یہ کہا جاتا ہے کہ کتب مقدسہ خدا کی طرف سے وحی کی گئی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہر لفظ اور پوری عبارت الہام الٰہی ہے، بلکہ مصنفین کے محاورات کے اختلاف اور ان بیانات کے اختلاف سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو

---

[1] کتاب گنتی میں خداوند کے ایک جنگ نامہ کا حوالہ دے کر ایک بات کہی گئی ہے، اس جنگ نامہ کے چند الفاظ تو اس میں مذکور ہیں، باقی حصہ معدوم ہو چکا ہے ۱۲

[2] حضرت ابیرانٹ فٹ Joseph Barber Lightfoot (پ ۱۸۲۸ء م ۱۸۸۹ء) مشہور انگریز عالم اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ اپنی طبیعت اور عادت کے مطابق، اور اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریں اور علم الالہام اسی طرح استعمال کیا گیا، جس طرح رسمی علوم استعمال کئے جاتے ہیں، یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ ہر وہ بات جو انھوں نے بیان کی ہے، وہ الہام کی جاتی تھی، یا ہر وہ حکم جو بیان کرتے ہیں وہ الہام کردہ ہے؟

پھر کہتا ہے کہ:-

یہ بات صحیح ہے کہ عہد عتیق کی تواریخ کے مصنفوں کو بعض اوقات الہام ہوتا تھا

الگزیڈر کا اعتراف:

ہنری، واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین تفسیر کی آخری جلد میں الگزیڈر کینن یعنی الگزیڈر کے اصول ایمانیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:-

ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ بات جو نبی نے کہی ہو وہ الہامی یا قانونی ہو، اور سلیمان کی بعض کتابوں کے الہامی ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس نے جو کچھ لکھا ہو وہ سب الہامی ہے، اور یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ انبیاء اور حواریوں کو خاص خاص مطالب کا الہام ہوتا تھا:

اور الگزیڈر علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک بڑی معتبر کتاب ہے، اسی لئے فاضل وارن پروٹسٹنٹ نے کارڈنل ٹولک کے مقابلہ میں انجیل کی صحت و عدم صحت کی نسبت اس سے استدلال کیا ہے، اس تفسیر کا عیسائیوں کے نزدیک معتبر ہونا محتاج بیان نہیں ہے،

انسائیکلوپیڈیا کا اعتراف:

کتاب انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا انگلستان کے بہت سے علماء کی متفقہ تالیف اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی پسندیدہ ہے، یہ لوگ جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۴ میں الہام کی بحث میں کہتے ہیں:۔

"اس سلسلہ میں جھگڑا چلا جاتا ہے کہ ہر بات جو کتب مقدسہ میں درج ہے وہ الہامی ہے یا نہیں؟ اسی طرح وہ تمام حالات و واقعات جو اُن میں بیان کئے گئے ہیں جیروم، کرونیس، پروکوبیس اور بہت سے دوسرے علماء کہتے ہیں کہ ان کا ہر قول الہامی نہیں ہے"

پھر صفحہ ۲ جلد ۱۹ کتاب مذکور میں یوں کہتے ہیں:۔

"جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر روایت جو اس میں درج ہے وہ الہامی ہے اپنے دعویٰ کو آسانی سے ثابت نہیں کر سکتے"

پھر کہتے ہیں کہ:۔

"اگر کوئی شخص ہم سے تحقیق کی غرض سے سوال کرے کہ آپ عہد جدید کے کس جزو کو الہامی تسلیم کرتے ہیں؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ مسائل اور احکام اور پیش آنے والے واقعات کی نسبت پیشینگوئیاں جو ہمارے مذہب کی بنیاد ہیں وہ غیر الہامی نہیں ہو سکتیں، رہے وہ حالات تو حواریوں کی یادداشت ان کے بیان کے لئے کافی ہے"

ریس کی تحقیق:

ریس نے بہت سے محقق علماء کی اعانت سے ایک کتاب لکھی ہے جو انسائیکلوپیڈیا ریس کے نام سے مشہور ہے، اس کتاب کی جلد ۱۹ میں یہ لکھا ہے کہ لوگوں نے کتب مقدسہ کے الہامی ہونے میں کلام کیا ہے، اور کہا کہ چونکہ ان کتابوں کے مؤلفین کے اقوال و افعال میں غلطیاں اور اختلافات پائے جاتے ہیں، مثلاً جب انجیل متی کے باب ۱۰ کی

۵ برٹش میوزیم کے موجودہ ایڈیشن میں ہیں یہ جملہ نہیں ملا، تاہم ان کتب کے لفظ بلفظ الہامی نہ ہونے کا اعتراف موجود ہے۔ ۱۲

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۹ و ۲۰ اور انجیل مرقس کے باب ۱۳ آیت ۱۱ کا مقابلہ کتاب الاعمال کے باب ۲۳ کی ابتدائی ۶ آیات سے کیا جائے تو یہ اختلاف بہت نمایاں نظر آتا ہے[1]۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حواری خود بھی ایک دوسرے کی وحی نہیں مانتے تھے جیسا کہ یروشلیم کی مجلس میں ان کے مباحثے اور پولس کے پطرس کو الزام دینے سے یہ چیز واضح ہوتی ہے[2]۔

نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ معتقدین عیسائی اُن کو غلطی سے پاک نہیں مانتے تھے، کیونکہ بعض اوقات انھوں نے ان کے اعمال پر چوٹ کی ہے، دیکھئے کتاب الاعمال[3] باب ۱۱ آیت ۲ و ۳، اور باب ۲۱ آیات ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مقدس پولس اپنے کو حواریوں سے کم نہیں سمجھتا تھا، (دیکھئے کرنتھیوں باب ۱۱ آیت ۵ و باب ۱۲ آیت ۱۱) اور اس نے اس طور پر اپنا حال بیان کیا جس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے کو ہر وقت الہامی خیال نہیں کرتا (دیکھئے کرنتھیوں کے نام پہلا خط باب آیات ۱۰، ۱۲، ۱۵، ۴۰ اور انھی کے نام دوسرا خط باب ۱۱ آیت ۱۷)

ہم کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ حواری جب بھی بات شروع کرتے ہوں تو ان[4]

---

[1] یہ اختلاف تفصیل کے ساتھ ص ۵۲۰ و ۵۲۱ جلد ہٰذا پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے ۱۲

[2] جب پطرس یروشلم میں آیا تو مختون اس سے یہ بحث کرنے لگے کہ تو نامختونوں کے پاس گیا، اور اس کے ساتھ کھانا کھایا (اعمال ۱۱، ۲)

[3] میں تو اپنے آپ کو ان افضل رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا (۲ کرنتھیوں ۱۱، ۵)

[4] ان عبارتوں میں سے ایک درج ذیل ہے: مگر جن کا بیاہ ہو گیا ہے ان کو میں نہیں بلکہ خداوند حکم دیتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے جدا نہ ہو (۱ کرنتھیوں ۷، ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ خدا کی جانب سے بول رہے ہیں"

پھر کہا ہے کہ :-

"مکائلس نے فریقین کے دلائل کا خوب سوچ کر وزن کیا، جو اس عظیم الشان مسئلہ کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے، اور فیصلہ کیا کہ الہام رسالوں میں یقیناً مفید ہے، اور اناجیل و اعمال جیسی تاریخی کتابوں میں اگر ہم الہام سے قطع نظر بھی کرلیں تب بھی ہم کو کچھ نقصان نہیں، بلکہ کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہوتا ہے، اور اگر ہم یہ مان لیں کہ حواریوں کی شہادت تاریخی واقعات کے بیان میں دوسرے مورخین جیسی ہے جیسا کہ مسیح نے بھی فرمایا کہ "اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو" جس کی تصریح یوحنا نے بھی اپنی انجیل کے باب ۱۵ آیت ۲۷ میں کی ہے، تب بھی ہم کو کچھ زیادہ حجت نہیں ہو سکتی، اور کسی شخص کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ ملت عیسوی کے منکر کے مقابلہ میں اس کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے کسی ایک مسئلے کے مان لینے سے استدلال کرے، بلکہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ مسیح کے مرنے اور زندہ ہونے، اور دوسرے معجزات پر انجیل والوں کی تحریر سے یہ ماننے ہوئے استدلال کرے کہ وہ موزخ ہیں، اور جو شخص اپنی ایمانی بنیادوں کو جانچنا پرکھنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان واقعات میں ان کی شہادت کو دوسرے اشخاص کی شہادت کی مانند تصور کرے، اس لئے کہ اناجیل میں درج شدہ

ف۱ سب نسخوں میں ۱۷ ہی ہے، مگر درست ۲۷ ہے ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات کی سچائی ثابت کرنا ان کے الہامی ہونے کی بنا پر "دور"[1] کو مستلزم ہے، کیونکہ ان کا الہامی ہونا ان ہی واقعات کے لحاظ سے ممکن ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ان واقعات میں اُن کی شہادت کو دوسرے اشخاص کی شہادت کی طرح تصور کریں، اور اگر ہم تاریخی واقعات کے بیان کرنے میں اس معیار کو پیش نظر رکھیں تو ملتِ عیسوی میں کسی قباحت کا کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا، اور ہم کو کسی جگہ بھی صاف طور پر لکھا ہوا نہیں ملتا کہ وہ عام حالات جو حواریوں کے تجربوں میں آتے ہیں، اور جن کا ادراک کتابوں نے اپنی تحقیقات سے کیا ہے، وہ الہامی ہیں، بلکہ اگر ہم کو یہ تسلیم کرنے کی اجازت مل جائے کہ بعض انجیل والوں نے کچھ غلطی بھی کی ہو پھر اس کے بعد اصلاح یوحنا نے کر دی تو بھی انجیل کو تلبین دینے کا عظیم فائدہ مرتب ہوگا، مسٹر کڈل نے بھی اپنے رسالہ کی فصل ۱۲ میں میکائلس کی تائید کی ہے، رہیں وہ کتابیں جن کو حواریوں کے شاگردوں نے لکھا ہے، جیسا کہ مرقس اور لوقا کی انجیل یا کتاب الاعمال، سو میکائلس نے ان کے الہامی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا،

واٹسن کا اعتراف:

واٹسن نے اپنی کتاب رسالۃ الالہام کی جلد ۴ میں جو کہ ڈاکٹر بینسن کی تفسیر سے

[1] دور علم منطق کی ایک اصطلاح ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کا ثابت ہونا دوسری چیز پر موقوف ہو اور اس دوسری کا ثبوت پہلی چیز پر، یہ صورت تمام متقدمین فلاسفہ کے نزدیک باطل اور محال ہے، رئیس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر انجیل کا الہامی ہونا اس کے واقعات کی سچائی سے ثابت کیا جائے اور اس کے واقعات کی سچائی اس کے الہامی ہونے سے تو "دور" لازم آجائے گا جو محال ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اناجیل کے واقعات کو عام مورخین کے واقعات کی سطح پر رکھا جائے، ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماخوذ ہے تصریح کی ہے، کہ لوقا کی تحریر کا الہامی نہ ہونا اس مضمون سے خود ظاہر ہو رہا ہے جو اس نے اپنی انجیل کے دیباچہ میں لکھا ہے، یعنی یہ کہ۔

چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں، ان کو ترتیب وار بیان کریں، جیسا کہ انھوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا، اس لئے اے معزز تھیفلس، میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں، تاکہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی ہے اُن کی پختگی تجھے معلوم ہو جائے۔

واٹسن کہتا ہے۔

مذہب عیسوی کے متقدمین علماء نے بھی ایسا ہی لکھا ہے، آرینوس کہتا ہے کہ وہ باتیں جو لوقا نے حواریوں سے سنکر لکھیں ہم تک پہونچائیں، جیروم کہتا ہے کہ لوقا کی تعلیم کا انحصار پولس ہی پر نہیں ہے، جس کو مسیح کی جسمانی صحبت میسر نہیں ہوئی، بلکہ اس نے انجیل کی تعلیم پولس کے علاوہ دوسرے حواریوں سے بھی حاصل کی تھی۔

پھر اس رسالہ میں تصریح کرتا ہے کہ۔

حواری جب دین کے کسی معاملہ میں بات کرتے تھے یا لکھتے تھے تو اُن کے پاس جو الہام کا خزانہ تھا وہ ان کی حفاظت کرتا تھا، مگر بہر حال وہ انسان تھے اور پولس اور لوقا صاحب الہام بھی، اور جس طرح دوسرے لوگ واقعات کے بیان کرنے میں بغیر الہام کے بات کرتے اور لکھتے ہیں یہی حال حواریوں کا بھی۔۔۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام واقعات بیان کرنے میں ہے، اس لئے پولس کے لئے یہ بات ممکن ہوئی کہ وہ تیمتھیس کو بغیر الہام کئے لکھے کہ اپنے معدہ اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے بھی کام میں لایا کرے۔ چنانچہ اس کی تصریح تیمتھیس کے نام پہلے خط باب ۵ آیت ۲۳ میں موجود ہے، یا اس کو یہ لکھ سکے کہ .... جو چوغہ میں تروآس[1] میں کرپس کے ہاں چھوڑ آیا ہوں جب تو آئے تو وہ اور کتابیں خاص کر رق کے طومار لیتے آنا۔ جیسا کہ اس کے نام دوسرے خط کے باب ۴ آیت ۱۳ میں ہے، یا فلیمون کو یہ لکھ سکے کہ .... اس کے سوا میرے لئے ٹھیرنے کی جگہ تیار کر (فلیمون آیت ۲۲)، یا تیمتھیس کو لکھے کہ "اتاس کرتس دیماس اور ترفس کو میں نے میلتس میں بیمار چھوڑا" (۲ تیمتھیس ۴: ۲۰) ظاہر ہے کہ یہ حالات میرے اپنے حالات نہیں بلکہ مقدس پولس کے حالات ہیں، جس نے کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے باب ۷ آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ "مگر جن کا بیاہ ہو گیا ہے ان کو میں نہیں، بلکہ خداوند حکم دیتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے جدا نہ ہو" پھر آیت ۱۲ میں ہے کہ "باقیوں سے میں ہی کہتا ہوں، نہ خداوند" اور آیت ۲۵ میں ہے "کنواریوں کے حق میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں، لیکن دیانتدار ہونے کے لئے، جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا اس کے موافق رائے دیتا ہوں" الخ اور کتاب اعمال باب ۱۶ آیت ۶ و ۷ میں ہے کہ "اور وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقہ میں سے گذرے، کیونکہ روح القدس

[1] تروآس سے شمال میں آسیہ کی ایک بندرگاہ تھی، کرپس ایک شخص کا نام ہے، اور "رق" بکری کی جھلی کو کہتے ہیں جو پرانے زمانہ میں کاغذ کے طور پر استعمال کی جاتی تھی ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انھیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا، اور انھوں نے موسیہ کے قریب پہونچ کر بتونیہ میں جانے کی کوشش کی، مگر یسوع کی رُوح نے انھیں جانے نہ دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حواریوں کے کاموں کی بنیاد دو چیزوں پر قائم تھی ایک عقل، دوسرے الہام، پہلی حیثیت سے وہ عام معمولی واقعات میں گفتگو کرتے تھے، اور دوسری حیثیت سے ملتِ عیسوی کے باب میں کلام کرتے تھے، اسی لئے حواری اپنے گھریلو معاملات اور اپنے ارادوں میں دوسرے عام انسانوں کی طرح غلطیاں بھی کر جاتے ہیں، جن کی تصریح کتاب الاعمال باب ۲۳ آیت ۳ میں اور رومیوں کے نام باب ۱۰ آیت ۲۴ و ۲۸ نیز کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے باب ۱۶ آیت ۵ و ۶ و ۸ میں اور دوسرے خط کے باب ۱ آیت ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ میں موجود ہے،

انسائیکلوپیڈیا ریس کی جلد ۱۹ میں ڈاکٹر جانسن کے حالات میں یوں لکھا ہے کہ اُس نے الہام کے سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے وہ باوجہ انتظر میں آسان اور قرینِ قیاس اور امتحان میں لاجواب اور بے مثل ہے"

باسوبرلیا فان کا اعتراف:

باسوبرلیا فان کہتا ہے کہ:۔

"روح القدس نے جن کی تعلیم اور اعانت سے انجیل والوں اور حواریوں نے لکھا ہے، اُن کے لئے کوئی خاص زبان معیّن نہیں کی تھی، بلکہ ان کے دل میں صرف مضامین کا القاء کیا، اور غلطیوں میں پڑنے سے اُن کی حفاظت کی اُن کو یہ بھی اختیار دیا کہ القاء شدہ کلام کو اپنے اپنے محاورہ اور عبارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق ادا کریں، اور ہم جس طرح اُن مقدسین یعنی عہد عتیق کے مؤلفوں کی کتابوں میں اُن کے محاورات میں فرق اور مغایرت پاتے ہیں جس کا مدار مزاجوں اور لیاقتوں کے اختلاف پر ہے، اسی طرح جو شخص اصل زبان کا ماہر ہوگا وہ متی اور لوقا اور پولس اور یوحنا کے محاورات میں فرق محسوس کرے گا،

ہاں اگر روح القدس حواریوں کے دلوں میں الفاظ بھی القاء کرتا، تو یہ بات یقیناً پیش نہ آتی، بلکہ اس صورت میں تمام کتب مقدسہ کا محاورہ یکساں ہوتا، اس کے علاوہ بعض حالات اس قسم کے بھی ہوئے ہیں کہ جن کے لئے الہام کی ضرورت نہیں تھی مثلاً جب وہ کوئی ایسا واقعہ لکھتے ہیں جس کو خود انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یا معتبر شاہدوں سے سنا ہو لوقا نے جب اپنی انجیل لکھنے کا قصد کیا تو لکھا کہ میں نے اشیاء کا حال ان لوگوں کے بیان کے مطابق لکھا ہے جنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور چونکہ وہ واقف تھا، اس لئے اس نے مناسب خیال کیا کہ ان چیزوں کو آئندہ نسلوں تک پہنچائے، اور وہ مصنف جس کو ان واقعات کی اطلاع روح القدس سے حاصل ہو عادتاً یوں کہتا ہے کہ میں نے ان واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح مجھ کو روح القدس نے تعلیم دی ہے، اور پولس کا ایمان اگرچہ عجیب قسم کا ہے اور من جانب اللہ ہے، مگر لوقا کو اس کے باوجود اپنے بیان میں پولس کی شہادت یا اپنے ساتھیوں کی شہادت کے سوا اور کسی کی ضرورت نہیں ہے، اسی لئے اس میں کچھ نہ کچھ تفاوت ہے، مگر تناقض نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عیسائی علماء میں سے دو عظیم الشان عالم ہیں، اور دونوں کی کتابیں بھی عیسائی دنیا میں بہت ہی معتبر ہیں، جس کی تصریح ہورن اور واٹسن نے کی ہے،

توراۃ کے بارہ میں عیسائیوں کا اعتراف:

ہورن نے جلد دوم ص ۹۸ء میں صاف طور پر یوں کہا ہے:۔

"اکثر ان جرمنی علماء میں سے ہے جن کو موسیٰ علیہ السلام کے الہام کا اعتراف نہیں ہے"

پھر صفحہ ۱۰۸ میں کہتا ہے کہ:۔

"شلز، واٹکھ اور ورڈن لمروڈ اکثر جرمن کہتے ہیں کہ موسیٰؑ کو کوئی الہام نہیں ہوتا تھا، بلکہ کتب خمسہ کی سب اس زمانہ کی مشہور روایات کا مجموعہ ہیں"

آجکل جرمنی علماء میں یہ خیال بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے"

نیز وہ کہتا ہے کہ:۔

"یوسی بیس اور بعض بڑے بڑے محققین جو اس کے بعد ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کتاب پیدائش اس زمانہ میں لکھی جب کہ وہ مدین میں اپنے خسر کی بکریاں چرایا کرتے تھے"

ہماری گذارش یہ ہے کہ جب موسیٰؑ نے کتاب پیدائش نبوت سے پہلے لکھ ڈالی تھی تو یہ کتاب بھی اُن محقق علماء کے نزدیک الہامی نہیں ہو سکتی، بلکہ مشہور روایات ہی کے سلسلہ کی ایک کڑی ہوگی، کیونکہ جب نبی کی ہر تحریر نبوت کے بعد الہامی نہیں ہے، جیسا کہ محقق ہورن وغیرہ کا اعتراف ہے تو پھر یہ تحریر جو نبوت سے پہلے کی ہے الہامی کیونکر ہو سکتی ہے، وارڈ کیتھولک اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۳۷ء کے صفحہ ۳۸ پر کہتا ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نوتھر نے اپنی کتاب کی جلد ۳ کے صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱ میں کہا ہے کہ نہ ہم موسیٰ کی بات سنتے ہیں نہ اس کی طرف نگاہ کرتے ہیں، کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا ہم سے کسی معاملہ میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے،

ایک دوسری کتاب میں کہتا ہے کہ نہ ہم موسیٰؑ کو مانتے ہیں نہ توریت کو، کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن ہے، پھر کہتا ہے کہ وہ جلادوں کا استاد ہے، پھر کہتا ہے کہ احکام عشرہ کا کوئی تعلق عیسائیوں سے نہیں ہے، پھر کہتا ہے ہم ان احکام عشرہ کو خارج کر دیں گے تاکہ پھر ہر بدعت مٹ جائے، کیونکہ یہ ہی تمام بدعات کی جڑ ہیں،

اس کا شاگرد اسلی بیس کہتا ہے کہ ان احکام عشرہ کو گرجوں میں کوئی نہیں جانتا، فرقہ انٹی نومینس اسی شخص سے جاری ہوا ہے، جس کا عقیدہ یہ تھا کہ توریت اس لائق نہیں ہے کہ اس کے متعلق یہ عقیدہ بنایا جائے کہ وہ خدا کا کلام ہے، وہ لوگ اس کے بھی قائل تھے کہ اگر کوئی شخص زانی یا بدکار رہے، یا دوسرے گناہوں کا مرتکب ہو تو وہ یقینی طور پر نجات کا مستحق ہے، خواہ وہ گناہوں میں کتنا ہی ڈوبا ہوا ہو، بلکہ اس کی تہہ میں ہو، بشرطیکہ مومن ہو تو وہ راحت اور خوشی میں ہوگا، اور جو لوگ ان احکام عشرہ کی جانب اپنے کو متوجہ کرتے ہیں ان کا تعلق شیطان سے ہے، ان لوگوں نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی تھی"

ملاحظہ کیجئے فرقہ پروٹسٹنٹ کے امام اور اس کے شاگرد رشید کے اقوال کہ ان دونوں نے موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی شان میں کیسے کیسے موتی بکھیرے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ ہے کہ جب موسیٰؑ، عیسیٰؑ کے دشمن اور جلادوں کے استاد اور صرف یہودیوں کے لئے تھے، اور نہ توریت خدائی کتاب ہے اور نہ عیسائیوں کا کوئی تعلق موسیٰؑ اور توریت اور نہ احکام عشرہ سے ہے، اور یہ احکام قابل اخراج بھی ہیں اور بدعات کا سرچشمہ بھی، اور جو لوگ اُن سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا تعلق شیطان سے ہے، تو ضروری ہوا کہ اس امام کی پیروی کرنے والے توریت اور موسیٰؑ کے بھی منکر ہوں، اور شرک و بت پرستی، والدین کی بے حرمتی، پڑوسیوں کو ایذا رسانی، چوری، زنا، قتل، جھوٹی شہادت، یہ تمام چیزیں مذہب پروٹسٹنٹ کے ضروری اجزاء اور لازمی ارکان ہوں، کیونکہ یہ سب باتیں احکام عشرہ کے خلاف ہی ہیں، جو تمام بدعات کا سرچشمہ ہیں۔

اس فرقہ کے بعض لوگوں نے ہم سے یہ بھی کہا کہ ہمارے نزدیک موسیٰؑ نبی نہیں ہیں، بلکہ ایک دانشمند اور قوانین کو مدون کرنے والے شخص تھے، بعض دوسرے اشخاص نے یہ بھی کہا کہ موسیٰؑ ہمارے خیال میں ایک چور اور لٹیرے تھے۔ ہم نے کہا خدا سے ڈرو، کہنے لگا، کیوں! اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ:۔ "جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں مگر بھیڑوں نے اُن کی نہ سنی" جس کی تصریح انجیل یوحنا کے باب ۱۰ آیت ۸ میں موجود ہے، گویا اس کلام سے کہ "جتنے مجھ سے پہلے آئے" موسیٰؑ اور دوسرے اسرائیلی پیغمبروں کی جانب اشارہ ہے،

ہمارا خیال یہ ہے کہ غالباً فرقہ پروٹسٹنٹ کے امام اور اس کے شاگرد رشید نے موسیٰؑ اور توریت کی مذمت میں حضرت عیسیٰؑ کے اسی قول سے استدلال کیا ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوب کے خط اور مشاہداتِ یوحنا کے بارہ میں عیسائی علماء کا اعتراف

فرقہ پروٹسٹنٹ کا امام لوتھر یعقوب کے رسالہ کی نسبت کہتا ہے:۔

"یہ ایسا کلام ہے جو شمار کئے جانے کے لائق نہیں ہے، چنانچہ یعقوب حواری نے اپنے رسالہ کے باب میں حکم دیا ہے کہ اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسا کے بزرگوں کو وہ بلائے، اور خداوند کے نام سے اس کو تیل مل کر اس کے لئے دعا کریں"

امام مذکور نے اپنی کتاب کی جلد میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"اگر یہ شرط یعقوب کی ہے تو پھر میرا جواب یہ ہے کہ کسی حواری کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی طرف سے کسی شرعی حکم کو معین کرے، کیونکہ یہ منصب صرف عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا"

لہذا امام مذکور کے نزدیک یعقوب کا رسالہ الہامی نہیں ہے، اسی طرح حواریوں کے احکام بھی الہامی نہیں ہیں، ورنہ پھر اس کہنے کا کوئی مطلب نہیں نکلتا کہ یہ منصب صرف عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا،

وارڈ کیتھولک اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۷ میں کہتا ہے کہ:۔

"ڈورن جو فرقہ پروٹسٹنٹ کا ایک زبردست عالم ہے اور جناب لوتھر کا شاگرد بھی ہے یوں کہتا ہے کہ یعقوب اپنے رسالہ کو واہیات باتوں میں ختم کرتا ہے، اور کتابوں سے ایسے واقعات نقل کرتا ہے جس میں روح القدس کو کوئی دخل نہیں، اس لئے ایسی کتاب الہامی شمار نہیں کی جا سکتی،

وائی تس تھیوڈورش پروٹسٹنٹ کے جو نرم برگ میں واعظ تھا کہ ہم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان کر مشاہدات پر حنا چھوڑ دیا ہے، اسی طرح یعقوب کے رسالہ کو اور رسالہ یعقوب ان بعض مقامات پر قابلِ ملامت نہیں ہے جو ایمان کے ساتھ اعمال کی ترقی کا ذریعہ ہیں، بلکہ اس میں مسائل اور مطالب متضاد واقع ہیں، مکینڈی برجن سلیبورقس کہتا ہے کہ یعقوب کا رسالہ ایک جگہ حواریوں کے مسائل سے منفرد ہے، وہ کہتا ہے کہ نجات صرف ایمان پر موقوف نہیں ہے، بلکہ اعمال پر بھی موقوف ہے، اور ایک جگہ کہتا ہے کہ توریت آزادی کا قانون ہے۔

ان بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑے بڑے لوگ بھی یعقوب کے رسالہ کا الہامی ہونا تسلیم نہیں کرتے جس طرح اُن کا امام نہیں مانتا۔

کلی می شیس کا اعتراف:

کلی می شیس کہتا ہے کہ:۔

"متی اور مرقس تحریر میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں، مگر جب دونوں کسی بات پر متفق ہو جائیں تو ان دونوں کی بات کو لوقا کی بات پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔"

ہم کہتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، اوّل تو یہ کہ متی اور مرقس کی بعض تحریروں میں معنوی اختلاف موجود ہے، اور دونوں کے متفق ہونے پر ان کی بات لوقا کی بات پر راجح ہوگی، کیونکہ لفظی اتفاق تو کسی بھی واقعہ میں موجود نہیں ہے، یہ تینوں انجیلیں الہامی نہیں ہیں، ورنہ پہلی دو کی ترجیح کی کوئی وجہ تیسری کے اوپر نہیں ہو سکتی، محقق بیبلی نے ایک کتاب اسناد میں تصنیف کی ہے، یہ شخص فرقہ پروٹسٹنٹ کے معتبر علماء میں شمار کیا جاتا ہے، یہ کتاب سنہ ۱۸۵۰ء میں طبع ہو چکی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے صفحہ ۳۲۳ پر یوں کہتا ہے کہ:-

"دوسری غلط بات جو متقدمین عیسائیوں کی جانب منسوب کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ قرب قیامت کے معتقد تھے، حالانکہ میں اعتراض سے قبل ایک ایک دوسری نظیر پیش کرتا ہوں، وہ یہ کہ ہمارے خدا نے یوحنا کے حق میں پطرس سے یہ کہا[1] کہ اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے تو تجھ کو کیا؟ اس قول سے مقصد کے خلاف یہ معنی سمجھ لئے گئے کہ یوحنا نہیں مرے گا، پھر یہ خبر عوام میں پھیل گئی[2]، غور کیجئے اگر یہ بات رائے عامہ بننے کے بعد ہم تک پہونچے اور وہ سبب معلوم نہ ہو سکے جس سے یہ خطرناک غلطی پیدا ہوئی ہے، اور آج کوئی شخص مسیحیوں کی تردید کے لئے اس غلط بات سے استدلال کرے، تو یہ امر اس چیز کے پیش نظر جو ہم تک پہونچی ہے بڑا ہی ظلم ہوگا، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انجیل سے یہ بات یقینی معلوم ہوتی ہے کہ حواری اور متقدمین مسیحی حضرات اپنے زمانہ میں قیامت واقع ہونے کی توقع رکھتے تھے ایسے لوگوں کو ہمارے اس بیان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے جو ہم نے اس پرانی اور ناپائدار غلطی کی نسبت دیا ہے، اس غلطی نے اُن کو فریب دیا ہے تو بچالیا مگر اب ایک دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ حواریوں کی رائے میں بھول کا امکان ہے، تو پھر ان کی کس بات پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

---

[1] دیکھئے یوحنا، ۲۱: ۲۲،

[2] "لیکن یسوع نے اس سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ نہ مرے گا، بلکہ یہ کہ اگر میں چاہوں کہ یہ میرے آنے تک ٹھہرا رہے تو تجھ کو کیا؟" (یوحنا، ۲۱: ۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے جواب میں ملتِ مسیحی کے حامیوں کی جانب سے منکرین کے مقابلہ میں یہ کہنا کافی ہوگا کہ ہم کو حواریوں کی شہادت مطلوب ہے، خود ان کی رائے سے ہم کو کوئی مطلب نہیں ہے، اور اصل مقصود مطلوب ہوا کرتا ہے، اور وہ تیجہ کے لحاظ سے محفوظ ہے، لیکن اس کے جواب میں دو باتوں کا لحاظ ضروری ہے تاکہ تمام خطرہ دور ہو جائے،

اوّل یہ کہ حواریوں کے بھیجے جانے کا مقصود واضح ہو جائے، اور ان کے اظہار سے وہ بات ثابت ہو گئی ہے جو یا تو اجنبی تھی، یا اس کے ساتھ اتفاقاً خلط ہو گئی تھی، اور ان کو ایسی باتوں کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو صراحۃً دین سے بے تعلق ہیں، مگر جو چیزیں اتفاقاً مقصود کے ساتھ گڈمڈ ہو گئی ہیں اُن کی نسبت کچھ نہ کچھ کہنا ہوگا، ایسی ہی چیزوں میں سے جنات کا تسلط بھی ہے، جن لوگوں کا یہ خیال ہو کہ یہ غلط رائے اس زمانہ میں عام ہو گئی تھی، اس بنا پر انجیل کے مؤلفین اور اس عہد کے یہودی بھی اس میں مبتلا ہو گئے، تو یہ بات ماننا ضروری ہے کہ اس سے "ملتِ عیسوی" کی سچائی کی نسبت کوئی شبہ نہیں پیدا ہوتا، کیونکہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، بلکہ مسیحی اقوال کے ساتھ اس ملک میں رائے عامہ بن جانے کی وجہ سے اتفاقاً خلط ہو گیا ہے، اور ارواح کی تاثیر کے معاملہ میں لوگوں کی رائے کی اصلاح کرنا نہ تو اُن کے پیغام کا جزو ہے نہ اُس کو شہادت سے کسی نوع کا بھی تعلق ہے،

دوسرے اُن کے مسائل اور دلائل کے درمیان امتیاز کیا جائے، ظاہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر کہ ان کے مسائل تو الہامی ہیں، مگر وہ اپنے اقوال کی توضیح و تقویت کے سلسلہ میں کچھ دلائل اور تائیدات پیش کرتے ہیں، مثلاً یہ مسئلہ کہ غیر یہود میں سے اگر کوئی شخص عیسائیت قبول کرتا ہے، تو اس پر شریعت موسویہ الہامیہ کی اتباع واجب نہیں ہے، حالانکہ اس کی سچائی معجزات سے ثابت ہو چکی ہے، پولس جب اس مسئلہ کو ذکر کرتا ہے تو اس کی تائید میں بہت سی باتیں ذکر کرتا ہے، تو مسئلہ تو واجب التسلیم ہے، لیکن کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہم حوارئین کے تمام دلائل اور تنبیہات کی حمایت ملت مسیحی کی حمایت کے لئے کریں، اور اس امر کا لحاظ دوسرے مقامات پر بھی کیا جائے گا، اور یہ بات مجھ کو کامل طور پر محقق ہو چکی ہے کہ اہل اللہ جب کسی بات پر متفق ہو جائیں تو ان کے مقدمات سے جو نتیجہ بھی برآمد ہوگا وہ واجب التسلیم ہوگا، مگر یہ بات ہمارے لئے ضروری نہیں کہ ہم ان تمام مقدمات کی تشریح کریں یا ان کو قبول کریں، البتہ ایسی صورت میں جب کہ انھوں نے نتیجہ کی طرح مقدمات کا بھی اعتراف کیا ہو تو بیشک وہی واجب التسلیم ہو سکتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے بیان سے چار فوائد حاصل ہوئے۔

اوّل یہ کہ حواری اور متقدمین عیسائی اپنے زمانہ میں وقوع قیامت کا اعتقاد رکھتے تھے، اور یہ کہ یوحنا قیامت تک نہیں مرے گا، ہمارا خیال ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے، کیونکہ فصل ۲ کی قسم ۲ میں اغلاط کے بیان[1] کے سلسلہ میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ ان کے اقوال اس باب میں بالکل صریح ہیں کہ قیامت اُن کے زمانہ میں واقع ہوگی

[1] دیکھئے صفحہ ۵۰۶ تا ۵۰۸ جلد ہذا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسر یارنس، انجیل یوحنا کے باب ۲۱ کی شرح میں یوں کہتا ہے کہ :۔

"یہ غلطی کہ یوحنا نہیں مرے گا، عیسیٰ علیہ السلام کے اُن الفاظ سے پیدا ہوئی ہو جو آسانی غلطی میں مبتلا کر سکتے ہیں، اور اس بات سے اس میں مزید پختگی ہو گئی کہ یوحنا تمام حواریوں کے مرنے کے بعد بھی زندہ تھا"

ہنری واسکاٹ کی تفسیر کے جامعین نے کہا ہے کہ :۔

"غالب یہ ہے کہ مسیح نے اس قول کا مقصد یہودیوں سے انتقام لینا ہے، مگر حواریوں سے یہ سمجھے کہ یوحنا قیامت تک زندہ رہے گا، یا زندہ جنت میں اٹھا لیا جائے گا"

پھر وہ کہتے ہیں کہ :۔

"اس مقام پر یہ بات بھی سمجھ لو کہ انسان کی روایت بلا تحقیق بھی ہوتی ہے اور اس پر ایمان کی بنیاد قائم کرنا حماقت ہے، کیونکہ یہ روایت حواریوں کی روایت ہے جو لوگوں میں شائع اور منتشر و رائج ہو گئی تھی، اس کے باوجود وہ جھوٹی تھی پھر اب تحریر میں نہ آئی ہوئی روایتوں پر کس قدر کم اعتبار ہو گا! اور یہ تفسیر ہماری روایت ہے، عیسیٰؑ کا کوئی جدید قول نہیں، اس کے باوجود غلط ہے"

پھر حاشیہ میں کہتے ہیں کہ :۔

"حواریوں نے الفاظ کو غلط سمجھا، جس کی تصریح انجیلی[1] نے کی ہے، کیونکہ ان کے دماغوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ خدا کی آمد محض عدل کے لئے ہو گی"

---

[1] پس عقائیوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ وہ شاگرد نہ مرے گا، لیکن یسوع نے اس سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ نہ مرے گا" (یوحنا، ۲۱: ۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مفسرین کی تفسیر کی بُنیاد پر کوئی شبہ نہیں ہے کہ انھوں نے غلط سمجھا، اور جب اُن کا عقیدہ قیامت کے باب میں اسی قسم کا ہے جیسا کہ یوحنا کے قیامت تک نہ مرنے کا، تو ظاہر ہے کہ اُن کے وہ اقوال جو اُن کے زعم میں وقوعِ قیامت ظاہر کرتے ہیں، ان سے اُن کے ظاہری معنی سمجھے جائیں گے، اور غلط ہوں گے، اور اُن کی تاویل کرنا یقینی طور پر مذموم اور نامناسب ہوگا، اور کلام کی ایسی توجیہہ کے مرادف ہوگا جو کہنے والے کی مرضی کے خلاف ہو، اور جب غلط ہوئے تو الہامی نہیں ہو سکتے،

پہلی عبارت سے دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ جن معاملات کا تعلق دین سے نہیں ہے، یا دینی امور میں اُن کی اتفاقیہ آمیزش ہو گئی ہے اُن میں غلطی واقع ہونے سے مسیحی کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا،

تیسرے یہ کہ انھوں نے یہ بھی مان لیا ہے کہ حواریوں کے دلائل اور تشبیہات میں غلطی واقع ہونے سے کوئی بھی مضرت نہیں پہونچتی،

چوتھے انھوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ارواحِ خبیثہ کی تاثیر کوئی حقیقت نہیں رکھتی، بلکہ خالص وہم کی پیداوار اور واقعہ میں غلط ہے، اور ایسی غلطیاں حواریوں اور عیسیٰ کے کلام میں بھی اس لئے موجود ہیں کہ وہ اس ملک اور زمانہ کی رائے عامہ سے ارپا چکی تھی،

اب ان چار باتوں کے تسلیم کئے جانے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ آدھی انجیل سے زیادہ حصہ الہامی ہونے سے خارج ہو جاتا ہے، اور اس کی رائے کے مطابق صرف احکام و مسائل الہامی رہ جاتے ہیں، اور یہ رائے اس کے امام جناب تھرک

لہ یہ اقوال ص ۵۰۶ پر ملاحظہ فرمائیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے کے خلاف ہے، اس لئے یہ بھی کوئی وزن دار نہیں رہی، کیونکہ جناب لوتھر کے نزدیک تو کسی حواری کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی جانب سے کوئی حکم شرعی مقرر کرے، اس لئے کہ یہ منصب صرف حضرت عیسیٰؑ کو حاصل ہے، لہٰذا حواریوں کے مسائل اور احکام بھی الہامی نہ ہوتے،

فرقہ پروٹسٹنٹ کے دوسرے علماء کے اعترافات:

ولیم ڈیکنسن نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۴۱ء میں فرقہ پروٹسٹنٹ کے معتبر علماء کے اقوال نقل کئے ہیں، اور اس کتاب میں منقول عنہ کتابوں کے نام بھی بیان کئے ہیں، ہم اس کی کلام سے ۹ اقوال نقل کرتے ہیں:۔

(۱) "زوئنگلیس وغیرہ فرقہ پروٹسٹنٹ والے کہتے ہیں کہ پولس کے رسالوں میں درج شدہ تمام کلام مقدس نہیں ہے، بلکہ چند واقعات میں غلط ہے"

(۲) "مسٹر فلک نے پطرس حواری کی جانب غلط بیانی کی نسبت کی ہے، اور اس کو انجیل سے ناواقف قرار دیا ہے،

(۳) "ڈاکٹر کوڈ اُس مباحثہ کے ضمن میں جو اس کے اور فادر کیم کے درمیان ہوا تھا کہتا ہے کہ: پطرس نے روح القدس کے نزول کے بعد ایمان کے باب میں غلطی کی"

(۴) "برقشس جس کو جرمل نے فاضل و مرشد کا لقب دیا ہے، یوں کہتا ہے کہ: رئیس الحواریین جناب پطرس اور برنباؔ نے روح القدس کے نزول کے بعد غلط بیانی کی، اسی طرح برد شیم کے گرجا نے بھی"

(۵) "جان کالوین کہتا ہے کہ پطرس نے گرجا میں بدعت کا اضافہ کر دیا، اور مسیحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی کو خطرہ میں ڈالدیا، اور مسیحی قوموں کو دور پھینک دیا۔

(۶) "میکڈانی برجس نے حواریوں کی طرف بالخصوص پولس کی جانب غلط بیانی کو منسوب کیا ہے۔"

(۷) "وائی ٹیکر کہتا ہے کہ عروج مسیح اور روح القدس کے نزول کے بعد تمام گرجوں کے نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بھی بلکہ حواریوں نے بھی، غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیحی کی دعوت دینے میں سخت غلطی کی، اور پطرس نے رسوم میں بھی غلطیاں کیں، اور ایسی عظیم غلطیاں حواریوں سے روح القدس کے نزول کے بعد سرزد ہوئیں۔"

(۸) "زنکیس نے اپنے رسالہ میں کالوین کے بعض پیروؤں کا حال ذکر کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر پولس جیسا ایسے اور کالوین کے مقابلہ میں وعظ کہے تو ہم پولس کو چھوڑ دیں گے اور کالوین کی بات سنیں گے۔"

(۹) "توانھردس لوتھر کے متبعین میں سے بعض بڑے علماء کے حال کو نقل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کا قول ہے کہ ہمارے لئے یہ تو ممکن ہے کہ ہم پولس کے کسی مسئلہ میں شک کریں، مگر لوتھر کے کسی مسئلہ میں شک کرنے کی گنجائش ہمارے یہاں نہیں ہے۔ اسی طرح اسپرگ کے طبیسا کے عقائد کا بھی شک کرنا ممکن نہیں ہے۔"

جن علماء کے اقوال بیان ہوئے یہ فرقہ پروٹسٹنٹ کے اپنے طبقہ کے لوگ ہیں جنھوں نے طے کر دیا ہے کہ عہد جدید کا تمام کلام الہامی نہیں ہے، اور حواریوں کی غلط کاری بھی مان لی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایکہارن اور جرمنی علماء کا اعتراف:

فاضل فورسٹر نے ایک کتاب اسناد میں تصنیف کی ہے جو شہر بوسٹن میں ۱۸۳۰ء میں طبع ہو چکی ہے، اس کتاب کی جلد کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"ایکہارن نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ مذہب عیسوی کے آغاز میں مسیح کے حالات میں ایک مختصر رسالہ موجود تھا، جس کی نسبت یہ کہنا ممکن ہے کہ اصلی انجیل وہی ہو، غالب یہ ہے کہ یہ انجیل ان مردوں کے لئے تھی جنھوں نے اپنے کانوں سے مسیح کے اقوال نہیں سنے تھے، اور نہ اس کے احوال اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھے تھے، یہ انجیل بمنزلہ قالب کے تھی، اور مسیح کے احوال اس میں ترتیب وار درج نہ تھے"۔

غور کیجئے ایکہارن کے دعوے کے بموجب یہ انجیل آجکل کی مروجہ انجیلوں سے انتہائی حد تک مختلف تھی، موجودہ اناجیل اس انجیل کی طرح بمنزلہ قالب کے نہیں ہیں، کیونکہ یہ اناجیل بڑی مشقت اور دشواری سے لکھی گئی ہیں، اور ان میں یسوع کے بعض ایسے احوال موجود ہیں جو اس میں نہ تھے،

نیز یہ انجیل ابتدائی دو صدیوں میں رائج ہونے والی تمام انجیلوں کا ماخذ تھی، اسی طرح متی اور لوقا اور مرقس کی انجیلوں کی اصل بھی یہی تھی، مگر یہ تینوں انجیلیں دوسری تمام انجیلوں سے فوقیت حاصل کر گئیں، کیونکہ ان تینوں انجیلوں میں بھی اگرچہ کمی اور نقص موجود ہے، مگر یہ اُن لوگوں کے ہاتھ آگئیں، جنھوں نے اس نقصان کی تلافی کر دی، اور ان لوگوں نے ان انجیلوں سے بیزاری اور دستبرداری اختیار کر لی جو مسیح کی نبوت کے بعد پیش آنے والے احوال پر مشتمل تھیں، جیسے۔ رسیون کی انجیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے شن وغیرہ کی انجیل، اُنھوں نے ان میں اور دوسرے احوال کا بھی اضافہ کر دیا، مثلاً نسب کا بیان، ولادت کا حال، بلوغ وغیرہ کا بیان، یہ بات ایک تو اس انجیل سے واضح ہوتی ہے جو تذکرہ کے نام سے مشہور ہے، اور اس سے جسٹن نے نقل کیا، دوسرے سرن تھس کی انجیل سے بھی معلوم ہوتی ہے، ان انجیلوں کے جو اجزاء ہم تک پہونچے ہیں اگر ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو سکتی ہے کہ یہ اضافہ تدریجاً ہوا ہے، مثلاً وہ آواز جو آسمان سے سنی گئی تھی اصل میں یوں تھی کہ "تو میرا بیٹا ہے میں نے آج تجھ کو جنا ہے" جیسا کہ جسٹن نے دو جگہ نقل کیا ہے، اور کلیمنس نے یہ فقرہ ایک مجہول الحال انجیل سے نقل کیا ہے جو یہ ہے کہ "تو میرا محبوب بیٹا ہے میں نے آج تجھ کو جنا ہے" اور عام انجیلوں میں اس طرح ہے کہ "تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں" جیسا کہ مرقس نے اپنی انجیل کے باب آیت ۱۱ میں نقل کیا ہے، اور ابیونی کی انجیل نے دونوں عبارتوں کو یوں جمع کر دیا کہ "تو میرا وہ محبوب بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اور میں نے تجھ کو آج جنا ہے" جس کی تصریح ایپی فانیس نے کی ہے،

اور یہی تاریخ کا اصل متن ان تدریجی زیادتیوں اور بے شمار الحاقات کے ذریعہ ایسا مخلوط اور گڈمڈ ہو گیا کہ امتیاز باقی نہیں رہا، جو صاحب چاہیں اپنے قلبی اطمینان کے لئے مسیح کے اصطباغ کا حال جو مختلف انجیلوں سے جمع کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمالیں، اس غلط و اختلاط کا نتیجہ یہ نکلا کہ سچ اور جھوٹ، سچے واقعات اور جھوٹے قصے جو کسی طویل روایت میں جمع ہو گئے تھے اور بدشکل بن گئے تھے، وہ آپس میں

۱؎ اس کی تفصیل کے دیکھئے صفحہ ۲۲۹ کا حاشیہ، ۲؎ دیکھئے صفحہ ۲۱۲ اختلاف ۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح گھل مل گئے کہ خدا کی پناہ، پھر یہ قصے جوں جوں ایک زبان سے دوسری تک منتقل ہوتے گئے اسی حساب سے انھوں نے بدترین اور کمزور شکل اختیار کرلی پھر کلیسا نے دوسری صدی کے آخر میں یا تیسری صدی کے آغاز میں یہ چاہا کہ سچی انجیل کی حفاظت کرے، اور آئندہ آنے والی امتوں اور قوموں کو امکانی حد تک صحیح حالات پہونچائے تو اس زمانہ کی مروجہ انجیلوں میں ان چار انجیلوں کا اس لئے انتخاب کیا کہ وہ معتبر اور مکمل نظر آئیں، غرض یہ کہ متی اور لوقا اور مرقس کی انجیل کا کوئی پتہ نشان دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کی ابتداء سے نہیں پایا جاتا پھر سب سے پہلے جس شخص نے ان انجیلوں کا ذکر کیا ہے وہ تخمیناً دو سو عیسوی میں ارینیوس ہے، اور اس نے ان کی تعداد پر بعض دلائل بھی پیش کئے ہیں۔

پھر اس سلسلہ میں ایک زبردست کوشش کلیمنس اسکندریانوس نے ۲۱۰ء میں کی، اور اس نے ظاہر کیا کہ چاروں انجیلیں واجب تسلیم ہیں، اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کلیسا نے دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع میں اس امر کی زبردست کوشش کی تھی کہ عام طور پر یہ چاروں انجیلیں جن کا وجود پہلے سے تھا، تسلیم کرلی جائیں، اگرچہ یہ تمام واقعات کے اعتبار سے اس لائق نہ تھیں، اور یہ بھی چاہا کہ ان کے علاوہ دوسری انجیلوں کو چھوڑ دیں اور ان چاروں کو مان لیں۔

اور اگر کلیسا اس اصل انجیل کو جو گذشتہ واعظوں کو اپنے وعظوں کی تصدیق کے لئے مل گئی تھی، الحاقات سے مجرد اور پاک کر دیتا، اور انجیل یوحنا کو ان کے ساتھ شامل کرلیتا، تو آنے والی نسلیں اس کی بہت ہی شکر گذار ہوتیں، مگر یہ بات اس کے لئے اس بنا پر ممکن نہ تھی کہ کوئی نسخہ بھی الحاق سے خالی نہ تھا، اور وہ ذرائع نا پید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، جن سے اصل میں اور الحاقات میں امتیاز کیا جا سکے،

پھر اکبارن حاشیہ میں کہتا ہے :-

"بہت سے متقدمین کو ہم نے ان انجیلوں کے بیشتر اجزاء میں شک تھا، اور وہ اس کی تفصیل پر قادر نہ ہو سکے"

پھر کہتا ہے کہ :-

"ہمارے زمانہ میں طباعت کی صنعت کی موجودگی کی وجہ سے کسی شخص کے لئے کسی کتاب میں تحریف کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ یہ بات سنی گئی ہے، مگر اس زمانہ کی حالت جب کہ یہ صنعت ایجاد نہیں ہوئی تھی اس زمانہ سے مختلف ہے، اس لئے ایک نسخہ جو کسی کا مملوک تھا اس کے لئے اس نسخہ میں تحریف کرنا ممکن تھا اس نسخہ سے متعدد نسخے نقل کئے گئے، اور یہ بات محقق نہ ہو سکی کہ یہ نسخہ صرف مصنف کے کلام پر مشتمل ہے یا نہیں، پھر یہ نقول لاعلمی کی وجہ سے پھیلتی چلی گئیں اور بہت سے نسخے درمیانی دور کے لکھے ہوئے اب بھی موجود ہیں، اور الحاقی عبارتوں اور ناقص عبارتوں میں ایک دوسرے کے موافق ہیں، اور بہت سے مرشدین کو آپ دیکھیں گے کہ وہ اس بات کی بڑی شکایت کرتے ہیں کہ کاتبوں اور نسخوں کے مالکوں نے ان کتابوں کی تدوین کے تھوڑی مدت بعد ان میں تحریف کر ڈالی تھی، اور دیونی شس کے رسالوں میں ان کی نقول کے منتشر ہونے سے پہلے ہی تحریف کر دی گئی،

اسی طرح ان کی شکایت یہ بھی ہے کہ ابلیس کے شاگردوں نے ان کتابوں میں گندگی داخل کر دی، بعض چیزوں کو خارج کر دیا، اور کچھ چیزیں اپنی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھا دیں، اس شہادت کی بنا پر کتب معتبرہ محفوظ نہیں رہیں، اگرچہ اس زمانہ کے لوگوں کی عادت تحریف کی نہ تھی، اس لئے کہ اس زمانہ کے مصنفین نے اپنی کتابوں کے آخر میں لعنتیں اور مغلظ قسمیں دی تھیں، تاکہ کوئی شخص اُن کے کلام میں تحریف نہ کرے، اور یہ واقعہ عیسیٰؑ کی تاریخ کے ساتھ بھی پیش آیا، ورنہ پھر سلسوس[1] کو یہ اعتراض کرنے کی کیا ضرورت تھی، کہ ان لوگوں نے اپنی انجیلوں میں تین بار یا چار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ تحریف کی، اور بعض انجیلوں میں بعض وہ فقرے جو مسیح کے بعض حالات پر مشتمل تھے، اور مختلف انجیلوں میں متفرق تھے، کیونکر جمع ہو گئے؛ مثلاً ابیونی کی انجیل میں مسیح کے اصطباغ کے تمام وہ حالات موجود ہیں جو پہلی تینوں انجیلوں میں اور تذکرہ ہیں (جس سے جسٹن نے نقل کئے ہیں) متفرق جگہ تھے اس کی تصریح ایپی فانیس نے کی ہے۔"

پھر اکہارن ایک دوسرے مقام پر کہتا ہے کہ:۔

"جن لوگوں میں تحقیق کی استعداد نہ تھی وہ ان انجیلوں کے ظہور کے وقت ہی سے گھٹانے بڑھانے، اور لفظ کو اس کے مرادف لفظ سے تبدیل کرنے میں مشغول ہو گئے، اور اس میں کوئی تعجب بھی نہیں، کیونکہ عیسوی تاریخ کی ابتداء سے لوگوں کا عام مزاج اور عادت یہ رہی کہ وہ وعظ کی عبارتوں کو اور مسیح کے اُن حالات کو جو اُن کے پاس محفوظ تھے اپنے علم کے مطابق بدلتے رہتے تھے، اور یہ قانون جس کو پہلے طبقہ والوں نے جاری کیا تھا، دوسرے اور تیسرے طبقہ میں بھی جاری رہا، اور یہ عادت دوسری صدی میں اس قدر شہرت کے درجہ کو پہنچی

---

[1] دوسری صدی کا ایک بت پرست عالم ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی، کہ دینِ مسیحی کے مخالفین بھی اس سے واقف تھے، چنانچہ سلسوس عیسائیوں پر اعتراض کرتا ہے کہ انھوں نے اپنی انجیلوں میں تین بار یا چار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ تبدیلیاں کیں، اور وہ بھی ایسی کہ انجیلوں کے مضامین و مطالب بھی بدل گئے، کلیمنس نے بھی ذکر کیا ہے کہ دوسری صدی کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جو انجیلوں میں تحریف کیا کرتے تھے، اور اس تحریف کی نسبت کہتا ہے کہ انجیل متی باب آیت ۱۱ میں اس فقرہ کے عوض یہ ہیں کہ آسمان کی بادشاہی انہی کی ہے، بعض نسخوں میں یہ فقرہ ہے کہ وہ لوگ کامل ہوں گے، اور بعض نسخوں میں یہ جملہ ہے کہ وہ ایسا مقام پائیں گے جہاں ان کو کوئی اذیت نہ ہوگی۔

اگہارن کا یہ قول نقل کرنے کے بعد ٹورٹن کہتا ہے کہ :-

"کسی شخص کا گمان یہ نہیں ہے کہ فقط اگہارن کی رائے ہے، کیونکہ جرمنی میں ..... اس کی کتاب کے مقابلہ میں کسی کتاب کو بھی قبولِ عام نصیب نہیں ہوا، اور اناجیل کی نسبت جرمنی کے متاخرین علماء میں سے بیشتر کی رائے کے موافق ہے، اسی طرح اُن چیزوں میں بھی جن سے انجیلوں کی سچائی پر الزام عائد ہوتا ہے"

اور چونکہ ٹورٹن انجیل کا حامی ہے اس لئے اس نے اگہارن کے کلام کو نقل کرنے کے بعد اس کی تردید کی ہے جس میں کوئی بھی قابلِ التفات چیز نہیں ہے، جیسا کہ اس کے

لہ پورا فقرہ یہ ہے "مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں، کیونکہ آسمان کی بادشاہی انہی کی ہے" (۵: ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ کرنے والے پر یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی، اس کے باوجود اس نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ان انجیلوں کے سات مقامات ذیل محرف اور الحاقی ہیں، مؤلفین انجیل کے نہیں ہیں:

۱، اپنی کتاب کے صفحہ ۵۳ میں اس باب کی تصریح کی ہے کہ انجیل متی کے پہلے دو باب اس کی تصنیف نہیں ہیں۔

۲، صفحہ ۶۳ میں کہا ہے کہ:-

"یہودا اسکریوتی کا واقعہ[1] جو انجیل متی باب ۲۷ میں مذکور ہے آیت ۳ تا ۱۰ بالکل جھوٹا ہے اور بعد میں بڑھایا گیا ہے"۔

۳، اسی طرح باب مذکور کی آیت ۵۲ و ۵۳ دونوں الحاقی ہیں[2]۔

۴، صفحہ ۷۰ پر کہا ہے کہ انجیل مرقس باب ۱۶ کی ۱۲ آیتیں از ۹ تا ۲۰ من گھڑت ہیں[3]۔

۵، صفحہ ۸۹ میں کہا ہے کہ تمام انجیل لوقا باب ۲۲ آیت ۴۳ و ۴۴ الحاقی ہیں[4]۔

---

[1] یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرانے کے بعد اپنے آپ کو پھانسی دینے اور کھیت کی فروختگی کا واقعہ، جو صفحہ ۴۳۰ پر پیچھے گزر چکا ہے، وہاں اس سلسلہ میں مختلف انجیلوں کے اختلافات ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

[2] اور قبریں کھل گئیں، اور بہت سے جسم اُن مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے، اور ان کے جی اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے" (۲۷: ۵۲، ۵۳) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب ۲۱۲۔

[3] ان آیات میں حضرت مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کے واقعات مذکور ہیں، اور ان میں چند در چند غلطیاں ہیں جن کی تفصیل بالترتیب صفحہ ۲۰۳ کے حاشیہ ۵ و ۶ و ۷ پر گذر چکی ہے۔

[4] اس میں حضرت مسیح کی بیمثنہ پھانسی سے ایک رات قبل جبل زیتون پر جانے کا واقعہ مذکور ہے، اور کہا گیا ہے کہ "اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا، وہ اسے تقویت دیتا تھا، پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا" (لوقا، ۲۲: ۴۳، ۴۴) لیکن پوری نے اس آیت کو صحیح اور اسے حذف کرنے کو غلط کہا ہے، دیکھئے ۲۶، ۵۸ نیز آخری جلد میں پہلے باب کے عنوان "ساتویں بات" صفحہ ۱۰۰۰ کے حاشیہ پر ہم نے اس آیت کے سلسلہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶، صفحہ ۸۴ پر کہتا ہے کہ:۔

"انجیل یوحنا باب کی آیت ۳ و ۴ کی مندرجہ ذیل آیت الحاقی ہے:۔

"پانی[1] کے ہلنے کے منتظر ہو کر..... کیونکہ وقت پر خداوند کا فرشتہ حوض پر اُتر کر پانی ہلایا کرتا تھا، پانی ہلتے ہی جو کوئی پہلے اُترتا سو شفا پاتا، اس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو"

۷، صفحہ ۸۸ میں کہتا ہے کہ:۔

"انجیل یوحنا باب آیت ۳ و ۴ دونوں الحاقی[2] ہیں"

ظاہر ہے کہ یہ سابقہ مقامات جو اس کے نزدیک الحاقی ہیں، الہامی ہرگز نہیں ہو سکتے، پھر صفحہ ۶۱۰ پر کہتا ہے کہ:۔

"ان معجزات کے بیان میں جن کو لوقا نے نقل کیا ہے روایتی جھوٹ شامل ہو گیا ہو اور کاتب نے شاعرانہ مبالغہ آرائی کے ساتھ اس کو مخلوط کر دیا ہے لیکن اس زمانہ میں سچ اور جھوٹ کی پہچان بڑی دشوار ہے"

بتائیے کہ جو بیان جھوٹ اور شاعرانہ مبالغہ آرائی کے ساتھ مخلوط ہو وہ خالص الہامی کیونکر ہو سکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ اکہارن کے کلام سے جو چیز نمایاں طور پر واضح ہوتی ہے جو اکثر جرمنی علماء متاخرین کی بھی پسندیدہ راہ ہے، وہ چار باتیں ہیں:۔

---

[1] پوری عبارت اس طرح ہے:۔ "ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ پانی ہلنے کے منتظر ہو کر پڑے تھے، کیونکہ وقت پر الوہ بیت حسدا کے نام نہاد صحت آفریں حوض کا تذکرہ کیا گیا ہے"

[2] اس میں غیر معمولی مبالغہ آرائی ہے، دیکھئے کتاب ہذا ص ۳۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اصل انجیل ناپید ہو چکی ہے،

۲۔ موجودہ انجیلوں میں سچی اور جھوٹی دونوں قسم کی روایتیں موجود ہیں،

۳۔ ان انجیلوں میں تحریف بھی واقع ہوئی ہے، بُت پرست علماء میں سے سلسوس دوسری صدی میں پکار پکار کر کہہ رہا تھا، کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلوں کو تین یا چار بار اس سے بھی زیادہ مرتبہ بدلا ہے، یہاں تک کہ اس کے مضامین بھی تبدیل ہو گئے،

۴۔ دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے آغاز سے پہلے ان چاروں انجیلوں کا کوئی اشارہ یا پتہ نشان نہیں ملتا،

پہلی بات میں اُن کی رائے کے قریب قریب لیکلرک اور کوب ویکالیس اور لسنگ اور تیمر دمارٹن کی رائے بھی ہے، کیونکہ ان لوگوں نے کہا ہے کہ غالباً متی، اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی زبان کا ایک ہی صحیفہ تھا، جس میں مسیح احوال لکھے ہوئے تھے، جس سے ان لوگوں نے نقل کیا، پھر متی نے تو بہت کچھ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے تھوڑا، جس کی تصریح ہورن نے اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء جلد چہارم ص ۲۹۵ میں کی ہے، لیکن اس کو اُن کی رائے پسند نہیں ہے، مگر ہم کو اس کی ناپسندیدگی سے کچھ مضرت نہیں پہونچتی،

کتاب تواریخ کے بارے میں اہل کتاب کا اعتراف،

تمام اہل کتب اس بات کے قائل ہیں کہ تواریخ کی دونوں کتابوں کو عزرا پیغمبر نے حجی اور زکریاہ کی مدد سے تصنیف کیا تھا، جو دونوں پیغمبر ہیں، اس لئے یہ دونوں کتابیں حقیقت میں تینوں پیغمبروں کی تصنیف ہیں، حالانکہ کتب تواریخ اوّل میں بہت سی غلطیاں ہیں، جن پر اہل کتاب کے دونوں فریق کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف کی بدتمیزی کے سبب بیٹے کی جگہ پوتا اور پوتے کی جگہ بیٹا لکھا گیا"

یہ بھی کہتے ہیں کہ :-

جس عزرا نے یہ کتابیں لکھی ہیں اس کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ ان میں بعض بیٹے ہیں یا پوتے! اور عزرا کو نسب کے جو اوراق ملے تھے جن سے وہ نقل کرتا ہے وہ ناقص تھے، اسی طرح اس کو غلط و صحیح میں تمیز نہ ہو سکی"

جیسا کہ عنقریب آپ کو باب مقصد میں معلوم ہو جائے گا، اس سے معلوم ہو گیا کہ ان پیغمبروں نے یہ کتاب الہام سے نہیں لکھی، ورنہ ناقص اوراق پر بھروسہ کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور نہ ان سے غلطیوں کا صدور ہوتا، حالانکہ اہل کتاب کے نزدیک اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی فرق نہیں ہے،

یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح عیسائیوں کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا گناہوں کے صدور سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے، اسی طرح تحریری اغلاط سے معصوم ہونا بھی لازم نہیں، نتیجہ یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں،

اور اس فصل میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ عیسائیوں میں کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ دونوں عہدوں کی کسی کتاب کی نسبت یا ان میں درج شدہ واقعات میں سے کسی واقعہ کے متعلق یہ دعویٰ کر سکیں کہ وہ الہامی ہے،

ان کتابوں کے بارے میں مسلمانوں کے عقائد،

اب چاروں فصلوں کے بیان سے فراغت کے بعد ہمارا یہ کہنا ہے کہ اصلی توریت اور اصلی انجیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا سے مفقود ہو چکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں، آجکل اس نام سے جو دو کتابیں موجود ہیں اُن کی حیثیت محض ایک تاریخی کتاب کی ہے، جن میں سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں، یہ بات ہم ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اصل توریت و انجیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود تھیں، پھر بعد میں اُن کے اندر تحریف کی گئی، حاشا وکلا! رہے پولس کے خطوط وغیرہ تو اگر ہم مان بھی لیں کہ یہ خطوط واقعۃً اسی کے ہیں تب بھی ہمارے نزدیک وہ قابلِ قبول نہیں ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ اُن جھوٹے لوگوں میں سے ایک شخص ہے جو پہلے طبقہ میں سنایا گیا خواہ عیسائیوں کے نزدیک کتنا ہی مقدس کیوں نہ ہو، ہم اس کی بات ایک کوڑی میں خریدنے کے لئے تیار نہیں ہیں،

رہے وہ حواری جو عیسیٰ علیہ السلام کے عروج آسمانی کے بعد باقی تھے، اُن کے حق میں ہم نیک گمان رکھتے ہیں، اُن کی نسبت ہم نبی ہونے کا خیال نہیں رکھتے، اُن کے اقوال کی حیثیت ہمارے نزدیک مجتہدین صالحین کے اقوال کی سی ہے، جس میں غلطی کا احتمال ہے،

ادھر دوسری صدی تک سند کا متصل نہ ہونا اور متی کی اصل عبرانی انجیل کا ناپید ہونا، اور اس کا صرف وہ ترجمہ باقی رہ جانا جس کے مؤلف کا نام بھی آج تک یقین کے ساتھ معلوم نہ ہو سکا، پھر اس میں تحریف واقع ہونا، یہ اسباب ایسے ہیں جن کی بنا پر اُن کے اقوال سے بھی امن اٹھ گیا،

یہاں پر ایک تیسرا سبب اور بھی ہے، وہ یہ کہ لوگ اکثر اوقات مسیح کے اقوال سے ان کی مراد سمجھ نہیں پاتے تھے، جیسا کہ عنقریب تفصیل سے آپ کو معلوم ہو جائیگا رہے لوقا اور مرقس، سو یہ حواری نہیں ہیں، اور نہ کسی دلیل سے ان کا صاحب الہام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا معلوم ہوتا ہے، ہمارے نزدیک توریت وہ کتاب ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی گئی، اور انجیل وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ،	اور بلاشبہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی (یعنی توریت)،

اور سورۂ مائدہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہے:۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ،	اور ہم نے انھیں انجیل عطا کی،

اور سورۂ مریم میں خود حضرت مسیح کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا گیا:۔

وَاٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ،	اور اللہ نے مجھے کتاب دی (یعنی انجیل)،

اور سورۂ بقرہ و آلِ عمران میں ہے:۔

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى،	اور وہ (کتابیں) جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئیں (یعنی توریت و انجیل)،

رہی یہ تواریخ اور رسالے جو اس زمانہ میں موجود ہیں، ہرگز وہ توریت و انجیل نہیں ہیں، جن کا قرآن میں ذکر ہے، اس لئے وہ واجب التسلیم نہیں ہیں، بلکہ ان دونوں کا اور عہد عتیق کی تمام کتابوں کا حکم یہ ہے کہ ان کی جس روایت کی تصدیق قرآن کرتا ہو وہ یقیناً مقبول ہے، اور اگر اس کی تکذیب کرتا ہے تو یقینی طور پر مردود ہے، اور اگر اس کی تصدیق و تکذیب سے قرآن خاموش ہے، تو ہم بھی خاموشی اختیار کریں گے، نہ تصدیق کریں گے اور نہ تکذیب،

سورۂ مائدہ میں خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ	اور (اے نبی) ہم نے آپ پر یہ کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ	سچائی کے ساتھ بھیجی ہو اس حالت میں
مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ،	کہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق
	کرتی ہے اور اس کی نگہبان ہے۔

معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں کہا ہے کہ:۔

"اور قرآن کے امین ہونے کا مطلب جیسا کہ ابن جریج نے کہا ہے یہ ہے کہ اہل کتاب اگر کوئی خبر اپنی کتاب کی بیان کرتے ہیں، تو اگر قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے تو تم بھی اس کی تصدیق کرو ورنہ پھر اس کو جھوٹا سمجھو، سعید بن مسیبؒ اور ضحاکؒ نے اس کے معنی فیصلہ کنندہ اور خلیلؒ نے نگہبان اور محافظ بیان کئے ہیں، حاصل سب کا یہی ہے کہ جس کتاب کی سچائی کی شہادت قرآن دیتا ہو تو بیشک وہ خدا کی کتاب ہے، اور جو ایسی نہیں ہے وہ خدا کی کتاب بھی نہیں ہے"

تفسیر مظہری میں یہ کہا گیا ہے کہ:۔

"اگر قرآن میں اس کی تصدیق موجود ہے تو تم بھی اس کو سچا مانو، اور اگر قرآن میں اس کی تکذیب کی ہے تو تم بھی اس کو جھوٹا سمجھو، اور اگر قرآن اس سے ساکت ہو تو تم بھی اس سے سکوت اختیار کرو، اس لئے کہ سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہے"

امام بخاریؒ نے ایک حدیث ابن عباسؓ کی روایت سے کتاب الشہادات میں مع سند کے بیان کی ہے، پھر کتاب الاعتصام میں دوسری مستقل سند کے ساتھ نقل کی، پھر کتاب الرد علی الجہمیہ میں تیسری مستقل سند سے روایت کی ہے،

..... ہم اس کو آخری دونوں کتابوں سے نقل کرتے ہیں، اور کتاب الاعتصام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطلانیؒ نے اس کی شرح کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بھی ساتھ ہی درج کرتے ہیں،

(کیف تسئلون اھل الکتاب) من الیھود والنصاریٰ والاستفھام الانکاری عن شیٔ من الشرائع (وکتابکم القرآن الذی انزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدث) اقرب نزولا الیکم من عند اللہ فالحدوث بالنسبۃ الی المنزل علیھم وھو فی نفسہ قدیم (تقرؤنہ محضا) خالصا لم یشب بضوا دلہ وفیہ المحجبۃ لم یخلط فلا یتطرق الیہ تحریف ولا تبدیل بخلاف التوریۃ والانجیل،

(وقد حدثکم) سبحانہ وتعالیٰ (ان اھل الکتاب) من الیھود وغیرھم (بدلوا کتاب اللہ) التوراۃ (وغیروہ وکتبوا بایدیھم الکتاب وقالوا ھو من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا الام) بالتخفیف (لا ینھاکم ما جاءکم من العلم) بالکتاب والسنۃ، (عن مسئلتھم) بفتح المیم وسکون السین ولابی ذر عن الکشمیھنی مساءلتھم بضم المیم وفتح السین بعدھا الف (لا واللہ ما رأینا منھم رجلا یسألکم عن الذی انزل علیکم فانتم بالطریق الاولیٰ ان لا تسئلوھم)،

تم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کوئی حکم شرعی کیوں پوچھتے ہو؟ (مطلب یہ ہے کہ تمہیں

لہ عربی میں قوسین کے درمیان حدیث کا متن ہے، اور اس کے علاوہ سب علامہ قسطلانیؒ کی تشریحات ہیں، اور اردو میں خط کشیدہ عبارتیں حدیث کا ترجمہ ہیں، اور اُن کے علاوہ علامہ قسطلانیؒ کی شرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھنا نہیں چاہتے، حالانکہ تمھاری کتاب قرآن سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے تازہ ترین ہے، اور اللہ کی طرف سے ابھی ابھی نازل ہوئی ہے (یعنی جن پر نازل ہوئی ہے ان کے لحاظ سے جدید اور فی نفسہ قدیم ہے) اس کو تم خالص طریقہ سے پڑھتے ہو یعنی اس میں کوئی بیرونی چیز نہیں ملی، اور اس میں تحریف و تبدیل راستہ نہیں پا سکتی، بخلاف تورات و انجیل کے،

اور اللہ تعالیٰ تم سے بیان کر چکا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود وغیرہ نے اللہ کی کتاب تورات کو بدل ڈالا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر کہنے لگے کہ یہ اللہ کی کتاب سے ہے، تاکہ اس کے عوض میں انھیں حقیر معاوضہ ملے، کیا تمھارے پاس کتاب و سنت کا جو علم آیا ہے وہ تمھیں ان سے سوالات کرنے سے نہیں روکتا؟

نہیں! خدا کی قسم ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ تم پر نازل ہونے والے کلام کے بارے میں سوال کرتا ہو، پھر تمھیں تو بطریق اولیٰ ان سے سوال نہ کرنا چاہیے۔

اور کتاب الرد علی الجہمیہ میں حدیث کا مفہوم یہ ہے:

"اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کسی چیز کی نسبت کیونکر پوچھتے ہو! حالانکہ تمھاری کتاب ایسی ہے جس کو خدا نے نازل کیا ہے تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر (جو لفظاً یا نزول کے لحاظ سے یا اللہ کی جانب سے خبر دینے کے اعتبار سے) تازہ اور جدید ہے بالکل خالص ہے، جس میں کسی دوسری چیز کی قطعی آمیزش نہیں ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے کہ اہل کتاب نے خدا کی کتابوں میں تحریف و تبدیلی کر دی ہے، اور اپنے ہاتھوں سے لکھ لیا ہے، اور دعویٰ کر دیا کہ خدا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس سے آیا ہے۔ تاکہ اس کے عوض میں حقیر معاوضہ لے لیں، کیا جو علم تم تک پہونچ چکا ہے، وہ تم کو ان سے پوچھنے سے نہیں روکتا؟ اس میں پہونچنے کی اسناد علم کی جانب اسی طرح مجازی ہے جس طرح روکنے کی اسناد اس کی طرف جائز ہے، نہیں خدا کی قسم ہم نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس چیز کی نسبت دریافت کرتا ہو جو تم پر نازل ہوئی ہے، پھر تم ان سے کس لئے پوچھتے ہو جب کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ محرف ہے۔

کتاب الاعتصام میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول کعب احبار کی نسبت یہ ہے کہ:۔

"اگرچہ وہ ان محدثین میں سب سے زیادہ سچے تھے جو اہل کتاب سے حدیثیں بیان کرتے ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی ہم نے ان میں جھوٹ بھی پایا ہے"

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات وہ جو کچھ کہتے ہیں اس میں اس لئے غلطی کرتے ہیں کہ ان کی تحریف شدہ کتابیں اور تبدیل کی ہوئی ہیں، اس لئے ان کی جانب جھوٹ کی نسبت اس بناء پر ہے، نہ اس لئے کہ وہ جھوٹے تھے، کیونکہ وہ تو صحابہؓ کے نزدیک نیک علماء یہود میں شمار کئے جاتے ہیں، ان کا یہ کہنا کہ "اس کے باوجود ہم ان میں جھوٹ پاتے ہیں" صاف اس پر دلالت کر رہا ہے کہ صحابہؓ کا اعتقاد یہ تھا کہ اہل کتاب کی کتابیں محرف ہیں، اور جس مسلمان نے بھی اس تورات اور اس انجیل کا مطالعہ کر کے اہل کتاب کا رد کیا ہے، اس نے یقینی طور سے ان دونوں کا انکار کیا ہے، اُن میں سے بیشتر کی تالیفات آج تک موجود ہیں۔

کتاب تنجیل من حرف الانجیل کا مصنف اپنی کتاب کے باب ۲ میں ان مشہور انجیلوں کی نسبت اس طرح کہتا ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ انجیلیں وہ سچی انجیلیں نہیں ہیں جن کو دے کر سچا رسول بھیجا گیا تھا، اور جو خدا کی جانب سے اتاری گئی تھیں،

پھر اس مذکورہ باب میں یوں کہتا ہے کہ:۔

"اور سچی انجیل تو صرف وہی ہے جو مسیح کی زبان سے نکلی"

پھر باب ۹ میں عیسائیوں کی قباحتوں کے ذیل میں کہتا ہے کہ:۔

"ان پولس نے ان کو اپنی لطیف فریب کاری سے دین سے قطعی محروم کر دیا، کیونکہ اس نے ان کی عقلوں کو ایسا بگاڑ دیا کہ جس طرح چاہے ان کو بہکایا جا سکتا ہے اس لئے اس خبیث نے توریت کے نشانوں تک کو مٹا دیا"

غور کیجئے: ان انجیلوں کا کیونکر انکار ہو رہا ہے، اور پولس پر کتنی سخت چوٹ ہے! میری اور مصنف میزان الحق دونوں کی تقریروں پر ایک ہندی فاضل کا فیصلہ ہے جو رسالہ المناظرہ مطبوعہ ۱۲۷۰ھ دہلی بزبان فارسی کے آخر میں شامل ہے، انھوں نے بعض علماء پروٹسٹنٹ کو دیکھا کہ وہ دوسروں کے غلط بتانے کے سبب یا خود غلط فہمی کی وجہ سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمان اس توریت و انجیل کے منکر نہیں، تو مناسب سمجھا کہ اس سلسلہ میں علماء دہلی سے دریافت کریں، چنانچہ انھوں نے پوچھا تو علماء نے یہ لکھا کہ یہ مجموعہ جو آجکل عہد جدید کے نام سے مشہور ہے ہم کو تسلیم نہیں ہے، یہ وہ چیز ہرگز نہیں ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے، بلکہ ہمارے نزدیک انجیل وہ چیز ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی،

فتویٰ حاصل ہونے کے بعد ثالث نے اس کو فیصلہ میں شامل کر دیا، اور عوام کی آگاہی کے لئے اس خط کو رسالہ مناظرہ کا جزو بنا دیا گیا ہے، تمام ہندوستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علماء کا فتویٰ دہلی کے علماء کے اُس فتویٰ کے مطابق ہے، اور جن لوگوں نے بھی پادریوں کی کتابوں کی تردید کی ہو خواہ وہ اہل سنت میں سے ہوں یا شیعہ، اس سلسلہ میں انھوں نے صاف صاف لکھا ہے، اور موجودہ مجموعہ کا سختی سے انکار کیا ہے،

امام رازیؒ کا قول:۔

امام رازیؒ اپنی کتاب المطالب العالیہ، کتاب النبوۃ کی قسم ۲ فصل چہارم فرماتے ہیں کہ:۔

"عیسیٰ علیہ السلام کی اصل دعوت کا اثر بہت ہی کم ہوا، یہ اس لئے کہ انھوں نے اس دین کی دعوت ہرگز نہیں دی جس کا دعویٰ ان عیسائیوں کو ہے کیونکہ باپ اور بیٹے اور تثلیث کی باتیں بدترین اور فحش ترین کفر کی اقسام ہیں، اور جہالت پر مبنی ہیں، اس قسم کی چیزیں اجہل الناس کے لئے بھی روا نہیں ہیں چہ جائیکہ جلیل القدر اور معصوم پیغمبر، اس سے ہم کو یقین ہو گیا کہ یقیناً انھوں نے ایسے ناپاک مذہب کی دعوت نہیں دی، اُن کی دعوت تو صرف دعوت توحید اور تنزیہہ تھی، مگر یہ دعوت نمایاں نہ ہو سکی، بلکہ لپٹی ہوئی اور گمنام رہی، اور یہ ثابت ہو گیا کہ اُن کی دعوت الی الحق کا کوئی اثر نمایاں نہ ہو سکا"

امام قرطبیؒ کا ارشاد:۔

امام موصوف اپنی کتاب مسمّٰی کتاب الاعلام بما فی دین النصاریٰ من الفساد و الاوہام باب ۳ میں فرماتے ہیں:۔

"جو کتاب عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہے جس کا نام انھوں نے انجیل رکھ چھوڑا ہے وہ انجیل ہرگز نہیں ہے جس کا تذکرہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ[1]

پھر انھوں نے اس دعویٰ کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ حواری نہ پیغمبر تھے، اور نہ غلطی سے معصوم تھے، اور جن کرامات کا انھوں نے دعویٰ کیا ہے اُن میں کوئی بھی تواتر کے ساتھ منقول نہیں ہے، بلکہ سب اخبار آحاد ہیں، اور وہ بھی صحیح نہیں ہیں، اور اگر ان کی صحت مان بھی لی جائے تب بھی تمام واقعات میں حواریوں کی سچائی پر ہرگز دلالت نہیں کر سکتیں، اور نہ ان کی نبوت پر دلالت کر سکتی ہیں، کیونکہ انھوں نے اپنے پیغمبر ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا، بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے مبلغ ہونے کے مدعی ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ:۔

"اس بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ جس انجیل کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ تواتر کے ساتھ منقول نہیں ہے، اور نہ اس کے ناقلوں کے معصوم ہونے پر کوئی دلیل موجود ہے، اس لئے ناقلوں میں غلطی اور سہو کا امکان ہے، لہٰذا انجیل کی قطعیت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ غلبۂ ظن، اس لئے نہ وہ قابل استناد ہے، اور نہ استدلال کے لئے قابل اعتماد ہے، یہ امر اس کے رد کے لئے اور اس میں تحریف کی صلاحیت ہونے اور اس کے مضامین کے لائق اعتبار نہ ہونے کے لئے کافی ہے، مگر اس کے باوجود ہم اس کے چند مقامات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جن سے اس کے ناقلوں کی بے پرواہی اور نقل کی غلطی واضح ہو جاتی ہے"

اس کے بعد انھوں نے ان مقامات کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:۔

---

[1] ترجمہ:۔ "اور اللہ نے اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے تورات اور انجیل اتاری" (تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صحیح بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ توریت و انجیل پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس لئے دونوں سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ دونوں غیر متواتر ہیں، اور دونوں میں تحریف کا امکان موجود ہے، اور بعض تحریف شدہ کی ہم نے نشاندہی کر دی ہے، پھر جب اس قسم کی تحریف دونوں کتابوں میں بھی واقع ہو سکتی ہے جو اُن کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم الشان اور مشہور ترین اور دیانت کا شاہکار ہیں، تو آپ ان کے علاوہ عیسائیوں کی دوسری کتابوں کی نسبت خود ہی قیاس کر لیجئے، کہ ان کی کیا پوزیشن ہے؟ جو نہ اُن کی طرح مشہور ہیں، نہ خدا کی طرف منسوب ہیں، نہ بتا غیر متواتر ہوتے ہیں اور قبل تحریف میں یہ کتابیں توریت و انجیل سے بڑھی ہوئی ہوں گی۔

یہ کتاب[1] قسطنطنیہ کے کتب خانہ کوپریلی میں موجود ہے،

علامہ مقریزی کی رائے

علامہ موصوف آٹھویں صدی کے ہیں اپنی تاریخ کی جلد اول میں قبطیوں سے قبل کی قوموں کی تواریخ کے بیان میں یوں کہتے ہیں کہ:۔

"یہودیوں کا گمان ہے کہ جو تورات ہمارے پاس ہے وہ آسمانی ہے پاک ہے اس کے برعکس عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ توریت سبعین[2] جو ہمارے پاس ہے اس میں کوئی تغیر

---

[1] یعنی کتاب الاعلام جس سے علامہ قرطبیؒ کی مذکورہ عبارتیں نقل کی گئی ہیں ۱۲

[2] توریت سبعین، اس سے مراد مشہور "ہفتادی ترجمہ" Septuagint ہے جو عہد قدیم کا قدیم ترین یونانی ترجمہ ہے، اور اس کو ہفتادی اس لئے کہتے ہیں کہ تیسری صدی قبل مسیح میں الیعزر سردار کاہن کی خواہش پر بدقسم سے ستر مترجمین راد و زیادہ صحیح روایت کے مطابق بہتر، اسکندریہ بھیجے گئے تھے اور انھوں نے مشترکہ طور پر اس ترجمہ کو مرتب کیا تھا بعد میں اسی ترجمہ کو یونانی لوگوں نے اپنی بائبل تسلیم کیا، اور آجتک اکثر تراجم کا ماخذ یہی رہا ہے (از برٹانیکا مقالہ The Septuagint ص ۳۳۵ ج ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتبدل واقع نہیں ہوا، اور یہودی اس کی نسبت اس کے خلاف کہتے ہیں، سامری کہتے ہیں کہ ان کی توریت حق ہے، اور اس کے علاوہ جس قدر توریت ہیں وہ باطل ہیں، ان کے اس اختلاف میں شک کو دور کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ مزید شک بڑھانے والی ہے،

بعینہٖ یہی اختلاف عیسائیوں کے درمیان انجیل کے بارہ میں ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ عیسائیوں کے یہاں انجیل کے چار نسخے ہیں، جو ایک ہی مصحف میں جمع کر دیئے گئے ہیں، اوّل متی کی انجیل ہے، دوسری مرقس کی، تیسری یوحنا کی، چوتھی لوقا کی، ان چاروں میں ہر ایک نے اپنے علاقہ میں اپنی دعوت کے مطابق ایک انجیل تالیف کی، جو بے شمار اختلافات ہیں یہاں تک کہ مسیح کی صفات میں، ان کی دعوت کے زمانہ میں، اور دنیا سے اٹھا لیے جانے کے وقت میں، ان کے نسب میں یہ اختلاف ناقابل حل ہے، اس کے باوجود مرقیون والوں ــــــــ

لہ اگرچہ یہ بھی یہودیوں ہی کا کرایا ہوا ہے، لیکن عیسائیت کے ظہور کے بعد جب کلیسا نے انہیں عہد عتیق کا مستند ترجمہ تسلیم کر لیا تو یہودی اس کے منکر ہو گئے، (بائبل ہینڈ بک) نہیں کہا جا سکتا کہ انھوں نے یہ انکار بھی کلیسا دشمنی میں کیا، یا واقعی عیسائیوں نے اس میں تحریف کر ڈالی تھی،

لہ مرقیون Marcion عیسائیوں کے فرقہ مرقونیہ کا بانی، یہ بنطس کے شہر سلوپ میں پیدا ہوا تھا، شروع میں بت پرست تھا، تقریباً ۱۳۰ء میں عیسائی ہوا، اور ۱۴۳ء کے لگ بھگ اس نے اپنا الگ فرقہ قائم کیا، جس کے نظریات یہ تھے کہ انسان کا خالق ایک بے رحم اور ظالم خدا ہے، ایک عرصہ تک نوع انسان پیدا ہو کر اس کے ظلم و ستم کا شکار رہی، پھر ایک اور خدا نے جو منصف اور رحم دل تھا اپنے بیٹے یسوع مسیح کو دنیا میں بھیجا، تاکہ وہ انسانوں کو نجات دلائے، اس کا کہنا تھا کہ یسوع مسیح کی تعلیمات کو حواری بھی ٹھیک نہیں سمجھے، صرف پولس وہ شخص تھا جس نے انھیں صحیح سمجھا، اور اسے درحقیقت یسوع مسیح نے ہی بھیجا تھا، لوگوں نے اس کی باتوں کو بھی کما حقہ نہیں سمجھا یہاں تک کہ وہ بھی رخصت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن ویصان[1] والوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک انجیل ہے جس کے بعض حصے اناجیل کے مخالف ہیں، مانی[2] کے اصحاب کے پاس ایک علیحدہ انجیل ہے جو نصاریٰ کے عقائد کے شروع سے آخر تک مخالف ہے، ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہی صحیح ہے، اور اس کے علاوہ سب باطل ہیں، ان کے یہاں ایک انجیل اور ہے، جس کا نام انجیل السبعین ہے، جو تلامس کی طرف منسوب ہے، اور عیسائی اور دوسرے لوگ اس کے منکر ہیں، پھر جب اہل کتاب کے درمیان اس قدر شدید اختلاف ہے کہ اس میں حق و باطل میں امتیاز کرنا عقل اور رائے کے بس میں نہیں ہے تو پھر اُن کی جانب سے اُس کی حقیقت سے آگاہ ہونا ناممکن ہے، اور اس سلسلہ میں اُن کی کوئی بات بھی لائق اعتماد نہیں ہو سکتی۔

کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون کے مصنف نے انجیل کے باب میں یوں کہا ہے کہ:-

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو گیا، پھر منصف خدا نے مجھے رسول بنا کر بھیجا، اور میں لوگوں کو مسیح اور پولس کا سچا پیغام سناتا ہوں، وہ مروجہ انجیل کو تحریف شدہ مانتا تھا، اور اس نے ایک الگ انجیل بنائی تھی، جسے وہ سچی انجیل کہتا تھا، اس فرقہ کے متبعین زیادہ تر شام اور فلسطین اور کچھ مغرب کے علاقوں میں تھے، ۱۵۰ء سے ۲۵۰ء تک اُن کا عروج رہا، اور یہ کلیسائے اعظم کے لئے خطرہ بنے رہے، پھر اُن کا زور ہلکا ہو گیا، اور ساتویں صدی میں یہ فرقہ فنا ہو گیا (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مقالہ "مرقیون" ص ۸۹۸ ج ۱۴)

[1] اس کی سوانح اور عقائد کا ہمیں سُراغ نہیں لگ سکا ۱۲

[2] "مانی" ایران کا مشہور فلسفی اور "ثنوی" مذہب کا بانی جو ۲۱۲ء میں پیدا ہوا تھا، اس کا کہنا تھا کہ خدا صرف روشنی کا خالق ہے، جس سے تمام بھلائیاں جنم لیتی ہیں، اندھیرے کا نہیں جس سے تمام برائیاں پیدا ہوتی ہیں، یہ شخص ایک حد تک عیسائی عقائد سے بھی متفق تھا، اور بائبل کی بعض کتابوں کو مانتا تھا (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مقالہ Manichaeism)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ ایک کتاب تھی جس کو اللہ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر نازل کیا تھا"

پھر ایک طویل عبارت میں ان اناجیل اربعہ کے اصلی انجیل ہونے کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ:۔

"عیسیٰؑ جو انجیل لے کر آئے تھے وہ ایک ہی انجیل تھی، جس میں اختلاف و تناقض ہرگز نہیں تھا، ان عیسائیوں نے اللہ پر اور اس کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت رکھدی"

ہدایۃ الحیاری فی اجوبۃ الیہود والنصاریٰ کے مصنف کہتے ہیں کہ:۔

"یہ توریت جو یہودیوں کے ہاتھوں میں ہے اس میں اس قدر کمی بیشی اور تحریف پائی جاتی ہے جو ماہر علماء سے چھپی ہوئی نہیں ہے، اُن کو خوب یقین ہے کہ یہ تحریف اور اختلاف اُس توریت میں ہرگز نہ تھا جو موسیٰ علیہ السلام پر خدا نے نازل کی تھی، اور نہ اُس انجیل میں تھا جو مسیح علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا، ظاہر ہے کہ جو انجیل عیسیٰؑ پر نازل ہو چکی تھی اس میں اُن کو سولی دیئے جانے کا واقعہ کیونکر درج ہو سکتا ہے؟ اسی طرح جو برتاؤ ان کے ساتھ کیا گیا، یا تین روز بعد اُن کا قبر سے زندہ ہو کر نکل آنا وغیرہ وغیرہ جو درحقیقت عیسائیوں کے اکابر کا کلام ہے"

پھر کہتے ہیں کہ:۔

"بہت سے علماء اسلام نے اس کمی بیشی اور تفاوت و اختلاف کو واضح طور پر بیان کیا ہے، اور اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا اور اس سے زیادہ اہم اور ضروری باتیں بیان کرنا نہ ہوتیں تو اس قسم کی کافی مثالیں پیش کرتے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو صاحب بھی ہماری کتاب کے باب کا مطالعہ فرمائیں گے اُن پر ہمارے دعوی کی سچائی روز روشن کی طرح نمایاں ہو جائے گی، ضرورت تو نہ تھی کہ اس باب میں مزید اور کچھ لکھا جائے، مگر بعض مصالح کے پیش نظر دو مزید مغالطوں پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں:۔

دو مغالطے

علماء پروٹسٹنٹ عوام کو فریب دینے کے لئے کبھی کبھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلی اور دوسری صدی میں ان انجیلوں کی سند موجود ہے، کیونکہ اس کے وجود کی شہادت روم کے بڑے پادری کلیمنس اور اگناشس وغیرہ نے دی ہے جو ان دونوں صدیوں کے علماء میں سے ہیں،

دوسرے یہ کہ مرقس نے اپنی انجیل پطرس کی اعانت سے لکھی ہے، اور لوقا نے پولس کی مدد سے اپنی انجیل لکھی، اور پطرس اور پولس دونوں صاحب الہام تھے اس لئے یہ دونوں انجیلیں اس لحاظ سے الہامی قرار پائیں گی،

پہلے مغالطہ کا جواب:۔

یہ ہے کہ ہمارے اور عیسائیوں کے درمیان جس سند کا جھگڑا ہے اس سے مراد سند متصل ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک معتبر انسان ایک یا چند واسطوں سے کسی دوسرے معتبر شخص سے اس کا یہ قول نقل کرے کہ فلاں کتاب فلاں حواری یا فلاں پیغمبر کی تصنیف ہے، اور میں نے پوری کتاب اس کی زبان سے خود سنی ہے، یا اس کو کوئی سنائی ہے، یا یہ کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب میری تصنیف ہو، اور اُس واسطہ یا واسطوں کا معتبر اشخاص ہونا ضروری ہے جن میں روایت کی تمام شرطیں جمع ہوں،

اس کے بعد ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس نوع کی سند دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع سے اناجیل کے مصنفین تک عیسائیوں کے پاس ہرگز موجود نہیں ہے، ہم نے متعدد مرتبہ اسی سند کا اس سے مطالبہ بھی کیا، اور خود ان کی اسناد کی کتابوں میں تلاش بھی کیا، مگر افسوس ہے کہ ہم اپنے مقصد میں ناکام رہے، بلکہ پادری فنڈر[1] نے مجلس مناظرہ میں یہ عذر پیش کیا کہ ہمارے پاس اس قسم کی سند اس لئے موجود نہیں ہے کہ ابتدائی مسیحی صدیوں میں ۲۱۳ سال تک بڑے بڑے حوادث پیش آتے رہے اس لئے یہ سند رومی پاوس کلیمنٹس یا اگناشس وغیرہ کے کلام میں دوسری صدی کے آخر تک موجود نہیں ہے

ہم اس تخمینہ اور اندازہ کا انکار نہیں کرتے، جن کی بنا پر یہ حضرات کتب مقدسہ کو ان کے اصل مصنفین سے منسوب کرتے ہیں، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ اپنی کتابوں کو ان کے مصنفوں کی طرف گمان واندازہ اور قرائن سے منسوب نہیں کرتے، بلکہ ہمارا کہنا تو صرف اس قدر ہے کہ ظن اور تخمینہ کو سند کا نام نہیں دیا جا سکتا، جیسا کہ آپ کو فصل نمبر ۲ میں معلوم ہو چکا ہے،

نہ ہم کو اس بات کا انکار ہے کہ یہ کتابیں دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی کے شروع میں اس ناقص طریقہ سے مشہور ہو گئی تھیں، کہ ان میں تحریف کئے جانے کی

---

[1] جب مصنف کا پادری فنڈر سے مشہور مناظرہ ہوا تھا، تو فنڈر کی جانب پادری فرنچ بطور معاون تھے ہوئے تھے اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ڈاکٹر وزیر خان صاحب مرحوم ۱۲ تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری گنجائش پائی جاتی ہو، ایسی ناقص شہرت کا ہم اعتراف کرتے ہیں جیسا کہ باب ۲ میں عنقریب معلوم ہوگا، اس موقع پر ہم کلیمنس اور اگناشس کا کچا چٹھا بھی بیان کرتے ہیں تاکہ کیفیت پورے طور پر واضح ہو جائے، سنئے!

کیا کلیمنس کا خط اناجیل سے ماخوذ ہے؟

روم کے بڑے پادری کلیمنس کی جانب ایک خط منسوب کیا جاتا ہے، جو اُس نے روم کی گرجا کی جانب سے کرنتھس کے گرجا کو لکھا تھا، اس کے سال تحریر میں بھی اختلاف ہے، چنانچہ گنیز برمی کہتا ہے کہ "یہ سال ۶۴ اور ۷۰ کے درمیان کا کوئی سال ہے"

لیکلرک کا قول ہے کہ ۶۹ء ہے، ڈیوین اور ڈلی مینٹ کہتے ہیں کہ کلیمنس ۹۱ء یا ۹۲ء تک اسقف نہیں بنا تھا، پھر جب اُس وقت تک اسقف ہی نہ بن سکا تھا تو ۹۳ء یا ۹۴ء میں یہ خط وہ کیسے لکھ سکتا ہے!

مشہور مورخ ولیم بیور نے ۹۵ء کو ترجیح دی ہے، اور مسٹر لارڈنر نے ۹۶ء کو ترجیح دی ہے،

ہم اس اختلاف سے بھی قطع نظر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس خط کا سالِ تحریر عیسائی دعووں کے مطابق بہرحال ۹۶ء سے متجاوز نہیں ہوتا، اور اتفاق سے اس کے بعض جملے اُن چاروں متعارف انجیلوں میں سے کسی ایک انجیل کے بعض جملوں سے کسی مضمون میں متحد اور موافق ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے عیسائی زبردستی یہ دعوے کر بیٹھے کہ یہ جملے اس نے انجیلوں سے نقل کئے ہیں،

یہ دعویٰ چند اسباب کی بنا پر باطل ہے:-

۱۔ بعض مضامین کے اتحاد سے نقل کرنا لازم نہیں آتا، ورنہ یہ بات لازم آئیگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان لوگوں کا دعویٰ سچا ہو جائے، جن کو پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ ملحد کہتے ہیں، کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ انجیل میں جو اخلاق حسنہ کی تعلیمات نظر آتی ہیں، وہ حکماء اور بت پرستوں کی کتابوں سے منقول ہیں، اکسہو کا مصنف کہتا ہے کہ :-

انجیل میں اخلاق فاضلہ کی جو تعلیم موجود ہے، اور جس پر عیسائیوں کو بڑا ناز ہے وہ لفظ بہ لفظ کنفیوشس کی کتاب الاخلاق سے منقول ہے جو ولادت مسیح سے ۶۰۰ سال قبل گذرا ہے، مثلاً اس کی کتاب کے خلق ۲۴ میں یوں کہا گیا ہے کہ: دوسرے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جس کی اس سے اپنے لئے توقع رکھتے ہو، اور تم کو صرف اس خلق کی ضرورت ہوگی کیونکہ یہ تمام اخلاق کی جڑ ہے، خلق نمبر ۱۵ میں ہے کہ اپنے دشمن کی موت مانگو، کیونکہ یہ خواہش بے کار ہے، جب کہ اس کی زندگی خدا کی قدرت میں ہے، خلق نمبر ۲۰ میں ہے کہ ہمارے لئے دشمن سے اعراض کرنا بغیر انتقام لئے ہوئے ممکن ہو، اور ایسی خیالات بھی برے نہیں ہوتے، اسی قسم کی اور بہت سی عمدہ نصیحتیں ہندوستان و یونان کے حکماء کے کلام میں موجود ہیں"

۲، اگر کمینس ان انجیلوں سے نقل کرتا تو اس کی نقل پر جو مضمون میں اصل کے مطابق ہونا چاہئے، مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ اس نے کئی جگہ انجیلوں کی مخالفت کی ہے، یہ اس امر کی بڑی دلیل ہے کہ اس نے ان انجیلوں سے نقل نہیں کیا، اور اگر اس کی

لہ یعنی لبرلزم کے حامی افراد جو اپنے آپ کو آزاد خیال اور معقولیت پسند Rationalist کہتے ہیں"

کہ کنفیوشس (Confucious) اخلاقیات کا مشہور فلسفی جو چین کے مذہب و اخلاق پر بہت اثر انداز تھا، (پیدائش ۵۵۱ ق م، وفات ۴۷۹ ق م) اسی کی نسبت سے چین کے سابق نظریہ حیات کو "کنفیوشزم" کہا جاتا ہے، ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل ثابت بھی ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس نے ان چار انجیلوں کے بجائے اُن انجیلوں سے نقل کیا ہو جو اس کے عہد میں مروّج تھیں، چنانچہ اگھاون نے اس جملہ کے بارے میں یہ اقرار کیا ہے، جس کو آسمانی آواز کے ذیل میں نقل کیا ہے،

۲۔ یہ شخص تابعین میں سے ہے، اور مسیح کے اقوال و احوال سے اس کی واقفیت مرقس و لوقا کی واقفیت سے کم نہیں ہے، اس لئے غالب یہی ہے کہ اُسے مروجہ انجیلوں سے نقل کرنے کے بجائے خود ان روایات سے نقل کیا ہوگا جو اس تک پہنچی تھیں، ہاں اگر اس کے کلام میں اس امر کی صراحت ہوتی ہے کہ میں نے نقل کی ہے تو یہ دعویٰ بلا محل ہو سکتا تھا، مگر موجودہ صورت میں قطعی بے محل ہے،

ہم اس کے خط کی تین عبارتیں (نہایت) کے مدد کی روایت سے، نقل کرتے ہیں:۔

کلیمنس کے خط کی عبارت:۔

"جو شخص عیسیٰؑ سے محبت رکھتا ہے اس کو عیسیٰؑ کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے"

سٹر جونس کا دعویٰ ہے کہ کلیمنس نے یہ فقرہ انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ سے نقل کیا ہے آیت مذکورہ یوں ہے کہ:۔

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے"

دونوں عبارتوں کے مضمون میں جو مناسبت پائی جاتی ہے جونس صاحب نے محض اس کی بنا پر نقل کا دعویٰ کیا ہے، اور اس فرق کو نظر انداز کر دیا جو دونوں میں نمایاں ہے، یہ دعویٰ محض ہٹ دھرمی ہے، جس کی وجہ پچھے اسباب ثلاثہ..... میں آپ معلوم فرما چکے ہیں، بلکہ یہ بات سرے سے ظاہر ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہو چکا ہو کہ اس خط کا سال تحریر حلہ اقوال کے بیٹ نفاسٹ ۹۶ء سے متجاوز نہیں ہو سکتا، حالانکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور اُن کی رائے کے مطابق انجیل یوحنا ۹۰ء میں لکھی گئی ہے، پھر یہ فقرہ اس انجیل سے کیونکر منقول ہو سکتا ہے! مگر سند ثابت کرنے کے جنون نے اس باطل وہم میں مبتلا کر دیا،

ہورن اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۳ء جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ میں کہتا ہے کہ:۔

"یوحنا نے اپنی انجیل کریزاسٹم اور ڈیوڈ فانس جیسے متقدمین اور متاخرین میں ڈاکٹر مل اور ڈیوڈ کنگ ہیں، لیکرک اور بشپ ناطلان کی رائے کے مطابق ۶۸ء میں اور مسٹر جونس کی رائے کے مطابق ۹۸ء میں لکھی ہے"

اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ حواریوں میں سے کسی نے جو محبوب کی وصیت پر عمل کرے، اور جو عمل نہیں کرتا دعوئی محبت نہیں کرتا ہے، لارڈ نر مفسر نے بڑی انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۷۲۷ء کی جلد ۲ صفحہ ۴۰۳ پر کہا کہ "میں سمجھتا ہوں کہ اس فقرہ میں سب حواریوں نے کہ کلیسیا حواریوں کے دستخط تھے اس کی صحت کی وجہ سے خوب جانتا تھا کہ صحیح علمائے اسلام کے عشق کا دعویٰ کرنے والوں کو اس کے احکام پر عمل کرنے کو واجب کرتا ہے"

دُوسری عبارت:۔

اس کے خط کے باب ۱۳ میں ہے کہ:۔

"جس طرح لکھا ہوا ہے ہم اسی طرح کرتے ہیں، کیونکہ رُوح القدس نے یوں کہا ہے کہ عقلمند انسان اپنی عقل پر ناز نہیں کیا کرتا، اور خداوند مسیح کے وہ الفاظ یاد کرنے چاہئیں جو انھوں نے بردباری اور مجاہدہ کی تعلیم کے وقت کہی تھے، یعنی تم دوسروں پر رحم کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے، تم دوسروں کی خطا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف کرو، تاکہ تمہاری خطا سے درگذر کی جائے، جیسا کہ تم دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا، جیسا تم دوسروں کو دو گے ویسا ہی تم کو دیا جائے گا، جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، جیسا تم دوسروں پر رحم کھاؤ گے تم پر رحم کیا جائے گا، جس پیمانے سے تم دوسروں کو ناپ کر دو گے اسی پیمانے سے تم کو ناپ کر دیا جائے گا۔"

عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ کلینس نے یہ عبارت انجیل لوقا کے باب ۶ آیت ۳۶، ۳۷، ۳۸، اور انجیل متی کے باب ۷ آیت نمبر ۱ و ۲ و ۱۲ سے نقل کی ہے، اور لوقا کی عبارت اس طرح ہے کہ:-

"جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحم دل ہو، عیب جوئی نہ کرو، تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے گی، مجرم نہ ٹھہراؤ، تم بھی مجرم نہ ٹھہرائے جاؤ گے خلاصی دو، تم بھی خلاصی پاؤ گے، دیا کرو تمہیں بھی دیا جائے گا، اچھا پیمانہ داب داب کر اور ہلا ہلا کر اور لبریز کر کے تمہاری گود میں ڈالیں گے، کیونکہ جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ناپا جائے گا۔" (آیت ۳۶ تا ۳۸)

اور متی کی عبارت یہ ہے:-

"عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے، کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو اسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی، اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائے گا۔" (باب ۷، آیت ۱ و ۲)

اور آیت ۱۲ میں ہے:-

"پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، ویسا ہی تم بھی ان کے ساتھ کرو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔

تیسری عبارت:

اس کے خط کے باب ۶ ۴ میں یوں ہے کہ:-

"خدائے مسیح کے الفاظ یاد کرو، کیونکہ اس نے کہا ہے کہ اس انسان کے لئے بڑی خرابی اور ہلاکت ہے جس سے گناہ صادر ہو، اس کے لئے یہ بہتر تھا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا، بہ نسبت اس کے کہ ان لوگوں میں سے کسی کو اذیت دے جو میرے پر ایمان لائے ہیں، اس کے لئے اچھا تھا کہ اپنے گلے میں چکی کا پتھر لٹکا لیتا اور دریا کے بھنور میں ڈوب جاتا، بہ نسبت اس کے کہ میرے چھوٹے بچوں کو اذیت دے۔"

عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ کلیمنس نے یہ عبارت انجیل متی کے باب ۱۸ آیت ۶ سے، اور باب ۱۷ کی آیت ۲ سے، اور انجیل مرقس باب ۹ آیت ۴۲ سے، اور انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۲ سے نقل کی ہے،

اور یہ آیات اس طرح ہیں:

انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۴ کے الفاظ یہ ہیں:-

"ابن آدم تو جیسا اس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے، لیکن اس آدمی پر افسوس جس کے وسیلہ سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے، اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا۔"

اور باب ۱۸ آیت ۶ میں ہے کہ:-

"جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلاتا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے، اور گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے"

اور انجیل مرقس باب ۹ آیت ۴۲ میں ہے:۔

"جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلائے اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے، اور وہ سمندر میں پھینک دیا جائے"

اور انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۲ میں ہے:

"ان چھوٹوں میں سے ایک کو ٹھوکر کھلانے کی بہ نسبت اس شخص کے لئے بہتر ہوتا کہ چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جاتا، اور وہ سمندر میں پھینکا جاتا"

لارڈ نر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۸ء کی جلد ۲ صفحہ ۲۰ میں کلیمنٹ کی عبارت اور انجیلوں کی عبارتیں نقل کرنے کے بعد یوں کہتا ہے:

"میں نے متعدد انجیلوں کے الفاظ مقابلہ میں نقل کر دیئے ہیں، تاکہ ہر شخص ان کی مراد پہچان لے، مگر عام رائے یہی ہے کہ اس عبارت کا آخری جزو انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۲ سے نقل کیا گیا ہے"

کلیمنٹ کے خط کی مذکورہ دونوں عبارتیں ان عیسائیوں کے خیال میں جن کو سند کا دعویٰ ہے سب سے بڑی عبارتیں ہیں، اسی لئے پیلی نے ان دونوں پر اکتفا کیا ہے، لیکن یہ دعویٰ باطل ہے، کیونکہ اگر وہ کسی انجیل سے نقل کرتا تو منقول عنہ کی ضرور تصریح کرتا، اور اگر صراحۃً نہ کہتا تو کم از کم بقیہ عبارت کو نقل کرتا، اور اگر یہ ممکن نہ تھا تو کم از کم نقل کردہ عبارت معنوی لحاظ سے پورے طور پر منقول عنہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق تو ہوتی، حالانکہ ان میں سے کوئی صورت بھی نہیں ہے۔ پھر کیونکر نقل کا احتمال صحیح ہو سکتا ہے؟ یہ بات کتنی عجیب ہے کہ لوقا کو کلیمنس پر ترجیح دے کر یہ کہا جاتا ہے کہ کلیمنس نے اس سے نقل کیا ہے، جب کہ دونوں تابعی ہیں، اور دونوں عیسیٰ علیہ السلام کے حالات سے سماعاً واقف تھے۔

اور اگر ہم نقل کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے یہ دونوں عبارتیں کسی دوسری انجیل سے نقل کی ہیں، جس طرح بپتسمہ کے حالات کا ایک فقرہ ایک مجہول الاسم انجیل سے نقل کیا ہے، جیسا کہ اکابرین کے کلام سے معلوم ہو چکا ہے۔

پیرس کے اسقف نے انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے اعتراف کیا کہ اس نے ان انجیلوں سے نقل نہیں کیا، لارڈ فر نے اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں ان دونوں عبارتوں کے بارے میں کہا ہے کہ:

"وہ لوگ جو حواریوں کی یا ہمارے خداوند کے ان دو شاگرد متبعین کی صحبت میں رہے جو انجیل کے مؤلفین کی طرح ہمارے خداوند کے احوال و مسائل سے پوری طرح واقف تھے جب ہم ان کی تالیفات دیکھتے ہیں تو اکثر اوقات اشکال پیدا آتا ہے، جب تک کہ نقل کی تصریح اور وضاحت نہ ہو، اس مقام پر جو اشکال ہوا وہ یہ کہ آیا کلیمنس ان دو مقامات پر مسیح کے لکھے ہوئے اقوال نقل کرتا ہے، یا کہ قصص والوں کو ان کے وہ اقوال یاد دلا رہا ہے جو اس نے اور ان لوگوں نے حواریوں سے یا دوسرے مریدوں سے سنے ہیں، لہٰذا کلیمنٹ نے تو اول کو ترجیح دی اور پیرس کے اسقف نے دوسرے کو۔

ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ پہلی تینوں انجیلیں اس زمانہ سے پہلے تالیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی تھیں، پھر اگر کلیمنس اُن سے نقل کرے تو یہ بات ممکن ہے، اگرچہ لفظ و عبارت میں پوری مطابقت نہ ہو، مگر یہ بات کہ اس نے واقعہ نقل کی ہے اس کی تحقیق آسان نہیں ہے، کیونکہ یہ شخص انجیلوں کی تالیف سے قبل بھی ان حالات سے بخوبی واقف تھا، اور انجیلوں کی تالیف کے بعد بھی یہ ہو سکتا ہے کہ جن حالات سے وہ بخوبی واقف تھا ان کا بیان اور تذکرہ انجیلوں کی تالیف سے پہلے کی عادت کے مطابق انجیلوں کی طرف رجوع کئے بغیر کرتا ہو، ہاں دونوں صورتوں میں انجیلوں کی سچائی کا یقین تازہ ہو جاتا ہے، کیونکہ رجوع کرنے کی صورت میں تو ظاہر ہے، دوسری شکل میں بھی انجیلوں کی تصدیق نمایاں ہوتی ہے، کیونکہ اس کے الفاظ ان کے موافق ہیں، اور وہ اس درجہ مشہور ہو چکی تھیں کہ وہ خود بھی اور کرنتھس والے بھی اس کا علم رکھتے تھے، اور ہم کو یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ انجیل کے مؤلفوں نے مسیح کے وہ الفاظ لکھے ہیں جن کی بھی تعلیم ہمارے خداوند نے بردباری اور ریاضت سیکھنے کے وقت دی تھی، اور یہ الفاظ کمال ادب کے ساتھ محفوظ کئے جانے کے لائق تھے، اگرچہ یہاں دشواری ہے، لیکن اس کے باوجود میرا خیال ہے کہ اکثر فاضل کی رائے یکلیمنٹ کی رائے کے موافق ہوگی، البتہ کتاب الاعمال باب ۲۰ آیت ۳۵ میں مقدس پولس نے یہ نصیحت کی ہے کہ:

"اور خداوند یسوع کی باتیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے خود کہا دینا لینے سے مبارک ہے"

اور مجھ کو یقین ہے کہ عام طور پر یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ پولس نے یہ قول کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوب سے نقل نہیں کیا، بلکہ ان سبھی الفاظ کو بیان کیا ہے جس سے اس کو اور دوسروں کو واقفیت تھی، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیشہ رجوع کا طریقہ یہی سمجھا جائے، بلکہ اس طریقہ کا استعمال مکتوب وغیرہ میں بھی ممکن ہے، اور ہم کو معلوم ہے کہ پولی کارپ نے یہ طریقہ استعمال کیا ہے، اور غالب بلکہ یقین ہے کہ وہ لکھی ہوئی انجیلوں سے بھی نقل کرتا ہے؛

اس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی علماء کو اس امر کا پخت یقین نہیں ہے کہ کلیمنس نے ان انجیلوں سے نقل کیا ہو، اور جو شخص بھی نقل کا دعویٰ کرتا ہے وہ محض ظن کی بنا پر کرتا ہے، باقی یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ بہر دو صورت انجیلوں کی سچائی ثابت ہوتی ہے، اس لئے کہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ جس طرح مؤلفین انجیل نے اس مقام پر مسیح کے کلام کو کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا ہے، اسی طرح دوسرے مواقع پر بھی ان کی نقل اسی طرح ہوگی، اور اقوال مسیح کو انھوں نے بعینہٖ نقل نہیں کیا ہوگا،

اور اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کر لیں تو بھی یہ کہا جائے گا کہ کلیمنس کے کلام سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ان انجیلوں کے یہ جملے مسیح کا کلام ہیں، مگر یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ انجیلوں کا پورا بیان اور نقل اسی قسم کی ہے، کیونکہ کسی ایک قول کی شہرت سے تمام اقوال کا مشہور ہونا ضروری نہیں ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ دوسری جھوٹی انجیلیں بھی محض اس وجہ سے سچی مانی جائیں کہ کلیمنس کے کتب کے بعض فقرے اُن کے موافق ہیں،

اور یہ بات بھی غلط ہے کہ پولیکارپ بھی اس طریقہ کو استعمال کرتا ہے،

ف یعنی خود واقف ہونے کے باوجود مروجہ انجیلوں سے نقل کرتا ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ شخص بھی کلیمنس کی طرح حواریوں کا تابعی ہے، اور دونوں کی پوزیشن ایک ہے اس کا اناجیل سے نقل کرنا ظن غالب کا درجہ حاصل نہیں کرتا، چہ جائیکہ یقینی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی پوزیشن اس طریقہ کے استعمال کے وقت مقدس پولس جیسی ہو[1]

اگناشس کے خطوط اور انکی حقیقت

کلیمنس کی پوزیشن واضح کرنے کے بعد جو سب سے بڑا شاہد تھا اب دوسرے شاہد اگناشس کا حال سنئے، یہ شخص بھی حواریوں کا تابعی ہے، جو انطاکیہ کا اسقف تھا، لارڈ نر اپنی تفسیر کی جلد ۲ میں کہتا ہے کہ:-

"یوسی بیس اور جیروم نے اس کے نایاب خطوط کا ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ کچھ دوسرے خطوط بھی اس کی طرف منسوب ہیں جن کی نسبت جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ وہ جعلی ہیں۔ میرے نزدیک بھی ظاہر یہی ہے، ان سات خطوط کے دو نسخے ہیں، ایک بڑا، دوسرا چھوٹا، اور سوائے مسٹر ویٹن اور دو یا چار اس کے متبعین کے سب کا فیصلہ یہ ہے کہ بڑے نسخہ میں اضافہ کیا گیا ہے، اور چھوٹا نسخہ اس لائق ہے کہ اس کی جانب منسوب کیا جا سکے،

میں نے بڑے غور سے ان دونوں کا مقابلہ کیا ہے، جس سے مجھ کو یہ منکشف ہوا ہے کہ چھوٹے نسخہ کو الحاق اور زیادتی سے بڑا بنا دیا گیا، یہ بات نہیں ہے کہ بڑے کو حذف و اسقاط کے ذریعہ چھوٹا کر لیا گیا ہو، متقدمین کے

---

[1] یعنی جس طرح پولس نے اعمال ۲۰: ۳۵ کی طرح کئی وہ اقوال حضرت مسیح کی طرف منسوب کر دیئے ہیں جو انجیلوں میں نہیں ہیں، بلکہ اس کو زبانی روایات کے ذریعہ پہنچے تھے، اسی طرح عین ممکن ہے کہ پولیکارپ نے بھی ایسا ہی کہا ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقولات بھی بہ نسبت بڑے کے چھوٹے کے زیادہ موافق ہیں،

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ چھوٹے نسخہ کے خطوط کیا واقعی اگناشس کے لکھے ہوئے ہیں یا نہیں، اس میں بڑا نزاع و اختلاف ہے، بڑے بڑے محققوں نے اس باب میں اپنے اپنے قلم کے گھوڑے دوڑائے ہیں، فریقین کی تحریرات دیکھنے کے بعد یہ سوال میرے نزدیک پیچیدہ ہو گیا ہے، البتہ میرے نزدیک یہ بات واضح ہے کہ یہ خطوط وہی ہیں جن کو یوسی بیس نے پڑھا اور جو آریجن کے عہد میں موجود تھے، ان کے بعض فقرے اگناشس کے زور کے مناسب نہیں ہیں، اس بنا پر مناسب یہ ہے کہ ہم یہ خیال قائم کر لیں کہ یہ فقرے الحاقی ہیں، نہ یہ کہ ہم تمام خطوط کو ان بعض تحریروں کی وجہ سے رد کر دیں بالخصوص نسخوں کی قلت کی صورت میں جس میں ہم مبتلا ہیں، اور جس طرح فرقہ[1] ایرین کے کسی شخص نے بڑے نسخہ میں اضافہ کر دیا تھا، اسی طرح ممکن ہے کہ اس فرقہ کے کسی شخص نے یا دیندار لوگوں میں سے کسی نے یا دونوں میں سے کسی شخص نے چھوٹے نسخہ میں بھی تصرف کیا ہو، اگرچہ میرے نزدیک اس تصرف سے کوئی بڑا نقصان واقع نہیں ہوا،

حشی پیل حاشیہ پر لکھتا ہے کہ :-

"گذشتہ زمانہ میں اگناشس کے تین خطوط کا ترجمہ سریانی زبان میں پایا جاتا تھا، جس کو کیوری ٹن نے طبع کیا تھا، اور یہ بات قریب قریب یقینی ہے کہ

---

[1] فرقہ ایرین، وہ فرقہ جو آریوس کا پیرو تھا، اور اس کے عقائد توحید کی طرف مائل تھے اور جسے نیقیہ کی کونسل میں رد کیا گیا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے خطوط جن کی اصلاح اسٹرنے کی تھی ان میں الحاق موجود ہے؟

عیسائی علماء کی ان عبارتوں سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ ان سات خطوط کے علاوہ باقی تمام خطوط تمام علماء مسیحی کے نزدیک جعلی ہیں، اس لئے یہ خطوط غیر معتبر ہوئے،

۲۔ خطوط کا بڑا نسخہ بھی سوائے مسٹر وسٹن اور اس کے بعض متبعین کے سب کے نزدیک جعلی اور محرف ہے، اس لئے وہ بھی لائق اعتبار نہیں ہے،

۳۔ چھوٹے نسخے میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے، کہ وہ اصلی ہے یا جعلی! اور دونوں جانب بڑے بڑے محققین گئے ہیں اس لئے منکرین کے قول کے مطابق یہ نسخہ بھی غیر معتبر ہے، اور جو لوگ اسے مانتے ہیں ان کے قول کی بناء پر بھی اس میں تحریف ماننے کے سوا چارہ نہیں، خواہ تحریف کرنے والا "فرقہ ایرین" کا کوئی فرد ہو، یا دیندار طبقہ کا ہو، یا دونوں میں سے کوئی ہو اس لحاظ سے یہ نسخہ بھی قابل اعتبار نہیں ہے،

غالب یہی ہے کہ یہ نسخہ جعلی ہے، جس کو دوسرے خطوط کی طرح تیسری صدی میں گھڑا گیا ہے، اور اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی جعلسازی ابتدائی مسیحی صدیوں میں نہ صرف جائز بلکہ مستحب شمار کی جاتی تھی، چنانچہ تفسیر پنباہ، انجیلیں اور رسالے بنائے گئے، جن کو عیسیٰؑ اور مریمؑ اور حواریوں کی طرف منسوب کر دیا گیا، پھر ان سات خطوط کا جعلی ہونا قطعاً مستبعد نہیں، بلکہ قرین قیاس ہے، بالکل اس طرح جس طرح دوسرے خطوط اس کی جانب منسوب کر دیئے گئے ہیں، یا جس طرح ایک تفسیر گھڑی گئی۔ اور اس کی نسبت .....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یشن کی جانب کر دی گئی، آدم کلارک اپنی تفسیر کے مقدمہ میں کہتا ہے کہ:

"وہ اصل تفسیر جو تیشن کی طرف منسوب تھی وہ معدوم ہو چکی ہے، اور جو اب منسوب کی جاتی ہے وہ علماء کے نزدیک مشکوک ہے، اور ان کا شک کرنا درست ہے"

اور اگر ہم یہ بات فرض بھی کر لیں کہ یہ خطوط اگناشس ہی کے ہیں تب بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ جب ان میں الحاق ہو چکا تو ان خطوط سے اعتماد اٹھ گیا، پھر جس طرح آگ کے بعض فقرے عیسائیوں کے نزدیک الحاقی ہیں اسی طرح ممکن ہے کہ دوسرے بعض فقرے جن کی نسبت مدعیوں کا خیال ہے کہ وہ مستند ہیں وہ بھی جعلی ہوں، اور اس قسم کی باتیں اُن لوگوں کی عادات سے مستبعد بھی نہیں ہیں، یوسی بیس اپنی تاریخ کی کتاب رابع باب ۲۳ میں کہتا ہے کہ:

"مکورنتھیہ کے اسقف دیونی شس نے کہا ہے کہ میں نے رسولوں کی درخواست پر مکتوبات لکھے ہیں، اور ان شیاطین کے جانشینوں نے ان کو گندگی سے بھر دیا، بعض اقوال کو بدل ڈالا اور بعض کا اضافہ کر دیا جس سے مجھ کو دوہرا دُکھ پہنچا، اور اسی لئے اگر کسی شخص نے ہمارے خداوند کی مقدس کتابوں میں الحاق کا ارادہ کیا ہو تو کوئی تعجب نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ لوگ ان کتابوں میں ایسا الحاق کر چکے ہیں جو اُن کے مرتبہ کی نہیں ہیں"

لہ انجیل تیشن اے ڈائیا تیسرن Diatessaron of Tatian بھی کہا جاتا ہے، جی ٹی میںلی لکھتا ہے "یہ سیریا کے کلیسا کے لئے چاروں اناجیل کو اکٹھا کر کے تیار کیا گیا تھا، لیکن اس بات کا علم نہیں کہ یہ یونانی زبان میں تھا یا سریانی میں" (ہماری کتب مقدسہ ص ۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدم کلارک اپنی تفسیر کے مقدمہ میں کہتا ہے کہ :-

"آرجن کی بڑی بڑی تصانیف ناپید ہو چکی ہیں، اس کی بہت سی تفسیریں موجود بھی ہیں، مگر اُن میں تمثیلی اور خیالی شرح بکثرت ہے جو اُن میں تحریف واقع ہونے کی زبردست دلیل ہے"

معلم میکائیل مشاقہ جو پروٹسٹنٹ کے علماء میں سے ہیں، اپنی عربی کتاب اجوبۃ الانجیلیین علی اباطیل المقلدین کی قسم اوّل فصل نمبر ۱ میں کہتا ہے کہ :-

"ان لوگوں کا اپنے اکابر متقدمین کے اقوال میں تحریف کرنا تو پہلے ہم اس کے دلائل بیان کرتے ہیں، تاکہ ہماری پوزیشن مخالفین کی طرح نہ ہو جائے، یعنی ہمارے دعاوی بھی اُن کی طرح بے دلیل نہ ہوں، پھر ہم کہتے ہیں کہ کتاب اقنین جو یوحنا فم الذہب کی طرف منسوب ہے، اور جس کی تلاوت کنیسوں میں کی جاتی ہے اس کا جو نسخہ ایک گروہ کے پاس ہے وہ دوسرے گروہ کے نسخہ سے مطابقت نہیں رکھتا، کیونکہ رومیوں کے نزدیک اس میں عند الصلوٰۃ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی پاک روح روٹی اور شراب پر نازل فرما کر ان دونوں کو گوشت اور خون میں تبدیل کر کے آسمانی کر دیں، مگر یعقوبیوں کے نزدیک اس میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ روٹی اور شراب پر روح القدس کو بھیجے"

لہ یہ کریزاسٹم Chrysostome کا عربی نام ہے، نہایت فصیح و بلیغ مقرر ہونیکی وجہ سے اسے "فم الذہب" (سونے کا منہ) کہا جاتا ہے، یہ ۳۴۷ء میں انطاکیہ میں پیدا ہوا تھا، ایک عرصہ تک قسطنطنیہ کا اسقف بھی رہا، ۴۰۷ء میں انتقال ہوا (المنجد فی العلوم)

سلہ اس میں عشاء ربانی کی رسم کا تذکرہ ہے، بات پوری طرح سمجھنے کے لئے پہلے ص ۴۳۲ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں ۱۲ تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ وہ انقلابی صورت اختیار کرلیں، لیکن آقائے مجیسرس کی امارت کے زمانہ میں لوگوں نے اس میں تغیر کر ڈالا، اور کہنے لگے کہ دونوں منتقل ہونیوالی اور انقلاب قبول کرنے والی چیزیں اس لئے بھاگ گئیں کہ رومیوں نے ان کے خلاف اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ یہ انقلاب اس سبب سے ہوا ہو مگر کیتھولک سریان کے نزدیک یوں کہا جاتا ہے کہ اپنی پاک رُوح اس روٹی پر جو تیرے مسیح کے جسد کا راز ہے بھیجدے، اس میں انقلاب پر دلالت کرنیوالا کوئی لفظ موجود نہیں ہے، اور بہت ممکن ہے کہ یہ قول نسطوری مذہب ہی کا ہو کیونکہ اس کے زمانہ میں انقلاب استحالہ کی تعلیم گرجوں میں رائج نہیں ہوئی تھی لیکن سردار یا بیطاطرائن جس نے رومی گرجے میں پھوٹ ڈالی تھی اور کیتھولک بن گیا تھا، وہ ۱۴۳۲ء میں رومیوں کے مجمع کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اس معاملہ میں یہ کہتا ہے کہ میرے پاس ہمارے قدماس کے ملقس میں یونانی عربی سریانی کتابیں موجود ہیں جن کا مقابلہ ہم نے رومی مطبوعہ نسخہ سے کیا جو

لہ اس عبارت کو ہم کافی غور و خوض کے باوجود نہیں سمجھ سکے، اہل علم کی تنقید آزمائی کے لئے اصل عربی عبارت حاضر ہے:۔ "وقالوا المنتقلان المستحیلان هربا من دعوی الروم علیهم بان الاستحالة تتم به"۔

سلہ "ملقس" کلیسا کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے قربانی، نماز، عیدوں کے اعلان وغیرہ کی دینی خدمات کا نظام، جو جماعت یا افراد ان خدمات کو انجام دیتا ہو انہیں بھی "ملقس" کہہ دیا جاتا ہے، اور "قداس" ایک خاص قسم کی قربانی ہے (المنجد فی العلوم) "تقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسلی[1] راہبوں کا ہی، ان تمام کتابوں میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں ہے جو انقلاب پر دلالت کرتا ہو، بلکہ یہ کہانی نیکفورس نے جو قسطنطنیہ کا بطریق تھا، قناس الروم میں گھڑی ہے جو نہایت ہی مضحکہ خیز ہے، پھر جب لیے قدیس کی افشین میں جو مشرق سے لے کر مغرب تک آباء کے درمیان مشہور ہے، جس کی تلاوت تمام فرقوں کے گرجوں میں ہوتی ہے، اس کے ساتھ لوگوں نے کھیل کیا، اور اپنی اغراض کے مطابق اس کی شکلیں بدل ڈالیں، اور اس قدیس کی طرف اس کی نسبت باقی رکھنے میں شرم نہیں کی، تو ایسے لوگوں کی ذمہ داری پر ہم کو کیونکر بھروسہ ہو سکتا ہے، کہ انھوں نے دوسرے آباء کے اقوال میں اپنی خواہشات کے مطابق ان کے عنوانات کو اُن کے ناموں کے ساتھ باقی رکھتے ہوئے تحریف نہیں کی ہوگی!

خود ہمارا مشاہدہ قریب کے چند سالوں کا یہ ہے کہ شماس غبریل قبلی کیتوکی نے یوحنا فم الذہب کی لکھی ہوئی تفسیر انجیل یوحنا کے ترجمہ کی تصحیح اصل یونانی نسخہ سے بڑی سخت محنت اور کثیر مصارف سے کی، اور روم کے علماء

---

[1] اس سے مراد راہبوں کا وہ فرقہ ہے جو رہبانیت کے سلسلہ میں باسیلیوس (Basile) کی پیروی کرتا ہے، باسیلیوس ۳۲۹ء، ۳۷۹ء قیصریہ کا مشہور اسقف تھا، جس نے اپنے زمانہ میں رہبانیت ترک دنیا کو ایک باقاعدہ نظام بنایا، اور اس کے اصول و قوانین وضع کئے، اگرچہ اس سے قبل پاکم مصری رہبانیت کی ابتداء کر چکا تھا، مگر اس کو ترقی دینے اور باقاعدہ بنانے کا کام سب سے پہلے باسیلیوس ہی نے کیا، اس کی کئی تصانیف ہیں، (المنجد و تواریخ کلیسائے روم) ۱۲

[2] قناس Deacon کلیسا کا ایک عہدہ ہے خادم اور ڈیکن بھی کہتے ہیں، اس کی تشریح اسی کتاب میں کسی اور جگہ کی گئی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جو یونانی اور عربی دونوں زبانوں کے بڑے ماہر ہیں، دمشق میں اس کا مقابلہ کیا، اور اس کی صحت کی شہادت دی، اور اس سے ایک محقق نسخہ اخذ کیا، لیکن سردار مکیہ جو نے شویر[1] کی خانقاہ میں اس کے چھاپنے کی اجازت نہیں دی یہاں تک کہ پادری الیکسیوس اسبانیولی اور خورم یوسف جیج ماروتی کی امداد سے اس کی کھوج کر لی، جو دونوں کے دونوں اصلی یونانی زبان سے بالکل ناواقف تھے، ان دونوں نے مذکورہ نسخہ میں اپنی مرضی کے مطابق کمی بیشی کے ذریعہ پاپائی مذہب کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لئے تصرف کیا، اور جب پورے طور پر اس کا ستیاناس کر ڈالا، تب اس کی صحت اور تصدیق کے لئے اپنی مہریں ثبت کیں، اور اس صورت سے اس کے چھاپنے کی اجازت دی گئی، پہلی جلد کی اشاعت کے بعد جب اس کا مقابلہ اُس اصل کے ساتھ کیا گیا جو رومیوں کے پاس محفوظ تھی، تب تحریف کا پتہ چلا، اور جو کرتوت انھوں نے کی تھی وہ رسوائی عالم ہوئی، جس کے نتیجہ میں شماس غبریل اس مذموم حرکت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مر گیا۔

پھر کہتا ہے کہ:-

"ہم ان کے سامنے ایک ایسی کتاب سے جو عربی عبارت والی ہے، اور جو ان کے یہاں عام طور سے مطبوعہ ملتی ہے، اُن کے سرداروں کی متفقہ شہادت بطور دلیل

---

[1] شویر لبنان کا ایک شہر ہے جس سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کی مشہور خانقاہ تھی، اسی کی طرف نسبت کر کے راہب عورتوں کو "شویریات" بھی کہا جاتا ہے، اور رہبانیت کا جو مخصوص طریقہ یہاں رائج تھا اسے شویریہ کہتے ہیں (المنجد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتے ہیں، وہ نسبتانی جلسہ کی رپورٹ ہے، جو اپنے پورے اجزاء کے ساتھ روسی گرجے سے طائفہ مارونیہ[1] کے تمام پادریوں اور اُن کے بطریک اور علماء کی جانب سے روسی کمیٹی کے سربراہ موکسینوز صاحب کی نگرانی میں پاس ہوئی، اور شویر کی خانقاہ میں کیتھولکی سرداروں کی اجازت سے چھاپی گئی، یہ کمیٹی خدمۃ العلماء پر گفتگو کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ہمارے گرجوں میں نوافیر یعنی تیئور حیات[2] پرانے موجود ہیں، اگرچہ وہ غلطیوں سے پاک ہیں، لیکن وہ ایسے قدیس لوگوں کی طرف منسوب ہیں جنھوں نے نہ اُن کو تصنیف کیا ہے۔ نہ یہ کتابیں ان کی ہو سکتی ہیں ان میں کچھ ایسی ہیں جو اسقفوں کے نام سے ہیں، جن کو کاتبوں نے اپنی فاسد اغراض کی وجہ سے داخل کر دیا ہے، آپ کے لئے خود اپنے خلاف ان کا یہ اقرار کافی ہے کہ ہمارے گرجے ان گمراہ کتابوں سے بھرے پڑے ہیں۔"

پھر کہتا ہے کہ:۔

"ہم کو خوب معلوم ہے کہ ہماری روشن خیال نسل اپنی مرضی کے مطابق تحریف کرنے کی جرأت کرنے سے قاصر ہے، اس لئے کہ وہ جانتی ہے کہ انجیل کے محافظوں کی نگاہیں انھیں دیکھ رہی ہیں، لیکن تاریک عہدوں میں پانچویں صدی سے لے کر ساتویں صدی تک جب کہ پاپا اور اسقفوں کا مطلب ایک بربری

---

[1] عیسائیوں کا یہ طائفہ "مارونی" کی طرف منسوب ہے، جو پانچویں صدی کے مشہور راہبوں میں سے ہے، اس کی خانقاہ اس کے بعد زیارت گاہ بنی، اسی کی طرف نسبت رکھنے والے عیسائی پاپائی مذہب سے زیادہ مخالفت نہیں رکھتے، صرف نام میں ممتاز ہیں کہ انھیں مارونی Maronites کہا جاتا ہے۔ (برٹانیکا، المنجد)

[2] "نوافیر یا تیئور حیات" سے مراد طقس یا دینی خدمات ہیں، یعنی وہ کتابیں مراد لیتے ہیں جن میں طقس مذکور ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت تھی جن میں اکثر لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتے تھے، اور بیچارے مشرقی عیسائی مختلف اقوام کی غلامی میں پڑجانے کی وجہ سے اپنی جانوں کی حفاظت کی فکر میں گرفتار اور بڑی تنگی میں تھے، اس وقت کے بارے میں ہم کو تحقیق سے معلوم نہیں، کیا کچھ گذرا ہوگا، لیکن جب ہم اس عہد کی تواریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری نگاہوں کے سامنے وہ نظارے آتے ہیں جو ہم کو اس سچی گریہ کی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رونے پر مجبور کرتے ہیں، جو اُس زمانہ میں مشرقی باوں پر گذ سکتا تھا۔

ناظرین ان تینوں عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں اور بتائیں کہ کیا اب بھی ہمارے سابقہ بیان میں کسی شک کی گنجائش ہے؟

نیقیہ کونسل کے قوانین میں تحریف:-

نیقادس کونسل کے منظور کردہ قوانین کی تعداد صرف بیس تھی، انہیں تحریف کرکے اور قوانین کا اضافہ کیا گیا، فرقہ کیتھولک اپنے کے قانون نمبر ۳۷ و ۳۸ پوپ کی سربراہی پر استدلال کرتا ہے یہ کتاب الثلاث عشرہ رسالہ کے نمبر مطبوعہ ۱۹۴۹ء ص ۶۸ و ۶۹ میں لکھا ہے کہ:-

---

لہ یہ شہر نیقیا یا نائس Nicaea کی طرف منسوب ہے، ۳۲۵ء میں ایک اسکندریہ کا پادری آریوس Arius نے یہ عقیدہ نشر کرنا شروع کیا تھا کہ حضرت مسیح اپنے جوہر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے مساوی نہیں ہیں، اس کے عقائد توحید کی طرف مائل تھے، اس لئے شاہ قسطنطین نے عیسائی علماء کی ایک عالمگیر کونسل نیقیا میں بلائی، جس میں باتفاق رائے بڑے جوش و خروش کے ساتھ آریوس کے نظریات کی تردید کی گئی، یہ کونسل عیسائیت کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو برٹانیکا مقالہ Nicaea

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ کمیٹی کے صرف بیس قوانین ہیں جس کی شہادت ثاؤ دورنیس کی تاریخ اور جیلاسیوس وغیرہ کی کتابیں بھی دیتی ہیں، اور مسکونی[1] کونسل نمبر ۲ بھی شہادت دیتی ہے کہ نیقاوی کمیٹی کے صرف ۲۰ قوانین ہیں ۱۲

اسی طرح اور دوسری کتابیں گھڑی گئیں، جنکو پاپاؤں کی جانب مثلاً کالیستوس ہیرسلویس کلیتوس واسکندر رومرسیلیوس کی جانب منسوب کیا گیا، کتاب مذکور کے صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ :-

پروٹسٹنٹ اور تمہارے رومی گرجے کے اکثر علماء کا اعتراف ہے کہ ان پاپاؤں کی کتابیں جھوٹی اور بے اصل ہیں ۱۲

مغالطہ نمبر ۲ کا جواب

انجیل مرقس پطرس کے بعد لکھی گئی :-

یہ بھی سراسر دھوکہ دہی اور خالص فریب کاری ہے، سنئے! آئینوس کہتا ہے کہ :-

"پطرس کے مرید اور مترجم جناب مرقس نے پطرس اور پولس کے مرنے کے بعد پطرس

---

[1] مسکونی کونسل "تاریخ عیسائیت کے اصطلاح میں اس مذہبی کانفرنس کو کہتے ہیں جو عالمگیر پیمانے پر ہوئی ہو اور دنیا کے ہر حصہ سے اس میں نمائندے شریک ہوئے ہوں ایسی کونسلیں کل پندرہ ہوئی ہیں، یہاں چوتھی کونسل سے مراد وہ کونسل ہے جو ۴۵۱ء میں خلقیدونیہ Chalcedoine میں منعقد ہوئی، اور اس میں مونوفیسی فرقہ کو خلاف شریعت قرار دیا گیا (قاموس الکتاب)

[2] یعنی یہ کہ مرقس نے اپنی انجیل پطرس کی مدد سے لکھی ہے، اور لوقا نے پولس کی اعانت سے، اور چونکہ یہ دونوں صاحب الہام تھے اس لئے یہ دونوں انجیلیں بھی الہامی ہوئیں ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نصائح کو قلمبند کیا ہے"

اور رلارڈنر اپنی تفسیر میں کہتا ہے کہ :-

"میرا خیال ہو کہ مرقس نے اپنی انجیل ۶۳ء سے ۶۴ء سے پہلے نہیں لکھی کیونکہ پطرس کے روم میں اس سے قبل قیام کرنے کی کوئی معقول وجہ ہم کو نظر نہیں آتی، اور یہ تاریخ قدیم مصنف آرینیوس کے بیان کے بالکل مطابق ہے، جو کہتا ہے کہ مرقس نے پطرس و پولس کے مرنے کے بعد انجیل لکھی ہے، باسیخ، آرینیوس کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل پطرس اور پولس کی وفات کے بعد ۶۶ء میں لکھی ہے"

باسیخ اور آرینیوس کے کلام سے یہ بات صاف ہو گئی کہ مرقس نے اپنی انجیل پطرس و پولس کی وفات کے بعد لکھی ہے[1]، اور پطرس نے مرقس کی انجیل کو یقینی طور پر نہیں دیکھا، اور جو روایت پطرس کے دیکھنے کی پیش کی جاتی ہے وہ بالکل ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہیں ہے، اسی لئے مرشد الطالبین کے مصنف نے باوجود اپنے تعصب کے نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۰ء کے صفحہ ۰، آخر لکھا ہے کہ :-

"اس کا زعم ہے کہ انجیل مرقس پطرس کے زیر نگرانی لکھی گئی ہے"

غور کیجئے لفظ زعم صاف اس پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ دعویٰ باطل ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے،

---

[1] جی، ایچ، میسنل لکھتا ہو: "مرقس کی انجیل کے مارکیس دیباچہ میں جو ۱۷۰ء میں لکھا گیا تھا، ایک اور اطلاع دیگئی ہو کہ مرقس نے پطرس کی وفات کے بعد انجیل لکھی تھی اور یہ خیال صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے" (راہنمای کتب مقدسہ، ص ۳۳۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولس نے انجیل لوقا کو نہیں دیکھا:۔

اسی طرح پولس نے بھی لوقا کی انجیل کو نہیں دیکھا، دو وجہ سے:۔

۱۔ اول تو اس لئے کہ آجکل علماء فرقہ پروٹسٹنٹ کا راجح قول یہ ہے کہ لوقا نے اپنی انجیل ۶۳ء میں لکھی تھی، اور اس کی تالیف انطاکیہ میں ہوئی،

دوسری جانب یہ محقق ہے کہ مقدس پولس نے ۶۳ء میں قید سے رہائی پائی تھی، پھر کسی صحیح روایت سے مرتے دم تک اُس کے حال کا پتہ نہیں چلتا، لیکن غالب یہی ہے کہ رہائی کے بعد وہ اسپانیہ اور مغرب کی طرف چلا گیا تھا، نہ کہ مشرقی گرجوں کی طرف، اور انطاکیہ مشرقی شہروں میں سے ہے، اور غالب گمان یہ ہے کہ لوقا نے اپنی انجیل سے فارغ ہونے کے بعد اس کو تھیفلس کے پاس بھیج دیا تھا، جو درحقیقت انجیل کی تالیف کا باعث تھا[1]۔

مرشد الطالبین کا مصنف نسخہ مطبوعہ ۱۸۲۳ء جلد ۲ فصل ۲: صفحہ ۱۹۱ میں لوقا کے حال میں یوں لکھتا ہے کہ:۔

"چونکہ لوقا نے پولس کی..... رہائی کے بعد اس کا کوئی حال نہیں لکھا[2]، اس لئے کسی صحیح روایت کی بنا پر رہائی سے موت تک اس کے سفر وغیرہ کا حال کچھ معلوم نہیں ہوتا"

لارڈ نر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۷۲۸ء جلد ۵ صفحہ ۳۵۰ میں کہتا ہے کہ:۔

"ہم چاہتے ہیں کہ اب حواری کا حال اس وقت سے (یعنی رہائی کے وقت سے)

---

[1] لوقا نے اپنی انجیل کی ابتداء میں تصریح کی ہے کہ یہ کتاب تھیفلس کے لئے لکھی جارہی ہے ۱۲

[2] یعنی کتاب اعمال میں ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت تک۔ مگر تواریخ کے بیان سے کچھ بھی مدد نہیں ملتی، عہد جدید کی دوسری کتابوں سے البتہ کچھ تھوڑی مدد ملتی ہے۔ متقدمین کے کلام سے کچھ زیادہ مدد نہیں ملتی، اور اس معاملہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ رہائی کے بعد کہاں گیا"۔

ان دونوں مفسروں کے کلام سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کے مقدس کا کوئی حال رہائی سے موت تک کسی صحیح روایت سے ہرگز معلوم نہیں ہوتا، اس لئے بعض متاخرین کا یہ گمان کہ آزادی کے بعد وہ مشرقی گرجوں کی طرف چلا گیا تھا قطعی حجت اور سند نہیں ہو سکتا، رومیوں کے نام خط کے باب ۱۵ آیت ۲۴ میں ہے کہ:۔

"مگر چونکہ اب ان ملکوں میں جگہ باقی نہیں رہی اور بہت برسوں سے تمہارے پاس آنے کا مشتاق بھی ہوں اس لئے جب اسپانیہ کو جاؤں گا تو تمہارے پاس ہوتا ہوا جاؤں گا کیونکہ مجھے امید ہے کہ اس سفر میں تم سے ملتا ہوا"

دیکھئے ان کا مقدس صاف کہہ رہا ہے کہ اس کا ارادہ اسپانیہ جانے کا ہے، اور کسی بھی صحیح اور قوی دلیل روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ رہائی سے قبل اُدھر گیا ہے۔ اس لئے غالب یہی ہے کہ وہ رہائی کے بعد اُدھر گیا ہوگا۔ کیونکہ اس کے ارادہ کے فسخ کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی، کتاب الاعمال باب ۲۰ آیت ۲۵ میں یوں ہے کہ:۔

"اب دیکھو میں جانتا ہوں کہ تم سب جنکے درمیان بادشاہی کی منادی کرتا پھرا میرا منہ پھر نہ دیکھو گے"

یہ قول بھی اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ اس کا ارادہ مشرقی گرجوں کی جانب جانے کا تھا، کلیمنس رومی اسقف اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"پولس سارے عالم کو صداقت کا سبق پڑھانے کیلئے انتہا تک ملک مغرب میں چلا گیا اور پاک جگر والا ہو گیا"

یہ قول بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مغرب کی جانب گیا تھا نہ کہ مشرقی گرجوں کی جانب،

۲، لارڈ نر نے پہلے تواریخوس کا قول یوں نقل کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولس کے مقتدی لوقا نے ایک کتاب میں وہ بشارت لکھی ہے جس کا وعظ پولس نے کہا تھا۔

پھر کہتا ہے کہ :۔

"یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ یہ (یعنی لوقا کا انجیل لکھنا) مرقس کے اپنی انجیل لکھنے کے بعد واقع ہوا اور پولس و پطرس کی وفات کے بعد"

اب اس قول کی بناء پر پولس کا لوقا کی انجیل کو دیکھنا قطعی ممکن نہیں ہے، اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ پولس نے لوقا کی انجیل کو دیکھا بھی تھا، تب بھی ہمارے نزدیک اس کا دیکھنا کالعدم ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اس کا قول الہامی نہیں ہے، پھر کسی غیر الہامی شخص کا قول پولس کے دیکھنے سے الہامی کیونکر ہو سکتا ہے!

جلد اوّل تمام شد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

مرتبہ :- جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب (پیرس)

"بائبل سے قرآن تک" کی پہلی اشاعت کے بعد بحمد اللہ یہ کتاب بہت سے اہل علم و نظر کی نگاہ سے گذری، اور اس کے بارے میں بعض مفید مشورے بھی موصول ہوئے، اس سلسلے میں عالم اسلام کے نامور محقق جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے (جو آجکل پیرس میں مقیم ہیں) بطور خاص بڑی محنت اٹھائی ہے، اور وہ اظہار الحق کے اس اردو ترجمے کو علمی و تحقیقی مقاصد کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کیلئے کتاب کے فرانسیسی ترجمے کی مدد سے اس کا ایک ایسا اشاریہ مرتب کرنے میں مصروف ہیں جس میں فرنچ تلفظ کا صحیح املاء ساتھ دیا جائے، ابھی یہ اشاریہ زیر ترتیب ہے اور انشاء اللہ مرتب ہونے پر اسے شائع کر دیا جائے گا، ایک ضروری کام انھوں نے یہ کیا ہے کہ "اظہار الحق" کے فرانسیسی مترجم نے ترجمے کے ساتھ اصل کتاب پر کچھ حواشی تحریر کئے تھے، ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان میں سے اہم حواشی کا اردو میں ترجمہ کر کے بعض جگہ کچھ مزید معلومات جمع کر دی ہیں، ذیل میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی یہ کاوش بطور ضمیمہ پیش کی جا رہی ہے، یہ حواشی تینوں جلدوں سے متعلق ہیں، (محمد تقی عثمانی)

فرانسیسی ترجمے کے مفید ترجمانیے

(حوالے موجودہ ترجمے کے صفحے اور سطر کے دیئے گئے ہیں)

(اردو صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۰) : ہمارا مؤلف HORNE کی کتاب کو لارڈنر LARDNER کی طرف منسوب کرتا ہے، نیز بشپ ہورسلے HORSLEY کی "کتاب مشروح" COMMENTARIES کو، اور بشپ واٹسن WATSON کی کتابوں کو جو متعدد ہیں صرف "واٹسن کی کتاب" سے موسوم کرتا ہے [مگر یہ وضاحت نہیں کرتا کہ آیا "جوم نے متعدد کتابوں کے حوالے دیئے ہیں یا صرف کسی ایک کتاب کے، (محمد حمید اللہ)]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص ۲۳۴ سطر ۴): کیتھولک ہیرالڈ CATHOLIC HERALD ایک ہفتہ وار اخبار تھا جو شہر فلاڈلفیا (امریکا) سے شائع ہوا کرتا تھا،

(ص ؟): عیسائی عقائد میں تثلیث کو خدا سے واحد کے تین اقنوم HYPOSTASE کہا جاتا ہے، یہ اصطلاح جو فلسفۂ افلاطون کے شائق استعمال کرتے ہیں، وہ پرانے بے دین لوگوں PAGANS سے مستعار لی گئی ہے

(ص ۳۲۱، س ۷): ٹرلو TRULLO کا پادریا: اجتماع، یہ ساتواں عالمگیر کلیسائی اجتماع (کونسل COUNCIL) ہے، جو قسطنطنیہ میں ۶۹۲ء میں منعقد ہوا تھا، اس کے لئے دعوت شہنشاہ جسٹی نین ثانی JUSTINIAN نے دی تھی، یہ قصر شاہی کے ایک کمرے TRULLO میں منعقد ہوئی، اس لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ اس کو "پنج ششتی کونسل" QUINSEXTUM بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس میں پانچویں اور چھٹی کونسل کی قرار دادوں کی توثیق کی گئی تھی،

(ص ۳۲۲، س ۸): اردو میں کملوس، اصل عربی میں کالوس (حمید اللہ)، معلوم نہیں کیا مراد ہے، GALLUS، CALLUS، CALOUS، CLOUS ؟ شاید کالون CALVIN مراد ہو، مگر یہ صرف "کالوس" (یا کالون) ہی کی رائے نہیں ہے کہ "یہ کتابیں ہر جگہ پڑھی نہیں جاتی ہیں"۔ بہت سے دیگر مؤلف بھی اس کا ذکر کرتے ہیں، چنانچہ تھامس وارڈ THOMAS WARD کے مطابق ڈاکٹر بلسن BILSON کا اور نارٹن NORTON کا بھی یہی کہنا ہے کہ کتب مقدسہ کو ہر جگہ کامل طور پر قبول نہیں کیا جاتا تھا، حتیٰ کہ خود بیسی بیس کے زمانے میں (ص ۳۳۱، س ۱۶): یہ خلاصہ ہے نارٹن (اردو میں ٹورٹن چھپا ہے (حمید اللہ)) کی کتاب EVIDENCES OF THE GENUINENESS OF THE GOSPELS جلد دوم، صفحہ (۴۳۲) مطبوعہ لندن ۱۸۴۷ء کا،

(ص ۳۶۵، آخری سطر): "یحییٰ کی قبر!": یہ بھی خلاصۂ بیان ہے،

(ص ۳۸۵، س ۱۰): انتالیسواں اختلاف، زیادہ صحیح ہوتا اگر آیت (۱۶) و (۲۲) کہا جاتا، جو حاشیہ ہیں،

(ص ۴۴۹، س ۷): "۱۲۴۔ یحنہ" اور متی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یہ سرکہ پیا" مگر یہ پوری طرح درست نہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص ۴۸۵، س ۱۱): "۲۴۔ کتاب پیدائش ۶ "یہ عام مروّج بائبل VULGATA کے مطابق ہے، جس میں لکھا ہے کہ "میری روح ابدی طور پر انسان کے ساتھ نہ جھگڑے گی کہ، اپنی گمراہی میں، وہ گوشت [کے لوتھڑے] کے سوا کچھ بھی نہیں، ان کے دن..." لیکن اوسٹروالڈ J.F. OSTERVALD کی شائع کردہ بائبل کے الفاظ ہیں، "میری روح انسانوں سے ہمیشہ نہ جھگڑے گی، کیونکہ وہ بھی آخر گوشت [کا لوتھڑا] ہی ہیں، ان کے دن..."

(ص ۴۶۴، س ۸، نیز ص ۴۶۵، س ۱): "تیری مکر رتعمیر کبھی نہ ہوگی ..." اور "مصر سے ..." — ان دونوں جملوں کا خلاصہ دیا گیا ہے، اقتباس لفظ بہ لفظ نہیں [خود عربی میں "ملخصاً" لکھا ہے، یہاں اردو ترجمے میں ایک پوری عبارت چھوٹ گئی ہے، عبرانی میں ہے: "واعطیتك [صخرة] صفية وتصير لبنين [لشياكات دلن شبنى] "اس جملے کے ترجمے کے بغیر حاشیے کا مطلب سمجھ میں نہ آئے گا۔ (حمید اللہ)]

(ص ۴۸۲، س ۱): "قبیلہ، جس کا نام اُورم تھا ۶۳۹/۱ "حوالہ صحیح نہیں، شاید ۶۲۹/۲ مراد ہے، مگر وہاں ہوزن اس بات کے بالکل برعکس بیان کرتا ہے جو ہمارے مؤلف نے ... کی طرف منسوب کی ہے،

(ص ۵۰۵، س ۱) پالس اور شانز PALEY & CHANNING مگر یقینی نہیں، [؟]

(ص ۵۱۲، س ۳): "اگزنڈر کیتھ A. KEITH کا بیان کہ عیسائی مذہب کی صحت اس بات سے ثابت ہوگئی کہ اس کی پیشینگوئیاں پوری ہوگئیں — یہاں اقتباس لفظ بہ لفظ نہیں دیا گیا ہے۔

(ص ۵۴۱، س ۹): یہ ہوزن کے بیان کا خلاصہ ہے،

(ص ۵۴۹، س ۱۴): [اصل عربی میں "باسویر" سے پہلے ہے، اس باب میں نکات کے سامنے نمبر اردو میں حذف ہوگئے ہیں، (حمید اللہ)] نمبر (۱۰) بہ ظاہر ہمارا مؤلف ذیل کی فرانسیسی کتاب کے انگریزی ترجمے کا اقتباس دینا چاہتا ہے جو کیمبرج میں چھپا: بوسوبر BEAUSOBRE اور لاں فاں L'ENFANT کی فرانسیسی کتاب "عہد جدید کے مطالعے کی تمہید" INTRODUCTION A LA LEETURE DU NOUVEAU TESTAMENT آمسٹرڈام (ہالینڈ) میں چھپی تھی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص ۵۸۱، س ۱): [یہاں بھی نکتہ بلا اردو میں لکھا جانا چھوٹ گیا ہے (حمید اللہ)]

نکتہ ۱۰: اصل میں شولز [صحیح: شولتس] SCHULZE کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے ہورن نے بیان کیا ہے کہ یہ مؤلف حضرت موسیٰ کو ایک افسانوی اور خرافاتی شخصیت قرار دیتا ہے، اگی جرمنوں کی یہی رائے ہے، واتے DATHE اور اکہارن [صحیح: آلیش ہورن] بھی یہی رائے رکھتے ہیں،

(ص ۵۸۰، س ۹): "پھر [نورٹن، مگر اصل عربی میں نورتن ہے (حمید اللہ)] صفحہ ۶۱۰ پر [اصل عربی میں ۶۱۱ ہے (حمید اللہ)] کہتا ہے۔" — نورٹن NORTON کا پہلا ایڈیشن مورخہ ۱۸۲۷ء اس کے دوسرے ایڈیشن سے بہت مختلف ہے، مذکورہ اقتباس بعینہ مجھے ملیح آبادی میں ملا، اس دوسرے ایڈیشن میں ۱/۲۰۹ پر ایک عبارت ہے، جو دیتے ہوئے اقتباس سے کم و بیش مماثل ہے،

(ص ۶۳۸، س ۷): یہ لارڈنر LARDNER کی عبارت نہیں بلکہ اس کا خلاصہ ہے،

(ص ۶۳۹، س ۱۴): "۲۲ زبور ۳۱/۱۲" یہ اصل میں زبور ۲۲/۱۴ ہے، (یہاں عام مروّج بائبل VULGATA اور پراٹسٹنٹوں کی بائبل وغیرہ میں باہم اختلاف ہے)۔

(ص ۶۴۱، س ۱۸): نمبر ۳۴ ہورن نے عبرانی عبارت کا بغلط تصحیف ہوا ہونا صرف ملاخیا کی عبارت کے متعلق بیان کیا ہے، دیگر عبارتوں کی اس نے توجیہ و تاویل کر دی ہے،

(ص ۶۴۵، س ۵ اور ۶ کے مابین): [اردو ترجمہ میں کئی سطری عبارت چھوٹ گئی ہے، جو یہ ہے: "شاہد نمبر ۳۳ - پولس کے مکتوب اول بنام تیمتھیوس کے باب ثالث کی آیت ۱۶ لکھی ہے کہ: اللہ جسد میں ظاہر ہوا، کریساج [صحیح: کرائس باخ] کہتا ہے کہ یہاں لفظ 'اللہ' غلط ہے، صحیح ضمیر غائب ہی، یعنی کہا جائے کہ: 'وہ'۔ اس کے بعد مطبوعہ شاہد نمبر ۳۳ کو ۳۴ اور ۳۴ کو ۳۵ پڑھا جائے، (حمید اللہ)] شاہد نمبر (۳۳) - یہ عام مروّج بائبل کی عبارت ہے،

(ص ۶۵۷، س ۶): نمبر ۸ - کلارک A. CLARKE نے بیان کیا ہے کہ یہ ساری آیت مجھے الحاقی معلوم ہوتی ہے، (دیکھو کتاب اعداد ۲۱/۴)

(ص ۶۶۷، س ۸): نمبر ۲۱ — اس بارے میں عام مروّج بائبل VULGATA اور دیگر اڈیشنوں میں فرق ہے،

(ص ۶۷۱، س ۳): نمبر ۲۶ — ہورسلے HORSLEY نے کینی کاٹ KENNICOTT کے اوہام کو نقل کر کے اس کی تردید کی ہے، اور بیان کیا ہے کہ یہاں عبارت کا الحاق و اضافہ نہیں ہوا ہے بلکہ محض نقل مقام ہو گیا ہے، اور یہ کہ باب سابق (یعنی ۱۶) کی دس آخری آیتیں اصل میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب (۱۸) کی آیت (۹) اور (۱۰) کے مابین آ گئی ہیں، نیز یہ کہ باب (۱۷) کا تعلق باب (۱۶) کی آیت (۱۳) سے ہے، اور وہ اس باب کے بعد آتا ہے، اور اس طرح ساری دشواری رفع ہو جاتی ہے۔

(ص ۶۷۵، س ۱): "جویل JEWEL اور وارڈ WARD"۔ اصل میں صرف جویل نے یہ بیان کیا ہے کہ مرقس کو دھوکہ ہوا ہے، اس کے برخلاف وارڈ اس بیان کو نقل کر کے اس کی تردید کرتا ہے۔

(ص ۶۹۰، س ۱۱): نمبر ۴۰ — ہوژن کے اقتباس میں تراش خراش ہوئی ہے، وہ تو یہ بیان کرتا ہے کہ ان عبارتوں کی صحت کی تائید ڈاکٹر مل MILL، ڈاکٹر وہٹلے WHETLEY بشپ مڈل ٹن MIDDLETON، ہرمن ہان HEUMANN، میشائلس MICHAELIS اشٹورر STORR، لینگوس LANGUIS، ڈیٹمرس DETTMERS، اشٹوڈلن STEUDLIN، کوئی نوئل KUINOEL اور ڈاکٹر بلوم فیلڈ BLOOMFIELD نے کی ہے۔

(ص ۷۰۶، س ۹) نمبر ۱۱: انیسویں آیت: اصل میں یہ پچھلی کتاب باب (۱۲) میں ہے۔

(ص ۷۰۸، س ۷، ۸) نمبر ۱۳: مکتوب بنام رومیان ۱۳/۲، ۱۸ یہاں کلارک A. CLARKE نے ان آیتوں کی صحت کی تائید اور تردید کرنے والی ساری چیزوں کو تفصیل سے نقل کر کے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے: "اگر یہ آیتیں زبور میں الحاقی ہیں تو یہ الحاق بہت قدیم زمانہ میں ہوا ہوگا، کیونکہ جیروم JEROME [وفات ۴۲۰ء (حمید اللہ)] نے جیسے عبرانی عبارت سے انقباض ہے، اس کی شہادت دی ہے، اور کہا ہے کہ ان کے زمانہ میں یہ آیتیں سارے گرجاؤں میں پڑھی جاتی تھیں، جیروم سے کس قدر قبل یہ الحاق ہوا ہے۔ یہ ہم بیان نہیں کر سکتے، اور یہ کہ یہ آیتیں ربانی الہام کا ایک قیمتی ٹکڑا ہیں، اس کا ذکر پطرس رسول کے مکتوب بنام اہل روما ۳/۱۳-۱۸ میں ہے، اس کی تردید سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا دیکھو روزن ملر ROSENMÜLLER، کنی کاٹ KENNICOTT، اور ڈے روسی DE ROSSI کی کتابیں۔"

(ص ۷۱۰، س ۹): سب سے پہلے ہیلز HALES (؟ ہیلز، ہالیس؟) نے یہ انکشاف کیا، یہ عبارت ہوژن کے ہاں نہ ملی، ممکن ہے کہیں ضمنی طور پر اس کے ہاں اس کا ذکر آیا ہو، کتاب میں اشاریہ نہ ہونے سے اس کا پتہ چلانا آسان نہیں، (پھر دو صفحے کے حاشیے ہیں)،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص ۷۳۸، س ۱): "جب پطرس نے اپنے مکتوب اول کے باب (۲) کی آیت (۶) لکھی"
— یہ حوالہ صحیح نہیں معلوم ہوتا،

(ص ۷۴۵، س ۱): "سینوپ کے اکویلا AQUILLA DE SINOPE نے عبارت
کا یہ ترجمہ کامل نہیں، بہت مختصر خلاصہ ہے،

(ص ۷۵۳، س ۶)، "نمبر (۲۹)۔ مذکورہ بیان وارڈ سے ماخوذ ہے" — یہ اقتباس لفظی نہیں
ہے، اصل عبارت یوں ہے: "(۱) مسٹر کارلائل CARLISLE نے اعتراف کیا ہے کہ انگریزی
ترجموں نے مفہوم کو بگاڑ دیا، حقیقت کو مدھم کر دیا، اور ناواقف کو بھٹکا دیا ہے، نیز یہ کہ بہت سے
مقاموں پر انھوں نے کتاب مقدس کو توڑ موڑ DISTORT دیا ہے، جس سے صحیح مفہوم بدل
گیا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود روشنی سے زیادہ تاریکی میں، اور حق سے زیادہ باطل میں ہیں۔
(۲) کتاب مقدس کو بگاڑنے CORRUPTION کی اس عظیم برائی کو مسٹر براؤٹن BROUGHTON
جیسے انتہائی جوشیلے نے بھی اس شدت کے ساتھ محسوس کیا تھا کہ وہ مجلس شاہی کے امرا۔ LORDS
OF THE COUNCIL کو ایک خط لکھنے پر مجبور ہوا کہ ان کی رائے میں ضرورت ہے کہ وہ
جلد سے جلد نیا ترجمہ کرائیں، اور وہ لکھتا ہے: "کیونکہ اب جو ترجمہ انگلستان میں پایا جاتا ہے وہ اغلاط
سے پُر ہے"، اور عبارتوں کو بگاڑنے کی مثالوں کے سلسلے میں وہ بشپوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ:
"ان کا انگریزی ترجمہ کتاب مقدس ایسا ہے کہ وہ عہد قدیم کی عبارت کو (۳۸) مقاموں پر
بگاڑتا ہے، جس کی وجہ سے لاکھوں، کروڑوں لوگ جہنم جا رہے ہیں (یعنی عیسائیت) کو قبول کرنے سے
انکار کرتے ہیں، اور ابدی جہنم کے مستوجب ہو رہے ہیں"

(ص ۸۳۲، آخری سطر): نمبر ۱۶ "ڈی آلی DYLY" صحیح تلفظ ڈایلی (حمید اللہ)
اور رچرڈ منٹ MANT کی شرح میں ڈین [پادری] اسٹانہوپ STANHOPE
[اسٹان ہوپ (حمید اللہ)] کا قول" مندرجہ الفاظ جو مذکورہ شرح میں ہیں، وہاں لکھا
یہ ہے کہ ہماری بات کی اساسی تصدیق اور ہماری ابدی نجات اس وعدے پر مبنی ہے (جو خدا نے
حضرت ابراہیم سے کیا تھا)، نہ کہ قانون (یعنی تورات) پر، اور یہ قول ڈاکٹر ہامنڈ HAMMOND
کا ہے کہ "مسیح اور انجیل کے ماقبل زمانے میں خدا نے ہمیں قانون (؟ تورات) کی معاشیات کے ماتحت
اور تابع کیا تھا، اور نظم وضبط کے سلسلے میں ہم امیدواروں اور توقع کنندوں کی حالت میں تھے
تا آنکہ انجیل کے نزول کا زمانہ آئے" ذرا آگے ایک اور مقام پر اسی مؤلف ڈاکٹر ہامنڈ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائل PYLE کے حوالے سے اور قانون (کی آیت ۲۴) کے مطابق کہا ہے کہ "نامکمل حالت میں قانون بھی نامکمل ہوتا ہے"! اور تب اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ "ہم میں ضبط و نظم برقرار رکھے، ہمیں تعلیم دے، اور ہماری طبیعت کو اس بات کے لئے تیار کرے کہ زیادہ بلند اور زیادہ مقدس نظام انجیل کو ہماری اساسی تصدیق کے طور پر قبول کیا جا سکے"۔ قانون ایک معلّم اور مدرسے کے ایک استاد کے مماثل ہے، اور جو لوگ اس قانون (؟ تورات) کے ماتحت زندگی گذارتے تھے، وہ زیر کفالت نابالغوں کے سے تھے، بلکہ ننھے بچوں کی طرح سے تھے؛ نتیجۃً انجیل کے توسط سے لایا ہوا ایمان اعلیٰ تعلیم دینے والے پروفیسر اور یونیورسٹی میں درس کی کرسی پر فائز شخص کے مماثل ہے؛ جب آدمی اس قابل ہوتا ہے کہ پروفیسر کے درس میں شریک ہو سکے تو اسے اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی کہ مدرسے کے معلّم سے درس لے، خود تیمتھیس یا ول (آیت ۲۵ میں) بیان کرتا ہے کہ ایمان کی آمد کے باعث ہمیں اس معلّم کی ضرورت نہ رہی تھی اور ستر والڈ کی فرانسیسی بائبل میں [معلّم کی جگہ] رہنما و قائد CONDUCTEUR کے الفاظ ہیں، کیا اس ساری بحث سے ضمناً یہ بات انتہائی مثبت طور پر واضح نہیں ہو جاتی کہ حضرت مسیح کے قانون نے حضرت موسیٰ کے قانون کو منسوخ کر دیا،

(ص ۸۹۹، س ۱)؛ "مقریزی... جرّان" موس ہایم MOSHEIM کے مطابق ملکانی MELCHITE فرقے کے عیسائی راسخ العقیدہ ORTHODOX عیسائی ہیں، کیونکہ محفل کانسیدون [CHALCEDON] حال: قاضی کوٹی، استانبول کے ایشیائی ساحل پر (حمید اللہ) کی قراردادوں پر جمے ہوئے ہیں، اور نتیجے کے طور پر قسطنطنیہ کے شہنشاہی (بیزنطینی) دربار کے مذہب پر قائم ہیں، اور چھٹی صدی عیسوی میں انھوں نے بدنام (ملکانی یعنی بادشاہی) فرقہ کا نام اس لئے اختیار کیا کہ اپنے آپ کو یعقوبی JACOBITE فرقے سے ممتاز کریں، لیکن زمانہ حال کے فرقہ ملکانی کے عیسائی شام اور مصر کے "متحدہ اغریقی" UNITED GREEK فرقے والے ہیں، اور ایک زمانے میں اُن کا بطریرک یہی کمیوس مظلوم تھا، (جسے MADHLOUM اور لاطینی لوگ MAZLOUM لکھتے ہیں) اور جس کا ابھی اوپر ذکر آیا، اس فرقے کو اغریقی کیتھلک GREEK CATHOLIC کا بھی نام دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ کلیسائے رُوما کی سرداری کو تسلیم کرتے ہیں، بوذانی فرقے BODHAMITE یا BODHANIAN کے متعلق مجھے موشہایم MOSHEIM

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں کوئی چیز نہ ملی، کتاب "اظہار الحق" کے عربی ناشر نے حرف "ب" کو "سی" کر دیا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ شہرستانی کے مطابق اس فرقے کا نام "یدعانی" ہے، نیز..... "معتربہ" MAQARABA اور یہ لوگ ہمذان کے یدعان نامی ایک شخص کے متبع ہیں، جس کا نام مؤلف نے یہودا (یودا) لکھا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہرستانی ان کو ایک یہودی فرقہ سمجھتا ہے، اور ان کا ذکر فرقۂ سامریہ SAMARITAN کے ساتھ کرتا ہے، شہرستانی مزید برآں یہ بیان کرتا ہے کہ آریوس ARIUS نے مسیح ؑ کے متعلق اپنے عقائد ان تصورات سے اخذ کئے ہیں، جو اس فرقے نے اُلوہیت کے متعلق پھیلائے تھے، واضح رہے یہ فرقہ آریوس [فوت ۳۳۶ء (رحمہ اللہ)] سے چار سو سال پہلے گذرا ہے، یعنی حضرت مسیح ؑ سے بھی قبل، رہے مرقولی MARCOLITE، بہ ظاہر [بمطابق مؤلف مقریزی کے ہاں] ایک طباعتی غلطی ہے، شہرستانی ان کو "مرقیانیہ" لکھتا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ ان سے مراد مارسیونی MARCIONITES ہیں۔

عربی حصہ دوم

مطلب مہم (اردو صفحہ ۱۰۳۶، آخری سطر) باب اوّل کے آخر میں "اظہار الحق" کے باب کے پڑھنے پر ایک سے زیادہ یوروپی [غیر مسلم] ہنس پڑے گا، لیکن جو لوگ کسی خدائی وحی پر اعتقاد رکھتے ہیں، اور بائبل کی صحت کو مانتے ہیں، وہ مجھے خوف ہے کہ بہت سی چیزوں پر محسوس کریں گے کہ وہ پکڑے گئے ہیں، اگر صفحہ ۴۵ (اردو) پر نقل شدہ کتاب تثنیہ DEUTERONOME کی عبارت، خاص کر ۱۸، جو کہ ہمارا مطلب نقل نہیں کرتا، مگر جو حسب ذیل ہے:

"اگر کوئی نبی اتنا مغرور ہو کہ وہ میرے [یعنی خدا کے] نام پر کوئی ایسی چیز بیان کرے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہ دیا ہو، یا یہ کہ وہ دیگر دیوتاؤں کے نام پر کچھ بیان کرے تو ایسا پیغمبر مر جائے گا"

اگر یہ حقیقت میں خدا کا قول ہے اور کوئی جھوٹی فرضی عبارت نہیں، تو اُن تمام لوگوں پر جو بائبل پر اعتقاد رکھتے ہیں، واجب ہوگا کہ [حضرت] محمدؐ کو ایک سچے نبی کے طور پر قبول کریں، کیونکہ [اپنے دعوائے نبوت کے باوجود] نہ صرف یہ کہ وہ مرے نہیں بلکہ ترسٹھ سال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر تک زندہ رہے، اور ایک دین کی تاسیس کی جو آٹھ یا نو سو سال تک ساری دنیا پر حکومت کرتا رہا، اور آج ہمارے زمانے میں بھی اتنا ہی مضبوط اور غیر متزلزل ہے جتنا اپنے مؤسس کے زمانے میں، ممکن ہے اس کا شاید یہ کہہ کر جواب دیدیا جائے کہ کتاب تثنیہ کی اس عبارت سے مراد [صرف] یہودیوں کے پیغمبر ہیں،

[ایک بالکل مماثل ذکر قرآن مجید سورۃ الحاقۃ ۴۴ تا ۴۷ میں بھی ہے کہ پیغمبر جھوٹ بولے تو فوراً اس کی رگِ جاں کاٹ دی جائے گی، لیکن یہ بچے پیغمبر کے عمداً جھوٹ بولنے کے متعلق ہے نہ کہ نبوت کا جھوٹا دعوا کرنیوالے کے متعلق، مقصد کہنا یہ ہے کہ نبی کی ہر بات سچی اور الہامی ہے، (حمید اللہ)]

(ص ۱۰۷۸، س ۱): "چارلس روجیر" کی کتاب مجھے دستیاب نہ ہو سکی، [عربی املاء روجیر کے متعلق گمان ہوتا ہے کہ ایسے مولانا نے کسی مصری یا شامی عربی کتاب میں پڑھا ہے، ان علاقوں میں "ژ" کو "ج" لکھتے ہیں، اور یہ نام اگر ROGERS ہے تو اس کا فرانسیسی تلفظ روژیر ہوتا ہے، آخری "S" تلفظ میں ساقط ہو جاتا ہے (حمید اللہ)]

(ص ۱۰۹۲، س ۲): نمبر ۲۶ - یہ عبارت [بائبل کے] مختلف ترجموں میں مختلف ہے، وستروالڈ OSTERVALD، ودوائی DIODATI وغیرہ،

(ص ۱۱۰۷، س ۷): تیسرا اعتراض — متی ۲۶/۲۹، نیز مرقس ۱۴/۲۵ اور لوقا کے مطابق حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ میں اب شراب دوبارہ اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک تمہارے ساتھ پینے کا موقع نہ ملے، یعنی نہ جنت HEAVEN میں پئیں گے، لوقا کے الفاظ سے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہاں [پینا ہی نہیں] کھانا بھی ہوگا، "میں دوبارہ اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ یہ بات خدا کی بادشاہت میں پوری نہ ہو جائے"، کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ جب عید الفصح خدا کی بادشاہت میں پوری ہو جائے گی، تو حضرت عیسیٰ غذا کھائیں گے، عید الفصح دنبے کے بغیر نہیں منائی جاتی، اور جب حضرت [عیسیٰ] نے آخری عید الفصح منائی تو اس وقت بھی دنبہ موجود تھا، اگر یہ بات صحیح ہے کہ خدا کی بادشاہت میں عید الفصح کے موقع پر لوگ غذا کھائیں گے تو یہ فرض کرنے کا حق ہے کہ وہاں دنبے بھی ہوں گے، اور اگر وہاں دنبے ہوں تو لازم ہے کہ وہاں مینڈھے اور مینڈھیاں بھی ہوں، اور بطور نتیجہ یہ بھی کہ وہاں چرنے کے لئے گھاس بھی ہو، پانی بھی ہو، وغیرہ وغیرہ، ان حالات میں مسیحیوں کی جنت مجھے قرآنی جنت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ روحانیت والی نظر نہیں آتی۔ ان حالات میں وہاں صرف حوروں کے ہونے پر کیوں اس قدر شور کیا جاتا ہے؟ مزید برآں سینٹ پاول کے مطابق جو "آسمانوں کا بڑا حواری" ہے، جنت کئی منزل ہوگی، کیونکہ خود سینٹ پاول کا تیسرے آسمان پر دل لبھایا گیا تھا، جنت کے کئی منزلہ ہونے کی تائید حضرت عیسیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انجیل یوحنا [۱۴/۲ (حمید اللہ)] میں ہے کہ "میرے باپ کے مکان میں متعدد مسکن ہیں" کیا اس کا امکان نہیں کہ نہریں، میوے وغیرہ ان منزلوں میں سے ایک میں ہوں، اور روحانی لذتیں ایک دوسری منزل پر ہوں؟

[ناچیز مترجم محمد حمید اللہ ادب سے کچھ اور بھی عرض کرے گا (۱) عیسائیوں کے عقائد زمانوں کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، چوتھی صدی عیسوی کے نہایت مستند اور راسخ العقیدہ مؤلف پادری میخائیل سوری MICHEL LE SYRIEN کے مطابق جنت میں ساری مادی لذتیں ہی نہیں بلکہ خوبصورت حوریں بھی ہیں،

(۲) اسلامی جنت ایک عام لمبا کمرہ نہیں جس میں بے شمار بستر ہوں، اور ساری اولاد آدم وہاں غربا غربا کی طرح آکھٹی رہتی ہو، بلکہ ہر انسان یا ہر جوڑے کے لئے اس کا اپنا ایک مستقل اور علیحدہ محل ہوگا، جس میں مستقل باغ اور نہریں، خدمتگار اور ضروریات زندگی ہوں گے ظاہر ہے کہ انفرادی قصر زیادہ موزوں ہیں، بہ نسبت غریب بورڈنگ ہاؤس یا شفاخانے کے سونے کے لیے مشترک کمرے کے، اس میں کوئی مانع نہیں، کہ ان انفرادی جنتوں کے مجموعے کے اطراف ایک احاطے کی دیوار ہو جس میں متعدد دروازے ہوں، تاکہ غیر جنتی لوگ وہاں چپکے سے گھس نہ آئیں،

(۳) اس اسلامی جنت کے متعلق صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ وہاں کی نعمتوں کو دیکھا سنا ہوا ہونا تو کیا، اس کا کسی کے دل اور ذہن میں تصور بھی نہیں آسکتا، اور بخاری و مسلم جیسی مستند ترین کتب حدیث میں بعض معمولی چیز حدیثیں بھی ہیں، مثلاً جب جلد یا بدیر سارے اہل جنت جنت میں آجائیں گے تو خدا تجلی فرمائے گا اور کہے گا: میں تم سے خوش ہوں! اگر کسی مزید نعمت کی ضرورت یا خواہش ہو تو بتاؤ کہ وہ بھی تم کو دوں، لوگ حیران ہوں گے کہ کیا مانگیں، کیونکہ انھیں وہ جنت مل چکی ہوگی جس میں حسب خواہ ہر چیز فوراً مل جاتی ہے، (لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ، قرآن ۴۱/۳۱)، اس پر خدا خود ہی ایک نئی نعمت عطا فرمائیگا اور اپنے رخ انور سے حجاب اور ردائے کبریائی کو ہٹالے گا، اور لوگوں کو خدا کی رؤیت و زیارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہوگی' اور اس نظارے میں لوگ ایسے محو ہو جائیں گے کہ جنت بھی اس کے سامنے ہیچ ہوگی، یہ بیان کرنے کے بعد رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ قرآنی آیت ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ (اچھے کام کرنے والوں کو بہت اچھی چیز بھی ملے گی اور ایک زائد چیز بھی) میں لفظ "زِیَادَۃٌ" میں اسی تجلی اور رویت باری کی طرف اشارہ ہے، اب جدید عیسائی خود ہی مقابلہ کر لیں کہ قدیم اور غیر تبدیل پذیر اسلامی عقائد کی جنت کیا ہے' اور خود عیسائیوں کے ہاں کے آئے دن بدلنے والے تصورات کو کیا قیمت دینی چاہیے، (حمید اللہ)]

(ص ۱۲۵۳، س ۷): "خدا نے (حضرت) محمدؐ کو وہ ملک بتا دیئے جو آپ کے ہاتھوں فتح ہونے والے تھے" — مماثل چیز (حضرت) مسیحؑ کو صحرا میں پیش آئی: شیطان نے آپ کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر سے دنیا کی ساری بادشاہتیں دکھائیں تاکہ آپ کو ورغلا سکے [متی، باب ۴ (حمید اللہ)] لیکن خدا کی قوت شیطان کی قوت سے کہیں زیادہ ہے، [اسے "مماثل چیز" کہنا صحیح نہیں، (حمید اللہ)] (حضرت) موسیٰ کو بھی نیبو NEBO کی چوٹی پر سے خدا نے وہ سارے ملک دکھائے تھے جو جلعد GILEAD سے دان DAN تک پائے جاتے تھے [دیکھو تثنیہ ۳۴ (حمید اللہ)]

(ص ۱۶۲۹: س ۳) "قسطنطین کے بعد سے چھٹا شہنشاہ". اغلباً اس سے مراد تیودوس اعظم THEODOSE THE REAT کا اعلان ہے، جس میں "جھوٹے خداؤں" کی عبادت سے منع کر کے اس کی خلاف ورزی پر سزائے موت مقرر کی گئی تھی، اور اس [بت پرستی] کو سارے شہروں اور آبادی کے بڑے مرکزوں سے خارج کر دیا گیا تھا؛ اور جو لوگ پرانے دین پر جمے رہے وہ گڑھیوں اور دیہات میں جا پناہ گزین ہوئے، اور وہاں مخفی طور پر اپنے دین پر عمل پیرا رہے اس تاریخ سے، اس بنا پر کہ ان لوگوں کو دیہات پر اکتفا کرنے پر مجبور ہونا پڑا تھا، ان لوگوں کو عیسائیوں نے PAGANI (دیہاتی) کے نام سے منسوب کیا، یہی لفظ انگریزی میں PAGAN بنا، اور فرانسیسی میں PAIEN (جس کے معنی بے دین کافر کے ہوتے ہیں)، قسطنطین نے بھی بے دین لوگوں (PAGANS) کے خلاف ایک فرمان صادر کیا تھا، لیکن یہ دونوں مثالی شہنشاہ اپنے فرمانوں کے صدور کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہے، اور ان کے احکام کی محض جزئی تعمیل ہونے لگی، البتہ بے دین لوگوں کو تیودوس کے جانشینوں کے زمانے میں قسم قسم کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں ؛

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ